كتابُ الكُلّيات

لابی الولید محمّد ابنِ رُشد

پروگریسو بُکس

۴۰-بی اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر: پروگریسو بکس لاہور

تاریخ اشاعت: ۱۹۸۳ء

مطبع: افتخار افضال پرنٹرز۔ لاہور

قیمت: ۳۵ روپے پیپر بیک - ۴۲ روپے مجلد سنہری ڈائی دار

Marfat.com

پیش لفظ

طبِ یونانی کی قدیم نادر و نایاب کتب کی فراہمی، اُن کی اشاعت اور ان کے تراجم، کونسل کے ترجیحی پروگراموں میں شامل ہیں۔ کونسل کے لٹریری ریسرچ یونٹ ان ہی مقاصد کے تحت کام کر رہے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب بارہویں صدی عیسوی کے عظیم فلسفی اور معالج ابوالولید محمد ابن رشد (۱۱۹۸ - ۱۱۲۶ء) کی فنِ طب پر عربی زبان میں ایک اہم کتاب "کتاب الکلیات" کا اُردو ترجمہ ہے۔ ابن رشد نے ارسطو کی فلسفہ اور معالجات پر مشتمل کتابوں کے عربی تراجم کا مطالعہ کیا تھا۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف کیں جس میں ارجوزہ ابن سینا اور جالینوس کے بعض رسائل کی شرح بھی شامل ہے۔ ابن رشد کی شہرت ایک فلسفی کی حیثیت سے زیادہ ہوئی۔ ان کی کتاب "کتاب الکلیات" میں بھی فلسفہ کا رنگ نظر آتا ہے۔

"کتاب الکلیات" اس سے پہلے ہندوستان میں کہیں شائع نہیں ہوئی۔ البتہ پندرہویں اور سولھویں صدی عیسوی میں یورپ میں لاطینی اور عبرانی زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہوئے ہیں۔ اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ کی لائبریری میں اس کا ایک فوٹو اسٹیٹ نسخہ (شائع شدہ اسپین ۱۹۳۹ء) موجود تھا جسے حاصل کر کے پہلے خطِ نستعلیق میں نقل کیا گیا (کیونکہ یہ نسخہ قدیم اور نامانوس عربی رسم الخط میں ہے اور فوٹو کاپی ہونے کی وجہ سے اسے پڑھنا بھی دُشوار ہے) پھر اس کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ کام لٹریری ریسرچ یونٹ میں جو کونسل کے تحت تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں قائم ہے جناب حکیم شکیل احمد شمسی صاحب کی زیرِ نگرانی انجام پایا۔

قدیم کتاب ہونے کے علاوہ اس کی اہمیت یوں بھی ہے کہ یہ طب کے موضوع پر ایک خاص انداز کی کتاب ہے۔ جس میں طب کے تمام موضو[illegible]ل کے اصولِ کلیہ بیان کر دیے گئے ہیں۔ علی گڑھ

Marfat.com

طبیہ کالج لائبریری کا یہ فوٹو اسٹیٹ نسخہ اس کے کاتب عیسیٰ ابن احمد بن محمد کی تحریر کے مطابق ابن رشد کے اصل نسخہ سے مقابلہ کیا ہوا ہے۔ جس سے اس کی خصوصی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

"کتاب الکلیات" ابن رشد میں جگہ جگہ ابن زہر اور ان کی تصنیف "التیسیر" کے حوالے ملتے ہیں۔ ابن زہر، ابن رشد کے ہم عصر طبیب تھے اور ان کا شمار بھی اس دور کے صف اول کے اطباء میں ہوتا ہے۔ معالجات پر اُن کی معروف تصنیف "کتاب التیسیر" کے ترجمہ کی اشاعت بھی کونسل کے مستقبل قریب کے پروگراموں میں شامل ہے۔

اُمید ہے فن طب سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو یہ کاوش پسند آئے گی۔

حکیم محمد عبدالرزاق

ڈائرکٹر

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ	
مقدمہ مصنف	۱
کتاب التشریح الاعضاء	۵
کتاب الصحت	۳۰
کتاب المرض	۸۰
کتاب العلامات	۱۴۵
کتاب الادویہ والاغذیہ	۲۱۲
کتاب حفظ الصحت	۲۴۲
کتاب شفاء الامراض	۲۷۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس تالیف کا مقصد یہ ہے کہ فنِ طب کے ضروری مضامین ایجاز و اختصار کے ساتھ اس طرح جمع کر دیے جائیں جو اس فن کے ہر اس طالب کے لیے ایک شاہراہ بن جائے جو اس فن کے شعبوں کی تکمیل کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم ان نظریات کو پیش کرنے کی کوشش کریں گے جو سچائی اور حقیقت کے مطابق ہوں گے۔

فنِ طب ایسے مسلم الثبوت اصول کی عملی واقفیت کا نام ہے جو جسمِ انسانی کی صحت کی بقاء اور بیماری کے ازالہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس مقصد کو زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک ہر ہر بدن میں ملحوظ رکھا جاتا ہے، کیونکہ اس فن کی غرض و غایت یہ نہیں ہے کہ نتائج سو فیصد صحیح ہوں، بلکہ یہ فن ضروری تدابیر، ضروری مقدار میں وقت کے مطابق مہیا کرتا ہے، اور پھر نتیجہ کا انتظار کیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے جہاز رانی یا سپہ گری کے فنون میں۔ (تدابیر بروئے عمل لانا اور نتائج کا انتظار کرنا)

چونکہ تمام عملی فنون تین بنیادی امور پر مشتمل ہیں خواہ وہ اصحابِ فن کی رائے سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۔ موضوعات کا علم۔

۲۔ غایت یعنی مقصد کا علم۔

۳۔ ذرائع اور آلات کا علم، جن سے حصولِ مقاصد ممکن ہو سکے۔

اس لیے فنِ طب بھی لازمی طور پر اولاً تین قسموں میں منقسم ہے۔

پہلی قسم: موضوعات میں ان اعضائے بسیطہ و مرکبہ کا بیان ہے جن سے مل کر بدنِ انسان بنتا ہے۔

دوسری قسم: فنِ طب کی غایت حفظانِ صحت اور ازالۂ مرض ہے، اسی بنا پر اس کی دو

Marfat.com

قسمیں کی گئی ہیں۔

(الف) صحت کی تعریف اور وہ تمام اسباب جن سے صحت کا قیام ہے، اور یہ اسباب چار ہیں۔

(۱) اسبابِ مادی (۲) اسبابِ صوری (۳) اسبابِ فاعلی (۴) اسبابِ غائی اور ان کے تعلقات۔

(ب) مرض کی تعریف اور اس کے تمام اسباب و متعلقات۔

تیسری قسم: چونکہ حفظانِ صحت اور ازالۂ مرض کے لیے صرف حالاتِ صحت اور حالاتِ مرض کا جاننا ہی کافی نہیں ہے اس لیے اس کی مزید دو قسمیں (جو آلات و ذرائع سے متعلق ہیں) کی گئی ہیں۔

(الف) تدابیر حفظانِ صحت۔

(ب) تدابیر ازالۂ مرض۔

صحت و مرض ابتداہی سے واضح نہیں ہوتے لہٰذا علاماتِ صحت اور علاماتِ مرض کا علم بھی ضروری ہے اس لیے علامات کی بحث بھی فنِ طب کا ایک جزء ہے۔

مذکورہ بالا تصریح کی روشنی میں فنِ طب کو سات بڑے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱. بدنِ انسانی کے اعضائے بسیطہ و مرکبہ کا بیان۔
۲. صحت کی تعریف اور اس کے اقسام و متعلقات۔
۳. مرض کی تعریف اور اس کے اقسام و عوارضات۔
۴. علاماتِ صحت و علاماتِ مرض۔
۵. دوائیں اور غذائیں یعنی صحت و مرض کے ذرائع۔
۶. تدابیر حفظانِ صحت۔
۷. ازالۂ مرض پر عمومی بحث۔

پیشِ نظر تصنیف میں مذکورہ ساتوں عنوانات بالترتیب بیان کیے جائیں گے، کیونکہ فنِ طب کی بنیادی تقسیم یہی ہے۔ چونکہ تمام علوم کے لیے کچھ تسلیم شدہ موضوعات و مبادیات ہوتے ہیں، خواہ یہ مبادیات بذاتِ خود واضح ہوں یا کسی دوسرے فن سے اس کو سمجھا جائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم پہلے ان تسلیم شدہ مبادیات کا علم حاصل کریں جو بیشتر فنِ طب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کتاب کے مذکورہ ساتوں عنوانات بالترتیب بیان کیے جائیں گے۔

اس فن کا ایک حصہ نظری ہے جسے ہم علم طبیعی کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ عملی ہے جس میں

Marfat.com

طب عملی اور فن تشریح شامل ہیں۔

علم طبیعی سے ہمیں زیادہ تر اسباب صحت و مرض خصوصاً اسباب مادی مثلاً عناصر وغیرہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ طب عملی کے ذریعہ اکثر دواؤں کے قویٰ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ دواؤں کے قویٰ و افعال جاننے کے لیے محض قیاس ناکافی ہے، بلکہ اس کے لیے ماہرین فن کے تجربات ہی مشعل راہ بن سکتے ہیں۔ باقی رہا فن تشریح تو اس کے موضوعات کے بیشتر اجزاء تسلیم شدہ ہیں، طبیب کے لیے بحیثیت طبیب فن تشریح کے مسلمہ مبادیات کا جاننا ممکن نہیں بلکہ طبیب کو اس سے واقفیت ایک دوسرے فن یعنی فن تشریح کے ماہر ہونے کی حیثیت سے ہوگی۔ ایسی حالت میں ایک طبیب کے لیے فن تشریح کے صرف مشہور مبادیات کا جاننا ضروری ہے، بالخصوص وہ مبادیات جن کے تمام اجزاء کا یقینی علم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا جیسا کہ دواؤں کے تجربہ میں حاصل ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ فن طب کے اس حصہ کا علم حاصل کرنے کے لیے بقراط نے انسانی عمر کو ناکافی قرار دیا ہے، لیکن ادویہ کے قیاسی علم کے سلسلہ میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ خود ہمارے زمانے میں فن تشریح پر جن بہت سے اعضاء کا مشاہدہ کیا گیا ہے ان کی معلومات کو حتمی نہیں کہا جا سکتا حالانکہ یہ فن اب ختم ہوتا جا رہا ہے۔

ماہر علم طبیعیات اور طبیب دونوں کا موضوع "جسم انسان" ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ ماہر علم طبیعی صحت و مرض پر ان کے موجودات طبیعی ہونے کے لحاظ سے بحث کرتا ہے، جبکہ طبیب کا مقصد حفظان صحت اور ازالۂ مرض ہے، اسی لیے طبیب کو اس فن کے اصول و کلیات کا علم حاصل کرنے کے بعد بھی ایک طویل مشق و تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے، عملی تجربہ کے بغیر مہارت کا حصول ناممکن ہے۔ اس فن کے جو اصول ضبط تحریر میں آچکے ہیں جب ان کا تجربہ کیا جاتا ہے تو ان کیفیات کا تحریر میں لانا مشکل ہے جو اس تجربہ کا نتیجہ ہوتی ہیں (یعنی مہارت ایک مخصوص کیفیت ہے) مسلسل تجربات کے بعد طبیب کو کچھ خاص اصول و مقدمات کا علم حاصل ہو جاتا ہے جن سے ان کو جسم انسانی پر تجربہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ان تمام عملی فنون کی طرح ہے جن میں غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ ارسطو عملی فنون میں مہارت کو "بالقوی" بتاتا ہے۔

طب کی تعریف اگر اس طرح کی جائے کہ یہ صحت و مرض اور ان کے متعلقات کا علم ہے تو یہ تعریف صحیح نہ ہوگی کیونکہ اس میں علم طبیعی بھی شامل ہو جائے گا، اور اس طرح طبیب و ماہر طبیعیات کا امتیاز باقی نہ ہوگا۔ اسی طرح بعض اطباء کا یہ کہنا بھی قابل توجہ نہیں ہے کہ بدن

Marfat.com

انسان میں ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جو نہ صحت ہے اور نہ مرض۔ اس لیے کہ فعل محسوس میں 'ضرر' اور 'لاضرر' کے درمیان کوئی درمیانی حالت نہیں ہے۔ البتہ درجات کم و بیش ہو سکتے ہیں۔ صحت و مرض دونوں اگر الگ الگ اعضاء اور الگ الگ زمانہ میں پائے جائیں تو کوئی درمیانی حالت نہیں بن سکتی جیسا کہ علم منطق کا اصول ہے۔

اس مقدمہ سے اس فن کی غرض وغایت، اجزاء اور طریقۂ بحث کا اندازہ کرانے کی کوشش کی گئی ہے، اب تمام ابواب بالترتیب بیان کیے جائیں گے۔

Marfat.com

کتاب التشریح الاعضاء

جسمِ انسانی میں اعضاء کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اعضائے متشابہۃ الاجزاء**[1] یہ وہ اعضاء ہیں جن کے جزء اور کل کا ایک ہی نام ہوتا ہے جیسے گوشت اور ہڈی، کیونکہ گوشت اور ہڈی کے جزء کو بھی گوشت اور ہڈی ہی کہا جائے گا۔

(۲) **اعضائے مرکبہ**[2] یہ وہ اعضاء ہیں جو مختلف اجزاء سے مل کر بنتے ہیں، جیسے ہاتھ جو کہ گوشت، عصب اور وتر وغیرہ سے مرکب ہے۔

اعضائے بسیطہ (متشابہۃ الاجزاء) مندرجہ ذیل ہیں:

۱. عظام، ۲. اعصاب، ۳. وتر، ۴. عروق، ۵. رباط، ۶. گوشت، ۷. چربی، ۸. جلد، ۹. غشاء، ۱۰. خون، ۱۱. بلغم، ۱۲. مرۂ سوداء، ۱۳. مرۂ صفراء، ۱۴. روح[3]۔ (روح ان بخارات کو کہا جاتا ہے جو قلب و دماغ میں پائے جاتے ہیں)

پہلے اعضائے بسیطہ اور اس کے بعد اعضائے مرکبہ بیان کیے جائیں گے۔

---

[1] اعضائے متشابہۃ الاجزاء کو اعضائے بسیطہ اور اعضائے مفردہ بھی کہا جاتا ہے۔

[2] اعضائے مرکبہ کو اعضائے آلیہ بھی کہا جاتا ہے۔

[3] مصنف کے نزدیک عضو وہ ہے جو بدن کا حصہ ہو خواہ ٹھوس اور منجمد ہو یا سیال۔ اسی بنا پر مصنف نے اخلاط و ارواح کو بھی اعضاء میں شمار کیا ہے جبکہ عرفِ عام میں بدن کے ٹھوس اور منجمد حصہ کو ہی عضو کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

عظام (ہڈیاں)

سر:۔ دانتوں کو چھوڑ کر سر میں تیئس ہڈیاں ہیں۔

کھوپڑی:۔ اس میں چھ ہڈیاں ہوتی ہیں۔ کھوپڑی پر ان ہڈیوں کے بیرونی جوڑوں کو 'شئون' کہتے ہیں۔

اوپر کا جبڑا:۔ اس میں چودہ ہڈیاں ہوتی ہیں۔ رخساروں اور کانوں کی ہڈیاں بھی اسی میں شامل ہیں۔

نیچے کا جبڑا:۔ اس میں دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔

وند:۔ یہ ایک ہڈی ہے اور کھوپڑی کے نیچے و پیچھے کی جانب کھوپڑی اور بالائی جبڑے کے درمیان میں ہوتی ہے۔

یہ تمام ہڈیاں آپس میں دندانے دار جوڑ کے ذریعہ ملی ہوئی ہوتی ہیں البتہ نچلے جبڑے کی دونوں ہڈیاں سادہ جوڑ کے ذریعہ ملی ہوتی ہیں۔

دانت: دونوں جبڑوں میں سولہ سولہ دانت ہیں، جن میں دو ثنایا، دو رباعی، دو انیاب اور دائیں بائیں پانچ پانچ داڑھیں ہوتی ہیں۔ بعض اشخاص میں داڑھوں کی تعداد کم بھی ہوتی ہے، یعنی پانچ پانچ کے بجائے چار چار داڑھیں بھی ہوتی ہیں۔ بالائی جبڑے کی ہر داڑھ میں صرف دو ہی جڑیں ہوتی ہیں۔ باقی تمام دانتوں میں ایک ایک جڑ ہوتی ہے —— اس طرح پورے سر کی ہڈیوں کی مجموعی تعداد پچپن ہوتی ہے۔

فقرات: سر کے پیچھے کی جانب بڑے سوراخ سے گردن کے مہرے (فقراتِ عنق) شروع ہوتے ہیں۔ جن کی تعداد سات ہے۔ ان مہروں میں دونوں جانب سوراخ ہوتے ہیں۔ یہ مہرے پشت کے مہروں سے ملتے ہیں، جن کی تعداد سترہ ہے جس میں بارہ سینہ کے مہرے ہیں، ان مہروں پر سینہ کی حد ختم ہوتی ہے، پانچ کمر کے مہرے ہیں، اس طرح دماغ سے سرین تک مہروں کی مجموعی تعداد چوبیس ہے۔ بعض اشخاص میں ایک مہرہ کم یا زیادہ بھی ہوتا ہے، لیکن ایسا کم دیکھا گیا ہے۔

کمر کے مہروں کے اختتام پر عظم عجز (سرین کی ہڈی) ملتی ہے جو مہروں کی شکل کی تین ہڈیوں کا مجموعہ ہے۔ نیچے کی جانب اس ہڈی سے عظمِ عصعص (دمچی کی ہڈی) ملی ہوئی ہے، یہ بھی تین چھوٹی چھوٹی ہڈیوں کا مجموعہ ہے جن میں تیسری (نیچے کی طرف آخری) ہڈی ہی دراصل عصعص ہے، یہ ہڈی سے مشابہت

Marfat.com

رکھنے والی ایک کڑی ہے، گردن کے دو ابتدائی مہروں کے علاوہ ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہروں کا جوڑ منفصل ہے۔ گردن کے پہلے مہرے کا جوڑ اس طرح بنتا ہے کہ عظمِ قحف (چندیا کی ہڈی) سے دو زائدے نکل کر اس مہرے کے دو گڑھوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عظمِ عجز (سرین کی ہڈی) دونوں جانب دونوں طرف کی عظمِ خاصرۃ (کولھے کی ہڈی) سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس عظمِ خاصرۃ میں حق الورک ہوتا ہے جس میں عظمِ فخذ (ران کی ہڈی) کا سر "رمانہ" داخل رہتا ہے۔ یہ تمام ہڈیاں پیچھے کی جانب کی ہیں۔

سامنے کی جانب گردن سے نیچے کی ہڈیاں درج ذیل ہیں:

۱۔ ہنسلی کی دو ہڈیاں۔
۲۔ شانے کی دو ہڈیاں۔
۳۔ سینہ کی ہڈیاں۔
۴۔ ہاتھ کی ہڈیاں۔
۵۔ پیڑو کی ہڈیاں۔
۶۔ پیر کی ہڈیاں۔

ہنسلی کی ہڈی (عظمِ ترقوۃ) یہ ہڈی باہر کی جانب اُبھری ہوئی اور اندر کی جانب گہری ہوتی ہے۔ اس کا ایک سرا کاندھے اور عظم العضد (بازو کی ہڈی) کے سرے اور دوسرا سینہ کے بالائی جانب نقرہ حلق (حلق کے گڑھے) کے پاس ملتا ہے۔

شانے کی ہڈی (عظم الکتف) پُشت کی جانب ایک چوڑی ہڈی ہے جس کا سرا غضروفی ہوتا ہے جہاں پر یہ ہڈی ترقوۃ سے ملتی ہے وہ حصہ گولائی لیے ہوتا ہے۔ اس میں ایک گڑھا ہوتا ہے جس میں عظم العضد کا سر داخل رہتا ہے۔

سینہ کی ہڈیاں (عظام الصدر)

عظمِ قص:۔ یہ سات ہڈیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا نچلا کنارا غضروفی ہوتا ہے۔

پسلیاں:۔ دونوں جانب بارہ بارہ ہوتی ہیں جن کی شکل محدب ہوتی ہے۔ درمیانی پسلیاں زیادہ لمبی ہوتی ہیں، ان میں سے سات پسلیاں پیچھے کی جانب پُشت کے مہروں سے اور سامنے کی جانب اپنے غضروفی سروں کے ذریعہ عظامِ قص سے ملتی ہیں۔ باقی پانچ پسلیاں عظمِ قص سے

Marfat.com

بغیر ملے ختم ہو جاتی ہیں، ان کا نام "ضلوع الخلف" ہے۔ چنانچہ دبانے سے یہ پسلیاں دب جاتی ہیں (جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ پسلیاں مکمل نہیں ہیں)۔

عظم القص کے نیچے شکم میں اور کوئی ہڈی نہیں ہے البتہ شکم کے نیچے پیڑو کی ہڈی ہوتی ہے۔

ہاتھ کی ہڈیاں

یہ تیس ہوتی ہیں۔

عظم العضد:۔ ایک ہوتی ہے اور بیرونی جانب محدب اور اندرونی جانب مقعر ہوتی ہے۔ اس کا سر نقرہ کتف میں داخل رہتا ہے اور زیریں سرا کہنی پر ختم ہوتا ہے جس کی شکل گراری سے مشابہ ہے اور اس میں زند اعلیٰ کا سر داخل ہوتا ہے۔

عظم زند (کلائی کی ہڈی):۔ یہ دو ہوتی ہیں۔ جن کی لمبائی کہنی سے گٹے تک ہے۔ ان میں ایک چھوٹی ہے جو "زند اعلیٰ" کہلاتی ہے۔ دوسری نسبتاً بڑی ہے جو زند اسفل کہلاتی ہے۔ ان دونوں ہڈیوں کے نچلے کناروں پر زائدے (ابھار) ہوتے ہیں، جن سے گٹے کا جوڑ بنتا ہے۔

عظام رسغ (پہنچے کی ہڈی):۔ یہ آٹھ ہڈیاں ہیں۔ جو بالترتیب دو قطاروں میں رکھی ہوتی ہیں جن سے مل کر "پہنچہ" بنتا ہے۔ یہ ٹھوس ہڈیاں ہیں۔ ان میں مغز نہیں ہوتا۔ ان ہڈیوں کی شکل تقریباً گول اور کچھ اٹھی ہوئی ہوتی ہے، ان سب کے ملنے سے پہنچے کی مناسب شکل بن جاتی ہے۔

عظام مشط (ہتھیلی کی ہڈیاں):۔ یہ چار ہیں، جن سے پنجہ بنتا ہے۔ ان کی جڑیں مضبوط رباطات کے ذریعہ پہنچے کی ہڈیوں سے ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

عظام اصابع (انگلیوں کی ہڈیاں):۔ یہ پندرہ ہیں اور ہر انگلی میں تین تین ہوتی ہیں جو ایک دوسرے سے ملی ہوتی ہیں۔ ان کو "سلامیات" کہتے ہیں۔ سلامیات عظام مشط کے ساتھ مل کر مضبوط جوڑ بناتی ہیں۔ انگوٹھے کا پہلا سلامیہ زند اعلیٰ کے زیریں کنارے سے مل کر ایک نسبتاً چوڑا اور لوچ دار جوڑ بناتا ہے۔

پیر کی ہڈیاں

ان کی تعداد انتیس ہے۔

عظم الفخذ:۔ یہ ایک ہے۔ بیرونی جانب ابھری ہوئی اور اندرونی جانب گہری۔ اس کا سر

Marfat.com

گول ہے جسے "رمانۃ الفخذ" کہتے ہیں، نیچے کی جانب اس کا سرا پنڈلی کی دو ہڈیوں میں سے بڑی ہڈی کے نقرہ (گڑھے) میں داخل ہوتا ہے۔

پنڈلی کی ہڈیاں | یہ دو ہیں جن کی لمبائی گھٹنے تک ہوتی ہے۔ ان میں بڑی "زند اسفل" اور چھوٹی "زند اعلیٰ" کہلاتی ہے۔ ان دونوں ہڈیوں کے زیریں سرے ٹخنے کے قریب مل جاتے ہیں۔ اس طرح پیر میں تین جوڑ ہوتے ہیں۔

(الف) پیچھے کی جانب جہاں عظم الفخذ کا سر عظم الورک میں داخل ہوتا ہے۔

(ب) گھٹنے کا جوڑ جہاں عظم الفخذ کا زیریں سرا زند اسفل کے نقرہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس جوڑ کو ایک گول غضروفی ہڈی ڈھکے ہوئے ہے جسے "عین الرکبۃ" کہتے ہیں۔

(ج) جہاں سامنے کی جانب سے "عظم زورقی" اور نیچے کی جانب سے "عظم عقب" ٹخنے سے ملتی ہے۔

عظام رسغ القدم | یہ عظم زورقی اور عظم عقب سے ملی ہوئی تین ہڈیاں ہیں جو پیر کے گٹے کو مناسب شکل دیتی ہیں۔

عظام مشط قدم | یہ پانچ ہڈیاں ہیں جو پیر کے گٹے کی ہڈیوں سے ملی ہوتی ہیں۔

سلامیات | ہر انگلی میں ان ہڈیوں کی تعداد تین ہوتی ہے سوائے انگوٹھے کے۔ اس میں صرف دو ہوتی ہیں۔

جالینوس کے قول کے مطابق بدنِ انسانی میں ہڈیوں کی مجموعی تعداد ۲۴۸ ہے۔ اس میں سمسانیہ (وہ چھوٹی چھوٹی ہڈیاں جو مفاصل کے خلاء کو پُر کرتی ہیں) وعظم حنجرہ اور ایک وہ غضروفی ہڈی جسے بعض مشرحین قلب میں بتاتے ہیں، شامل نہیں ہیں۔

یہاں مفاصل کی شکلیں بیان کرنے سے احتراز کیا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کے مباحث سے مفاصل کی حقیقی شکلیں متصور نہیں ہوتیں۔

عروق

عروق کی دو قسمیں ہیں۔

Marfat.com

۱- ضوارب (شرایین)

۲- غیر ضوارب (اوردہ)

عروقِ ضوارب

یہ دو پرتوں سے مل کر بنی ہیں۔ دونوں پرتوں کے اجزاء ایک جیسے ہیں۔ اندرونی پرت کے ریشے چوڑائی میں ہیں۔ یہ پرت نسبتاً سخت ہے، بیرونی پرت کے ریشے لمبائی میں ہوتے ہیں۔

شرایین قلب سے نکلتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ قلب کے بائیں جوف سے دو شریانیں نکلتی ہیں۔ ایک چھوٹی ہے جس میں ایک ہی پرت ہوتی ہے۔ یہ پرت جسمِ انسانی کی تمام شرایین کی پرتوں کے مقابلہ میں باریک ترین ہے۔ یہ شریان پھیپھڑے میں داخل ہو کر شاخ در شاخ منقسم ہو جاتی ہے۔

دوسری شریان زیادہ بڑی ہوتی ہے جس کو اَبہَر (اورطی) کہتے ہیں۔ شریان ابہر کی جڑ سے دو شریانیں نکلتی ہیں، ایک جو چھوٹی ہے قلب کے دائیں جوف کی طرف چلی جاتی ہے اور دوسری قلب کے چاروں طرف گھوم کر عضلاتِ قلب میں داخل ہوتی ہے اور وہاں شاخ در شاخ ہو کر پھیل جاتی ہے۔ مذکورہ دو شاخوں کے بعد ابہر کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ایک جسم کے زیریں اعضاء کی طرف اور دوسری بالائی اعضاء کی طرف چلی جاتی ہے۔

بالائی شاخ اوپر چڑھتے وقت بالائی شاخ کی ایک ایک شاخ دونوں جانب چلی جاتی ہے اور اپنے متعلقہ اعضاء میں پہنچ جاتی ہے یہاں تک کہ بغل میں پہنچ کر اس میں سے ایک اور شاخ نکلتی ہے جو ورید ابطی کے ساتھ ساتھ ہاتھ تک چلی جاتی ہے۔ بغل میں اس کی اور بہت سی شاخیں ہو جاتی ہیں جن کی کچھ چھوٹی چھوٹی شاخیں بازو کے سفلی اور گہرائی والے عضلات میں چلی جاتی ہیں، کہنی تک یہ شریان گہرائی میں رہتی ہے، اس کے بعد کچھ اوپر آجاتی ہے۔ اکثر جسموں میں اس مقام پر اس کی حرکت محسوس ہوتی ہے۔ یہ کہنی سے کچھ نیچے تک ورید ابطی کے نیچے اس سے ملی ہوئی چلتی ہے اس کے بعد پھر گہرائی میں چلی جاتی ہے یہاں اس کی بہت سی باریک باریک شاخیں کلائی کے عضلات میں پھیل جاتی ہیں۔ کچھ اور آگے پہنچ کر پھر اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ایک عظم زند اعلیٰ کے اوپر سے گزرتی ہوئی پہنچے تک جاتی ہے جسے چھو کر نبض دیکھی جاتی ہے۔ دوسری شاخ جو چھوٹی ہے زند اسفل کے اوپر سے گزرتی ہوئی پہنچے تک جاتی ہے۔ یہ دونوں شاخیں ہتھیلی میں پھیل جاتی ہیں۔ کبھی کبھی ان دونوں کی حرکتیں ہتھیلی کی پشت پر محسوس ہوتی ہیں۔ بالائی

Marfat.com

شاخ جب لبہ (ہنسلی کی دونوں ہڈیوں کے ملنے کی جگہ) تک پہنچتی ہے تو اس کی مزید دو شاخیں ہوجاتی ہیں۔ ان دونوں شاخوں میں سے ایک شاخ ودج غائرہ (گردن کی گہری ورید) سے کچھ آگے بڑھ جاتی ہے، اور اوپر چڑھتی ہوئی کھوپڑی کے اندر داخل ہوجاتی ہے۔ یہ شریان جن راستوں سے گزرتی ہے وہاں کے اندرونی اعضاء کے لیے مختلف شاخیں چھوڑتی چلی جاتی ہے۔ کھوپڑی میں داخل ہونے کے بعد اس شریان کی بہت سی شاخیں ہوجاتی ہیں جو ایک جال کے مانند دماغ کے نیچے بچھی رہتی ہیں، اصطلاحاً اسے "شبکہ" کہتے ہیں۔ یہ جال پھر دو شریانوں کی شکل میں جمع ہوکر گہرائی میں چلا جاتا ہے، اور جال بننے سے قبل کی حالت لوٹ آتی ہے، یہ دونوں دماغ میں داخل ہوکر بہت سی شاخوں میں تقسیم ہوجاتی ہیں۔ دوسری شاخ جو چھوٹی ہے اوپر چڑھ کر چہرے اور سر کے سطحی حصّوں میں پھیل جاتی ہے، اس کی حرکت کان کے پیچھے اور کنپٹی میں محسوس ہوتی ہے۔ وداجین کے قریب محسوس ہونے والی حرکت دراصل بڑی شاخ کی حرکت ہے جو ودج غائرہ سے کچھ آگے بڑھ جاتی ہے (جس کا بیان اوپر کیا جاچکا ہے) مذکورہ دونوں شریانیں "شریان سباتی" کے نام سے مشہور ہیں۔

زیریں شاخ قلب سے نکل کر جسم کے زیریں حصّوں کی طرف آنے والی شاخ پُشت کے مہروں کے اوپر سے گزر کر نیچے آتی ہے، ہر مہرے کے قریب اس سے دو شاخیں دائیں و بائیں نکلتی ہیں اور متعلقہ اعضاء میں چلی جاتی ہیں۔ سب سے پہلی شاخ پھیپھڑے میں جاتی ہے پھر کچھ شاخیں پسلیوں کے درمیانی عضلات میں چلی جاتی ہیں، دو شاخیں حجاب حاجز میں آتی ہیں۔ کچھ شاخیں معدہ، جگر، طحال، ثرب، امعاء، گردے، رحم، فوطے، مثانہ اور قضیب میں چلی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور شاخیں بھی نکلتی ہیں جو ان مقامات کے بیرونی عضلات میں جاتی ہیں۔ آخری مہرہ تک پہنچ کر اس شریان کی دو شاخیں ہوجاتی ہیں۔ ایک ایک شاخ دونوں پیروں میں چلی جاتی ہے، پیروں میں اس کی شاخیں وریدوں کی مانند ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ شریانیں گہرائی میں ہوتی ہیں، ان کی حرکت کُنج ران ٹخنے کے نیچے ایڑی میں اور وتر عظیم کے قریب دونوں پیروں کی سطح پر محسوس ہوتی ہے۔

عروق غیر ضوارب (وریدیں)

وریدوں میں ایک پرت ہوتی ہے۔ وریدیں اس بڑی ورید کی شاخیں ہیں جو محدب جگر

Marfat.com

سے نکلتی ہے۔ جگر سے نکلتے ہی کچھ دور جا کر اس سے دو شاخیں نکلتی ہیں۔ پہلی شاخ جو بڑی ہے بدن کے زیریں حصّوں کی طرف چلی جاتی ہے، دوسری شاخ جسم کے بالائی حصّوں کی طرف جاتی ہے۔

بالائی شاخ حجاب حاجز کے پاس اس میں سے دو شاخیں نکل کر حجاب حاجز میں پھیل جاتی ہیں اور اس کے اندر نفوذ کر جاتی ہیں۔ اس کے بعد ان سے باریک باریک وریدیں نکل کر غشاء منصف الصدر، غلافِ قلب اور 'غدہ توشہ' میں پھیل جاتی ہیں۔ بالائی شاخ سے ایک اور بڑی شاخ نکل کر قلب کے داہنے اذن تک چلی جاتی ہے، یہاں یہ تین شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

(الف) سب سے بڑی شاخ قلب کے داہنے جوف میں داخل ہوتی ہے۔

(ب) قلب کے بیرونی سطح پر چاروں طرف گھوم کر پھیل جاتی ہے۔

(ج) تیسری شاخ سینہ کے زیریں حصّوں میں پہنچ کر وہاں کے اعضاء کو غذا پہنچاتی ہے۔

بڑی شاخ قلب سے آگے سیدھی اوپر کی جانب ہنسلی کی ہڈیوں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اس راستہ سے گزرتے ہوئے دونوں جانب اس سے چھوٹی چھوٹی بہت سی شاخیں نکلتی ہیں۔ چنانچہ کچھ شاخیں ان اندرونی اعضاء کے مقابل بیرونی عضلات میں چلی جاتی ہیں۔ بغل کے سامنے پہنچنے پر اس سے ایک بڑی شاخ نکلتی ہے جو بغل سے گزر کر ہاتھوں میں چلی جاتی ہے، اس کا نام باسلیق ہے —— نقرہ حلق کے پاس یہ دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے، ایک شاخ داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب چلی جاتی ہے۔ ان دونوں کی مزید دو دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ دونوں میں سے ایک شاخ شانے کے اوپر سے گزرتی ہوئی ہاتھ کے بیرونی جانب آجاتی ہے۔ اسے 'قیفال' کہتے ہیں۔ دوسری شاخ دونوں جانب مزید دو دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک شاخ گہرائی میں ہوتی ہے جو گردن میں اوپر چڑھتی ہوئی کھوپڑی میں چلی جاتی ہے۔ کھوپڑی میں داخل ہونے سے پہلے گردن میں اس کی بہت سی چھوٹی چھوٹی شاخیں ہو جاتی ہیں، جو گردن کے اندرونی اعضاء میں چلی جاتی ہیں، یہ شاخ "ودج غائر" کہلاتی ہے۔ دوسری شاخ باہر رہ کر اوپر کی جانب چڑھتی ہے اور شاخ در شاخ تقسیم ہو کر چہرہ، سر، آنکھوں اور ناک میں چلی جاتی ہے۔ یہ "ودج ظاہر" کہلاتی ہے۔

قیفال جب بازو سے گزرتی ہے تو بہت سی چھوٹی چھوٹی شاخیں اس میں سے نکل کر بازو میں پھیل جاتی ہیں۔ اسی طرح باسلیق سے بہت سی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل کر بازو کے اندرونی حصّوں میں پھیل

Marfat.com

جاتی ہیں۔ جب قیفال اور باسلیق کہنی کے جوڑ کے پاس پہنچتی ہیں تو ان میں کی ایک ایک شاخ نکل کر ایک دوسرے سے مل کر نیچے اُترتی ہیں اور کہنی پر پہنچ کر ان دونوں سے ایک ورید بن جاتی ہے جس کا نام "اکحل" ہے۔ قیفال کی دوسری شاخ کلائی کے بیرونی حصوں کی طرف بڑھتی ہوئی زند اعلیٰ پر آجاتی ہے۔ اسے "حبل الذراع" کہتے ہیں۔ ورید باسلیق کی شاخ جو نیچے ہوتی ہے وہ کلائی کے اندرونی جانب ہوتی ہوئی زند اسفل کے سرے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی ورید کی کچھ شاخوں سے مل کر "ورید اسیلم" بنتی ہے، جو خنصر و بنصر کے درمیان ہے۔

زیریں شاخ پُشت کے مہروں سے گزرتی ہوئی نیچے اُترتی ہے۔ سب سے پہلے اس کی کچھ شاخیں گُردوں کے پردوں اور جھلیوں، نیز ان کے قریبی اعضاء میں چلی جاتی ہیں۔ پھر اس سے دو بڑی شاخیں نکل کر دونوں فوطوں میں چلی جاتی ہیں، مزید برآں اس کی ایک ایک شاخ دونوں جانب ہر مہرہ کے نزدیک نکل کر قریبی اعضاء میں چلی جاتی ہے۔ مثلاً رحم اور مثانہ میں جو اندرونی اعضاء ہیں اور مراق شکم اور دونوں پہلوؤں میں جو بیرونی اعضاء ہیں۔

زیریں شاخ جب آخری مہرہ تک پہنچتی ہے تو دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے جس میں سے ایک شاخ داہنے پیر میں اور دوسری بائیں پیر میں چلی جاتی ہے۔ ہر پیر میں اس کی کچھ شاخیں نکل کر ران کے عضلات میں پھیلتی ہیں۔ بعض شاخیں گہرائی میں اور بعض بیرونی جانب رہتی ہیں یہاں تک کہ گھٹنے کے پاس پہنچ کر اس کی مزید تین شاخیں ہو جاتی ہیں۔ درمیانی شاخ سے کچھ شاخیں نکل کر پنڈلی کے اندرونی اور بیرونی تمام عضلات میں پھیل جاتی ہیں۔ ایک شاخ پنڈلی کے جانب سے گزرتی ہوئی اندرونی ٹخنہ کے قریب ظاہر ہوتی ہے اسے "ورید صافن" کہتے ہیں۔ آخری شاخ پنڈلی کے بیرونی جانب سے گزرتی ہوئی بیرونی ٹخنہ تک آجاتی ہے، جو ٹخنہ کے قریب نمایاں ہوتی ہے۔ اس کا نام "ورید عرق النساء" ہے۔ ورید صافن اور ورید عرق النساء پیروں میں پہنچ کر مختلف شاخوں میں تقسیم ہو کر پھیل جاتی ہیں، خنصر و بنصر کے نزدیک عرق النساء کی اور انگوٹھے کے نزدیک صافن کی شاخیں ہوتی ہیں۔

اعصاب

یہ دماغ اور حرام مغز سے نکلتے ہیں۔ دماغ اور حرام مغز ہی دراصل تمام اعصاب کا منبع ہیں۔ حرام مغز جو ایک غشاء سے ڈھکا ہوا ہے، مؤخر دماغ سے نکل کر عظم عصعص تک آتا ہے اس لیے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حرام مغز دماغ سے نکلتا ہے۔ ہر دو مہروں کے مقام اتصال پر حرام مغز سے اعصابی

Marfat.com

جوڑے نکلتے ہیں جن میں سے ایک دائیں اور دوسرا بائیں طرف چلا جاتا ہے یہاں تک کہ عصعص پر جاکر ختم ہو جاتا ہے جہاں سے ایک ہی عصب کا سرا نیچے کی طرف نکلتا ہے۔

دماغی اعصاب

دماغ سے اعصاب کے سات جوڑ نکلتے ہیں۔

پہلا جوڑا دماغ سے نکل کر آنکھوں میں آتا ہے، یہ دونوں اعصاب خول دار ہیں۔ اپنے مبداء سے کچھ دور جاکر دونوں کا راستہ ایک ہو جاتا ہے، یہ دونوں پھر الگ ہو جاتے ہیں لیکن کھوپڑی کے اندر ہی رہتے ہیں، اس کے بعد کھوپڑی سے باہر آکر ہر عصب اپنی جانب کی آنکھ میں چلا جاتا ہے۔

دوسرا جوڑا جس مقام سے پہلا جوڑا نکلا تھا اس سے ذرا پیچھے سے دوسرا جوڑا نکلتا ہے۔ ہر عصب ایک سوراخ کے ذریعہ جو آنکھ کے گڑھے میں ہے، باہر آتا ہے اور آنکھ کے عضلات میں پھیل جاتا ہے۔

تیسرا جوڑا یہ دوسرے جوڑے کے پیچھے سے نکلتا ہے جو بطن مقدم اور بطن ثانی کے ملنے کی جگہ ہے۔ شروع میں یہ چوتھے جوڑے سے ملتا ہے پھر اس سے الگ ہو کر چار شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ پہلی شاخ نیچے کی جانب حجاب حاجز سے گزر کر شکم میں آجاتی ہے، باقی میں سے کچھ شاخیں چہرہ، کان اور ناک میں پھیل جاتی ہیں، اور کچھ اپنے بعد والے جوڑے سے مل جاتی ہیں۔

چوتھا جوڑا یہ تیسرے جوڑے کے پیچھے سے شروع ہوتا ہے اور تالو میں پھیل جاتا ہے۔

پانچواں جوڑا اس کی بعض شاخیں کانوں اور بعض چہرے کے عضلات میں پھیل جاتی ہیں۔

چھٹا جوڑا اس کی بعض شاخیں حلق اور زبان میں جاتی ہیں اور کچھ شاخیں جگر کے قریبی عضلات میں چلی جاتی ہیں۔ گردن سے گزرتے ہوئے اس کی کچھ شاخیں حنجرہ کے عضلات میں جاتی ہیں۔ جب یہ عصب سینہ میں پہنچتا ہے تو اس میں سے کچھ اور شاخیں نکلتی ہیں جن میں سے کچھ پھر اوپر کی طرف لوٹ کر حنجرہ کے عضلات میں مل جاتی ہیں اور کچھ غلاف

Marfat.com

قلب، پھیپھڑہ، مری اور اس کے آس پاس پھیل جاتی ہیں۔ اس عصب کا باقی بڑا حصہ حجاب حاجز سے گزر کر نیچے آتا ہے، اور پھر اس کا بیشتر حصہ فم معدہ سے اور باقی غشاء کبد، طحال اور تمام احشاء سے مل جاتا ہے۔ اسی مقام پر اس کی کچھ شاخیں تیسرے جوڑے کی کچھ شاخوں سے بھی ملتی ہیں۔

ساتواں جوڑا | یہ جوڑا مبداء حرام مغز کے قریب مؤخر دماغ سے شروع ہوتا ہے اور زبان و حنجرہ کے عضلات میں پھیل جاتا ہے۔

نخاعی اعصاب

حرام مغز سے اعصاب کے ۳۱ جوڑے اور ایک تنہا عصب نکلتا ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ گردن کے مہروں کے درمیان سے ۸ جوڑے
۲۔ پشت کے مہروں سے ۱۲ جوڑے
۳۔ کمر کے مہروں سے ۵ جوڑے
۴۔ عظم عجز سے ۲ جوڑے
۵۔ عظم عصعص سے ۲ جوڑے
۶۔ عظم عصعص کے وسطی کنارے سے ایک عصب

پہلا جوڑا | گردن کے پہلے مہرہ کے سوراخ سے نکلتا ہے اور اوپر چڑھ کر سر کے عضلات میں پھیل جاتا ہے۔

دوسرا جوڑا | گردن کے پہلے اور دوسرے مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اس کے ہر عصب کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ایک شاخ جنبذۃ راس (سر کے پیچھے کی بلندی) اور دوسری گردن اور شانے کے عضلات میں جاتی ہے۔

تیسرا جوڑا | یہ جوڑا گردن کے دوسرے اور تیسرے مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے، اس کے ہر عصب کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ایک شاخ رخسارہ کے عضلات میں اور دوسری شانوں کے درمیانی عضلات میں چلی جاتی ہے۔

چوتھا جوڑا | گردن کے تیسرے اور چوتھے مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے، اس کے ہر عصب کی بھی دو شاخیں ہو جاتی ہیں، ایک پشت کے عضلات میں اور دوسری

Marfat.com

سامنے کی طرف رخسار اور اس کے اوپر کے عضلات میں چلی جاتی ہے۔

پانچواں جوڑا گردن کے چوتھے اور پانچویں مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اس کے ہر عصب کی کئی شاخیں ہو جاتی ہیں، کچھ حجاب حاجز میں، کچھ سر اور گردن کے بعض عضلات میں اور کچھ شانے کے عضلات میں چلی جاتی ہیں۔

چھٹا جوڑا گردن کے پانچویں اور چھٹے مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔

ساتواں جوڑا گردن کے چھٹے اور ساتویں مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔

آٹھواں جوڑا ساتویں اور آٹھویں مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اس جوڑے پر گردن کے مہرے پورے ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ جوڑوں کے اعصاب کی متعدد شاخیں ہو جاتی ہیں، جن میں کچھ سینہ، گردن اور پشت کے عضلات اور حجاب حاجز میں پھیلتی ہیں، لیکن آٹھویں جوڑے کے عصب کی کوئی شاخ حجاب حاجز میں نہیں جاتی۔ چھٹے جوڑے کی کچھ شاخیں بازو، کلائی اور شانے میں اور ان کے عضلات میں پھیل جاتی ہیں۔ ساتویں جوڑے کی کچھ شاخیں بازو کے عضلات میں اور کچھ اس کے علاوہ بازو کی جلد میں پھیلتی ہیں۔ آٹھویں جوڑے کی کچھ شاخیں کلائی کی جلد اور کچھ کلائی کے عضلات میں چلی جاتی ہیں۔

نواں جوڑا ریڑھ کی ہڈی کے آٹھویں اور نویں مہروں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ آٹھواں مہرہ پشت کا پہلا مہرہ ہے۔ اس کے ہر عصب کی کچھ شاخیں پسلیوں کے درمیانی عضلات میں، کچھ پشت کے عضلات میں، اور کچھ نیچے کی طرف آکر شانے میں پھیل جاتی ہیں۔

دسواں [illegible] یہ نویں اور دسویں مہرہ کے درمیان سے نکلتا ہے، اس کی ایک شاخ [illegible] کی طرف آکر پسلیوں اور سینہ کے متعلقہ عضلات میں پھیل جاتی ہے دوسری شاخ پشت اور [illegible] کے عضلات میں پھیل جاتی ہے۔ اعصاب کے نکلنے اور پھیلنے کا یہ سلسلہ انیسویں

۱؎ مصنف نے اس سے قبل مختصر طور پر پشت کے مہروں سے نکلنے والے اعصاب کے جوڑوں کی تعداد بارہ بتائی ہے

(جاری)

Marfat.com

جوڑے تک جاری رہتا ہے۔

بیسواں جوڑا یہ کمر کے مہروں (فقرات قطنی) سے نکلنے والا پہلا عصب ہے جو انیسویں اور بیسویں مہرے کے درمیان سے نکلتا ہے۔ کمر کے پانچویں مہرہ تک اسی طرح پانچ جوڑے نکلتے ہیں۔ ان میں سے بعض سامنے اگر عضلات شکم میں اور بعض کمر کے جانبی عضلات میں پھیل جاتے ہیں۔ ان پانچ جوڑوں میں اوپر کے تین جوڑوں سے دماغ سے آنے والی ایک عصب[1] ملتی ہے۔ باقی دو جوڑوں سے بڑی بڑی شاخیں پنڈلی کی طرف اتر کر پیر میں چلی جاتی ہیں۔

پچیسواں جوڑا یہ پہلا جوڑا ہے جو عظم عجز (سرین کی ہڈی) کے پہلے حصہ سے نکلتا ہے۔ اسی طرح دوسرا عظم عجز کے دوسرے حصہ سے اور تیسرا تیسرے حصہ سے نکلتا ہے۔ یہ سارے پشت کے زیریں حصہ کے بیرونی جانب مل جاتے ہیں۔ اور ان کی بہت سی شاخیں نیچے کی جانب دونوں پیروں میں چلی جاتی ہیں۔ عظم عصعص (دمچی کی ہڈی) سے نکلنے والے تینوں جوڑے اور ایک تنہا عصب، عضلات قضیب، عضلات مقعد، عضلات مثانہ اور ان کے آس پاس کے عضلات میں پھیل جاتے ہیں۔

رباطات

رباطات، ہڈی اور عصب کے درمیانی جوہر سے بنے ہیں (یعنی ان کا جوہر ہڈی سے نرم اور عصب سے سخت ہے) یہ جوڑ بنانے والی ہڈیوں کے سروں سے نکلتے ہیں۔

اوتار

یہ رباط اور عصب کے درمیان کی چیز ہے، ان کا مبدا اعصاب و رباطات ہیں۔

(صفحہ ۱۶ سے آگے)

(جو صحیح ہے) لیکن تفصیل میں پشت کے اعصاب کا سلسلہ انیسویں جوڑے [illegible] بیسویں جوڑے پر ختم ہونا چاہیے۔ اس طرح انخاعی اعصاب کے جوڑوں کی صحیح تعداد پوری نہیں ہو پاتی۔

[1] دماغی اعصاب کا چھٹا جوڑا۔ (کتاب العمدۃ فی الجراحۃ جلد اول صفحہ ۴۲)

Marfat.com

گوشت

گوشت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) جو عصب اور وتر سے مل کر بنا ہے، اسے عضلہ کہتے ہیں، جسم میں اس گوشت کی مقدار سب سے زیادہ ہے۔ اس کا تفصیلی تذکرہ اعضاء آلیہ میں کیا جائے گا۔ (۲) گوشت خالص اس میں ریشے زیادہ ہوتے ہیں۔ جسم میں اس کی مقدار سب سے کم ہے۔
(۳) لحم غددی۔

لحم مفرد	(گوشت خالص) ران میں، ریڑھ کی ہڈی کے اندرونی جانب اور دانتوں کے درمیان ہوتا ہے۔
لحم غددی	خصیوں، پستانوں، زبان کی جڑ، بغلوں کے نیچے، کنج ران، کانوں کے پیچھے اور گردن میں ہوتا ہے۔ اسی طرح کا گوشت آنتوں اور عروق کے چاروں طرف بھی ہوتا ہے۔

اغشیہ

غشائیں چونکہ اندرونی اعضاء مرکبہ کے ساتھ ساتھ ہوتی ہیں، اس لیے ان کا بیان اعضاء مرکبہ کے بیان کے ساتھ کیا جائے گا۔

اخلاط

جسم انسانی میں چار اخلاط پائے جاتے ہیں۔ ۱ خون ۲ بلغم ۳ مرۃ صفرا ۴ مرۃ سودا۔

اعضاء بسیطہ میں جلد، ناخون اور بال بھی شامل ہیں۔ جن کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

اعضاء [redacted] بھی شامل ہیں۔ ایک روح قلب میں اور ایک سر میں ہے۔
(روح حیوانی و [redacted] کسی روح کا وجود معلوم نہیں ہوتا۔[۱]

---

۱ نوٹ: مصنف نے روح کی دو ہی قسمیں بیان کی ہیں، اور روح طبیعی کے وجود کا انکار کیا ہے، لیکن جمہور اطباء تین ارواح کے قائل ہیں۔

Marfat.com

اعضاء بسیطہ کا حسب ضرورت تذکرہ کر دیا گیا ہے تاہم وسیع مطالعہ کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ اب ہم اعضاء آلیہ سے بحث کریں گے، سب سے پہلے عضلات کا بیان کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ اعضاء بسیطہ سے قریب تر ہیں۔

عضلات

عضلہ، سرخ گوشت، رباط، عصب اور غشاء سے مرکب ہے، غشاء سب سے اوپر ہوتی ہے۔ عضلہ رباطات کے ذریعے ہڈیوں سے بندھا ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب عصب، عضلہ کے بالائی کنارہ پر پہنچتا ہے تو اس کی شاخیں ہو کر عضلہ کے گوشت کے ریشوں میں مل جاتی ہیں۔ عضلہ کے نیچے کی ہڈی سے رباط نکلتا ہے جو عصب اور گوشت میں مل جاتا ہے۔ ان تمام اجزاء کے ملنے سے عضلہ بن جاتا ہے۔ عصب کی شاخیں جب عضلہ کے نیچے کی طرف آجاتی ہیں تو رباط سے اس طرح مل جاتی ہیں کہ ان کا کوئی حصہ گوشت سے نہیں ملتا، اس طرح "وتر" بن جاتا ہے۔ وتر آگے بڑھ کر عضلہ کے نیچے کی طرف والے عضو سے مل جاتا ہے۔ جالینوس کے قول کے مطابق بدن انسانی میں عضلات کی تعداد پانچ سو انتیس (۵۲۹) ہے۔

عضلات کی اقسام	عضلات، اپنی شکل، مقدار، وضع، وتر نکلنے کی کیفیت اور بناوٹ کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔
مقدار کے لحاظ سے	کچھ عضلات بڑے ہوتے ہیں اور کچھ چھوٹے۔ بڑے عضلات کی مثال ران کے عضلات، اور چھوٹے عضلات کی مثال آنکھ کے عضلات ہیں۔
شکل کے لحاظ سے	بعض عضلات تکونے ہیں، مثلاً سینہ کے عضلات، اور بعض عضلات گول ہیں، مثلاً مثانہ کے چاروں طرف کا عضلہ۔
بناوٹ کے لحاظ سے	بعض عضلات ایسے ہیں جن کے گوشت میں عصب نہیں ہے۔
وتر نکلنے کے لحاظ سے	بعض عضلات ایسے ہیں کہ دو عضلات سے ایک وتر نکلتا ہے، اور بعض ایسے ہیں کہ ہر عضلہ سے دو یا تین وتر نکلے

Marfat.com

ہیں۔ یہ کیفیت ضرورت کے مطابق ہوتی ہے۔

وضع کے اعتبار سے | بعض عضلات کی وضع عضو کے لحاظ سے بالکل سیدھی ہوتی ہے، جب کہ بعض عضلات ایسے نہیں ہوتے۔

ہر عضلہ کی تفصیل بیان کرنا طوالت کا باعث ہے، اور علاج بالغذا و علاج بالدوا کے فن میں یہ تفصیلات کچھ زیادہ مفید بھی نہیں ہیں۔ البتہ ان کی اہمیت فن جراحت میں زیادہ ہے۔ دوائی و غذائی علاج کے فن میں عضلات کی تفصیل سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ان عضلات کے بارے میں تفصیلی بیان ان کے منافع بیان کرتے وقت آئے گا، جو کتاب صحت میں بیان کیے جائیں گے۔

سر کی تشریح

سر کی طبیعی شکل گول ہے، جس کے دونوں جانب چپٹا پن ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے موم کے ایک گولے کو دونوں جانب سے دبا دیا جائے۔ سر کے اندر کئی جوف ہیں، جو ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں، ان کو بطون دماغ کہتے ہیں۔ ان میں دو بطن (بطون مقدم) دماغ کے سامنے کے حصہ میں، ایک بطن (بطن اوسط) درمیان میں، اور ایک (بطن مؤخر) پیچھے کی جانب ہوتا ہے۔ ان بطون کے ایک دوسرے سے ملنے کی جگہ پر مناسب شکل کے اجسام ہیں جو بطن کے ایک جانب کے راستہ کو بند کر دیتے ہیں، اور دوسرے بطن کی طرف جانے والے راستے کو کھول دیتے ہیں۔ دماغ کے دونوں بطن مقدم سے سر پستان کے مانند دو زائدے نکلتے ہیں جو عظم مصفاۃ تک پہنچتے ہیں (یہ ہڈی چھلنی کی طرح سوراخ دار ہے) اس ہڈی میں بہت سے ٹیڑھے سوراخ ہوتے ہیں۔ یہ ہڈی کھوپڑی میں ناک کے آخری سرے پر واقع ہے۔

دماغ میں دو غشائیں ہوتی ہیں ایک غشاء سخت اور موٹی ہے، اور دوسری رقیق۔ غشاء رقیق جسے "ام الراس" کہا جاتا ہے دماغ سے لگی رہتی ہے اور بہت سے مقامات نیز دماغی ساخت کے اندر تک ملی رہتی ہے۔ موٹی غشاء کھوپڑی سے ملی ہوتی ہے۔ اس سخت غشاء میں دو جگہوں پر بہت سے سوراخ ہوتے ہیں، ایک اس سوراخ کے نزدیک جو ناک کے آخری سرے یعنی 'مصفاۃ' پر ہے۔ دوسرے تالو کی ہڈی کے نزدیک۔ یہ ہڈی بھی سوراخ دار ہے۔ دماغ کے نیچے موٹی غشاء کے اوپر سر کی طرف جانے والی شرائین سے ایک عجیب قسم کا جال بن جاتا ہے۔

Marfat.com

حرام مغز

جس طرح کھوپڑی دماغ کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح حرام مغز ریڑھ کی ہڈی کے مہروں سے گھرا ہوا ہے، اس کو دو غشائیں گھیرے ہوئے ہیں، جو دماغ کی دونوں غشاؤں سے نکلتی ہیں۔ حرام مغز سے اعصاب بھی نکلتے ہیں۔

آنکھ کی تشریح

آنکھ، سات طبقات اور تین رطوبات سے مل کر بنی ہے۔ پہلا طبقہ کھوپڑی کے قریب ہے، یہ غشائی ہے۔ یہ دماغ کی موٹی غشاء سے نکلتا ہے۔ اس کا نام طبقہ صلبیہ ہے، پھر اس سے ملا ہوا باہر کی جانب، ایک دوسرا غشائی طبقہ ہے، یہ دماغ کی پتلی غشاء سے نکلتا ہے۔ اسے طبقہ مشیمہ کہتے ہیں۔ اس سے ملا ہوا ایک طبقہ جو جال کے مشابہ ہے، دماغی عصب (عصب مجوفہ) سے بنتا ہے۔ (یہ طبقہ شبکیہ ہے) اس طبقہ کے بیچ میں ایک سیال رطوبت ہے، جسے رطوبت زجاجیہ کہتے ہیں۔ اس رطوبت کے بیچ میں کسی قدر چپٹی گول شکل میں اور اولے کی طرح ایک شفاف رطوبت ہے، اسے رطوبت جلیدیہ کہتے ہیں۔ اس کا نصف حصہ رطوبت زجاجیہ میں ڈوبا ہوا ہے، اور آدھا حصہ جو باہر ہے وہ ایک شفاف، مکڑی کے جالے کے مشابہ طبقہ سے ملا ہوا ہے۔ یہ طبقہ عنکبوتیہ ہے۔ پھر اوپر کی جانب اس طبقہ سے ملی ہوئی ایک سفید رطوبت ہے، جس کا رنگ انڈے کی سفیدی کی مانند ہے، یہ رطوبت بیضیہ کہلاتی ہے۔ اس رطوبت کے اوپر بیرونی جانب ایک پتلی غشاء ہے جو اندرونی جانب یعنی رطوبت بیضیہ کی طرف روئیں دار اور بیرونی جانب سے چکنی ہے۔ اس غشاء کا رنگ مختلف اشخاص میں مختلف ہوتا ہے، بعض لوگوں میں یہ بہت زیادہ سیاہ اور بعض میں کم سیاہ ہوتا ہے، کچھ لوگوں میں اس کا رنگ نیلا ہوتا ہے۔ اس غشاء کے بیچ میں، رطوبت جلیدیہ کے سامنے ایک سوراخ ہے، جو مختلف حالتوں میں سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ یہ سکڑنا اور پھیلنا رطوبت جلیدیہ کے لیے روشنی کے مطابق ہوتا ہے۔ تیز روشنی میں یہ سکڑتا اور اندھیرے میں پھیلتا ہے۔ اس سوراخ کو حدقہ اور اس غشاء کو طبقہ عنبیہ کہتے ہیں۔ اس طبقہ سے ملا ہوا ایک اور طبقہ ہے جو موٹا، صاف اور سخت ہے۔ یہ طبقہ سفید سینگ کے باریک تراشے کی مانند ہے، اور طبقہ قرنیہ کہلاتا ہے۔ اس کا رنگ اپنے نیچے والے طبقہ (طبقہ عنبیہ) کے رنگ کی طرح نظر آتا ہے

Marfat.com

(یعنی یہ شفاف ہے) اس کے اوپر ایک اور سخت اور سفید رنگ کا طبقہ ہے، جس کا نام طبقہ ملتحمہ ہے لیکن اس طبقہ کا کوئی حصّہ آنکھ کی سیاہی پر نہیں ہوتا۔ یہ آنکھ کا سفید حصّہ ہے، جو قحف (کھوپڑی) کی بیرونی جلد سے نکلتا ہے۔ طبقہ قرنیہ، طبقہ صلبیہ سے، طبقہ عنبیہ طبقہ مشیمہ سے اور طبقہ عنکبوتیہ طبقہ شبکیہ سے نکلتا ہے۔

ناک کی تشریح

ناک کے دونوں نتھنے اوپر جا کر دو دو حصّوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک حصّہ منہ کے آخری سرے تک جاتا ہے، اور دوسرا اُس ہڈی تک جاتا ہے جو چھلنی کے مشابہ ہے، اور دماغ کے سرپستان کے مشابہ دو زائدوں کے سامنے ہوتی ہے (عظم مصفاة) ان دونوں راستوں پر ایک موٹی غشاء چڑھی رہتی ہے، جو منہ کی غشاء سے نکلتی ہے۔

کان کی تشریح

کان کا راستہ ایک سخت ہڈی میں ہے، جسے عظم حجری کہتے ہیں۔ یہ ہڈی پیچ در پیچ ہے، یہ ہڈی پیچدار طور پر گذرتی ہوئی پانچویں دماغی عصب سے مل جاتی ہے۔ اسی عصب سے وہ غشاء نکلتی ہے جو عظم حجری پر پھیلی ہوتی ہے۔ باہر کی طرف کا غضروفی حصّہ کان کہلاتا ہے، جس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔

زبان کی تشریح

زبان، سفید رنگ کا نرم گوشت ہے، جس میں بہت سی، ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی رگیں ہوتی ہیں، جن میں خون ہوتا ہے۔ زبان کی جسامت کے لحاظ سے اس میں شریانوں، وریدوں اور عصاب کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ زبان کے اوپر جو غشاء ہے وہ منہ کی غشاء کا ہی حصّہ ہے۔ زبان کے نیچے دو سوراخ ہیں جو اس کی جڑ کے نیچے کے غدود کے قریب ہوتے ہیں۔

حلق اور منہ کی تشریح

منہ کے آخری سرے پر دو راستے ہیں، ایک سامنے کی جانب جو حلقوم ہے، اور قصبہ ریہ کہلاتا

Marfat.com

ہے۔ دوسرا راستہ پیچھے کی جانب، گدی کے پاس گردن کے مہروں پر ہے، اسے مری کہتے ہیں، جس سے کھانے پینے کی اشیاء گذرتی ہیں۔ حلقوم وہ کشادہ راستہ ہے جس میں سانس لیتے وقت ہوا اندر داخل ہوتی اور باہر خارج ہوتی ہے۔ اس کے اوپر ایک ڈھکن ہوتا ہے جو لقمہ نگلتے وقت بند ہو جاتا ہے، تاکہ لقمہ کا کوئی حصّہ اس راستے میں داخل نہ ہو سکے۔ اس لیے کہ اگر اس میں کوئی چیز داخل ہو جاتی ہے تو کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ اسی مقام پر حلقوم کے پاس وہ آلہ ہے جس سے آواز پیدا ہوتی ہے، یہ آلہ ایک عضو ہے جسے حنجرہ کہتے ہیں۔ یہ تین کریوں سے مل کر بنا ہے، جو آواز کے لیے مناسب ہے۔ ان تین کریوں سے ایک نلکی بن جاتی ہے۔ جو بانسری سے مشابہ ہے، اور اسی جوف میں ایک حصّہ وہ بھی ہے جو لسان المزمار (بانسری کی زبان) کے مشابہ ہے۔ یہاں عضلات کافی تعداد میں ہیں۔

سینہ اور پھیپھڑوں کی تشریح

عظم ترقوہ سے لے کر عظم خاصرہ (کمر کی ہڈی) تک کا حصّہ دو بڑی تجاویف میں منقسم ہے۔ ایک بالائی جوف ہے، جس میں قلب اور پھیپھڑے ہیں، دوسرا زیرین جوف ہے جس میں معدہ، آنتیں، جگر، تلی، گردے، مثانہ اور رحم ہیں۔ یہ دونوں تجاویف حجاب حاجز کے ذریعہ ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہیں۔ حجاب حاجز سینہ کی ہڈی کے نچلے سرے سے شروع ہو کر دونوں جانب ترچھے طور پر نیچے جاتا ہے، یہاں تک کہ پشت کے بارہویں مہرے پر پہنچتا ہے، اور اس طرح بالائی و زیرین جوف کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ بالائی جوف پھر ایک پردہ کے ذریعہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ یہ پردہ درمیان سے گذرتا ہے، اور پشت کے مہروں سے ملا ہوتا ہے۔ اوپر کا یہ پورا جوف صدر (سینہ) کہلاتا ہے، جس کی حد اوپر کی جانب دونوں ہنسلی کی ہڈیاں اور نیچے کی جانب حجاب حاجز ہے۔

پھیپھڑے کی وضع یہ ہے کہ قصبۃ الریہ (سانس کی نالی) منہ کے آخری سرے سے شروع ہوتی ہے، جیسا کہ اس سے قبل بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ ہنسلی کی ہڈی سے ذرا نیچے آکر اس کے دو حصّے ہو جاتے ہیں (دونوں پھیپھڑوں میں ایک ایک نالی چلی جاتی ہے) پھر ہر حصّہ کی بہت سی شاخیں ہو جاتی ہیں، اور ایک جال سا بن جاتا ہے، جس کے چاروں طرف پھیپھڑے کا گوشت ہوتا ہے۔ قصبۃ الریہ کی انھیں شاخوں، اس کے نچلے عروق اور اردگرد کے گوشت سے مل کر پھیپھڑا بنا ہے۔ ایک پھیپھڑا سینہ کے جوف میں دائیں جانب، اور دوسرا بائیں جانب ہوتا ہے۔ سانس کی نالیاں

Marfat.com

دائرہ نما کڑیوں سے مل کر بنی ہیں، لیکن دائرے مکمل نہیں ہیں، بلکہ دو تہائی حصہ دائرہ نما ہے، جس کے دونوں کنارے ایک غشاء کے ذریعہ ملتے ہیں۔ یہ غشاء بالکل سیدھی ہے۔ ہر دائرہ کو ایک دوسرے سے ملانے کے لیے نرم اور ریشہ دار غشائیں ہیں۔ یہ دائرے بذات خود سخت اور غضروفی (کرُی دار) ہیں، ان دائروں کا ابھرا ہوا حصہ بیرونِ بدن پر، ہاتھ سے چھو کر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اس نالی کا سیدھا حصہ مری (غذا کی نالی) سے ملا ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بانس کی دو نلکیاں لی جائیں، ایک نلکی کو لمبائی میں اس طرح کاٹا جائے کہ ایک تہائی حصہ الگ ہو جائے اور دو تہائی باقی رہے، جو حصہ اس طرح کاٹنے سے خالی ہو جائے اس پر کاغذ چپکا دیا جائے، اور دوسری نلکی پہلی نلکی سے اس طرح ملا دی جائے کہ کاغذ اس سے مل جائے۔ اس طرح قصبۃ الریہ اور مری کی شکل واضح ہو جائے گی۔

قلب کی تشریح

قلب صنوبر کے پھل کی طرح ہے جس کا مخروطی سرا نیچے اور قاعدہ اوپر کی طرف ہوتا ہے۔ قلب کو ایک موٹی غشاء چاروں طرف سے گھیرے رہتی ہے۔ یہ غشاء سوائے جڑ کے، قلب سے مکمل طور پر چپکی ہوئی نہیں ہوتی۔ قلب سینہ میں اس طرح واقع ہے کہ اس کا سرا ذرا بائیں جانب مائل ہے، اسی جانب سے بڑی شریان نکلتی ہے، جس کی حرکت اس طرف محسوس کی جاسکتی ہے، اسی لیے بعض لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ قلب بائیں جانب ہے۔

قلب میں دو بڑے بطن ہیں، ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب۔ اس کی جڑ کے قریب کا حصہ غضروف کے مانند ہے، یہ گویا پورے قلب کا قاعدہ ہے۔ دائیں بطن سے بائیں بطن تک کچھ راستے ہیں، دائیں بطن میں دو سوراخ ہیں، جن میں سے ایک اس رگ کا سوراخ ہے جو جگر سے ملی ہوتی ہے، جس کے متعلق جالینوس کا قول یہ ہے کہ یہ جگر سے نکلتی ہے، اور ارسطو کے قول کے مطابق قلب سے نکلتی ہے۔ اس سوراخ پر تین غشائیں ہیں، جو قلب میں خون داخل ہوتے وقت کھل جاتی ہیں، اور پھر مضبوطی سے بند ہو جاتی ہیں۔ دوسرا سوراخ اس رگ کا ہے جو اس بطن کو پھیپھڑے سے ملاتی ہے، یہ دراصل ورید ہے، لیکن اس کی غشائیں موٹی ہیں، اور یہ شریان کے مشابہ ہے۔ اس کے سوراخ پر کچھ غشائیں ہیں جو باہر کی جانب کھلتی ہیں، دوسرے سوراخ کی مانند اندر کی جانب نہیں کھلتیں۔ بائیں بطن میں بھی دو سوراخ ہیں، ایک اس شریان کا سوراخ ہے جو پھیپھڑے سے ملی ہوتی ہے، اور اس میں باہر سے اندر کی طرف کھلنے والی غشائیں ہیں۔ قلب میں کان کی شکل

Marfat.com

کے دو زائدے ہیں، ایک دائیں جانب (اذن ایمن) دوسرا بائیں جانب (اذن الیسر) ہوتا ہے۔ پھیپھڑے قلب کو ڈھانپے ہوتے ہیں۔ قلب میں مختلف قسم کے ریشے کثیر تعداد میں ہیں۔

معدہ اور مری کی تشریح

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ منہ کے انتہائی سرے پر دو راستے ہیں، ایک راستہ پھیپھڑے تک سانس پہنچانے کے لیے ہے جو قصبۃ الریہ کہلاتا ہے، اور دوسرا کھانے پینے کی اشیاء کے لیے ہے، جسے مری کہتے ہیں۔ یہ نالی یعنی مری دو طبقوں سے مل کر بنی ہے، ایک طبقہ بیرونی ہے جو لحمی ہے، اور اس کے ریشے چوڑائی میں ہیں۔ دوسرا طبقہ اندر کی طرف ہے جو عصبی ہے، اور اس کے ریشے لمبائی میں ہیں۔ اسی میں کچھ ترچھے ریشے بھی شامل ہیں۔ مری، گردن کے مہروں کے پیچھے واقع ہے اور سیدھی نیچے اترتی ہے، یہاں تک کہ حجاب حاجز تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ پشت کے مہروں سے غشاؤں کے ذریعہ بندھی ہوتی ہے۔ جب یہ حجاب حاجز سے گذر جاتی ہے تو پھیل جاتی ہے۔ اور اب اسے معدہ کہا جاتا ہے معدہ حجاب حاجز سے دور ہو کر کچھ بائیں جانب مائل ہو جاتا ہے، اسی لیے معدہ کا بالائی حصہ بائیں جانب مائل ہوتا ہے جبکہ اس کا مقعر حصہ دائیں جانب مائل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایک ایسے گول کدو کی ہے جس کی گردن لمبی ہو اور اس میں نیچے کی طرف بھی ایک گردن ہو، اس طرح معدہ اور مری کی شکل سامنے آجاتی ہے، فرق یہ ہے کہ معدہ پشت کی طرف کچھ لمبا ہے۔ اس کا اوپر والا سرا مری اور نیچے کا سرا جہاں سے آنتیں شروع ہوتی ہیں بواب کہلاتا ہے معدہ کچھ اور دوسرے احشاء کے ساتھ مضبوط رباطات کے ذریعہ پشت کے مہروں سے بندھا ہوا ہے۔ معدہ تین طبقات سے مل کر بنا ہے۔ ایک طبقہ کے ریشے لمبائی میں ہیں، اور ایک طبقہ میں ترچھے ریشے ہیں۔ یہ دونوں طبقات اندرونی جانب اور عصبی ہیں۔ بیرونی طبقہ لحمی ہے، جس کے ریشے چوڑائی میں ہیں۔

آنتوں کی تشریح

آنتیں دو طبقات سے مل کر بنی ہیں، جن کے ریشے صرف چوڑائی میں ہوتے ہیں۔ اندرونی طبقہ پر کچھ لیسدار رطوبات ہیں جو مقتضائے طبیعت کے مطابق یہاں جمع رہتی ہیں۔ آنتوں کی تعداد چھ ہے، تین پتلی آنتیں (امعاء دقاق) جو اوپر ہیں، اور تین موٹی آنتیں (امعاء غلیظ) جو نیچے ہیں۔ امعاء دقاق میں پہلی آنت اثنا عشری ہے، جو معدہ کے زیریں حصہ سے ملی ہوتی ہے۔ اس کے بعد معاء صائم ہے۔

Marfat.com

یہ دونوں جسم کی لمبائی کے رخ پر بالکل سیدھی ہیں، اور چھوٹے سوراخ جو جگر سے ملتے ہیں، ان دونوں آنتوں میں تمام آنتوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ معاء صائم کے بعد معاء دقیق ہے، جو بہت پیچ در پیچ ہے۔ ان تینوں آنتوں کی تجویف بواب کے برابر ہی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اعور نام کی آنت ہے۔ یہ ایک چوڑی آنت ہے، جس میں کوئی راستہ یا نالی نہیں ہوتی، بلکہ ایک تھیلی کی طرح ہے، کیونکہ اس میں صرف ایک ہی منہ ہوتا ہے۔ اس میں کسی چیز کے داخل ہونے یا نکلنے کا یہی ایک راستہ ہے۔ اعور، جسم میں دائیں جانب ہے۔ اس کے بعد کی آنت قولون ہے جو دائیں جانب سے شروع ہو کر شکم کی چوڑائی میں گذرتی ہوتی بائیں جانب آجاتی ہے۔ اس کے بعد کی آنت معاء مستقیم ہے، اس کا جوف کشادہ ہے۔ اس میں فضلہ اسی طرح جمع ہوتا ہے جیسے مثانہ میں پیشاب، اس کے منہ پر عضلات ہیں۔

جگر کی تشریح

جگر دائیں جانب آخری پسلیوں کے نیچے ہے۔ اس کی شکل ہلالی ہے، جس کا مقعر حصہ معدہ کی جانب ہے۔ بعض لوگوں کے جگر میں چار زائدے اور بعض میں پانچ زائدے ہوتے ہیں۔ جگر معدہ کے دائیں حصہ کو گھیرے رہتا ہے۔ محدب جگر حجاب حاجز سے ملا رہتا ہے اور جگر اپنی غشاء کے ساتھ مضبوط رباطات کے ذریعہ بندھا ہوا ہے۔ مقعر جگر سے ایک نالی نکلتی ہے، جس کو باب الکبد کہتے ہیں۔ یہ نالی رگ کی مانند ہے، لیکن اس میں خون نہیں ہوتا۔ اس کی بہت سی شاخیں ہو جاتی ہیں، پھر ان شاخوں سے بھی اور بہت سی شاخیں نکلتی ہیں، جن میں سے اکثر قعر معدہ اور معاء اثنا عشری میں آتی ہیں، اور بہت سی شاخیں معاء صائم سے گذر کر تمام آنتوں میں یہاں تک کہ معاء مستقیم تک جاتی ہیں۔ باب الکبد، جگر کے اندر بہت سی بال جیسی باریک شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ محدب جگر سے ایک بڑی رگ نکلتی ہے، جس کا سلسلہ شاخ در شاخ تمام جسم میں پہنچتا ہے، جیسا کہ ہم تشریح عروق کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ اس رگ کی بھی جگر کے اندر بہت سی بال جیسی باریک شاخیں ہو جاتی ہیں جو باب الکبد کی شاخوں سے ملتی ہیں۔ غذاء کیلوسی جگر میں باب الکبد کے ذریعہ داخل ہوتی ہے، اور جگر کے اندر کی شاخ در شاخ رگوں میں پک کر خون بن جاتی ہے اور پھر محدب جگر کی بڑی رگ کے ذریعہ باہر نکلتی ہے۔

Marfat.com

طحال کی تشریح

طحال لمبوتری شکل کا عضو ہے، جو جسم میں بائیں جانب ہے۔ یہ اپنے اوپر کی غشاء کے ذریعہ ایک طرف معدہ سے اور دوسری طرف آخری پسلیوں (اضلاع خلف) سے ملی ہوتی ہے۔ اس سے دو نالیاں نکل کر ایک فم معدہ سے اور دوسری مقعر جگر سے ملتی ہیں۔

مرارہ کی تشریح

مرارہ (پتہ) جگر کے اوپر واقع ہے، اس میں دو نالیاں ہوتی ہیں، ایک نالی مقعر جگر سے ملتی ہے، اور دوسری کی شاخیں ہوکر بالائی آنتوں اور معدہ کے زیریں حصہ سے ملتی ہیں۔

گردوں کی تشریح

گردے، جگر کے قریب، کمر کے مہروں کے دونوں جانب ہیں۔ دایاں گردہ (بائیں کی نسبت) کچھ اونچا ہے[1]، ہر گردہ میں گردن سے مشابہ دو راستے ہیں۔ ایک سے محدب جگر سے نکلنے والی

---

[1] قدیم تشریح میں یہی ہے کہ دایاں گردہ، بائیں گردہ سے کچھ اوپر ہے۔ چنانچہ شیخ ابن سینا نے کہا ہے: "وجعلت الکلیة الیمنیٰ فوق الیسری، لیکون اقرب من الکبد، واجذب عنہا ما امکن، فھی بحیث تکاد تمسہ بل تماس الزائدة التی تلیھا۔ وجعلت الیسری نازلة، لان ازوحمت فی الجانب الایسر بالطحال، ولیکون المتحلب من المائیة لایتقیر بین قسمة معتدلة بل ینجذب الی الاقرب اولا، والی الابعد ثانیا۔"

(القانون جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)

(۲) اسمٰعیل جرجانی (متوفی ۵۳۱ھ) نے کہا ہے: "وگردۂ راست برفراز از گردۂ چپ نہادہ است۔"

(۳) مشہور ماہر تشریح ابن القف نے کہا ہے: "والیمنیٰ ارفع من الیسریٰ، حتی انھا قاربت زوائد الکبد۔"

(کتاب العمدة فی الجراحت جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)

لیکن جدید تشریح میں یہ ہے کہ بایاں گردہ، دائیں گردہ سے کچھ اوپر ہے۔

(۱) "دایاں گردہ، جگر کے کبیر الجم ہونے کے باعث بائیں گردہ سے قدرے نیچا ہے۔"

(تشریح کبیر جلد ۲ صفحہ ۹۶۳۔ مطبوعہ ۱۹۲۳ء۔ مؤلفہ حکیم کبیر الدین صاحب)

(۲) "دایاں گردہ بہ سبب جگر کے بائیں گردہ سے قدرے نیچا ہے۔"

(مخزن الجواہر صفحہ ۲۲۵۔ مطبوعہ ۱۹۲۰ء۔ مؤلفہ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی)

Marfat.com

بڑی رگ کی شاخ ملتی ہے، اور دوسرا راستہ (جو ایک نالی کی مانند ہے) نیچے کی طرف چلتا ہے، اور عجیب انداز سے مثانہ سے مل جاتا ہے۔ دونوں گردوں کے ان راستوں کو "حالبین" کہتے ہیں۔

مثانہ کی تشریح

مثانہ، مقعد اور عانہ (پیڑو) کے درمیان ہے۔ یہ دو طبقات سے مل کر بنا ہے، اس کے منہ پر عضلات ہیں، اس میں پیشاب، گردوں کے ان راستوں کے ذریعہ آتا ہے جنہیں حالبین کہتے ہیں۔ یہ دونوں نالیاں ترچھے طور پر کافی نیچے آتی ہیں، یہاں تک کہ مثانہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ان نالیوں سے غشاء کی مانند ایک ڈھکن نکلتا ہے جو مثانہ کی طرف کھلتا ہے اور گردہ کی طرف بند ہو جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پیشاب گردہ کی طرف واپس نہ ہو سکے۔

مراق بطن کی تشریح

عضلات شکم کے نیچے ایک مضبوط غشاء ہے، جسے صفاق کہتے ہیں، اس کے نیچے ثرب ہے، اور اس کے بعد احشاء ہیں۔ اس غشاء کا فائدہ یہ ہے کہ آنتیں باہر نہ نکل سکیں، جیسے کہ مرض فتق میں آنت باہر نکل آتی ہے۔ ثرب کے ذریعہ احشاء گرم رہتے ہیں۔ اس کے منافع کا بیان کتاب صحت سے متعلق ہے۔

خصیتین اور قضیب کی تشریح

عظم عانہ (پیڑو کی ہڈی) سے ایک عصبی عضو نکلتا ہے، جس میں بہت سے کشادہ جوف ہوتے ہیں، اور ان کے نیچے کشادہ شرائین اس عضو کی جسامت کے لحاظ سے کہیں زیادہ تعداد میں ہوتی ہیں۔ یہی عضو قضیب ہے۔

پردۂ صفاق سے نالیوں کی مانند دو راستے نیچے آتے ہیں، پھر ان کی شاخیں ہو جاتی ہیں، اور ان سے بیضتین کی تھیلی کا اندرونی طبقہ بنتا ہے، اس کے اندر دونوں بیضے ہوتے ہیں، ان میں نیچے آنے والی عروق کی شاخیں کثیر تعداد میں آکر پیچ در پیچ پھیل جاتی ہیں، بیضہ پر سفید رنگ کا غددی گوشت ہوتا ہے۔ ان بیضوں سے دو نالیاں نکل کر قضیب میں جاتی ہیں۔

Marfat.com

پستانوں کی تشریح

پستان شرائین، وریدوں، اعصاب اور سفید غددی لحمی ساختوں کا مجموعہ ہے۔ پستان کے اندر ان شریانوں اور وریدوں کی بہت سی باریک باریک شاخیں ہوتی ہیں جو اس کے اندر کی گولائی میں پیچ در پیچ پھیلی ہوتی ہیں۔

رحم کی تشریح

رحم، مثانہ اور معاء مستقیم کے درمیان لیکن مثانہ سے ذرا اوپر ہے۔ یہ نرم رباطات کے ذریعہ (کمر کے مہروں سے) بندھا رہتا ہے، یہ عضو عصبی ہے، جس میں پھیلنے، کشادہ ہونے، سمٹنے اور سکڑنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں دو بطن ہوتے ہیں، جن کی انتہا۔ ایک ہی منہ پر ہوتی ہے۔ ہر ایک بطن میں کچھ گہرائیاں ہوتی ہیں جن کو نقر کہتے ہیں۔ یہ ان عروق کے منہ ہیں جن سے خونِ حیض رحم میں پہنچتا ہے۔ رحم میں دو زائدے ہیں جو قرنِ رحم کہلاتے ہیں۔ ان دونوں زائدوں کے پیچھے عورتوں کے دو بیضے ہیں، جو مردوں کے بیضوں سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ عنق الرحم، فرج تک آتی ہے۔ فرج میں کچھ زائدے ہیں جو اسے سردی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ باکرہ عورتوں کے فم رحم میں جھلیاں ہوتی ہیں، جن کے درمیان باریک باریک رگیں رہتی ہیں۔ رحم میں ایک ہی طبقہ ہوتا ہے، جس میں دو طرح کے ریشے ہوتے ہیں، ایک لمبائی میں اور دوسرے چوڑائی میں، لمبائی والے ریشے کچھ کم ہوتے ہیں۔

تشریح اعضاء کے سلسلہ میں اتنا بیان ہی کافی ہے، جو شخص زیادہ مطالعہ کا متمنی ہو اس کے لیے راہیں کھلی ہوئی ہیں۔

Marfat.com

کتاب الصحت

صحت، اعضاء کی ایسی حالت ہے جس میں ان کے افعال فطری شکل میں انجام پاتے ہیں اور ان کے انفعالات (ردعمل) بھی طبعی ہوتے ہیں۔ صحت کی یہ تعریف واضح ہے۔ مشاہدہ کی بناء پر اعضاء کی دو قسمیں ۱۔ متشابہتہ الاجزاء (بسیطہ) اور ۲۔ آلیہ ہوتی ہیں، تو اب یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اعضاء متشابہتہ الاجزاء اور اعضاء آلیہ کے حالات صحت کیا ہیں، اور ان کے انواع واقسام کتنے ہیں۔ اس کے بعد یہ بیان کرنا ہے کہ ہر ایک عضو کے مخصوص افعال اور ان کے اثرات کیا ہیں ان تمام باتوں کے بیان سے حالت صحت کی بابت معلومات مکمل ہو جائیں گی۔

پہلے ہم اعضاء متشابہتہ الاجزاء کے بارے میں بیان کریں گے۔

اعضاء متشابہتہ الاجزاء

کسی عضو بسیط کی (حالت صحت) وہ حالت ہے جس میں اس کے طبعی افعال انجام پاتے ہیں، یا طبعی انفعالات (ردعمل) ظاہر ہوتے ہیں۔ فن طب میں اس حالت سے واقفیت کی راہ اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم علم طبعی کے کچھ اصولوں کو تسلیم کریں۔ علم طبعی کی بحث کون وفساد میں اس بات کی جہاں یہ وضاحت ہے کہ تمام اعضاء متشابہتہ الاجزاء چار ارکان، یعنی آگ، ہوا، پانی اور مٹی سے مل کر بنے ہیں، وہاں یہ بھی [illegible] کیا گیا ہے کہ ارکان کے ملنے سے ہی اعضاء متشابہتہ الاجزاء پیدا ہوتے ہیں، اور طبخ کے ذریعہ ارکان ملتے ہیں، اور طبخ، حرارت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اعضاء متشابہہ کی جتنی قسمیں ہیں، ان میں حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست کی مقداریں موجود ہوتی ہیں۔ مختصراً یہ کہ علم طبعی میں اس کی وضاحت ہے کہ ارکان کے ملنے سے جو نئی صورتیں پیدا ہوتی ہیں وہی اعضاء متشابہہ کی صورتیں ہوتی ہیں۔ اور پھر

Marfat.com

عضو متشابہہ کے مخصوص کیفیات وحالات اس کی امتزاجی صورت کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ ان مباحث میں سے ایک ہے جس کو یہاں بیان کرنا مناسب سمجھا گیا۔ یہ تمام مباحث علم طبیعی میں مناسب دلائل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اطباء ان امور کو اس فن میں مناسب طریقہ پر بیان نہیں کر پاتے، کیونکہ وہ موجودات خاصہ کے امور عامہ بیان کرتے ہیں، جس کا صحیح تطابق نہیں ہو پاتا، اور ان کا انداز بیان بھی ماہرانہ نہیں ہوتا۔ وہ غیر متعلق مباحث میں الجھ جاتے ہیں، اور اس طرح ان کے اقوال کا انداز جدلی (مناظرانہ) ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بحث ذرا بلند درجہ پر بھی ہو تو منطقی (محض تکلفی) ہو جاتی ہے۔ یہ بات ان حضرات کے لیے بالکل واضح ہے جنہوں نے فن منطق میں مہارت پیدا کی ہو، اور ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب یہ امور، مندرجہ بالا بیان کے مطابق ہیں تو عضو بسیط کی وہ حالت جس میں وہ اپنا طبیعی فعل انجام دیتا یا منفعل ہوتا ہے، اس صورت مزاجیہ کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں جو ارکان کے مختلف مقداروں میں باہم ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ ان ارکان کے باہم ملنے کے چند طریقے ہیں:

(۱) تمام ارکان کی مقدار برابر ہو، ایسے اختلاط کا نام "معتدل بالاضافۃ الی الاطراف"، ہے، کیوں کہ یہ حالت درمیانی ہے (یعنی اس میں تمام مقداروں کی نسبت برابر کی ہے)

(۲) ان ارکان کی مقدار مختلف ہو۔ اس اختلاف کی بھی چند قسمیں ہیں۔ اور اسی اختلاف کے تناسب سے ہر نوع کا مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، مثلاً گھوڑے کا مزاج، انسان کے مزاج سے مختلف ہے، کیونکہ گھوڑے کے مزاج میں ارکان کی مقدار یں، انسان کے مزاج میں جمع ہونے والے ارکان کی مقداروں سے مختلف ہیں۔ جس طرح صورت مزاجیہ ہر نوع میں مختلف ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی نوع کے اندر کمی وبیشی ہو جاتے، لیکن یہ اپنی حدود سے متجاوز نہ ہوگا، البتہ اگر پوری نوع کی صحت میں خرابی واقع ہو جاتے تو یہ ممکن ہے۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی شخص کے مزاج میں (مختلف اوقات میں) دو صورتیں پیدا ہو جائیں، ایک معتدل، دوسری غیر معتدل۔ غیر معتدل کیفیت یا تو مذکورہ چاروں کیفیات میں سے کسی ایک کیفیت میں پیدا ہوگی، یا دو ایسی فاعل و منفعل کیفیتوں میں جو متضاد (آپس میں مختلف) نہ ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہو سکیں، مثلاً حرارت ورطوبت اور حرارت ویبوست۔ اس طرح اعضاء متشابہہ کے مزاج کی

Marfat.com

نو قسمیں ہو جاتی ہیں۔ ۱ معتدل ۲ حار ۳ بارد ۴ رطب ۵ یابس ۶ حار رطب ۷ حار یابس ۸ بارد رطب ۹ بارد یابس۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بدن انسانی میں پائے جانے والے یہ نو مزاج، ارکان کے اطراف کی مناسبت سے ہیں؟ لیکن ایسا اسی وقت ممکن تھا کہ جسم میں کوئی ایسا عضو متشابہہ ہوتا جس میں ارکان کی مقدار برابر ہوتی، لیکن یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے۔ بہر حال یہ ظاہر ہے کہ ارکان کے اجرام کا اپنی مقدار یعنی سبکی وگرانی میں برابر ہونا ناممکن ہے، کیوں کہ ان اعضاء متشابہہ میں پانی اور مٹی کے اجزاء غالب ہیں، اور ان سے ہی اعضاء متشابہہ کا قوام تیار ہوتا ہے، لیکن اعضاء متشابہہ کے مزاج کا اپنی کیفیت کے لحاظ سے معتدل ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ جالینوس نے ہاتھ کے گوشت خصوصاً انگلیوں کے پوروں کے بارے میں ایسا ہی لکھا ہے۔ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ اعضاء متشابہۃ الاجزاء کا مزاج اپنے فعل وانفعال میں ان نو مزاجوں میں سے کوئی ایک ہوگا۔ خواہ اعضاء متشابہہ کسی حیوان کا جزء ہو یا نہ ہو[1]۔ لہٰذا انسان کے اعضاء متشابہۃ الاجزاء میں سے ہر عضو کے مزاج طبیعی کو پہچاننا ضروری ہے جو مذکورہ نو[9] مزاجوں میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے، اور یہی مزاج اس عضو کے فعل وانفعال کے لحاظ سے معتدل ہوتا ہے، نیز یہی مزاج بہ اعتبار نوع بھی معتدل مانا جائے گا۔ فن طب میں اسی اعتدال کا تحفظ، یا اعتدال سے خارج ہونے کی صورت میں طبیعی حالت پر لوٹانا مقصود ہے۔

انسان کے تمام اعضاء متشابہۃ الاجزاء کے مزاجوں سے واقفیت کے بعد اس عضو مرکب کا مزاج بھی معلوم ہو جائے گا جو انہی اعضاء بسیطہ سے مل کر بنا ہے، کیوں کہ کسی عضو مرکب کا مزاج ان ہی اعضاء بسیطہ کی طرف منسوب ہوگا جن سے اس عضو مرکب کی تشکیل ہوتی ہے، نہ کہ اس کے عضو مرکب ہونے کی حیثیت سے۔ اس طرح جب تمام اعضاء مرکبہ کا مزاج معلوم ہو جائے گا تو بدن کی طرف منسوب مزاج معتدل کی واقفیت بھی ہو جائے گی، کیوں کہ بدن کا مزاج ان اعضاء مرکبہ کے مزاجوں پر منحصر ہے، جن سے بدن انسانی مرکب ہے، اور اعضاء مرکبہ کا مزاج، اعضاء متشابہہ کے مزاج پر منحصر ہے۔

---

۱ مصنف نے آئندہ پیراگراف میں اس کی وضاحت کی ہے۔

Marfat.com

پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اعضاء متشابہہ میں سے کچھ وہ ہیں جو ارکان کے پہلی بار ترکیب پانے سے بنتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو ارکان کے دوسری بار ترکیب پانے سے بنتے ہیں، جب کہ اس مرکب کے واسطہ سے یہ پہلی ترکیب ہی ہوتی ہے۔ کسی جاندار کے اعضاء متشابہتہ الاجزاء اسی دوسری ترکیب سے بنتے ہیں[1]۔ اس کی وضاحت یوں ہو سکتی ہے کہ یہ اعضاء محض خون سے بنتے ہیں، جب کہ خون غذاؤں اور مشروبات سے پیدا ہوتا ہے۔ علم طبیعی کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ منی سے کسی عضو بسیط کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے، اور نہ ہی مرہ سودا، مرہ صفراء اور بلغم سے کوئی عضو پیدا ہو سکتا ہے لہٰذا ان اعضاء متشابہہ کا مادہ خون ہے، جس سے وہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ شئے مرکب کا وجود اس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک سے زیادہ چیزیں آپس میں ملتی ہیں تو ان سے ایک نئی چیز بن جاتی ہے، مثلاً سکنجبین جو سرکہ، شہد اور پانی کے ملنے سے وجود میں آتی ہے۔ (انسان کی پیدائش عورت کے رحم میں ہوتی ہے لیکن) رحم میں مرہ سوداء بالفعل موجود نہیں ہوتا اور نہ خون میں صفراء کی آمیزش ہوتی ہے کہ ان اخلاط سے مل کر اعضاء بسیط پیدا ہوں، تاہم جسم انسانی میں مرہ صفرا و سودا کی موجودگی کے کچھ فوائد ہیں جنہیں بعد کو بیان کیا جائے گا۔ جہاں تک بلغم کا سوال ہے یہ ایک مادہ بعیدہ ہے، کیوں کہ ان سے جو اعضاء پیدا ہوتے ہیں وہ خون ہی کے واسطہ سے پیدا ہوتے ہیں، لیکن مرہ سودا و مرہ صفراء اعضاء کے مادۂ بعیدہ ہیں نہ مادۂ قریبہ، کیوں کہ ان دونوں کا استحالہ خون کی طرف ممکن نہیں، بلاشبہہ یہ دونوں مادے خون میں بالقوہ موجود ہیں، اور جب خون میں خرابی واقع ہوتی ہے تو اس کا استحالہ زیادہ تر انہی دو مادوں کی طرف ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں اطباء کو "مقام لاحق" (جو چیز خون سے ملحق ہے) کی وجہ سے غلط فہمی ہوتی ہے، اس لیے کہ مادے کسی مرکب میں بالقوہ موجود ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی شئے میں بالقوہ موجود ہو وہ اس کا مادہ بھی ہو، لہٰذا خون ہی ان اخلاط کا ہیولیٰ اور مادہ ہے۔ علم طبیعی کے جاننے والے دونوں قویٰ کا فرق اچھی طرح جانتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم گاد اور کف (جو شراب میں ملے ہوتے ہیں) کو شراب کا مادہ نہیں کہتے، بلکہ ان دونوں کو علٰحدہ کر دینے سے خالص شراب تیار ہوتی ہے، شراب کو پکانے سے یہ فضلات

---

[1] اغذیہ اور مشروبات، ارکان کے پہلی بار ترکیب پانے سے بنتے ہیں۔ ابن رشد نے غذاؤں کو ارکان کی پہلی ترکیب سے مرکب بتایا ہے، اور اس طرح ان کو اعضاء متشابہہ میں شمار کیا ہے، جب کہ یہ چیزیں کسی حیوان کا جزء نہیں ہیں۔

Marfat.com

علیحدہ ہو جاتے ہیں یہی صورت خون کے ساتھ مرہ سودا اور مرہ صفرا کی ہے۔

اب ہم پھر اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوتے جاندار کے اعضاء متشابہہ میں سے ہر ایک کے مزاج کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔ ہڈیوں کا مزاج سرد وخشک ہے۔ اسی طرح غضاریف، ناخن، بال، رباطات، اوتار، عصب، عروق اور اغشیہ کے مزاج بھی سرد وخشک ہیں۔ یہ برودت ان اعضاء کو منجمد اور بستہ رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ حرارت سے نرم ہو جاتے ہیں۔ برودت و یبوست کے اعتبار سے یہ اعضاء ایک دوسرے سے کمی وبیشی کا اختلاف رکھتے ہیں۔ چنانچہ قرین قیاس یہ ہے کہ ان میں سب سے زیادہ خشک بال ہیں، اس کے بعد ہڈی، پھر غضروف، پھر رباط، پھر وتر، پھر غشاء، پھر شریانیں، وریدیں، اور پھر اعصاب۔ برودت کے اعتبار سے سب سے زیادہ سرد بال، پھر ہڈی، پھر غضروف، پھر رباط، پھر وتر، پھر غشاء، پھر اعصاب، اس کے بعد وریدیں اور پھر شریانیں، لیکن وریدوں اور شریانوں میں جو حرارت ہے وہ بالعرض ہوتی ہے۔

وہ اعضاء جن میں حرارت و رطوبت کا غلبہ ہے، خون، گوشت اور ارواح ہیں۔ اور یہ بھی حرارت اور رطوبت میں فرق مراتب رکھتے ہیں چنانچہ سب سے زیادہ گرم ارواح، اس کے بعد خون، اور پھر گوشت ہے۔ اس طرح سب سے زیادہ رطب عضو روح، اس کے بعد خون اور پھر گوشت ہے۔ روح چونکہ ہوا کی جنس سے ہے، اور ہوا، علم طبیعی کی وضاحت کے مطابق پانی سے زیادہ رطب ہے، اس لیے روح سب سے زیادہ رطب ہے۔

وہ اعضاء جو بارد رطب ہیں وہ بالترتیب شحم (چربی) پھر سمین (رواج) اور مخ (ہڈی کا گودا) ہیں رطب ہونے میں بھی ان کی ترتیب یہی ہے۔ اس ترتیب کو اچھی طرح مطالعہ کر کے ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ مرۂ صفرا گرم وخشک، سودا سرد وخشک اور بلغم سرد و تر ہے۔ اہل فن علم طبیعی سے ان اعضاء کے امزجہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اعضاء بسیطہ کا مزاج معلوم ہو جانے کے بعد اعضاء مرکبہ میں سے ہر عضو کے مزاج کی واقفیت ممکن ہے۔

اعضاء آلیہ

قلب | اغشیہ، رباطات، گوشت، عروق، غضروف، خون اور روح سے مرکب ہے، لہٰذا اس کا مزاج گرم ہے، نیز قلب میں روح عظیم (روح حیوانی) اور خون ہوتا ہے، اور یہ پورے بدن کے لیے ایک بھٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ (چونکہ تمام جسم میں گرمی اسی

Marfat.com

سے پہنچتی ہے) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کا مزاج خشک بھی ہے، جیساکہ بعض اطباء کہتے ہیں یا معتدل ہے یا مائل بہ رطوبت ہے، یہ غور طلب امر ہے، لیکن زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ چونکہ اس کے اندر روح ہے اس لیے اس کا مزاج مائل بہ رطوبت ہے۔

جگر جگر کا مزاج گرم وتر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں گوشت اور خون کے اجزاء زیادہ ہیں نیز اس میں بہت سی شریانیں آتی ہیں۔

دماغ دماغ کا مزاج سرد ہے، کیوں کہ اس کا بڑا حصہ مغز اور اعصاب پر مشتمل ہے۔ دماغ کا مغز، ہڈی کے مغز کی نسبت زیادہ سرد وتر ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اس میں روغنی جزء نہیں ہوتا، اور جب اسے پکایا جاتے تو بھر بھرا ہو جاتا ہے، کیوں کہ حرارت کے باعث پانی کا حصہ خشک ہوکر صرف جزء ارضی باقی رہ جاتا ہے۔

حرام مغز، طحال اور گردے گرم وتر اعضاء ہیں، لیکن گردے، طحال کی نسبت کم گرم وتر ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ طحال میں خون کی گاد موجود ہوتی ہے۔ البتہ یہ تمام اعضاء جگر کی نسبت کم گرم وتر ہیں۔

اعضاء مرکبہ وبسیطہ کا مزاج معلوم ہونے کے بعد پورے بدن کا مزاج معتدل بھی واضح ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ جس شخص کے اعضاء (بسیطہ ومرکبہ) اسی تناسب سے ہوں گے (جس کا ذکر ہو چکا ہے) تو اس شخص کے بدن کا مزاج بھی لازمی طور پر معتدل ہوگا، اور وہ خواص وعلامات بھی لاحق ہوں گی جو معتدل المزاج شخص کے لیے جالینوس نے بیان کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اعتدال بدن کے تمام افعال کے اعتبار سے ہے، لیکن ایسا بھی ممکن ہے کہ اعضاء بسیطہ کے مزاج میں شدت پیدا ہو جائے، اور یہ کسی ایک کیفیت میں، یا ایک سے زیادہ ایسی کیفیتوں میں جن کا باہم ملنا ممکن ہے، حد اعتدال سے باہر ہو جاتے، لیکن اس سے بدنی افعال میں کوئی ضرر نہ پہنچے۔ اس کے اسباب میں (۱) اقلیم (۲) ہیولیٰ وفاعل اور (۳) عمر شامل ہیں۔ عمروں کے اعتبار سے بچے کا مزاج گرم وتر، جوانوں کا مزاج گرم وخشک، اور بوڑھوں کا سرد وخشک ہوتا ہے۔ مختلف عمروں کے مزاج کا یہ فرق ان کے افعال اور زمانہ پیدائش کی دوری ونزدیکی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح (صنف کے اعتبار سے) مردوں کا مزاج، عورتوں کی نسبت زیادہ گرم وخشک ہے۔ ان دونوں کے افعال سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

بیرونی امور کی بنا پر بھی مزاجوں میں اختلاف ہو سکتا ہے، مثلاً پیشہ اور غذائی عادات

Marfat.com

وغیرہ۔ اعضاء متشابہہ کی طرح، اعضاء مرکبہ کے مزاج کا غیر معتدل ہونا بھی ممکن ہے، اور جب اعضاء مرکبہ کا غیر معتدل ہونا ممکن ہے تو بعض اعضاء کو بعض پر قیاس کرتے ہوتے پورے بدن کے مزاج کا بھی غیر معتدل ہونا ممکن ہے۔ یہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ مزاج غیر معتدل کی آٹھ قسمیں ہیں، لہٰذا ہر عضو یا پورے بدن کے اُن حالات کی جن سے فعل وانفعال ہوتا ہے، نو قسمیں ہیں، ایک حالت معتدل جو طبیعی حالت ہے اور آٹھ غیر معتدل۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایسا بدن جس کے اعضاء زیادہ گرم وخشک ہیں، یا ان دو کیفیتوں میں سے کسی ایک کیفیت میں زیادتی ہے تو اس کا مزاج گرم ہوگا، اسی طرح حالات کی ہر قسم کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح امزجہ صحیہ کی نو قسمیں ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ مزاج کی یہ قسمیں دونوں قسم کے اعضاء میں مشترک ہیں، اعضاء بسیطہ کے لیے یہ مزاج بالذات اور اعضاء مرکبہ کے لیے بالعرض اور ثانوی درجہ میں ہے۔

اس وضاحت کے بعد کہ اعضاء بسیطہ کی ذاتی حالت صحت اور اس کی قسمیں اور ثانوی طور پر اعضاء مرکبہ اور تمام بدن کی حالت صحت[1] کیا ہے، اب یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مرکب ہونے کی حیثیت سے، اعضاء مرکبہ کی ذاتی حالت صحت اور اس کے اقسام کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا کہنا یہ ہے کہ اعضاء مرکبہ کا مرکب ہونے کی حیثیت سے اپنے طبیعی فعل وانفعال کے لیے مندرجہ ذیل اعتبار سے حالت صحت پر ہونا ضروری ہے۔ (۱) اعضاء کی کیفیت بہ لحاظ کمیت (۲) کمیت (۳) وضع کے لحاظ سے ان کا طبیعی حالت پر ہونا، اور (۴) اتصال وانفصال اور کیفیت اتصال وانفصال میں بعض اعضاء کا بعض اعضاء کے ساتھ شریک ہونا۔

کیفیت کے لحاظ سے | اعضاء اپنی طبیعی شکل پر ہوں، تجاویف ومنافذ، کشادہ اور تنگ ہونے میں طبیعی حالت پر ہوں، اور اعضاء کی

---

[1] اس سے پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ کبھی اعضاء بسیطہ ومرکبہ حد اعتدال سے باہر ہوتے ہیں، لیکن اس سے ان کے فعل وانفعال میں کوئی ضرر نہیں ہوتا۔ امزجہ صحیہ کی یہ نو قسمیں (ایک معتدل اور آٹھ غیر معتدل) اسی بناء پر ہیں کہ غیر معتدل قسموں سے اعضاء کے فعل وانفعال میں کوئی ضرر نہیں پہنچتا لیکن اگر یہ غیر معتدل قسمیں حالت اعتدال سے اس قدر کم... ہو جائیں کہ اعضاء کے فعل وانفعال میں ضرر واقع ہونے لگے تو یہ حالت صحت نہیں، بلکہ حالت مرض ہے۔

Marfat.com

سطح کا چکنا اور کھردرا ہونا بھی طبیعی حالت پر ہو۔

کمیت کے لحاظ سے اعضاء کے اجزاء کی تعداد طبیعی ہو، ان کی مقدار بھی طبیعی ہو۔ یہاں مقدار کو عضو مرکب کے بجائے عضو بسیط کی طرف منسوب کرنا زیادہ مناسب ہے، چونکہ جن اجزاء سے مل کر عضو مرکب بنا ہے وہ صحیح مقدار میں ہوں گے تو عضو مرکب کی مقدار بھی درست ہوگی۔

وضع کے اعتبار سے اعضاء کی وضع طبیعی یہ ہے کہ دوسرے اعضاء کے لحاظ سے وہ ایک محدود و متعین جگہ میں ہو، تاکہ جسم میں ان کی ایک وضع قائم رہے، مثلاً معدہ و جگر وغیرہ (ان اعضاء کے خاص حدود مقرر ہیں، یہی وضع طبیعی ہے)۔

مشارکت کے اعتبار سے ہمارے اس قول کو کہ بعض اعضاء کی ایک دوسرے سے مشارکت طبیعی ہو، اس طرح واضح کیا جاسکتا ہے کہ بعض اعضاء ایک دوسرے سے علٰحدہ ہیں اور بندھے ہوتے نہیں ہیں، مثلاً انگلیاں، اور بعض اعضاء رباطات یا زوائد یا دونوں کے ذریعے ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں، بعض اعضاء کا جوڑ مفصلی ہوتا ہے۔ یہ وہ جوڑ ہے جس سے عضو متصل ذاتی طور پر بھی متحرک ہو سکے، اس کی مثال ہتھیلی ہے جو کلائی کا جزء ہے اور رباطات و زوائد کے ذریعہ کلائی سے ملتی ہے، اور ساتھ ہی اس کا جوڑ مفصلی بھی ہے۔

یہی وہ صورتیں ہیں جن میں اعضاء مرکبہ اپنے طبیعی فعل و انفعال کی انجام دہی کرتے ہیں۔ ہر عضو کی کیفیت، کمیت، وضع اور دوسرے اعضاء سے مشارکت، یعنی اتصال کے بارے میں اس سے قبل کتاب تشریح میں بیان کیا جاچکا ہے، لہٰذا یہاں ان چیزوں کو دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ مزاج صحیحہ کی چند قسمیں ہیں، ایک قسم معتدل اور باقی قسمیں غیر معتدل ہیں جو افعال و انفعال کو نقصان پہنچانے والی نہیں ہوتیں (ایک معتدل، آٹھ غیر معتدل، یہ نو قسمیں ہوئیں۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے)، اسی طرح اعضاء مرکبہ میں مذکورہ کیفیت و کمیت وغیرہ کے طبیعی و غیر طبیعی ہونے کے لحاظ سے قسمیں ہوں گی، یعنی ان میں کیفیت معتدل، کمیت معتدل، وضع معتدل اور مشارکت معتدل ہوگی، یہی وہ صورت ہے جسے جالینوس نے اپنے مقالہ "ہیئت فاضلہ" میں بیان کیا ہے۔ پھر وہ اقسام ہیں جو غیر معتدل ہوتی ہیں۔ اس طرح اعضاء مرکبہ میں موجود حالت صحت کی آٹھ قسمیں ہوں گی، چار معتدل اور چار غیر معتدل، یعنی کمی اور زیادتی

Marfat.com

کی صورت۔ ان شکلوں میں ایک پانچویں صورت یہ ہے جس کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ اعضاء بسیطہ و مرکبہ میں مشترک ہے، یہ کیفیت نفس اتصال ہے، یعنی جس حیثیت سے اعضاء ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ ایک عضو دوسرے عضو سے بندھا ہوا ہو، یہ دراصل ایک عضو کا دوسرے عضو کو مس کرنا ہے، اسی لیے یہ مرکب اعضاء کے لیے مخصوص ہے، اور ان ہی کی شکلوں میں اس کا شمار ہے، دوسرا وہ اتصال ہے جو اعضاء متشابہت الاجزاء میں موجود ہوتا ہے، اور یہ اتصال حقیقی ہے، اسی لیے یہ لازمی ہے کہ اس کا شمار اعضاء بسیطہ کے حالات صحت میں کیا جائے۔

مذکورہ بیان سے حالات صحیہ کی تمام اقسام کی وضاحت ہوگئی، یعنی اعضاء بسیطہ و مرکبہ کے مشترک حالات صحت اور ہر ایک کے مخصوص حالات صحت، نیز اعضاء بسیطہ و مرکبہ کے حالات صحت کے اشتراک کی نوعیت۔ اس اشتراک کو واضح کرنے کی غرض یہ ہے کہ صحت کی عام تعریف (اعضاء بسیطہ و مرکبہ پر) یکساں طور پر منطبق نہیں ہوتی۔ مزاج کی جو نسبت اعضاء مرکبہ کی طرف ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو اعضاء بسیطہ کی طرف ہے۔ اعضاء بسیطہ کا مزاج بالذات اور اعضاء مرکبہ کا مزاج بالعرض ہے۔ اطباء اس قسم کی تفصیلات بیان نہیں کرتے اور اس موضوع کے بارے میں ان کے اقوال محض منطقی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔

اب ہم ہر عضو کے مخصوص افعال و انفعالات بیان کریں گے، جن سے صحت کے اسباب غائیہ واضح ہو جائیں گے۔ ملحوظ رہے کہ اس سے پہلے جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کی حیثیت اسباب صوری اور مادی کی تھی۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے مناسب ہوگا کہ علم طبیعی کی مندرجہ ذیل بحث سے ابتداء کی جائے۔

علم طبیعی کی رو سے ہر جسم مادہ اور صورت سے مرکب ہے، مادہ کا وجود صورت کے لیے ہے، مادہ اور صورت سے مل کر جو طبعی شکل بنتی ہے اس کے ذریعہ مخصوص افعال صادر ہوتے ہیں چنانچہ ارسطو کا قول ہے کہ طبیعت کوئی عبث کام نہیں کرتی۔ اس بات کو بعض مصنوعات کی مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً لکڑی اور کشتی کی صورت کے یکجا ہونے سے کشتی وجود میں آتی ہے اور پھر وہ اپنا فعل (پانی میں چلنا) انجام دیتی ہے۔

Marfat.com

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے مختلف اعضاء بھی کشتی کی طرح ہیں، یعنی جس طرح کشتی میں ایک ہیولیٰ (مادہ) ہے، ایک صورت اور ایک کشتی کا فعل ہے، اسی طرح انسان کے اعضاء کا بھی ایک ہیولیٰ، ایک صورت اور ایک فعل و انفعال ہے، اور یہی فعل و انفعال، مادہ اور صورت کے مجموعہ کی غایت ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ اعضاء انسانی میں کون سی چیز صورت اور کون سی چیز مادہ ہے۔

اب تمام اعضاء کے فعل و انفعال الگ الگ بیان کیے جائیں گے، لیکن اس سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اکثر اعضاء بسیطہ، اعضاء مرکبہ کے ہیولیٰ ہیں، مثلاً ہاتھ کی ہڈیاں، رباطات، اعصاب، عروق، گوشت اور جلد، ہاتھ کی خلقت کے لیے وجود میں آتے ہیں، اور ہاتھ کی خلقت اس لیے ہے کہ اس سے مخصوص افعال و انفعالات ظاہر ہوں۔ ہاتھ کے افعال، کھینچنا، پھیلنا اور سکڑنا وغیرہ عضو مرکب کے افعال کی حیثیت سے ہیں، جب کہ اعضاء بسیطہ کی تخلیق اولاً عضو مرکب کے لیے ہی ہے، لیکن اس عضو مرکب میں ان کا الگ الگ مخصوص فعل بھی ہوتا ہے، مثلاً ہاتھ کا کام چیزوں کو اٹھانا ہڈیوں کی وجہ سے، اور چپٹنا گوشت کی وجہ سے ہے۔ ایسی صورت میں کہ اعضاء بسیطہ کا وجود اعضاء مرکبہ کے لیے ہے، یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا مزید کوئی ایسی چیز ہے، جس کے سبب سے عضو مرکب وجود میں آیا ہے، اور جس کے مجموعہ سے اس کا فعل انجام پاتا ہے۔

یہاں یہ وضاحت خارج از بحث نہ ہوگی کہ ان اعضاء کے طبیعی افعال و انفعالات، ان کے اندر پھیلی ہوئی حرارت غریزیہ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ حرارت، اعضاء بسیطہ کی مزاجی حرارت سے مختلف ہے، علم طبیعیات اور فن تشریح اس کی تائید کرتے ہیں، یعنی قلب میں بخارات والا جسم (روح حیوانی) ہے جو بہت گرم ہے، شرائین کے راستے سے یہ روح، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، تمام اعضاء میں پہنچتی ہے۔ دماغ کی بھی یہی کیفیت ہے، ایسی صورت میں جب کہ تمام افعال و انفعالات حرارت غریزیہ کے ذریعہ ہی انجام پاتے ہیں، جیسا کہ علم طبیعی میں بیان کیا گیا ہے، اور جسے عنقریب بیان کیا جائے گا تمام اعضاء سے صادر ہونے والے افعال نفسانیہ، اپنی صور مزاجیہ کے ساتھ اعضاء تک پہنچنے والی حرارت غریزیہ ہی کے ذریعہ واقع ہوں گے۔ ان دونوں حرارتوں کا مجموعہ، عضو کی وہ صورت ہے جس کے ذریعہ وہ فعل انجام دیتا اور منفعل ہوتا ہے۔ اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قلب رئیس الاعضاء ہے، کیوں کہ یہ اپنے تمام افعال میں خود کفیل ہے، اور تمام دوسرے اعضاء اپنے افعال کے انجام دینے میں اس کے محتاج ہیں، اسی طرح دماغ ان اعضاء کا رئیس ہے جن پر اس کی ریاست ہے۔

Marfat.com

اعضاء کے مذکورہ درجات کے لحاظ سے معلوم ہوا کہ اعضاء بسیطہ کا وجود، اعضاء مرکبہ کے لیے ہے، اور اعضاء مرکبہ کا وجود، صرف قلب، یا قلب و دماغ سے پھیلنے والی حرارت کے لیے ہے، جو بھی صورت ہو اس کی تفصیل یہاں مقصود نہیں ہے، تاہم اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہی حرارت بہ منزلہ صورت ہے، ان دونوں کے مجموعہ سے وہ افعال وانفعالات ظاہر ہوتے ہیں جو ہر ایک عضو کے لیے مخصوص ہیں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا افعال وانفعالات کے لیے یہی حرارت کافی ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور قوت بھی حرارت کی جگہ صورت کے لیے ممکن ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ پر غور کرنا طبیب کے لیے ضروری نہیں ہے پھر بھی یہاں ہم چند قویٰ کا بیان کریں گے جو ان صور مزاجیہ کے علاوہ ہیں اور علم طبیعی میں بیان کیے گئے ہیں، ان قویٰ کا مجموعی نام نفوس ہے۔

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسے بطور مقدمہ سمجھنا چاہیے، جس کے بعد ہر عضو کے افعال وانفعالات سمجھے جا سکتے ہیں۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان افعال وانفعالات کے اقسام بیان کیے جائیں چنانچہ ترتیب کے لحاظ سے ہم پہلے ان قویٰ کا بیان کریں گے جن سے فعل وانفعال ظاہر ہوتے ہیں۔

جسم انسانی میں تین قسم کے قویٰ پائے جاتے ہیں (۱) قویٰ طبیعیہ (۲) قویٰ حیوانیہ (۳) قویٰ نفسانیہ

قویٰ طبیعیہ	اس سے وہ قوت مراد ہے، جس کے ذریعہ تغذیہ، نمو اور تولید ہوتی ہے۔
قویٰ حیوانیہ	اس سے قلب کی قوت نبضیہ اور قوت نزوعیہ (جذب ونفور) مراد ہیں۔
قویٰ نفسانیہ	یہ پانچ قوتیں (حواس خمسہ ظاہرہ) ہیں، یعنی قوت لامسہ، قوت ذائقہ، قوت شامہ، قوت سامعہ اور قوت باصرہ۔

کچھ لوگوں نے قوت محرکہ فی المکان (قوت واہمہ)، قوت متخیلہ، قوت مفکرہ، قوت ذاکرہ اور قوت حافظہ کو بھی قویٰ نفسانیہ میں شامل کیا ہے۔ آخری تین قوتیں (قوت مفکرہ، قوت ذاکرہ، قوت حافظہ) قویٰ سیاسیہ کہلاتی ہیں۔ قویٰ نفسانیہ کی یہ تقسیم اگرچہ صحیح نہیں ہے، تاہم جمہور اطباء نے اسی طرح بیان کیا ہے، اور اس سے فن میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، اس لیے بہتر یہی ہے کہ علم طبیعی کے مروجہ دستور کے مطابق یہ باتیں پیش کر دی جائیں۔

ان افعال کی نوعیت سے ظاہر ہے کہ ان کو صرف چار کیفیتوں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا

Marfat.com

بلکہ ان کے علاوہ اور بھی کچھ قوتیں ہیں جنہیں نفوس کہا جاتا ہے۔ وہ قوتیں جن پر نشو ونما کا انحصار ہے تین ہیں (۱) قوت غاذیہ (۲) قوت نامیہ جو قوت غاذیہ کا درجہ کمال ہے (۳) قوت مولدہ جو قوت نامیہ کا درجہ کمال ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ قوتیں چونکہ آلہ و ذریعہ کی حیثیت رکھتی ہیں، اور قوی طبیعیہ نہیں ہیں، اس لیے محض مجازاً ان کو قوی طبیعیہ کہا جاتا ہے اور مراد ان سے نفوس ہوتے ہیں، لیکن اگر ان سے قوت مزاجیہ مراد لی جاتے تو یہ غلط ہوگا۔ اس بات کی دلیل جالینوس کی پیش کردہ سنگ مقناطیس کی مثال ہے[1]۔ قوت نبض دراصل "قوت غاذیہ جزئیہ رئیسہ" ہے۔ چونکہ اسی قوت کے ذریعہ قلب تمام اعضاء کو حرارت پہنچاتا ہے اور چونکہ یہ قوت، قلب کی قوت غاذیہ رئیسہ کی خادم ہے، اور اس سے قلب کی قوت غاذیہ کی حفاظت ہوتی ہے، اس لیے کہا جا سکتا ہے قلب کو قوت نفسانیہ میں سے کسی دوسری قوت کی ضرورت نہیں ہے۔ قوت غاذیہ کے لیے جس طرح اور پانچ قوتیں (جاذبہ، دافعہ، ماسکہ، ہاضمہ اور ممیزہ) ہیں، اسی طرح اس قوت کا وجود بھی قوت غاذیہ سے متعلق ہے۔ چونکہ جاندار میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اس لیے قوت نبضیہ جاندار سے مخصوص ہے۔

قوت نفسانیہ کے بارے میں اطباء کی یہ تقسیم اس اعتبار سے کہ ان کی قسمیں حواس، قوت محرکہ فی المکان (قوت واہمہ) قوت فکر اور قوت ذکر ہیں، صحیح ہے لیکن قوت محرکہ فی المکان قوت نزوعیہ کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے جب کہ اس کے ساتھ رائے یا خیال یا دونوں چیزیں مل جائیں، جیسا کہ لوح نفس (حس مشترک) میں ہوتا ہے۔ اطباء قوی نزوعیہ کو قوی حیوانیہ میں شمار کرتے ہیں، اور قوت محرکہ فی المکان کو دوسری قسم قرار دیتے ہیں جو غلط ہے، بلکہ یہاں جو قوتیں مراد ہیں وہ غاذیہ، نامیہ، مولدہ، حسیہ، متخیلہ، نزوعیہ اور نطقیہ ہیں۔ قوت ذاکرہ اور قوت حافظہ قوت متخیلہ کے خادموں میں سے ہیں، اور قوت مفکرہ، قوت ذاکرہ، قوت حافظہ، قوت نطقیہ کے خادموں میں سے ہیں۔ یہ قوتیں متخیلہ کی بہ نسبت زیادہ روحانی ہیں۔ ماہرین علم طبیعی کے اقوال سے مذکورہ بالا مسائل کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد کہ اعضاء کا وجود قوی وافعال ہی کے لیے ہے، بدن کے ہر ایک عضو

---

[1] غالباً سنگ مقناطیس کی مثال دے کر یہ سمجھایا ہے کہ جس طرح سنگ مقناطیس بذات خود قوت نہیں بلکہ قوت کا ذریعہ ہے، لیکن مجازاً اسے قوت (مقناطیس) ہی کہتے ہیں، اسی طرح نفوس بھی مجازاً قوی طبیعیہ ہی کہے جاتے ہیں۔

Marfat.com

کا وجود ان قویٰ کے افعال وانفعالات میں سے کسی فعل وانفعال کے لیے ہی ہوگا۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک عضو کے فعل وانفعال کی تفصیلات بیان کردی جائیں، تاکہ ہر عضو کی حالت صحت اس کے اسباب غائیہ کے ساتھ معلوم ہوجاتے۔ عضو کے اسباب صوری اور اسباب مادی پہلے بیان کیے جاچکے ہیں، اب رہا سبب فاعلی تو اس کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ سابق سبب ہے تاہم وہ اسباب فاعلہ جو محافظ کا درجہ رکھتے ہیں بیان کیے جائیں گے۔ سب سے پہلے ہم اعضاء بسیط کے منافع بیان کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ جب کسی شئے کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی دوسری شئے کے لیے وجود میں آئی ہے تو یہ دو اعتبار سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ دوسری شئے کا وجود ضروری ہو، جیسے اعضاء مرکبہ کے لیے اعضاء بسیطہ کا وجود ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ دوسری شے کے وجود کے لیے پہلی شے کا وجود ضروری نہ ہو بلکہ (پہلی شے کا وجود) اس لیے ہو کہ دوسری شے بہتر حالت میں رہے۔ مثلاً آنکھ کا وجود بینائی کی ضرورت کے لیے ہے، لیکن بینائی کا زیادہ ہونا آنکھ کی بہتر حالت ہے، جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ منافع الاعضاء میں ہم ان منافع کو ہی بیان کریں گے جن کو ہم فن طب کے لیے زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔

اعضاء بسیطہ کے منافع

اعضاء بسیطہ مندرجہ ذیل ہیں:

ہڈیاں اور ان کے مشابہ غضاریف (کریاں)، ناخون، اعصاب، عروق، رباطات، غشائیں، اوتار، مغز، حرام مغز، چربی اور اس کے مشابہ ثرب، جلد، خون، بلغم، مرۃ سودا، مرۃ صفراء اور ریح۔

ہڈیاں

ان کا خاص فائدہ یہ ہے کہ یہ اعضاء کے لیے بطور ستون ہیں، گویا پورے بدن کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ بعض اعضاء کو ڈھانکتی اور محفوظ رکھتی ہیں، مثلاً سینہ اور کھوپڑی کی ہڈیاں۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بخارات والے فضلات ان کے ذریعے تحلیل ہوجاتے ہیں، مثلاً سر کی درزیں۔

بدن میں ہڈیوں کی کثرت تعداد کا سبب یہ ہے کہ ان کی جزوی حرکت ہوسکے، مثلاً اگر کلائی کا جوڑ نہ ہو تو ہاتھ کی ذاتی حرکت نہیں ہوسکتی۔ یہی حال متحرک جوڑوں والے تمام اعضاء کا ہے۔ ہڈیوں کی کثرت تعداد کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی ایک ہڈی میں کوئی خرابی واقع ہو تو اس کا اثر دوسرے اعضاء تک نہیں پہنچتا کیونکہ

Marfat.com

وہ اس سے الگ ہوتی ہے۔ چھوٹی اور بڑی مختلف شکلوں کی بہت سی ہڈیاں اس لیے بھی ضروری ہیں کہ ہر مقام اور عضو سے ان کی مناسبت ہو جائے۔ چھوٹی اور بڑی کی مثال انگلیوں کے پور اور پنڈلی کی ہڈیاں ہیں، شکلیں مختلف ہونے کی مثال ٹھوس اور خولدار ہڈیاں ہیں۔ جس ہڈی کو مضبوط ہونا چاہیے وہ ٹھوس اور جن کو ہلکا ہونا چاہیے۔ وہ خولدار بنائی گئی ہیں۔ جہاں پر اس بات کی ضرورت ہے کہ ہڈی سے گوشت ملا رہے وہاں ہڈی کو نرم بنایا گیا ہے، مثلاً غضاریف۔

مذکورہ منافع کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے غور و فکر کے ذریعہ معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

ناخن

ناخنوں کے دو فائدے ہیں، ایک عمومی فائدہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انگلیوں کے کنارے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کی مثال نیزہ کے پھل کی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ انگلیاں کسی چیز کو پکڑیں تو یہ انگلیوں کے گوشت کے لیے سہارا بن جائیں۔ یہ فائدہ ہاتھ کے ناخنوں کے ساتھ مخصوص ہے، پیر کے ناخنوں میں یہ بات کم ہوتی ہے۔ ناخنوں کا پہلا فائدہ حیوان و انسان میں مشترک ہے۔

اعصاب

ان کی منفعت کے بارے میں اطباء میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ جالینوس کے بقول ان کی منفعت یہ ہے کہ یہ تمام اعضاء کو قوتِ حس اور قوتِ حرکت ارادیہ پہنچاتے ہیں۔ ارسطو کے قول کی بنا پر اعصاب اس لیے بنائے گئے ہیں کہ حرارت غریزیہ کو درجہ اعتدال پر رکھیں، تاکہ اس سے حس صادر ہو سکے۔ دونوں کا یہ اختلاف اسی طرح ہے جس طرح دماغ کی منفعت کے بارے میں اختلاف ہے۔ اعصاب، حرکت ارادیہ کا آلہ ہیں، یہ بات بھی قابل غور ہے۔ اعصاب کے ذریعہ حس و حرکت کا وجود ثابت کرنے کے لیے جالینوس کی دلیل یہ ہے کہ اعصاب کی قوت ختم ہونے سے حس و حرکت بھی ختم ہو جاتی ہے، لیکن یہ دلیل اصولی نہیں ہے۔ یہ دلیل جالینوس نے اپنی کتاب "منطق" میں لکھی ہے۔ بہر حال یہ ظاہر ہے کہ اعصاب کے منافع بھی دماغی منافع کی قسم سے ہیں۔ اسی سے اس امر کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ اعصاب، دماغ سے نکلے ہیں، دماغ میں گڑے ہوتے نہیں ہیں، جیسا کہ جالینوس کا قول ہے۔

رباط و وتر

ان سے حرکت ارادیہ ہوتی ہے، جس کا مشاہدہ کسی حیوان کے جوڑ کی جلد اتار کر اسے حرکت دینے سے کیا جا سکتا ہے۔

اغشیہ

اغشیہ (جھلیوں) کی منفعت یہ ہے کہ یہ عضو کو ڈھانک کر اس کی حفاظت کریں، نیز جو اعضاء لٹکے ہوتے ہیں انہیں اٹھائے اور باندھے رکھیں۔ اگرچہ یہ باندھنے

Marfat.com

والی منفعت رباط کے ساتھ مخصوص ہے۔ شکم کے پردہ صفاق کی منفعت بھی اسی قسم کی ہے یعنی یہ احشار کے باہر ہونے کو روکتا ہے۔ اور مرض فتق سے محفوظ رکھتا ہے (پردہ صفاق کے پھٹنے سے ہی مرض فتق لاحق ہوتا ہے)

عروق | عروق دو طرح کی ہیں۔

(۱) شرائین: یہ قلب سے روح اور خون کو (تمام اعضار تک) پہنچاتی ہیں، شریانوں کا یہی مقصد بھی ہے۔ ان کی شاخیں پورے بدن میں پھیلی ہوتی ہیں، تاکہ ان میں جو چیز موجود ہے اسے پورے بدن تک پہنچا ئیں۔ خواہ ان میں صرف روح ہو یا خون اور روح دونوں ہوں۔

(۲) وریدیں: مشاہدہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں روح نہیں ہوتی، البتہ ان میں قوی کا وجود ہو سکتا ہے، جیسا کہ جگر کے متعلق جالینوس کا قول ہے کہ یہ روح طبیعی کا مخزن ہے۔ روح طبیعی کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس سے اطبار کی مراد قوت غاذیہ ہے۔ وریدوں کی نمایاں منفعت یہ ہے کہ جگر میں جو خون پختہ ہو کر تیار ہو چکا ہے اسے تمام اعضار میں تقسیم کر دیں، اسی لیے ان وریدوں کی بھی شریانوں جیسی شاخیں ہوتی ہیں۔

مغز | مغز دو قسم کے ہیں، ایک مغز وہ ہے جو کھوپڑی کے اندر ہے، اور یہ بلا شبہ ہیولی ہے، جس کی صورت دماغ کی وہ روح ہے جس سے حواس صادر ہوتے ہیں۔ لیکن ہڈیوں میں جو مغز ہے وہ دراصل ان ہڈیوں کی غذا کا فضلہ ہے۔ علاوہ ازیں ٹھوس ہڈیوں میں مغز نہیں ہوتا، کیوں کہ ان میں خلا نہیں ہے۔ مغز کا نام ان دونوں قسموں کے لیے محض نام کا اشتراک ہے۔ ہم نے اسے مغز اس لیے کہا ہے کہ جمہور اطبار کا دستور یہی ہے، حالانکہ ہڈیوں کا مغز محض فضلہ ہے، اور کھوپڑی کے اندر والا مغز، جوہر رئیس ہے۔

حرام مغز | حرام مغز کا مزاج اور منفعت بعینہ وہی ہے جو دماغ کا مزاج اور منفعت ہے۔ اس کی تفصیل عنقریب اعضاء مرکبہ کے ضمن میں بیان کی جائے گی۔

گوشت | جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے کہ گوشت کئی قسم کا ہوتا ہے۔ گوشت کے بارے میں ارسطو کا یہ قول قابل ذکر ہے کہ گوشت حس لمس کا آلہ ہے، یعنی اس کی خاصیت حس لمس ہے، جیسا کہ آنکھ کی خاصیت حس بصر ہے۔ ارسطو کی دلیل یہ ہے کہ حس بسیط

Marfat.com

(حس لمس) کا تعلق جسم بسیط (گوشت) ہی سے ہے، اور اس حس کے لیے اعصاب خادم کی حیثیت رکھتے ہیں، یعنی یہ قلب سے اعضاء کی طرف جانے والی روح کو معتدل بنا دیتے ہیں۔ یہ مباحث علم طبیعیات سے تعلق رکھتے ہیں، جن کی علم طب میں مسلّمات کی حیثیت ہے۔ بہرحال ہمارے نزدیک حس وحرکت کا وجود، دماغ واعصاب سے ہوتا ہے۔ وہ حس جو اس گوشت سے پیدا ہوتی ہے، جسے جالینوس عضلہ کہتا ہے، اور جو اس کے نزدیک حرکت مکانیہ کا آلہ ہے اس کا بیان اعضاء مرکبہ میں کیا جائے گا، کنج ران اور بغل کے گوشت میں مذکورہ منفعت کے ساتھ فضلات کو دفع کرنے کی خاصیت بھی ہے۔ بہت سے گوشت اعضاء کو بھرنے اور محفوظ رکھنے کے لیے ہیں۔ مختصر آیہ کہ عضو بسیط (گوشت) تمام حیوانات میں اسی طرح مشترک ہے جیسے جبڑا جو عضو مرکب ہے، تمام حیوانات میں مشترک ہے۔

خون خون کے دو فائدے ہیں۔ (۱) اعضاء کے لیے غذا ہونا، مثلاً وہ خون جو جگر اور اس سے نکلنے والے عروق (وریدوں) میں ہوتا ہے۔ (۲) قلب کی حرارت غریزی کو اعضاء میں پہنچانے کا ذریعہ، یہ خون شرائین میں ہوتا ہے۔

بلغم یہ غیر منہضم خون ہوتا ہے، اس لیے یہ خون کا فضلہ ہے، جس کا وجود ضروریات بدن میں سے ہے۔ بدن میں اس کی پیدائش غذا کی اس حالت کو پہنچ جانے کے بعد ہوتی ہے جب غذا سے فضول بلغمیہ ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے فوائد یہ ہیں کہ یہ اعضاء کو سرد و تر رکھتا ہے اور جب اعضاء تک غذا پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے تو بلغم غذا بننے کے لیے تیار رہتا ہے۔

مرۂ صفراء اور مرۂ سوداء

ان دونوں کا وجود بھی ضروریات بدن میں سے ہے۔ بدن میں ان کے وجود کی کیفیت یہ ہے کہ غذا کیلوسی کے معدہ سے جگر میں پہنچنے پر جو حصہ ہضم ہو کر خون بن جاتا ہے، اس میں یہ دونوں فضلات شامل ہوتے ہیں۔ اس کی مثال شیرۂ انگور کی سی ہے، جس کی شراب بناتے وقت دو فضلات کا علیحدہ کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے، ایک اس کی گاد، اور دوسرے اس کی جھاگ۔ چنانچہ ان دونوں فضلات کے لیے مخصوص اعضاء بنائے گئے ہیں، جب کہ بلغم کے لیے کوئی خاص مقام نہیں رکھا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بلغم کی طرح ان دونوں فضلات میں جزو بدن بننے کی صلاحت نہیں ہے، دوسرے یہ کہ طبیعت ان کو قوت غاذیہ کے آلات خادمہ کی حیثیت سے

Marfat.com

استعمال کرتی ہے، جیسا کہ علم تشریح سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرارہ میں مرۂ صفراء جمع رہتا ہے، اس سے ایک نالی نکل کر بالائی آنتوں اور معدہ کے زیریں حصّہ سے مل جاتی ہے۔ اسی نالی کے ذریعے سے مرۂ صفراء آنتوں میں پہنچ کر براز خارج کرنے کے لیے آنتوں کو آمادہ کرتا ہے، گویا یہ آنتوں کی صفائی کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی طرح طحال (جس میں سودا جمع رہتا ہے) سے بھی ایک نالی نکل کر فم معدہ تک پہنچتی ہے، جس کے ذریعہ سے سودا وہاں تک پہنچ کر غذا کی خواہش پیدا کرتا ہے، چونکہ سودا میں ترشی ہوتی ہے، اور ترش اشیاء کا خاصہ بھوک لگانا ہے۔

چربی اجسام حیوانی میں چربی کا فائدہ گرمی پہنچانا ہے، مثلاً ثرب (غشاء ثرب میں چونکہ چربی شامل ہے، اس لیے یہ احشاء کو گرم رکھتی ہے) چربی اس پختہ خون کا فضلہ ہے جس سے اعضاء غذا حاصل کرتے ہیں، اسی لیے جاندار میں اس کا اعتدال کے ساتھ ہونا صحت اور اچھی غذائیت کی دلیل ہے، اور جن جانداروں میں چربی نہیں پائی جاتی، ان میں خون کی پختگی عمدگی کے ساتھ نہیں ہوتی، اسی لیے ان میں فضلہ نہیں بن پاتا، بلکہ ان کے اجسام میں اعضاء کی ضرورت سے کم غذا پہنچتی ہے، البتہ اگر کسی جاندار میں چربی زیادہ ہو جاتے تو یہ خرابی کی علامت ہے، اور یہ سمجھنا چاہیے کہ ایسی حالت میں غذا کا مادہ یعنی خون، چربی میں بدل گیا ہے، جس کی وجہ سے اعضاء سرد ہو کر موت کا سبب پیدا کر دیتے ہیں۔

بال سر اور بھنوؤں کے بالوں کا فائدہ ان کی حفاظت ہے، اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ سر کے بال، سر کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں، بھنوؤں کے بال سر کی طرف سے بہہ کر آنے والی کسی چیز کو آنکھ میں نہیں جانے دیتے، یہی صورت پلکوں کے بالوں کی بھی ہے۔ بغل، ناف اور جسم کے دیگر مقامات پر نکلنے والے بالوں کا مقصد بدن انسانی کے بخارات کو زائل کرنا ہے۔ یہ بال بخارات دخانی سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بخارات بالوں کے لیے بطور مادہ ہیں، یعنی بال، خراب مادوں کو جسم سے نکال دیتے ہیں، تاکہ بدن تندرست رہے۔ ان بالوں کی مثال کے لیے فن زراعت میں رائج وہ طریقہ ہے جس میں زمین کی اصلاح کے لیے ایسے پودے بو دیے جاتے ہیں جو زمین کے بخارات کو جذب کر لیں۔

جلد بدن کو ڈھانکنے اور محفوظ رکھنے کے لیے جلد بنائی گئی ہے، جسم کے بیرونی حصّہ پر اس کی حیثیت وہی ہے، جو اندرونی اعضاء پر غشاء کی ہوتی ہے۔

Marfat.com

ارواح | ارواح کے دو منافع ہیں۔ (۱) جسم حیوان کے قویٰ مدبرہ کے لیے قریبی آلہ ہونا (۲) خود مدبر ہونا۔

بہتر ہے کہ ہم انہیں قویٰ مدبرہ کا قریبی آلہ اور خاص ہیولیٰ کہیں۔ کیوں کہ ارواح کے معدوم ہو جانے پر موت لازمی ہے۔

اعضاء مرکبہ کے منافع

اعضاء بسیطہ کے منافع کے بعد اعضاء مرکبہ کے منافع بیان کیے جائیں گے، لیکن صرف انہی منافع پر اکتفا کیا جائے گا جو مشہور ہیں اور جن کا بیان فن طب کے لیے ضروری ہے۔ سب سے پہلے اعضاء غذا کے منافع بیان کیے جائیں گے۔ چونکہ یہ جسم کے وجود کے لیے اولین درجہ رکھتے ہیں، اور ان کے افعال میں خلل واقع ہونے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

اعضاء غذا کے منافع

مشاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوت تغذیہ کے فعل کے لیے جو اعضا بنائے گئے ہیں وہ معدہ اور اس کے خادم ہیں یعنی منہ اور اس کے آلات اور غذا کی نالی نیز آنتیں، جگر، عروق، گردے، تلی، پتہ اور مثانہ۔

مُنہ | یہ غذا کے لیے چکی کی حیثیت رکھتا ہے، اسی لیے اس میں دانت بنائے گئے ہیں، جن کی شکلیں پیسنے کے لیے مناسب ہیں۔ دانتوں کا ایک جوڑا کاٹنے کے لیے، انیاب چور کرنے کے لیے اور طواحن پیسنے کے لیے ہیں، منہ میں ان کی ترتیب اسی لحاظ سے رکھی گئی ہے۔

مری | وہ راستہ ہے جس سے گذر کر غذا منہ سے معدہ میں پہنچتی ہے۔ مری کا یہ کام' قوت غاذیہ کی خادم دو قوتوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے (۱) قوت جاذبہ (۲) قوت دافعہ' تاکہ مری' منہ سے غذا لے کر معدہ میں پہنچا سکے۔ اگر مری کا یہ فعل معطل ہو جائے تو انسان بھوک سے مر جائے گا۔ وہ آلہ جس کے ذریعہ طبیعت ان دونوں کاموں (یعنی جذب و دفع) کو انجام دیتی ہے اسے دو پرتوں والا ہونا چاہئے، جیسا کہ علم تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مری میں دو پرت ہوتے ہیں، ایک پرت کے ریشے چوڑائی میں اور دوسری کے ریشے لمبائی میں ہیں۔ جس پرت کے ریشے لمبائی میں ہیں وہ جب سکڑتا' چھوٹا ہوتا اور حنجرہ کی طرف منہ کے قریب اٹھتا ہے تو اس سے غذا کے جذب

Marfat.com

ہونے کا کام ہوتا ہے، اور جس کے ریشے چوڑائی میں ہیں وہ جب غذا کو اپنی گرفت میں لے کر سکڑتا ہے تو اس سے معدہ کی طرف غذا کے دفع کا کام ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص اپنے ہاتھ میں کوئی گیلی چیز پکڑ کر مٹھی بند کر لے تو وہ چیز دفع ہو جاتی ہے۔

معدہ معدہ کا کام یہ ہے کہ منہ کے ذریعہ پہنچنے والی غذا کو ہضم کر کے کیلوس بنا دے، کیونکہ کیلوس ہی میں خون بننے کی قوت ہوتی ہے۔ معدہ کے اس فعل میں کچھ قوتیں اس کی مدد کرتی ہیں، وہ قوتیں جاذبہ، ماسکہ، دافعہ اور ہاضمہ ہیں۔ ہضم کا فعل، معدہ کے بیرونی لحمی پرت اور اس سے ملنے والی عروق کے ذریعہ ہوتا ہے۔ معدہ کی وضع بھی کچھ اس طرح کی ہے کہ یہ جگر سے گرمی حاصل کرتا ہے، چونکہ یہ داہنی جانب جگر سے گھرا ہوا ہے، یہی وضع طحال کی ہے جو معدہ کے بائیں جانب ہے، نیز معدہ کے اوپر کی غشاء ثرب بھی معاونت کرتی ہے۔ مری سے غذا کو جذب کرنے کا کام معدہ کے ان ریشوں سے ہوتا ہے جو لمبائی میں ہوتے ہیں، ترچھے ریشے اس فعل میں مدد کرتے ہیں۔ امساک اور دفع کا کام، معدہ کے اس پرت سے ہوتا ہے جس کے ریشے چوڑائی میں ہوتے ہیں۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب معدہ میں غذا پہنچتی ہے تو وہ اس کو ہر طرف سے گھیرے رکھتا ہے جب تک کہ غذا کا ہضم مکمل نہ ہو جائے۔ جب ہضم مکمل ہو جاتا ہے تو معدہ کے اوپر کا حصہ سکڑ کر اس کو نیچے کی طرف دفع کر دیتا ہے، یہ فعل ان ریشوں کے ذریعہ ہوتا ہے جو چوڑائی میں ہوتے ہیں۔ غذا ہضم ہونے کے بعد اسے نیچے کی طرف دفع کرنا اور قے کے وقت اوپر کی طرف دفع کرنا، یہ دونوں فعل اسی طبقہ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ معدہ میں قوت ممیزہ کا فعل پوری طرح ظاہر نہیں ہوتا، لیکن جو کیلوس معدہ میں پختہ ہو کر تیار ہوتا ہے (قوت ممیزہ اس سے کچھ حصہ علیحدہ کر دیتی ہے) اسی کیلوس سے معدہ غذا حاصل کرتا ہے۔ قیاس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کیوں کہ اگر معدہ کو متغذی نہ مانا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غذا کے حصول کی طلب معدہ کو کیوں ہوتی ہے؟ اور حصولِ غذا کے بعد طلب کیوں ختم ہو جاتی ہے؟ اگرچہ اس میں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ تمام اعضاء کیلوس کے خون بننے کے بعد ہی اس سے غذا حاصل کرتے ہیں، لیکن معدہ میں جو کیلوس ہے وہ اب تک خون نہیں بنا ہے (لہٰذا اس کیلوس سے غذا کیسے حاصل کر سکتا ہے) اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ معدہ، کیلوس کی گردش سے غذا حاصل کرتا ہے اور غذا کی یہ حالت، کمیت سے زیادہ کیفیت میں خون سے مشابہ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معدہ میں ایسے اجزاء ہوں جو کیلوس کی رطوبت سے غذا حاصل کرتے ہوں۔ حالانکہ یہ رطوبت ابھی خون نہیں ہوتی، لیکن بلحاظ طبیعت کے قابلِ ادراک ہے جس طرح کہ ابھی خون نہیں ہوتا۔

[illegible]

آنت آنت بھی ہضم غذا کا ایک آلہ ہے۔ ہضم شدہ غذا معدہ سے "بواب" نامی سوراخ سے گذر کر آنتوں میں پہنچتی ہے۔ معدہ جب ہضم مکمل کر لیتا ہے تو "بواب" کھل کر غذا کو آنت کی طرف بھیج دیتا ہے۔ اور جگر عروق کے ذریعہ عصارۂ کیلوس کو جذب کر لیتا ہے، جب اس کا کام پورا ہو جاتا ہے تو فضلہ نیچے والی آنت کی طرف دفع ہو جاتا ہے، اور یہ خشک فضلہ (براز) ہے۔ اس طرح آنت کے دو فائدے ہیں (۱) آنت ایک راستہ ہے جس سے غذا گذرتی ہوئی جگر تک پہنچتی ہے۔ (۲) خشک فضلہ کو دفع کرتی ہے۔

آنت میں قوت دافعہ کا فعل زیادہ نمایاں ہے، اسی لیے اس کے طبقات کے ریشے چوڑائی میں ہیں۔ آنت میں قوت جاذبہ کا فعل زیادہ نمایاں نہیں ہے۔ اسی لیے اس میں لمبائی والے ریشے نہیں ہوتے، البتہ آنت میں قوت ہاضمہ موجود ہے، کیوں کہ اس کا جوہر، معدہ کے جوہر سے ملتا جلتا ہے۔ آنتوں کے پیچ در پیچ ہونے کا سبب یہ ہے کہ غذا وہاں اتنی دیر ٹھہرے کہ جگر اپنی ضرورت کے مطابق اس سے غذا حاصل کرلے، چنانچہ ارسطو کہتا ہے کہ جن حیوانات کی آنتیں کم پیچیدہ ہیں وہ زہریلے ہیں۔ آنتوں میں دو پرتیں بنائی گئی ہیں، جس کی وجہ سے آنتیں مضبوط اور ان کی قوت دافعہ کا فعل زیادہ قوی ہو جاتا ہے، اس کا مضبوط ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ فضلات کی گذرگاہ ہے۔

جگر تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ جگر میں غذا متغیر ہو کر خون بن جاتی ہے، جس سے اعضاء بدن غذا حاصل کرتے ہیں، چونکہ جگر تمام اعضاء غذا کا سردار ہے۔ اسی لحاظ سے جالینوس نے جگر کو قوت غاذیہ کا رئیس مطلق سمجھا ہے۔ جگر میں چند قوتیں ہیں۔

(۱) قوت ہاضمہ: جو غذا کو خون بناتی ہے۔
(۲) قوت ماسکہ: جو ہضم غذا ہونے تک غذا کو ٹھہرائے رکھتی ہے۔
(۳) قوت جاذبہ: جو آنتوں اور معدہ سے کیلوس جذب کرکے جگر میں پہنچاتی ہے۔

جگر سے تین قسم کے فضلے خارج ہوتے ہیں۔

(۱) فضلۂ مائیہ: جسے گردے جذب کر لیتے ہیں۔
(۲) فضلۂ صفراویہ: جس کو مرارہ جذب کرتا ہے۔
(۳) فضلۂ سوداویہ: جس کو طحال جذب کرتی ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جگر میں ہی قوت غاذیہ رئیسہ پائی جاتی ہے جس کی بنا پر اسے تمام اعضاء غذا کا رئیس قرار دیا جاتا ہے، یا کوئی دوسرا عضو ہے جو اعضاء غاذیہ کا رئیس ہے، اس مسئلہ کی وضاحت علم طبیعی اور تشریح سے

Marfat.com

ہوتی ہے۔

علم طبیعی سے معلوم ہوتا ہے کہ قوت غاذیہ غذا کو جزو بدن بناتی ہے، چونکہ تمام اعضاء بسائط سے مرکب ہیں، اور مرکب ہونے کی صورت یہ ہے کہ بسائط کا امتزاج ہو، اور یہ امتزاج اسی وقت ممکن ہے جب پختگی ہو، اور پختگی حرارت سے ہوتی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ حرارت قوت غاذیہ کا بھی آلہ ہو، اور جزو و کل کے بننے میں اس کی یکساں ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں جگر اور تمام آلات تغذیہ میں اس حرارت کا وجود لازمی ہے، لیکن اگر یہ تسلیم کر لیا جاتے کہ تمام وہ اعضاء جن میں قوت غاذیہ ہے جگر ہی کی حرارت سے استفادہ کرتے ہیں جیسا کہ جالینوس نے کہا ہے تو جگر کا ان اعضاء پر رئیس ہونا ظاہر ہے، اس لیے کہ جگر کے علاوہ جتنے بھی اعضاء غذا ہیں ان کا کام جگر کے ذریعہ پورا ہوتا ہے، اور جگر اپنا کام بذاتہ پورا کرتا ہے۔ اس طرح جگر کے رئیس ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا، امور ارادیہ میں بھی رئیس ہونے کا مفہوم بعینہ یہی ہے، کیوں کہ امور ارادیہ اور امور تغذیہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کاشت کاروں کو تدبیری امور بتانے والا "رئیس الفلاحین" کہلاتا ہے، کیوں کہ ان کی کاشت کاری "رئیس الفلاحین" کی تدبیروں سے پوری ہوتی ہے، جب کہ رئیس الفلاحین کی کاشت کاری بذاتہ انجام پاتی ہے۔ یہی حال دوسری ریاستوں کا بھی ہے۔ جالینوس اور دیگر اطباء کی یہ رائے کہ جگر اپنے کام میں خود کفیل ہے، درست نہیں ہے۔ جالینوس نے خود اعتراف کیا ہے کہ قلب سے جگر تک بہت سی شرائین پہنچتی ہیں، جن کا کام جگر کو حرارت بخشنا ہے، اگر جگر اپنے کام میں خود کفیل ہوتا تو یہ حرارت بے معنی تھی۔

اگر یہ کہا جاتے کہ یہ حرارت صرف قوت حیوانیہ بخشتی ہے تو اس بات کے جواب کے لیے پہلے ہمیں قوت حیوانیہ کا مفہوم سمجھ لینا ضروری ہے۔ کیا اعضاء میں قوت تغذیہ اور قوت حس کے علاوہ کوئی اور قوت بھی پائی جاتی ہے، در اصل قوت حیوانیہ کا اطلاق مذکورہ دو قوتوں کے علاوہ کسی تیسری قوت پر نہیں ہوتا اگرچہ قوت حیوانیہ کا نام حس کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان قوتوں کی کثرت جو ہم نے بیان کی ہے وہ در اصل ان قوتوں کے افعال کی کثرت ہے، اور یہاں ان دو افعال کے علاوہ کوئی تیسرا فعل نہیں ہے، یعنی غذا حاصل کرنا یا حس۔

اگر یہ کہا جاتے کہ قلب میں جو قوت نبضیہ ہے وہ تیسری قوت ہے، اور قوت حیوانیہ سے یہی قوت مراد ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات تسلیم کر لی جاتے تو ظاہر ہے کہ قلب کی وجہ سے جگر کو قوت نبضیہ حاصل نہیں ہوتی، کیوں کہ جگر کی رگیں متحرک نہیں ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے

Marfat.com

کہ قوت نبضیہ قلب کے ساتھ مخصوص ہے اور اسی قوت کی وجہ سے قلب رئیس ہے، اور اسی قوت کے ذریعہ قلب تمام اعضاء میں قویٰ تقسیم کرتا ہے، ساتھ ہی یہ قوتیں تنفس کے ذریعہ قلب کی حفاظت کرتی ہیں۔ چونکہ قوت نبضیہ کے ذریعہ قلب دوسرے اعضاء کو اولاً تغذیہ کا فائدہ پہنچاتا ہے، اس لیے قوت نبضیہ، قوت تغذیہ کی طرف ضرور منسوب کی جائے گی، اسی لیے یہ قوت غاذیہ قلبیہ ہے؛ مزید برآں یہ قوت نبضیہ ہی قوت غاذیہ کا آلہ و ذریعہ ہے، اگر قوت غاذیہ کے علاوہ کوئی دوسری قوت ہوتی تو قلب دوسرے اعضاء کو ضرور یہ قوت بخشتا، کیونکہ یہ محال ہے کہ کسی عضو میں ایسی قوت ہو جو نوعاً ان تمام قوتوں کے مخالف ہو جو تمام اعضاء میں موجود ہیں، خصوصاً جب کہ وہ عضو رئیس ہو لیکن جالینوس اور دوسرے اطباء اس بات کی تائید نہیں کرتے ہیں۔

اس ساری بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلب کی نسبت جگر کی طرف ویسی ہی ہے جیساکہ جالینوس کے قول کی بنا پر جگر کی نسبت تمام اعضاء تغذیہ کی طرف ہے، لہٰذا قوت تغذیہ میں قلب، جگر کا رئیس ضرور ہے۔ جگر میں بذاتہ اپنا کام انجام دینے کی صلاحیت نہیں ہے، بلکہ وہ اپنا کام اُس حرارت کے ذریعہ کرتا ہے جو کیفیت و کمیت میں ایک خاص انداز پر قلب سے جگر تک پہنچتی ہے۔ یہی مخصوص قوت، قوت رئیسہ غاذیہ ہے۔ تمام ماہرین تشریح بہ شمول جالینوس اس بات پر متفق ہیں کہ قلب میں دوسرے اعضاء سے حرارت نہیں پہنچتی، بلکہ قلب، اپنے فعل میں خود کفیل ہے، جیساکہ رئیس کی شان ہوتی ہے، باوجودیکہ جگر قلب کے لیے غذا مہیا کرتا ہے، لیکن اس نسبت سے وہ اس کا مستحق نہیں ہے کہ قلب کا رئیس کہلائے، اس کی مثال یہ ہے کہ معدہ باوجودیکہ جگر کو غذا پہنچاتا ہے لیکن جگر کا رئیس نہیں ہے، اسی طرح کاشت کار جو رئیس الفلاحین کے لیے غذا مہیا کرتا ہے اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ وہ رئیس الفلاحین کا رئیس ہو جائے۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ قوت غاذیہ رئیسیہ قلب میں ہے، اور جیساکہ تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے نکلنے والی شریانیں بدن کے تمام اعضاء سے ملتی ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں رہتا کہ قلب ہی تمام اعضاء کو غذا پہنچاتا ہے نہ کہ جگر، ورنہ ان شریانوں کا وجود عبث ہوگا۔ مزید برآں تشریح سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جگر میں روح ہے، جو وریدوں کے ذریعہ سے تمام جسم میں پہنچتی ہے، بلکہ وریدوں میں نا پختہ خون ہوتا ہے، اور روح کی سواری وہ خون ہے جو شرائین میں ہوتا ہے۔ یہاں شاید اعتراض کیا جائے کہ طبیب کے لیے یہ مباحث غیر ضروری ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ طبیب کو ان مباحث کی بہت ضرورت ہے، اس کی تفصیل ہم عنقریب

Marfat.com

بیان کریں گے۔ جالینوس نے قوت ذاکرہ کے علاج کے سلسلہ میں ارکغانس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے جو یہ کہا ہے کہ اگر تو قلب میں قوت ذاکرہ کو تسلیم کرتا ہے تو قلب پر سنگھیاں لگا کر اس کا علاج کیوں نہیں کرتا، غلط ہے، اسے بھی ہم عنقریب بیان کریں گے۔

رئیس الاعضاء ہونے کی حیثیت سے قلب کی جگہ وسط میں رکھی گئی ہے، مقصود یہ ہے کہ رئیس جن اعضاء کی تدبیر کرتا ہے ان کی طرف اس کی نسبت برابر کی ہو، اور وہ محفوظ بھی رہے۔ حفاظت کی غرض سے قلب کے چاروں طرف ایک موٹی غشاء ہے، جس کے رباطات مضبوط ہیں۔ قلب کا تغذیہ اس رگ کے ذریعہ ہوتا ہے جو قلب و جگر کے درمیان میں ہوتی ہے قلب میں داخل ہوتے وقت اس رگ کے منہ پر ایسی جھلیاں ہوتی ہیں جو اندر کی طرف کھلتی ہیں، تاکہ خون اندر داخل ہو جائے، اس کے بعد یہ جھلیاں مضبوطی سے بند ہو جاتی ہیں۔ اسی طرف ایک اور رگ کا منہ ہے جو قلب اور پھیپھڑے کو ملاتی ہے۔ اسی رگ سے پھیپھڑوں کا تغذیہ ہوتا ہے، اور دوسری وریدیں پھیپھڑوں سے نہیں ملتی ہیں۔ اس رگ کے منہ کی جھلیاں پہلی والی رگ کے منہ کے برخلاف اندر کی طرف سے باہر کی طرف کھلتی ہیں، تاکہ خون پھیپھڑوں میں جا سکے۔ قلب کے بائیں بطن میں بھی دو منہ ہیں، جن میں سے ایک بڑی شریان (اورطی) کا منہ ہے، جس میں اندر سے باہر کی طرف کھلنے والی تین جھلیاں ہوتی ہیں، تاکہ خون و روح شریانوں میں جا کر قلب کی طرف واپس نہ لوٹ سکے، اور دوسرا منہ اس شریان کا ہوتا ہے جو پھیپھڑے سے ملتی ہے، اور اسی سے قلب کا تنفس ہوتا ہے، اسی لیے اس کی جھلیاں باہر سے اندر کی طرف ہوتی ہیں۔

طحال (تلی) | طحال میں دو نالیاں ہوتی ہیں، ایک جگر سے اور دوسری معدہ سے ملتی ہے چونکہ طحال میں خون کی تلچھٹ (سوداء) جمع رہتی ہے، اس لیے گمان یہ ہے کہ طحال، جگر سے فضلۂ سوداویہ جذب کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ طحال کو زیادہ بڑا نہیں بنایا گیا۔

مرارہ (پتہ) | جگر سے صفراوی فضلات کو جذب کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔

گردے | گردے بھی جگر کے خادم اعضاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ خون کی مائیت جذب کرتے ہیں، اسی لیے جگر کے محدب جانب سے نکلنے والی بڑی ورید، گردہ کی گردن سے مل جاتی ہے۔

Marfat.com

مثانہ یہ فضلۂ رطبہ (پیشاب) کے جمع ہونے کی جگہ ہے، مثانہ پیشاب کو گردوں سے جذب کرتا ہے۔ مثانہ اور گردہ کے درمیان ایک غشاء ہے جو چھلکے کی طرح ہوتی ہے، جب تک پیشاب مثانہ میں آتا رہتا ہے یہ کھلی رہتی ہے، اس کے بعد یہ راستہ کو بند کر دیتی ہے، تاکہ پیشاب گردہ کی طرف نہ لوٹ سکے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ خون سے ان فضلات کو جذب کرنے کے لیے جو اعضاء بنائے گئے ہیں، ان میں ہر عضو ایسے مناسب انداز سے جذب کرتا ہے کہ ان فضلات سے غذا بھی حاصل کرے، یعنی اس طرح اصل فائدہ (غذائیت) بھی حاصل ہو جاتا ہے، اسی لیے گردہ و مثانہ میں پانچ قوئی جزئیہ موجود ہیں، یعنی جاذبہ، ماسکہ، ہاضمہ، ممیزہ اور دافعہ۔

یہ تغذیہ کے تمام آلات و اعضاء کا تذکرہ تھا، جس سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ تمام اعضاء تغذیہ میں دو ہضم مشترک ہیں، ایک ہضم معدی، دوسرا ہضم کبدی۔ اس کے علاوہ عروق میں بھی ایک ہضم ہوتا ہے، لیکن بہت کم، تیسرا ہضم وہ ہے جو ہر عضو میں الگ الگ ہوتا ہے۔

قوت غاذیہ کے آلات کے بعد اب ہم قوت مولدہ کے آلات بیان کرتے ہیں۔ قوت نامیہ کے لیے مخصوص اعضاء نہیں ہیں، بلکہ یہ قوت غاذیہ ہی کے اعضاء ہیں۔

اعضاءِ تناسل کے منافع

مرد کے ساتھ جو اعضاء تناسل مخصوص ہیں وہ خصیتین اور قضیب ہیں، اور عورت کے مخصوص اعضاء تناسل رحم اور پستان ہیں۔ خصیتین منی تیار کرنے کے لیے بناتے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان میں سفید رنگ کا غددی گوشت ہوتا ہے۔ یہی حال پستان کے گوشت کا بھی ہے۔ اس کی مصلحت یہ ہے کہ جب خون کا استحالہ ہو تو یہ اسی گوشت کے مشابہ رنگ اختیار کرے۔ اس کی مثال جگر سے دی جا سکتی ہے، جس کا رنگ سرخ ہے، یہ کیلوس کو سرخ رنگ (خون) میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ فعل اس اصول کے تحت ہے کہ فاعل اپنے مفعول کو بہر نوع اپنے مشابہ بناتا ہے۔

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ اس عضو میں اگرچہ قوت مولدہ ہوتی ہے، لیکن یہ قوت مولدہ رئیسہ نہیں ہے۔ جالینوس کا یہ خیال (کہ یہ قوت مولدہ رئیسہ ہے) درست نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ عضو اپنے فعل میں خود کفیل نہیں ہے، بلکہ اس روح کے ذریعہ اپنا کام کرتا ہے جو ایک معین کیفیت و کمیت میں قلب سے اس عضو تک پہنچتی ہے۔ قوت قلبیہ، قوت مولدہ کے لیے حرارت مہیا کرتی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ عضو اپنا کام کرے، یہی قوت قلبیہ دراصل قوت مولدہ رئیسہ۔

Marfat.com

ہے، اور اس عضو کی قوت، خادمہ یا جزئیہ رئیسہ ہے۔

وہ انثیین جو بہ قول جالینوس عورتوں میں ہوتے ہیں، تو بظاہر ولادت میں ان کی کوئی تاثیر نہیں ہے، کیوں کہ فعل تولید میں عورت کی منی کا کوئی دخل نہیں ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ فعل ولادت میں عورتوں کے پستانوں کو دخل حاصل ہے جب کہ مرد کے پستانوں میں یہ منفعت نہیں پائی جاتی، عورت کی منی کا ولادت میں دخل نہ ہونا مشاہدہ وقیاس سے ظاہر ہے۔ اس کے سلسلہ میں ارسطاطالیس کا مشاہدہ ہے کہ بغیر انزال عورت حاملہ ہو جاتی ہے اور خود میں نے جب سے ارسطو کا قول سنا اس کو محسوس کرنے کی کوشش کی تو تجربہ سے یہ بات صحیح معلوم ہوتی۔ میں نے بہت سے ایسے حمل پائے جو صرف مرد ہی کی وجہ سے قرار پاتے تھے۔ میں نے عورتوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بھی مجھے یہ بات بتائی کہ وہ جماع کے وقت بغیر کوئی لذت محسوس کیے حاملہ ہو گئیں۔ اور دلیل وقیاس جس سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ اگر عورت کی منی وہی کام کرتی جو مرد کی منی کرتی ہے تو عورت خود ہی پیدا کرنے والی ہوتی، مرد کی محتاج نہیں ہوتی اور یہ بات ہی ناقابل ذکر ہے اور اس بات کا تصور بھی محال ہے کہ فعل تولید، مرد اور عورت کے درمیان برابر برابر منقسم ہو، یعنی بعض اعضاء مرد کی منی سے اور بعض عورت کی منی سے پیدا ہوں۔ اس لیے کہ اگرچہ بدن انسانی میں اعضاء زیادہ ہیں، لیکن تمام اعضاء کا مبدأ ایک ہی ہے جو قلب ہے۔ یہ قلب ہی ہے جو تمام اعضاء کے لیے معطی بالقوہ ہے۔ اگر عورت کی منی اس مبدأ کو عطا کرنے کے لیے کافی ہوتی تو مرد کی منی کی ولادت میں کوئی تاثیر نہیں رہتی، اس کے برعکس اگر یہ درست ہے کہ مرد کی منی مبدأ عطا کرتی ہے تو پھر عورت کی منی کو ولادت میں کوئی دخل نہیں ہے۔

اور یہ نظریہ کہ تولید، مرد یا عورت کی منی کا انفرادی فعل نہیں ہے بلکہ ان دونوں سے مل کر ایک تخلیق بنتی ہے جیسے سرکہ اور شہد بغیر ملے سکنجبین نہیں بن سکتی تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا مان ہی لیا جاتے تو پھر ان دونوں کو ملانے اور شکل دینے والی ضرور کوئی چیز ہوگی جو درحقیقت مکون ہوگی اور عورت و مرد دونوں کی منی بمنزلہ مادہ ہوں گی تو پھر یہاں کوئی ایسی چیز نہیں رہتی جس سے فعل تولید عمل میں آتے لہٰذا لازم آتا ہے کہ وہی عضو فاعل ہو جس میں قوت مولدہ حقیقتاً موجود ہے، اور وہ عضو رحم ہے تو پھر کاش میں جان سکتا کہ اس فعل تولید میں منی اور خون دونوں کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے صرف خون ہی کافی تھا کہ اس سے تخلیق اعضاء ہوتی جیسا کہ اس سے تغذیہ اعضاء ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ بات واضح ہوجانے کے بعد کہ عورت اور مرد کی منی کا فعل نوعیت کے اعتبار سے یکساں نہیں ہے، اور جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ ولادت میں عورت کا بھی حصّہ ہے تو یہ ضروری ہے کہ مرد و عورت دونوں کی منی کے افعال مختلف ہونے کے باوجود دونوں کی غایت ایک ہی ہو جسے "بچہ کی پیدائش" کہنا چاہیے۔ چنانچہ عورت و مرد دونوں بچہ کے وجود کے لیے ضروری اجزاء فراہم کرتے ہیں۔ کسی شے کے اجزاء مادہ اور صورت ہوتے ہیں۔ لہٰذا عورت و مرد میں کوئی ایک مادہ عطا کرنے والا اور دوسرا صورت عطا کرنے والا ہے، عورت کو صورت عطا کرنے والی اور مرد کو مادہ عطا کرنے والا کہنا ممکن نہیں ہے، بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیوں کہ مادہ عطا کرنے والا وہ ہوتا ہے جو غذا فراہم کرے تو اس اعتبار سے جیسا کہ ارسطو کی رائے ہے، مرد صورت اور عورت مادہ عطا کرتی ہے۔

لیکن عورت میں منی اور خون حیض کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جسے ہم مادہ سمجھیں اور جہاں تک عورت کی منی کا سوال ہے وہ فضلہ کی مانند ایک رطوبت ہے، بلکہ فضلہ ہی ہے، اور اس سے اعضاء کا غذا حاصل کرنا محال ہے۔ یہ بات صرف خون ہی سے حاصل ہوسکتی ہے چونکہ اعضاء اس سے غذا بھی حاصل کرتے ہیں اور مادہ غذا اور مادہ تکوّن میں کوئی فرق نہیں ہے بجز اس کے کہ تغذیہ جزء میں ہوتا ہے اور تولد کل میں، اور کل و جزو کا مادہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اس بات کی دلیل کہ عورت کی منی، مولود کا مادہ نہیں ہے، یہ بھی ہے کہ بہت سی عورتیں بغیر انزال حاملہ ہوجاتی ہیں، مزید برآں رحم، عورت کی منی کو باہر کی طرف خارج کرتا ہے، اور مرد کی منی کو جذب کرتا ہے۔ یہ سب باتیں اس امر کی دلیل ہیں کہ عورت کی منی رطوبت فضلیہ ہے جو لذت کے وقت خارج ہوتی ہے، جیسا کہ کسی بھوکے کے منہ میں کھانے کو دیکھ کر پانی آجاتا ہے۔ میرے نزدیک اس بات کی دلیل کہ مرد کی منی فاعل ہے، یہ بھی ہے کہ جملہ اعضاء حرارت غریزیہ قلبیہ سے غذا حاصل کرتے ہیں اور یہی حرارت قوت غاذیہ کا آلہ اولیٰ ہے، اس لیے قوت مکوّنہ کا آلہ اولیٰ بھی یہی ہے۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ مرد کی منی میں یا رحم کے خون میں اس حرارت کا بڑا حصّہ بالفعل موجود ہو اور چونکہ مردانہ منی ہی میں حرارت و رطوبت موجود ہوتی ہے، لہٰذا مرد کی منی میں یہ حرارت بھی ممکن ہے۔ رہا وہ خون جس سے جنین پرورش پاتا ہے تو وہ وریدی خون ہے جو غیر منہضم خون ہوتا ہے اور اس میں بالفعل اس حرارت کا وجود نہیں ہے۔ عورت کی منی میں اس حرارت کے وجود کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ حرارت غریزی جنین میں بذاتہ پیدا ہوتی ہے۔ اس

Marfat.com

لیے کہ جنین میں جو حرارت عزیزیہ پائی جاتی ہے وہ وہی حرارت عزیزیہ ہے جو دوسرے غذا حاصل کرنے والے اعضاء میں ہوتی ہے، اس بنا پر یہ خیال مناسب نہیں ہے کہ منی صرف کیفیت کا فائدہ پہنچاتی ہے، بلکہ یہ کیفیت والی حرارت کا فائدہ پہنچاتی ہے۔ چنانچہ ارسطو بھی اس کی تائید کرتا ہے، اس کے برخلاف جالینوس اور بقراط کی رقاصہ والی مثال کہ۔ رقاصہ نے بقراط کو یہ بتایا کہ استقرار حمل کے چھٹے دن اس کو اس صورت میں اسقاط ہوا کہ جنین کے پردوں میں سے ایک پردہ منی پر لپٹا ہوا تھا ـــ درست نہیں ہے، اور نہ ہی جالینوس کا ارسطو سے اس بات کا مطالبہ مناسب ہے کہ منی کہاں پھیلتی اور تحلیل ہوتی ہے۔ میرے نزدیک فن طب میں یہ بحث ہی غیر ضروری ہے، کیوں کہ اس کا تذکرہ ولادتِ حیوان کی بحث میں زیادہ موزوں ہے۔ یہاں اس کو اشارۃً بیان کر دیا گیا، تفصیلات کے لیے ولادت حیوان کی بحث دیکھی جا سکتی ہے۔ اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

قضیب | اس کا پہلا فائدہ منی کو رحم میں پہنچانا، اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ پیشاب خارج کرنے کا راستہ ہے۔

رحم | رحم بچے کی پیدائش کے لیے ہے۔ دوسرے، عورتوں میں جو ناپختہ خون ہوتا ہے اس کو دفع کرنے کا راستہ ہے، یعنی خون حیض، عورتوں کے مزاج میں چونکہ رطوبت ہوتی ہے اور ان کے بدن میں حرارت عزیزی کی کمی ہوتی ہے اور جو ناپختہ خون ان کے اعضاء میں پہنچتا ہے، اس کے پختہ کرنے کے لیے ان کی حرارت عزیزیہ ناکافی ہوتی ہے لہٰذا طبیعت اس خون کو معیّن ایام کے ذریعہ اس عضو کے راستے سے دفع کرتی ہے۔ رحم میں چونکہ قوت ماسکہ ہے اس لیے اس کی بناوٹ میں زیادہ تعداد ترچھے ریشوں کی ہے۔ منی کو جذب کرنے کی قوت (قوت جاذبہ) ہونے کی وجہ سے بعض ریشے لمبائی میں ہیں، نیز قوت دافعہ ہونے کی وجہ سے اس کے ریشے چوڑائی میں بھی ہوتے ہیں۔ یہ بات کہ رحم میں قوت مغیرہ پائی جاتی ہے محل نظر ہے، اس لیے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ رحم، جنین کے اعضاء کو بناتا ہے، بلکہ قوت مصورہ منی کی حرارت کے ذریعہ ان اعضاء کو بناتی ہے، اگر رحم، جنین کے اعضاء کو بناتا تو عورت بذاتہ پیدا کرنے والی ہوتی۔ اس بنا پر رحم کی قوت مغیرہ دراصل قوت حافظہ ہے۔ اسی لیے جب منی کو ہوا لگتی ہے تو اس کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا چاہیے کہ رحم میں قوت مغیرہ ہے۔

Marfat.com

پستان | پستان، دودھ بننے کی جگہ ہے، اس لیے ان کا گوشت غددی اور سفید ہے پستان، رحم کے مشارک اعضاء ہیں، اسی لیے جب رحم کے مادے دوسری طرف رجوع ہوتے ہیں تو پستانوں میں آجاتے ہیں، جیساکہ دودھ پلانے والی عورتوں میں ہوتا ہے، ایسی عورتوں کو خون حیض کم آتا ہے یا بالکل نہیں آتا، یہاں تک کہ بعض عورتیں اس وقت تک حاملہ نہیں ہوتیں جب تک دودھ پلاتی رہیں۔

منافع آلات تناسل کے بعد اب ہم منافع آلات حس بیان کریں گے۔

آلاتِ قویٰ حساسہ کے منافع

چار حواس جو سننے، دیکھنے، سونگھنے اور چکھنے سے متعلق ہیں، ان کی جگہ دماغ ہے، اور یہ حواس دماغ میں موجود ہیں، خصوصاً سننے، دیکھنے اور سونگھنے کے حواس، اسی طرح ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک خاص آلہ ہے، بینائی کا آلہ آنکھ، سننے کا آلہ کان، سونگھنے کا آلہ نتھنا اور چکھنے کا آلہ زبان ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی منفعت تفصیل کے ساتھ آگے بیان کی جاتے گی۔ جہاں تک آلہ لمس کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے شبہات ہیں۔ جالینوس کی رائے میں دماغ سے نکلنے والی ایک عصب، حس لمس کا خاص آلہ ہے، یہی عصب دوسرے اعضا کو قوت حس لمس کا فائدہ پہنچاتا ہے۔ یہ تقسیم اعضاء کی مناسبت سے ہوتی ہے۔ ارسطو کے نزدیک حس لمس کا خاص آلہ گوشت ہے۔ دونوں رایوں کا اختلاف، بحث دماغ میں ان کے اختلاف رائے کے تابع ہے۔ چونکہ جالینوس کے نزدیک دماغ میں پانچ حواس ہیں اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ دماغ فعل لمس میں رئیس مطلق ہے، یعنی اس فعل میں کسی دوسرے عضو کا محتاج نہیں ہے، لیکن ارسطو کے خیال میں دماغ کی جزوی ریاست ہے۔ جو اس فعل میں قلب کی ریاست کے ماتحت ہے، خواہ دماغ میں چار حواس ہوں یا پانچ۔ اس سلسلہ میں ہم اسی طرح بحث کریں گے جس طرح جگر کے رئیس ہونے کے مسئلہ پر کی گئی ہے۔

فن تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ بہت سی بڑی بڑی شریانیں قلب سے نکل کر دماغ میں جاتی میں۔ یہ ایسی بات ہے کہ فن تشریح کے تمام علماء مع جالینوس اس کے معترف ہیں، لہٰذا سب سے پہلے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دماغ اپنے اس کام میں قلب کا محتاج ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ قلب اسی حرارت کے ذریعہ دماغ کو قوت غاذیہ کا فائدہ پہنچاتا ہے، تو پھر قلب، دماغ کا خادم ہو جاتے گا۔ حس اور قوت حساسہ کے لیے ہی کسی حیوان میں قوت غاذیہ اور

Marfat.com

تغذیہ کا وجود ہوتا ہے، اور حرارت (جو قلب سے دماغ تک پہنچتی ہے) سے ہی حواس خمسہ کا وجود ہوتا ہے۔ لہٰذا قوت حساسہ رئیسہ بدرجہ اولیٰ قلب میں ہوگی، اور اسی کا نام حس مشترک ہے، اس قوت کا وجود کتاب نفس (لوح نفس[1]) میں ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ قوت جالینوس کے نزدیک دماغ میں اور ارسطو کے نزدیک قلب میں ہوتی ہے۔

رہا یہ سوال کہ یہ بات کیسے ظاہر ہوتی کہ قلب، دماغ کو ہر حس کے لیے اس کے مطابق کیفیت وکمیت میں حرارت فراہم کرتا ہے، جب کہ ہر حس کے لیے ہر قسم کی حرارت نہیں ہوتی، اور قوت غاذیہ میں جو حرارت کام کرتی ہے اس سے بھی حس نہیں ہوتی، تو یہ بات سونے اور جاگنے کے احوال سے ظاہر ہو جاتی ہے، کیوں کہ نیند کے وقت تمام اعضا میں قوت غاذیہ کا فعل بدرجہ اتم ہوتا ہے، لیکن اس وقت حس نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں جس حرارت کے ذریعہ حس ہوتی ہے وہ نیند کے وقت حواس میں موجود نہیں ہوتی۔ یہ بات اس وقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب کوئی شخص سو رہا ہو، اور اس کی آنکھیں کھلی ہوتی ہوں، عصبۂ مجوفہ کے راستہ سے آنے والی جس حرارت کے ذریعہ انسان دیکھتا ہے، اگر نیند کے وقت یہ حرارت اندر کی جانب نہ چلی جاتی تو (آنکھ کھلی ہونے کے باوجود) بینائی معدوم نہ ہوتی۔ کاش یہ بات معلوم ہوتی کہ یہ حرارت کہاں لوٹتی ہے اور کدھر سے پھیلتی ہے تو اسی مقام کو قوت حس مشترک کا مقام متعین کر دیا جاتا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ حرارت، قلب سے پھیلتی ہے، اور اسی کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ اسی سبب سے بیداری کی حالت میں، بیرون بدن زیادہ گرم ہوتا ہے، اور نیند کی حالت میں قوت غاذیہ کا فعل زیادہ ہوتا ہے، اور بیرون بدن نسبتاً سرد رہتا ہے۔

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ جس حرارت کے ذریعہ بیداری میں حس ہوتی ہے وہ دماغ سے پھیلتی ہے؛ کیوں کہ دماغ ایک سرد عضو ہے، اور اعصاب بھی سرد اعضاء ہیں۔ اعصاب کی بڑی تعداد میں روح کا وجود ہی ظاہر نہیں ہے، چہ جائیکہ وہ بدن کو گرم کر دیں۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جو حرارت نفس غاذیہ کا ہیولیٰ ہے، اور وہ حرارت جو نفس حسیہ ہے دونوں کا مقام ایک ہی ہے، اور یہ دونوں مختلف اعضاء میں نہیں ہیں، مثلاً جب جنین میں نفس غاذیہ، نفس حسیہ کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تو نفس حسیہ بمنزلہ صورت اور کمال ہوا، اور غاذیہ اس حیثیت سے کہ اس

---

[1] ویسمی بالیونانیة بنطاسیا ای "لوح النفس" (جامع الشرحین للقانون صفحہ ۲۹۲)

Marfat.com

میں حسیہ کو قبول کرنے کی استعداد ہے، ہیولیٰ کی حیثیت میں ہو تو وہ ضرور نفس حسیہ کو قبول کرے گا۔ چونکہ نفس غاذیہ، حرارت عزیزیہ کے لیے مستعد رہتا ہے، اس لیے اس کا صورت حسیہ کو قبول کرنا اسی حرارت عزیزیہ میں ہوگا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ تمام چیزیں اپنے متعلقات کے ساتھ کامل صورت اختیار کرتی ہیں۔ اور ان سب متعلقات کے مجموعہ سے ایک مکمل چیز حاصل ہوتی ہے۔ اس بحث سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو حرارت حواس اور حس مشترک کی تدبیر کرتی ہے وہ قلب کی حرارت ہے، اور تدبیر کا عمل قوت مدبرہ کے ذریعہ انجام پاتا ہے، اور دماغ اس قوت کا خادم ہے، یہ دوسرے اعضاء کا رئیس ہے، لیکن اس کی ریاست مطلقہ نہیں ہے۔ ان مسائل کو مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے، لیکن ہم نے اختصار کا راستہ اختیار کیا ہے۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ قویٰ حسیہ کا فائدہ پہنچانے میں دماغ، قلب کا خادم ہے، جیسا کسی بادشاہ کا سپہ سالار، بادشاہ کے امور کی انجام دہی کرتا ہے، اور بادشاہ اس کے وہ فرائض متعین کر دیتا ہے جن کو اسے انجام دینا ہے۔ اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ دماغ، قلب کا خادم کس جہت سے ہے۔ جگر کو قلب کا خادم ہونا پہلے بتایا جا چکا ہے، یعنی جگر قلب کو غذا مہیا کرتا ہے۔ قلب سے آنے والی حرارت کی مقدار تمام حواس کے افعال کے حسب ضرورت نہیں ہوتی۔ حواس کے حالات سے یہ بات ظاہر ہے کہ ان کو قوی حرارت، خارجی محسوسات کے ادراک میں رکاوٹ اور تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اس کی مثال امراض حادہ کے مریضوں میں سر کا گرم ہو جانا ہے، جس کی وجہ سے مریض ایسی چیزیں دیکھتا اور سنتا ہے جو حقیقتاً موجود نہیں ہوتیں۔ حس لمس میں یہ کیفیت زیادہ نمایاں ہے، کیونکہ لامسہ کے ذریعہ چار متضاد کیفیات کا ادراک ہوتا ہے، جب کہ خود آلہ لمس (جلد) بھی ان کیفیات سے خالی نہیں ہوتی، بلکہ یہ تمام کیفیات بہ حیثیت مجموعی اس میں موجود رہتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ جلد کو سب سے زیادہ معتدل بنایا گیا ہے، تاکہ صحیح ترین ادراک ہو سکے۔ چونکہ قلب میں بہت زیادہ حرارت ہوتی ہے، اس لیے دماغ کو اس کے مقابلہ میں بنایا گیا ہے، تاکہ قلب کی حرارت کو معتدل کر دے اور محسوسات کا ادراک صحیح طور پر ہو سکے۔ یہ ممکن نہیں تھا کہ قلب میں ہی برودت ہوتی، کیوں کہ اس سے قلب کے افعال غاذیہ میں واضح کمی ہو جاتی۔ چنانچہ انسان میں تغذیہ اور حس کے افعال کی ٹھیک طور پر انجام دہی کے لیے طبیعت نے دماغ کو قلب کا معاون بنا دیا۔ البتہ حیوانِ نباتی جو اسفنج بحری کے نام سے مشہور ہے، اور بہت سے ناقص جانداروں میں دماغ، خصوصاً دماغ سے نکلنے والے اعصاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس طرح کے جانور

Marfat.com

کے بدن کا کوئی حصہ علیحدہ کر دیا جائے تو اس کا زندہ رہنا، غذا حاصل کرنا اور بڑھنا یہاں تک کہ اس کا اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنا ممکن ہے، اور اسی سبب سے بہت سے جاندار ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ دماغ کے قلب کے خادم ہونے کی صورت ارسطو اور تمام متبعین کے نزدیک یہی ہے۔

کھوپڑی اس لیے بنائی گئی ہے کہ دماغ کو پوشیدہ رکھے، کھوپڑی کو گول بنانے کا سبب یہ ہے تاکہ آفات سے زیادہ سے زیادہ محفوظ رہ سکے۔ حرام مغز کی منفعت بھی دماغ کی منفعت ہی کی مانند ہے، مزید برآں یہ مہروں کو باہم جوڑے رکھنے کے لیے گویا ایک میخ ہے۔

اس وضاحت کے بعد کہ قوت حس میں دماغ کے رئیس ہونے اور قلب کے رئیس ہونے کے درمیان کیا نسبت ہے، اور قلب کی منفعت (قوت حس میں) کیا ہے، اب وہ اعضاء جو ان پانچ قوتوں کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، ان میں سے ہر عضو کے منافع کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

گوشت گوشت، حس لمس کا خاص آلہ ہے۔ جس طرح حس لمس تمام جانداروں میں مشترک ہے، اسی طرح گوشت بھی سب جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ انسان میں اعصاب بنانے کا سبب گوشت کے مزاج کو معتدل رکھنا ہے۔ عصب چونکہ جوہر دماغ کے مشابہ ہوتا ہے، اس لیے اس کا فائدہ بھی دماغ کے فائدہ کی مانند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جن اعضاء میں زیادہ اعصاب نہیں جیسے ان میں حس بھی کم ہوتی ہے۔ بعض احساسات گوشت کے تمام اجزاء میں مشترک ہیں، یعنی کیفیات متضادہ اربعہ حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست، اور بعض احساسات خاص ہیں، مثلاً فم معدہ چیزوں کے تحلیل ہونے کا احساس کرتا ہے جس کا نام بھوک اور پیاس ہے۔ گرم و خشک چیزوں کی خواہش کا احساس بھوک، اور سرد و تر چیزوں کی خواہش کا احساس پیاس ہے۔ اسی طرح عضو تناسل کی جلد ہے جو جماع کے وقت دغدغہ اور گدگداہٹ کا احساس کرتی ہے۔ یہ دونوں احساس (بھوک پیاس اور دغدغہ) حس لمس سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

زبان زبان، ذائقہ کے لیے بنائی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی زبان کی دوسری افضلیت یہ ہے کہ حروف کی درست ادائگی کا فعل انجام دیتی ہے۔ زبان کی جڑ میں دو سوراخ ہیں جو مولد لعاب (لعاب پیدا کرنے والے) غددی گوشت تک پہنچتے ہیں۔ اس لعاب کی منفعت یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں مل کر ذائقہ کا احساس

Marfat.com

پیدا کرتا ہے۔

آنکھیں آنکھیں دیکھنے کے آلات ہیں۔ تشریح سے معلوم ہو چکا ہے کہ آنکھ سات طبقات اور تین رطوبات سے مرکب ہے۔ ہم ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ منفعت بیان کریں گے۔

رطوبات چشم

(۱) رطوبت جلیدیہ۔ حس بصارت کا خاص آلہ ایک گولائی میں پھیلی ہوئی رطوبت ہے، جسے جلیدیہ کہتے ہیں، اور طبقہ عنکبوتیہ ہے جو اس رطوبت کے اوپر واقع ہے۔ علم طبیعی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس ادراک (حس بصر) کا آلہ پانی اور ہوا سے مرکب ایک شفاف چیز ہے۔ آنکھ میں رطوبت جلیدیہ اور طبقہ عنکبوتیہ کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز نہیں ہے جو پانی اور ہوا سے مل کر بنی ہو، اور اتنی شفاف و روشن ہو۔ صاف اور شفاف ہونے کی وجہ سے ہی یہ دونوں، رنگوں کو قبول کرتے ہیں۔ رطوبت جلیدیہ کی گولائی میں کچھ چپٹا پن بھی ہے، تاکہ محسوسات کی بڑی مقدار اس میں سما سکے۔ آنکھ کے باقی تمام طبقات اور رطوبتیں رطوبت جلیدیہ کی معاونت ہی کے لیے بنائی گئی ہیں۔

(۲) رطوبت زجاجیہ اس لیے بنائی گئی ہے کہ رشح کے طریقہ پر رطوبت جلیدیہ کے لیے غذا فراہم کرے (یعنی رطوبت زجاجیہ سے رطوبت رس کر رطوبت جلیدیہ تک آتی ہے) چونکہ خون کی طبیعت رطوبت جلیدیہ کے مناسب حال نہیں ہے اس لیے ایک درمیانی چیز اور واسطہ کی ضرورت ہوئی کہ پہلے اس میں خون پہنچے اور اس کی حالت میں تبدیلی ہو، اور پھر خون کا اس رطوبت کی غذا بننا ممکن ہو سکے۔

(۳) رطوبت بیضیہ رطوبت جلیدیہ کو تر رکھنے کے لیے بنائی گئی ہے، نیز بیرونی ہوا سے اس کے مزاج کی حفاظت کرتی ہے، اور رطوبت جلیدیہ کو اس کے اوپر والے طبقہ (طبقہ عنبیہ) سے چپکنے نہیں دیتی ہے۔

طبقات چشم

طبقہ صلبیہ اس لیے بنایا گیا ہے کہ ہڈی کی سختی سے آنکھ کو محفوظ رکھے، اور آنکھ کو ہڈی سے منسلک بھی رکھے۔

Marfat.com

طبقہ مشیمیہ اس لیے بنایا گیا ہے کہ طبقہ شبکیہ کو اپنے اندر موجود وریدوں کے ذریعہ غذا پہنچائے، اور اس میں جو شرائین ہیں ان سے حرارت غریزیہ فراہم کرے۔

طبقہ شبکیہ اس کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ یہ اپنے عصب کے ذریعہ روح باصرہ پہونچاتا ہے۔ روح باصرہ وہ حرارت غریزی ہے جس کے مزاج کی تعدیل دماغ اور آنکھ کے دونوں طرف آنے والے اعصاب میں ہوتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رطوبت زجاجیہ کو بہ شکل ریزش غذا دیتا ہے، اور اس میں جو شرائین ہیں ان کے ذریعہ رطوبت زجاجیہ کو حرارت غریزی پہنچاتا ہے۔

طبقہ عنکبوتیہ جالینوس کہتا ہے کہ "طبقہ عنکبوتیہ بہت صاف اور روشن ہے، اس میں شکلیں اور رنگ مرتسم ہوتے ہیں۔ اس طرح یہی حس بصر کا خاص آلہ ہے۔ یہ طبقہ تنہا یا رطوبت جلیدیہ کی مدد سے یہ فعل انجام دیتا ہے۔"

طبقہ عنبیہ اطبار کی نظر میں اس کے تین منافع ہیں۔ (۱) یہ طبقہ قرنیہ کو غذا فراہم کرتا ہے، اسی لیے اس میں عروق کی کثرت ہے (۲) رطوبت جلیدیہ اور طبقہ قرنیہ کے درمیان حائل ہے، تاکہ طبقہ قرنیہ کی سختی رطوبت جلیدیہ کو نقصان نہ پہنچائے۔ اسی وجہ سے طبقہ قرنیہ کو نرم بھی بنایا گیا ہے۔ (۳) روح باصرہ کے راستہ کو اپنے سیاہ رنگ کی وجہ سے بند نہیں ہونے دیتا، یہ سیاہ رنگ کا خاصہ ہے۔

طبقہ عنبیہ کے بیچ میں جو ثقبہ (سوراخ) ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ نظر آنے والی چیزوں کی تصویریں رطوبت جلیدیہ یا طبقہ عنکبوتیہ یا ان دونوں تک پہنچائے۔ جالینوس کا یہ خیال کہ اشیاء کے ادراک کے لیے آنکھ سے کوئی چیز نکلتی ہے، درست نہیں ہے، بلکہ آنکھ اپنے شفاف اجسام کے ذریعہ اسی طرح رنگوں کو قبول کرتی ہے جس طرح آئینہ رنگوں کو قبول کرتا ہے۔ جب ان شفاف اجسام میں اشیاء کے رنگ مرتسم ہوجاتے ہیں تو قوت باصرہ ان کا ادراک کرلیتی ہے۔ علم طبیعی میں ان تمام مسائل کی وضاحت کی گئی ہے، چنانچہ آنکھ جن اجسام سے مرکب ہے ان میں سب سے زیادہ صاف اور روشن جسم میں اشیاء کے رنگ مرتسم ہوتے ہیں، اور یہی جسم بینائی کا خاص آلہ ہے۔

طبقہ قرنیہ اس کا کام بھی رطوبت جلیدیہ کی حفاظت ہے، اسے صاف و شفاف اور باریک بنانے کی وجہ یہ ہے کہ رطوبت جلیدیہ بلا

Marfat.com

رکاوٹ تصویریں قبول کر سکے۔

طبقہ ملتحمہ | اس کا فائدہ یہ ہے کہ پوری آنکھ کو ہڈیوں سے منسلک رکھے، نیز ان عضلات کو حرکت دے جو آنکھ کو حرکت میں لاتے ہیں۔

اجزاءِ چشم کے مذکورہ منافع جالینوس کی رائے کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے ان میں کے اکثر منافع ظنی اور تخمینی ہیں، لیکن یہ عام طور پر مسلم ہے کہ اجزاءِ چشم کے ہر جزو میں خاص منفعت ہے، اور ان میں سے جزو رئیس وہ ہے جس کی خصوصیت اشیاء کے رنگوں کا ادراک ہے۔

کان

کان سماعت کا آلہ ہے۔ اصل میں سننے کا عمل اس عصب کے ذریعہ انجام پاتا ہے جو کان کے سوراخ تک پہنچتا ہے۔ اطباء کے نزدیک کان کا سوراخ ترچھا ہونے کا سبب یہ ہے کہ سرد ہوا آلۂ سماعت کو تکلیف نہ پہنچاتے، لیکن زیادہ قرین قیاس قول یہ ہے کہ اسے ترچھا اس لیے بنایا گیا ہے کہ زور دار آواز براہِ راست کان میں نہ پہنچے۔ بہرحال فعل سماعت میں اس شکل کو بھی کچھ دخل ہے، اسی لیے یہ غضروفی جسم جسے عرف عام میں کان کہتے ہیں گہرا بنایا گیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ انسان میں یہ بھی ہے کہ سر سے گرنے والی چیز کان کے سوراخ میں نہ پہنچنے پاتے، دوسرے حیوانات میں اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آواز خواہ کسی جانب سے آتے، کان میں پہنچ جاتے۔ اسی لیے وہ اپنے کانوں کو حرکت دیا کرتے ہیں۔

ناک

سونگھنے کا آلہ ناک ہے۔ سونگھنے کا عمل سانس لینے والے جانداروں میں ناک سے ہوا اندر کھینچنے کے ذریعہ ہوتا ہے، اور سانس نہ لینے والے جانداروں میں بغیر ناک کے ذریعہ ہوا کھینچے ہوتے ہو جاتا ہے، جیسے زنبور (بھڑ) اور دوسرے غیر متنفس جاندار۔ ارسطو کے نزدیک وہ جگہ جس سے سونگھنے کا ادراک ہوتا ہے، ناک کے بیرونی دو راستے (نتھنے) ہیں، اور جالینوس کے قول کے مطابق اس حس کا مقام مقدم دماغ کے وہ دو زائدے ہیں جو سرِ پستان کے مشابہ ہوتے ہیں، اور چونکہ یہ مقام دور ہے اس لیے سونگھنے کے لیے ہوا اندر کھینچنا (سانس لینا) ضروری ہے۔ میرے نزدیک جالینوس کا یہ قول درست نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو جب ہم ناک کو بند کر

Marfat.com

کے منہ سے سانس لیتے تو بو کا احساس ضرور ہوتا، کیوں کہ تالو کا راستہ ناک تک جاتا ہے جب کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اگر جالینوس کی یہ بات مان لی جائے تو جیسا کہ ابو نصر نے بھی کہا ہے کہ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب معدہ میں غذا پکنا شروع ہو تو اس کی بو محسوس ہو جائے۔ استنشاق اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ سونگھنے کا عمل مذکورہ دو نتھنوں سے ہوتا ہے، اگر ایسا ہوتا تو غیر متنفس جانداروں میں سونگھنے کی قوت نہ ہوتی، بلکہ عمل استنشاق جو سونگھنے کا سبب ہے دو طرح انجام پاتا ہے (۱) مناسب اور آسان طریقہ پر (۲) متنفس کی حس شامہ میں غلطت ہونے کے باعث یہ ممکن تھا کہ سونگھی جانے والی ہوا بذات خود شامہ تک پہنچ جاتی، لیکن سانس لینے والا جاندار عمل تنفس میں ہوا باہر نکالتا اور اندر لیتا ہے، یہ ممکن نہیں ہے کہ ہوا کے اخراج کے وقت اس سونگھی ہوئی ہوا کا اثر بھی ختم ہو جائے جو سانس اندر لیتے وقت زیادہ مقدار میں پہنچ جاتی ہے۔ اسی لیے سونگھی جانے والی ہوا عمل استنشاق سے بمقابلہ بغیر استنشاق زیادہ پہنچتی ہے یہی اس بات کا سبب ہے کہ کسی خاص بو کے ادراک کے لیے سانس لینے کا عمل زیادہ درکار ہے۔ جو حیوانات ناک سے سانس لیے بغیر سونگھ لیتے ہیں ان میں حس شامہ، سانس لے کر ادراک حس کرنے والے جاندار سے زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ ہم چیونٹی اور شہد کی مکھی میں دیکھتے ہیں۔ چونکہ سانس لینے والے جاندار کی قوت شامہ کمزور ہے اس لیے جب وہ سانس نہیں لیتا تو معمولی بو کا احساس اسے نہیں ہوتا۔ انسان کی قوت شامہ بہت سے ایسے حیوانات سے کم ہے جن کو اپنی غذا تلاش کرنے میں قوت شامہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ایسے حیوانات وحی والہام کے ذریعہ اپنی غذا تک پہنچتے ہیں۔

حواس خمسہ کے آلات کے بعد اب ہمیں ان اعضاء کا بیان کرنا ہے جو قوت محرکہ کے لیے بنائے گئے ہیں۔

اعضاء حرکت ارادیہ کے منافع

حیوانات کی قوت محرکہ دراصل قوت خیالیہ ہے جب کہ اس کے ساتھ قوت نزوعیہ دحرارت عزیزیہ بھی ہو اور پھر دونوں قوتیں مل کر اسی طرح عمل کرتی ہیں کہ صورت خیالیہ، قوت نزوعیہ کو تحریک دیتی ہے، یہ عمل نوع نفس میں واضح ہوتا ہے۔ لیکن یہاں ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس قوت محرکہ کے آلات کون کون سے ہیں اور کتنے ہیں۔

حرکات ارادیہ میں سے بعض حرکات کلی ہیں اور بعض جزوی ہیں چلنے کی حرکت کلی ہے جیسا

Marfat.com

جس سے پورا بدن ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔ جزوی حرکات یہ ہیں۔ پیشانی کی جلد کی حرکت، دونوں آنکھوں، دونوں رخسار، ناک کے دونوں کناروں، دونوں ہونٹوں اور زبان کی حرکات، حنجرہ اور جبڑہ کی حرکات، سر اور گردن کی حرکات، شانہ کی حرکت، شانہ کے ساتھ بازو کے جوڑ کی حرکات، شانہ کے جوڑ کی حرکت کلائی کے ساتھ، پہنچے اور کلائی کے جوڑ کی حرکت انگلیوں اور ان کے ہر ہر جوڑ کی حرکت، اعضاء حلق کی حرکات، عمل تنفس کے لیے سینہ کی حرکت، تقضیب کی حرکات، پیشاب پر قابو رکھنے کے لیے مثانہ کی حرکت، پاخانہ کے لیے معاء مستقیم کے سرے کی حرکت، شکم کے پردۂ مراق کی حرکت، کمر اور سرین کے جوڑ کی حرکت، پنڈلی، ران اور قدم کے جوڑوں کی حرکات، پیر کی انگلیوں کی حرکات۔ یہ تمام عام طور سے ارادی حرکات کہی جاتی ہیں۔

اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ اعضاء انسانی کی یہ حرکات کس طرح وجود میں آتی ہیں۔
جیسا کہ مشاہدہ ہے ان حرکات میں سے ہر حرکت کے ایک سے زائد محرکات ہوتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ کی حرکت، وتر کے ذریعہ، وتر کی حرکت عضلہ کے ذریعہ، اور عضلہ کی حرکت عصب کے ذریعہ عصب کی حرکت یا بذات خود ہوتی ہے یا کسی محرک کے ذریعہ ہوتی ہے۔ علم طبیعی یہ بتاتا ہے کہ ہر متحرک کا کوئی محرک ہوتا ہے۔ جب محرک کوئی جسم ہوتا ہے تو اسی وقت حرکت دے سکتا ہے جب خود حرکت کرے، اسی لیے محرک جسم کو کسی اور محرک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ محرک بھی جسم ہو تو پھر یہ سلسلہ غیر متناہی ہو جائے گا، یا پھر کوئی ایسا محرک ہو جو حرکت دے لیکن خود متحرک نہ ہو۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب محرک، جسم کے علاوہ کوئی اور چیز ہو، لہٰذا معلوم ہوا کہ جاندار میں ان حرکات کے لیے محرک اول جسم نہیں ہے، بلکہ قوت نفسانیہ ہے، اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ دراصل قوت متخیلہ ہے جس کے ساتھ قوت نزوعیہ بھی ہو، اور دونوں مل کر عمل کریں۔ چونکہ محرک اول کوئی جسم نہیں ہے، لہٰذا لازم آتا ہے کہ متحرک اول کوئی جسم ہو۔ اس طرح متحرک اول ہیولیٰ اور محرک اول صورت ہوگی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ محرک اول، غیر ہیولیٰ پر اثر انداز ہو، کیوں کہ حرکت کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ متحرک اول کون سا جسم ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ جسم حرارت غریزیہ ہے۔ اسی لیے جب اعضاء ٹھنڈے ہو جاتے ہیں تو ان کی حرکت باطل ہو جاتی ہے۔ علم طبیعی سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سب سے پہلی حرکت حرارت غریزیہ کی ہے، خصوصاً افعال غذا میں

Marfat.com

یہ حرارت نمایاں کام کرتی ہے۔ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے، البتہ اس کے منبع کے بارے میں ضرور اختلاف ہے۔ جالینوس کے نزدیک اس کا منبع دماغ ہے، جہاں سے یہ اعصاب کے ذریعہ پورے جسم میں پھیل جاتی ہے، اور ارسطو کے نزدیک اس فعل میں دماغ، قلب کا خادم ہے، یعنی جس طرح دماغ حواس کو معتدل کر دیتا ہے، اسی طرح حرکات کے سلسلہ میں بھی اس کا عمل ہوتا ہے، لیکن حرارت کا منبع بہرحال قلب ہے۔ قلب کو منبع حرارت ثابت کرنے کے لیے یہاں بھی ویسے ہی دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں جیسے کہ پہلے کیے گئے تھے۔ مثلاً جب کوئی شخص چلتا ہے تو اس کے بدن میں ایسی حرارت پھیلتی ہے جو اس سے پہلے موجود نہیں تھی، اور جس عضو سے پورے بدن میں حرارت پھیلتی ہے وہ بلاشبہ قلب ہے، اسی لیے جب کسی شخص پر انتہائی گھبراہٹ طاری ہوتی ہے، اور حرارت غریزیہ سمٹ کر قلب کی طرف چلی جاتی ہے تو اس کی پنڈلیاں کانپنے لگتی ہیں، یہاں تک کہ بسا اوقات وہ گر جاتا ہے اور حرکت پر قادر نہیں رہتا۔

ایسی صورت میں کہ اس حرکت کی اولین قوت مدبرہ یعنی وہ قوت جو اس حرارت کی کمیت اور کیفیت کو خاص انداز پر رکھتی ہے، قلب میں ہوتی ہے، نیز جالینوس اور تمام اطباء معترف ہیں کہ قوت نزوعیہ بھی قلب میں ہے۔ اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حیوان قوت نزوعیہ کے ذریعہ حرکت کرتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ قوت محرکہ قلب میں ہی ہے، اور دماغ اس کا اس جہت سے خادم ہے کہ اس میں اعتدال پیدا کرتا ہے، خواہ تعدیل کا کام عصب کے ذریعہ ہو یا عصب میں سرایت کرنے والی روح نفسانی کے ذریعہ، ان دونوں باتوں میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے، اگرچہ یہ واضح نہیں ہے کہ عصب میں روح بھی ہوتی ہے، جیسا کہ جالینوس کہتا ہے، سوائے ان دو اعصاب مجوفہ کے جو دونوں آنکھوں تک آتے ہیں۔ جالینوس کے نزدیک حرارت غریزی سے سب سے پہلے متحرک ہونے والے اعضاء عضلات ہیں۔ وہ اعضاء جن میں ہڈیاں اور جوڑ نہیں ہوتے ان میں عضلات کی یہ حرکت بذات خود ہوتی ہے، اور جوڑوں میں ان اوتار کے ذریعہ ہوتی ہے جو عضلہ سے نکل کر ہڈی کے سرے پر لگے ہوتے ہیں۔ جب عضلہ سکڑتا ہے تو یہ وتر کھنچ جاتا ہے، اور چونکہ یہ ہڈی کے سرے سے پیوست ہوتا ہے اس لیے اس کی حرکت سے ہڈی بھی متحرک ہو جاتی ہے۔ جب کسی عضو میں دو متضاد حرکتیں ہوتی ہیں تو ان کے عضلات بھی دو متضاد سمتوں میں ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ ہر ایک عضلہ عضو کو اپنی طرف کھینچتا ہے، اور مخالف سمت کا عضلہ اس کو اس فعل سے روکتا ہے، اگر دونوں قسم کے عضلات بیک وقت متحرک ہوں تو وہ عضو کھنچ کر

Marfat.com

سیدھا ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ہتھیلی کی حرکت ہے۔ جب ہتھیلی کی پشت کے عضلات کھنچتے ہیں تو وہ پیچھے کی طرف الٹ جاتی ہے، اور جب کلائی کے اندرونی جانب کے عضلات کھنچتے ہیں تو ہتھیلی مڑ جاتی ہے، اور جب دونوں طرف کے عضلات بیک وقت کھنچیں تو سیدھی ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، جالینوس کے قول کے مطابق بدن انسان میں عضلات کی تعداد پانچ سو انتیس (۵۲۹) ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

چہرہ میں پینتالیس ۴۵ عضلات، جن میں چوبیس ۲۴ عضلات آنکھوں اور پپوٹوں کی حرکت کے لیے، بارہ ۱۲ عضلات جبڑوں کی حرکت کے لیے تو (۹) عضلات چہرہ کی تمام حرکات ارادیہ کے لیے، ان میں سے ایک پیشانی کی جلد کو پھیلا کر آنکھ کو پوری طرح کھولنے میں معاون ہوتا ہے۔ دو عضلات حدقہ (آنکھ کی پتلی) کو حرکت دیتے ہیں۔ سر اور گردن کو حرکت دینے والے عضلات کی تعداد تیئیس ۲۳ ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو صرف سر کو اپنے مقام کی نسبت سے اپنی طرف کھینچتے ہیں، کچھ سر اور گردن کو ایک ساتھ کھینچتے ہیں، کچھ عضلات سر و گردن کو پیچھے کی جانب، کچھ دائیں جانب اور کچھ بائیں جانب کھینچتے ہیں۔ نو عضلات زبان کو حرکت دیتے ہیں۔ تیئیس عضلات حلق اور حنجرہ کو حرکت دیتے ہیں۔ دونوں شانوں میں سات سات عضلات ہوتے ہیں جو ان کو ہر قسم کی حرکت دیتے ہیں۔ دونوں بازوؤں کی ہر قسم کی حرکت کے لیے تیرہ تیرہ عضلات ہیں۔ دونوں بازوؤں میں چار عضلات اور ہیں، جن میں سے دو عضلات جو اندر کی طرف ہیں کلائی کو موڑتے ہیں، اور دو عضلات جو باہر کی طرف ہیں کلائی کو پھیلاتے ہیں۔ سترہ سترہ عضلات ہر کلائی میں ہیں جن میں دس بیرونی جانب اور سات اندرونی جانب ہیں۔ ان عضلات سے ہتھیلی اندرونی و بیرونی جانب نیز انگوٹھے و چھوٹی انگلی کی سمت میں حرکت کرتی ہے۔ اور انہی عضلات کی حرکت سے ہتھیلی کا گڑھا بنتا ہے۔ سینہ کو حرکت دینے والے ایک سو سات (۱۰۷) عضلات ہیں، جن میں کچھ سینہ کو سکیڑتے اور کچھ پھیلاتے ہیں۔ اڑتالیس ۴۸ عضلات کمر کی تمام حرکات کے لیے ہیں۔ آٹھ عضلات عظم قص سے عظم العانہ تک شکم پر پھیلے ہوتے ہیں، جن میں کچھ لمبائی میں، کچھ چوڑائی میں اور کچھ ترچھے واقع ہیں۔ یہ شکم کو ہر طرح کی حرکت دیتے ہیں، مثلاً شکم کا اٹھنا اور دبنا، نیز دوسری حرکات میں معاون ہوتے ہیں۔ چار عضلات مردوں میں فوطوں کے لیے ہیں اور چار قضیب کی حرکت کے لیے ہیں۔ چار عضلات فم مثانہ کو باندھے رکھتے ہیں، تاکہ بلا ارادہ پیشاب نہ خارج ہو۔ چار عضلات مقعد کو باندھے ہوتے ہیں، تاکہ بلا ارادہ پاخانہ خارج نہ ہو۔ ۲۶ عضلات دونوں رانوں کی حرکت کے

Marfat.com

لیے ہیں جو رانوں سے اوپر واقع ہیں۔ بیس عضلات پنڈلیوں کی حرکت کے لیے ہیں جو دونوں رانوں پر واقع ہیں۔ ۲۸ عضلات پیروں اور بعض انگلیوں کی حرکت کے لیے ہیں جو دونوں پنڈلیوں پر واقع ہیں۔ بائیس عضلات پیر کی باقی انگلیوں کی حرکت کے لیے ہیں جو پیروں پر واقع ہیں۔

یہ عضلات ہی ہیں جو حرارت غریزیہ کے ذریعہ سب سے پہلے متحرک ہوتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عضلات کے بغیر ارادی حرکات صادر ہوں یا یہ کہ صرف حرارت غریزی ہی حرکات ارادی کے لیے کافی ہو۔ اور جن حیوانات میں خون نہیں ہوتا حرارت غریزیہ کے قائم مقام کسی شے سے حرکات ارادیہ انجام پاتیں۔ یہ عضلات کامل حیوانات میں ہوتے ہیں۔ چونکہ جالینوس کی قطعی رائے یہ ہے کہ عضلات کے بغیر حرکات ارادیہ نہیں ہوتیں اس لیے انھوں نے زبان کو باہر کی جانب حرکت دینے اور اسے اوپر اٹھانے کے فعل کے لیے زبان میں عضلات کی موجودگی کا تذکرہ کیا ہے، حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے کہ بغیر عضلات کے حرکت ممکن ہی نہ ہو۔

اعضاء حرکت ارادیہ کے منافع بیان کر دیئے گئے، اب تنفس اور اعضاء تنفس کا تذکرہ کرنا ہے، کیوں کہ جالینوس کے نزدیک تنفس بھی حرکات ارادیہ میں داخل ہے۔

آلات تنفس

آلات تنفس یہ ہیں: حجاب حاجز، پھیپھڑے، قصبۃ الریہ، حنجرہ، لہاۃ (کوا) ہر عضو کی الگ الگ منفعت بیان کرنے سے قبل مناسب ہے کہ تنفس کی عمومی منفعت کا تذکرہ کر دیا جائے۔

جالینوس اور دوسرے اطباء عام طور سے تنفس کے دو فائدے بیان کرتے ہیں، ایک یہ کہ سانس کے ذریعہ تازہ ہوا حاصل کر کے حرارت غریزی کو فرحت پہنچائی جاتے، اور خراب ہوا کو خارج کر دیا جاتے، کیوں کہ نامناسب اور خراب ہوا سے حرارت غریزیہ کے تحلیل ہونے کا اندیشہ ہے تنفس کی یہ منفعت شک وشبہہ سے بالاتر ہے۔ اور ان جانداروں میں تنفس ضروری ہے جو گرم اور خون والے ہیں، لیکن جو حیوان نہ گرم ہیں نہ خون والے ان میں تنفس کی یہ صورت لازمی نہیں ہے، بلکہ ان میں قلب کی شرائین کی حرکت ہی کافی ہے، کیوں کہ ہمارے نزدیک یہ بھی ایک قسم کا تنفس ہی ہے۔

بعض اطباء کے خیال میں دوسری منفعت یہ ہے کہ جو ہوا اندر داخل ہوتی ہے اس سے روح غریزی غذا حاصل کرتی ہے، اور روح کا جو حصہ تحلیل ہوا ہے اس کا بدل بن جاتی ہے۔

Marfat.com

یہ خیال بالکل غلط ہے، کیوں کہ کسی مرکب کے لیے بسیط سے غذا حاصل کرنا ممکن نہیں، اگر یہ ممکن ہوتا تو حیوان بسیط غیر مرکب کا وجود ممکن ہوتا، بلکہ ایک رکن سے بھی حیوان کا وجود ہو جاتا۔ جالینوس اس کا منکر ہے، اسی لیے اس کے نزدیک پانی میں غذائیت نہیں ہوتی۔ علم طبیعی کی معلومات رکھنے والے کے لیے یہ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ لہٰذا تنفس کی صرف پہلی منفعت (تازہ ہوا اندر لینا اور خراب ہوا کا اخراج) ہی درست ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قویٰ نفسانیہ میں کون سی قوت اس فعل کی ذمہ دار ہے۔ جالینوس کے نزدیک ارادیہ کا کام ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سانس لینا یا نہ لینا ہمارے ارادہ و اختیار میں ہے۔ جالینوس کے نزدیک عضلات اور عصب، تنفس کا خاص آلہ ہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر حجاب حاجز کو متحرک کرنے والی عصب کاٹ دی جاتے تو جاندار صرف اتنی ہی دیر زندہ رہ سکتا ہے جتنی دیر گلا گھونٹے جانے پر زندہ رہنا ممکن ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا نظریہ یہ ہے کہ تنفس کا عمل قوت غاذیہ کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسا کہ نبض میں ہوتا ہے۔ اس نظریہ کی تائید میں کچھ دلائل بھی پیش کیے جا سکتے ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ ہم نیند کی حالت میں بھی سانس لیتے ہیں (جب کہ نیند کی حالت میں قوت ارادی کام نہیں کرتی) اور ارادی کام جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، تخیل اور نزوع کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ تنفس جس میں ارادہ شامل نہ ہو نبض کی مثل ہے، چنانچہ بقراط تنفس کو

نبض کا قائم مقام قرار دیتا ہے، بشرطیکہ آلاتِ تنفس میں کوئی مرض نہ ہو، کیوں کہ آلاتِ تنفس میں مرض ہونا مزاج قلب پر دلیل بنے گا، جیسا کہ نبض دلیل بنتی ہے۔ اطباء کی ایک جماعت اس خیال کی حامی ہے کہ تنفس ارادی اور غیر ارادی افعال سے مرکب ہے، یہ قوت غاذیہ کا فعل ہے جسے اطباء کی اصطلاح میں قوت طبیعیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال بہت سے اعضاء کی حرکات میں ملتی ہے، جیسے پلکوں کی حرکت جو ارادی اور غیر ارادی ہے، یا حرکتِ ازدراد (غذا فرو کرنے کے وقت مری کی حرکت) کہ اگر اشتہاء غذا ختم ہو جاتے (تو اس میں حرکت نہیں ہوتی) آخری نظریہ یعنی ارادی و غیر ارادی افعال سے مرکب ہونا، درست معلوم ہوتا ہے، لیکن اس سے زیادہ متوازن بات یہ ہے کہ یہ دراصل ایک فعل طبیعی ہے، کیوں کہ خواہ حالت صحت ہو یا حالتِ مرض، ہم اکثر بے ارادہ سانس لیتے ہیں، اسی بناء پر تنفس کو مزاج قلب پر دلیل قرار دیا جانا ممکن ہے۔ صدمہ کے وقت انسان کا ٹھنڈی سانس لینا ایک غیر ارادی عمل ہے، اسی طرح تنفس کی شدید ضرورت کے وقت سانس روکنے پر قدرت نہیں رہتی، جیسا کہ کھانسی وغیرہ میں ہوتا ہے۔ عمل تنفس میں قوت طبیعیہ کے ساتھ قوت ارادی اسی وقت

Marfat.com

کام کرتی ہے جب کہ قلب کو حسب ضرورت تنفس نہ مل رہا ہو۔
اس قوت کے محض ارادی ہونے پر جالینوس کی دلیل کہ عصب کے کاٹنے سے تنفس قطع ہو جاتا ہے، کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے، یہاں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ عصب کے کٹنے سے حرکت تنفس رک جانا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اس عصب کی موجودگی فعل تنفس کا سبب خاص تھی۔ مشاہدہ یہ بھی ہے کہ دو عرق سباتی جو دماغ تک جاتی ہیں اگر کسی شخص میں ختم کر دی جائیں تو اس کے تمام افعال ارادی میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ "سباتی" نام کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ رازی کہتا ہے کہ ہندوستان کے حکمران رگ سباتی کاٹ کر قتل کرتے تھے۔ تاہم اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی وجہ مانع نہیں ہے کہ فعل تنفس کی تکمیل میں عصب کا عمل بھی شامل ہے، اسی لیے اگر عصب میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے تو فعل تنفس میں بھی خلل واقع ہو جاتا ہے، لیکن عصب فعل تنفس کا سبب خاص نہیں ہے، اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے کہ عصب کی حرکت کو اس کے وجود میں دخل ہو، اور عصب کی حرکت لازماً محض ارادی ہو، جب کہ خود جالینوس اس بات کا معترف ہے کہ پھوٹوں کی حرکت عصب کے ذریعہ ہوتی ہے۔
تنفس کی منفعت اور فعل تنفس کی ذمہ دار قوت، کے بعد اب ہم ان اعضاء کا الگ الگ بیان کریں گے جو فعل تنفس کے آلات ہیں۔ ان آلات میں پھیپھڑے کی منفعت زیادہ نمایاں ہے۔ یہ جب پھیلتا ہے تو ہوا کو اپنے اندر جذب کرتا ہے، اور جب سکڑتا ہے تو ہوا باہر کی طرف دفع کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ تنفس کا خاص آلہ یہی ہے، لیکن قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ پھیپھڑے کی یہ حرکت جس کے ذریعہ ہوا داخل اور خارج ہوتی ہے، کیا سینہ کی حرکت کے تابع ہے، اور اس کی ذاتی حرکت نہیں، یا فعل تنفس میں سینہ کی حرکت پھیپھڑے کی حرکت کی شریک اور معاون ہے۔ جالینوس کے نزدیک پھیپھڑوں کی کوئی ذاتی حرکت نہیں ہے، بلکہ یہ سینہ کی حرکت کے تابع ہے، اور تنفس کی طبیعی حرکت اس بڑے عضلہ کے ذریعہ ہوتی ہے جس کا نام حجاب ہے، اور جو بالائی اور زیریں اعضاء کے درمیان حد فاصل ہے۔ جالینوس کے نزدیک حجاب حاجز کی خاص منفعت تنفس ہی ہے، لیکن ارسطو کے زمانہ میں اس عضو کی منفعت صرف اس قدر معلوم تھی کہ یہ اعضاء رئیسہ اور اعضاء غذا کے درمیان پردہ ہے، تاکہ غذا کی پختگی کے وقت جو حرارت پیدا ہوتی ہے وہ اعضاء رئیسہ تک نہ پہنچے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کیوں کہ علم تشریح کی معلومات ایسی ہی ہیں جیسے اجرام سماوی کی حرکات کی معلومات جالینوس کے دور میں یہ فن کافی حد تک مکمل ہو چکا تھا، لیکن پھر بھی جیسا کہ وہ خود کہتا ہے یہ ممکن ہے کہ جن چیزوں کو میں نہیں جانتا ان سے دوسرے لوگ واقف ہوں، اسی لیے

Marfat.com

جالینوس کی وہ تمام باتیں جن کے متعلق یہ گمان ہے کہ وہ ارسطو کے اقوال کے منافی ومناقض ہیں،
درحقیقت منافی ومناقض نہیں ہیں، بلکہ تتمہ اور اضافہ کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ اس کی مثال حجاب
کی منفعت کے بارے میں ارسطو کا قول ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی گمان ہے کہ اس نے اعصاب
کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، لیکن حس وحرکت اور منفعت قلب ودماغ کے بارہ میں جب اس کے
اقوال کلیہ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اعصاب کا علم نہ ہونے سے اس کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ
بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی ہیئت داں اپنے متقدمین کے مقابلہ میں اجرام سماوی کی کوئی مزید
حرکت دریافت کرے، لہٰذا جالینوس نے جن امور جزئیہ کو بیان کیا ہے وہ ارسطو کے اقوال کلیہ
کی تردید نہیں کرتیں۔

اس تفصیل کے بعد اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ پہلے جالینوس کی جس رائے کا تذکرہ
کیا گیا ہے یعنی پھیپھڑے کی حرکت کا سینہ کی حرکت کے تابع ہونا، یہ قابل اعتراض ہے۔ یہ رائے
اسی وقت صحیح ہو سکتی تھی جب سینہ کی حرکت معطل ہونے پر پھیپھڑے کی حرکت بھی معطل ہو جاتی اور
اور جاندار کی موت واقع ہو جاتی، لیکن مشاہدہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی، لیکن اس میں کوئی
شک نہیں کہ سینہ کی حرکت پھیپھڑے کی حرکت کا خاص سبب ہے۔ ایک امکان یہ ہے کہ پھیپھڑا اور سینہ
دونوں کی ذاتی حرکات ہوں لیکن ایک کی حرکت دوسرے کے بغیر نہ ہو سکے اور اس طرح جب ان
میں سے کسی کی حرکت معطل ہو جاتے تو دوسرے کی حرکت بھی ختم ہو جاتے دوسرا امکان یہ ہے کہ
دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی حرکت کا سبب نہ ہو پھر اگر ہم یہ مانتے ہوتے کہ پھیپھڑا
سینہ کو حرکت دیتا ہے اور اگر یہ متحرک نہ ہو تو سینہ بھی متحرک نہ ہوگا یہ فرض کرلیں کہ پھیپھڑا متحرک
نہ ہو تو سینہ کی حرکت لازمی طور پر معطل ہو جاتے گی، تو یہ ایک مغالطہ آمیز بات ہوگی۔ یہ بھی تو ممکن
ہے کہ سینہ اور پھیپھڑا دونوں ایک ساتھ ایک رباط میں متحرک ہوں، اس طرح کہ جب ان میں سے
ایک میں حرکت نہ ہو تو دوسرا بھی متحرک نہ ہو، لیکن ان میں کوئی دوسرے کو حرکت نہیں دیتا
ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ عصب کے کٹنے یا بند ہو جانے سے سینہ میں سوء مزاج پیدا ہو جاتے
تو بطور مشارکت پھیپھڑے میں بھی سوء مزاج پیدا ہو جاتے۔ کیوں کہ مشارکت کے سبب سے بھی
اعضاء میں سوء مزاج پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور جالینوس اس کا اعتراف بھی کرتا ہے اس لحاظ سے سینہ
کی حرکت، پھیپھڑے کی حرکت کے لیے گویا معاون ہوگی، خصوصاً جب تنفس کی شدید ضرورت ہو۔
جالینوس نے اس مسئلہ میں اپنے اصول کو برقرار رکھا ہے، کیوں کہ اس کے نزدیک تنفس

Marfat.com

کی حرکت ارادی ہے، اس کا نظریہ یہ بھی ہے کہ حرکت ارادی صرف عصب سے ہوتی ہے۔ حالانکہ بذریعہ تشریح اسے معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ پھیپھڑے تک کوئی عصب پہنچی بھی جو محسوس ہو سکے، اچہ جائیکہ اس کے ذریعہ حرکت ہو۔ چونکہ ارتفاع (حرکت نہ ہونے) کا طریقہ اس کے نزدیک یقینی ہے، یعنی سینہ میں حرکت نہ ہونے سے پھیپھڑے میں بھی حرکت نہ ہوگی، اس بناء پر اس نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ سینہ، پھیپھڑے کو حرکت دیتا ہے، اور پھیپھڑا اس کے تابع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے اکثر مسائل میں ہمارے پاس ایسے دلائل نہ ہوں جن سے یقین کے درجہ تک پہنچا جا سکے، لیکن اس کے باوجود ان مسائل پر حتی الامکان روشنی ڈالنا چاہیے۔ بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کی یقینی واقفیت ہمارے زمانہ میں نہیں ہو سکتی لیکن ممکن ہے کہ آئندہ اس کی یقینی واقفیت ہو سکے۔

سینہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے اور دو پھیپھڑے بنانے کی غرض یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی ایک میں کوئی مرض لاحق ہو تو دوسرا حصہ کام کرتا رہے۔ مثلاً چوٹ اور زخم لگ جاتے، سینہ کا ایک جوف پھٹ جاتے تو اس پھیپھڑے سے تنفس کی منفعت حاصل ہوتی رہے جو صحیح و سالم جوف میں ہے، البتہ جب سینہ کے دونوں ہی جوف پھٹ جائیں تو ہلاکت یقینی ہے۔

قصبۂ ریہ یہ دراصل ہوا کی آمد و رفت کے لیے بنایا گیا ہے، لیکن ہوا خارج کرتے وقت اس نالی کی ایک منفعت آواز پیدا کرنا بھی ہے، اسی لیے قصبۂ ریہ کے سرے پر ایک ایسا عضو بنایا گیا ہے جس سے آواز پیدا ہو سکے، اس کا نام حنجرہ ہے۔ یہ عضو اس طرح بنایا گیا ہے کہ آواز پیدا کرنے کے لیے مناسب ہو، اسی لیے اس میں لسان المزمار (بانسری کی زبان) سے مشابہ ایک جسم ہے، نیز اس طرح کے عضلات ہیں، جن سے مختلف شکلیں بنتی ہیں جو مختلف آوازیں پیدا کرتی ہیں۔ جاندار میں یہ منفعت بدرجۂ افضل ہے نہ کہ بدرجۂ ضرورت، کیوں کہ زندہ رہنے کے لیے آواز لازمی نہیں ہے۔ اکثر طبیعت کا تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی عضو سے دو تین قسم کے فائدے حاصل کرے، جیسا کہ نتھنے جو سونگھنے کے لیے بنائے گئے ہیں، لیکن ساتھ ہی فضلاتِ دماغ کے تنقیہ کا راستہ بھی ہیں۔ اس جہت سے یہ قوت غاذیہ کے خادم ہیں، اور سونگھنے کی جہت سے قوت حساسہ کے خادم ہیں۔ حنجرہ کے آواز کا خاص آلہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب ہم کسی جاندار کے قصبۂ ریہ میں زور سے پھونکتے ہیں تو اسی حیوان کی آواز سے مشابہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس راستہ کے منہ پر ایک ڈھکن رہتا ہے، تاکہ کھانے پینے کی چیزیں منہ سے گذرتے

Marfat.com

ہوتے اس میں نہ چلی جائیں، ورنہ ہلاکت واقع ہو جائے گی۔ اسی لیے اگر کوئی ذرا سی چیز بھی اس راستہ میں پہنچ جاتی ہے تو کھانسی اٹھنے لگتی ہے۔ قصبۂ ریہ کی ایک منفعت یہ بھی ہے کہ گرد و غبار اور دھواں نیز ان کے مشابہہ ساری چیزوں کو حنجرہ تک پہنچنے سے روکے اس کے علاوہ اعضاء تنفس کو ٹھنڈک سے محفوظ رکھنا بھی اسی کی منفعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب قصبۂ ریہ زیادہ کٹ جاتا ہے تو سینہ اور پھیپھڑے پر ٹھنڈک کا غلبہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ایک قرینہ یہ ہے کہ آواز پیدا کرنے میں قصبۃ الریہ کو بھی دخل ہے۔ آلات تنفس کے منافع بیان کر دیئے گئے۔

قوت متخیلہ، مفکرہ، ذاکرہ اور حافظہ کے لیے کوئی آلہ نہیں ہے، لیکن دماغ میں ان کے مقامات مخصوص ہیں، جہاں سے ان کے افعال انجام پاتے ہیں۔

قوت متخیلہ | اس قوت کا مقام دماغ کا بطن مقدم ہے۔ یہ قوت کسی چیز کے نظر سے اوجھل ہونے کے بعد اس کا عکس محفوظ رکھتی ہے۔

قوت مفکرہ | اس کا مقام دماغ کا بطن اوسط ہے، اس کے ذریعہ دماغ نامعلوم اشیاء کے بارے میں غور و خوض کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کو معلوم کر لیتا ہے۔ اسی لیے یہ قوت صرف انسان میں پائی جاتی ہے۔

قوت ذاکرہ و حافظہ | ان دونوں کا مقام مؤخر دماغ ہے۔ ذاکرہ اور حافظہ کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں ہے، سوائے اس کے کہ قوت ذاکرہ منقطع کو محفوظ رکھتی ہے۔

ذاکرہ یا حافظہ اور متخیلہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ قوت متخیلہ مناظر کے اوجھل ہو جانے کے بعد اس کی تصویر سامنے لے آتی ہے، اور قوت حافظہ اس تصویر کے مفہوم کو محفوظ رکھتی ہے، یہی عمل قوت ذاکرہ کا بھی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قوت ذاکرہ اور حافظہ، متخیلہ کی بہ نسبت زیادہ روحانی ہیں۔ یہ خیال رہے کہ اگرچہ ان قوتوں کے افعال بطون دماغ سے انجام پاتے ہیں، لیکن ان کا وجود درحقیقت قلب میں ہے، اور یہ بطون دماغ، قویٰ کے لیے بہ منزلہ آلات ہیں۔ اس کی مثال قوت باصرہ ہے، جس کا فعل رطوبت جلیدیہ کے ذریعہ ہوتا ہے، لیکن اصل قوت قلب میں ہے۔ ان بطون دماغی کی منفعت "تعدیل" ہے۔ جیسا کہ تمام ادراکات میں دماغ کی منفعت بیان کرتے ہوئے کہا جا چکا ہے، یعنی یہ قوتیں حرارت غریزیہ کی مدد سے اپنا کام کرتی ہیں، اور

Marfat.com

حرارت غریزیہ ایک خاص انداز پر قلب سے ان قوتوں تک پہنچتی ہے، لہٰذا ان قوتوں کا مقام قلب ہے۔ قوت متخیلہ لوح نفس پر واقع ہونے والے آثار کے باقیات میں اپنا عمل کرتی ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ حس مشترک کا مقام چونکہ قلب ہے، اس لیے قوت متخیلہ کا مقام بھی قلب ہوا، نیز قوت متخیلہ قوت نزوعیہ کے ذریعہ جاندار میں حرکت کا باعث ہوتی ہے، اور قوت نزوعیہ قلب میں ہے، اس لیے بھی قوت متخیلہ کا مقام قلب ہوا۔ جہاں قوت متخیلہ ہوگی وہاں قوت مفکرہ کا وجود بھی لازمی ہے، کیوں کہ فکر خیالات کی آمیزش اور ان کا فعل ہے، اسی طرح جہاں قوت متخیلہ ہوگی وہاں ذاکرہ اور حافظہ بھی ہوگی۔ بطون دماغی میں کسی بیماری کے پیدا ہونے سے ان قوتوں میں خلل پیدا ہوجانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ قوتیں دماغ میں ہیں۔ اس کی مثال رطوبت جلیدیہ میں کوئی بیماری پیدا ہونے کے باعث قوت بصارت میں خرابی پیدا ہوجاتا ہے، جو اس کی دلیل نہیں ہے کہ قوت بصارت کا مرکز رطوبت جلیدیہ ہی ہے کیمی یہ قوتیں حجاب دماغی میں کسی بیماری کی بنا پر بھی متاثر ہوجاتی ہیں، لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونا چاہتے کہ یہ قوتیں حجاب دماغ میں ہیں۔ دماغ کی تجاویف چونکہ ان قوتوں کے لیے ہی ہیں، اس لیے ان کا مزاج ان کے افعال کے مناسب وموافق بنایا گیا ہے، چنانچہ روح غریزی ابتداءً دونوں بطون مقدم میں ہوتی ہے، پھر دونوں بطون موخر میں اس راستہ سے چلی جاتی ہے جو ان دونوں کے درمیان ہے، بہ تقاضائے احتیاط واحتیاج اس راستہ میں کچھ ایسے اجسام بناتے گئے ہیں جو حرارت غریزیہ کے داخلہ کے لیے کھل سکیں اور بند ہوسکیں، جیسا کہ کتاب تشریح میں بیان کیا جاچکا ہے۔

دماغ کے نرم وتر ہونے کی وجہ سے اس کو کھوپڑی اور ان پردوں کے ذریعہ جو اس کو گھیرے رہتے ہیں محفوظ کر دیا گیا ہے، بالکل اسی طرح جیسے پسلیوں کے ذریعہ سینے کی حفاظت کی گئی ہے۔ کھوپڑی کو گول بنانے کی وجہ یہ ہے کہ دوسری مساوی شکلوں کی بہ نسبت یہ شکل زیادہ چیزوں کو سموتی ہے، نیز حادثات کے امکانات اس شکل میں کم ہیں۔ انسان میں دماغ کو سب سے بلند جگہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ دماغ حواس کا مسکن ہے، اور بقول جالینوس حواس بدن کے نگراں ہیں، جن کا اونچی جگہ پر ہونا ضروری ہے۔

یہاں تک اعضاء بدن انسانی کے منافع حسب ضرورت بیان کیے گئے۔ اب صحت سے متعلق افعال میں صرف نیند کی بحث باقی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ نیند کیا ہے اور کس عضو کے ذریعہ ہے، کیوں کہ نیند ان تمام جانداروں کے لیے انتہائی ضروری

Marfat.com

ہے جو سوتے ہیں، اور انسان بھی ان میں سے ایک ہے۔ چنانچہ نیند میں خلل واقع ہونے پر ہلاکت واقع ہو جاتی ہے۔

قوت نامیہ کی بحث پر یہ باب ختم ہو جائے گا، اس کے بعد امراض اور ان کے اسباب و اعراض کی بحث شروع ہوگی۔

حواس کے سکون پذیر ہونے اور اپنے آلات سے داخل بدن کی طرف چلے جانے کو نیند کہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ نیند کے دوران حواس کا فعل نہیں ہوتا، چنانچہ اس کیفیت میں گذرنے والے حالات کا احساس سونے والے کو نہیں ہوتا۔ اس کا مشاہدہ اس شخص میں کیا جاسکتا ہے جو سو رہا ہو اور اس کی آنکھیں کھلی ہوتی ہوں، اگر ایسی صورت میں قوت باصرہ اپنا کام کرتی تو سونے والا اپنے سامنے گذرنے والی چیزوں کو محسوس کرتا، اگرچہ یہ کیفیت محض سوتے وقت ہی عارض نہیں ہوتی، بلکہ گہرے غور و فکر کے وقت بھی عارض ہو جاتی ہے، اور ایسی حالت میں بسا اوقات سامنے سے گذرنے والے حالات کا احساس نہیں ہوتا۔

چونکہ نیند، حواس کے داخل بدن کی طرف جانے کا نام ہے، اور حواس کی حرکت اسی وقت ممکن ہے جب وہ جسم حرکت کرے جو حواس کا خاص ہیولیٰ ہے، اور یہ جسم جیسا کہ پہلے گذرا حرارت غریزی ہے، لہٰذا نیند اسی وقت طاری ہوتی ہے جب حرارت غریزی داخل بدن کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس بات کی مزید شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ نیند کی حالت میں بیرون جسم کی حرارت نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔ نیز فعل ہضم بھی نیند کی حالت میں زیادہ ہوتا ہے، کیوں کہ جو حرارت غریزی جسم کی ظاہری حس و حرکت کے لیے استعمال ہوتی ہے وہی اندرون جسم غذا کو پکانے اور ہضم کے فعل میں کام آتی ہے۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حرارت غریزی قلب سے ظاہر بدن کی طرف پھیلتی ہے لہٰذا نیند کے وقت قلب کی طرف ہی رجوع کرے گی، کیوں کہ جس مقام سے حرکت شروع ہوتی ہے وہیں ختم بھی ہوتی ہے اس کی مثال امیر لشکر کی سی ہے، جو لشکر کے سارے امور کا مرجع اور ماخذ ہوتا ہے۔

جب نیند کی حقیقت واضح ہو چکی کہ قلب کی طرف حرارت غریزیہ کے انصراف کے سبب سے حواس میں سکون اور ان کے افعال میں تعطل ہو جاتا ہے تو اب یہ معلوم کرنا ہے کہ اس انصراف کا سبب کیا ہے، اگرچہ نیند کی حقیقت سے یہ ایک زائد بات ہے۔

حرارت غریزی اسی وقت پھیلتی ہے جب اس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، اور مقدار کی زیادتی سے اس کی حرکت میں زیادتی ہوتی ہے، لیکن جب حرارت غریزی کی مقدار کم ہو جاتی ہے

Marfat.com

تو وہ سمٹ جاتی ہے۔ ایسا غلبۂ برودت ورطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے، چنانچہ ہمیں نیند اسی وقت آتی ہے جب قلب کی حرارت غریزی میں برودت ورطوبت آجاتی ہے۔ برودت ورطوبت کی وجہ سے حرارت غریزیہ اپنے منبع (یعنی قلب) کی طرف لوٹ جاتی ہے، اور اس کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

چونکہ دماغ، قلب کی حرارت ویبوست میں اعتدال قائم رکھتا ہے اس لیے یہ فعل (نیند) بیشتر دماغ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسا اسی وقت ہوتا ہے جب قلب کے مزاج میں برودت و رطوبت بڑھ جاتی ہے، برودت ورطوبت اس وقت بڑھتی ہے جب اس کو غذا پہنچتی ہے، لہٰذا یہ فعل دماغ کے توسط سے وجود میں آتا ہے جس شخص کو نیند کم آتی ہے اس کے سر پر تر چیزیں ڈالی جاتی ہیں، جس سے بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ نیند دماغ کا خاص فعل ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ برودت ورطوبت سے نیند آنے کی دلیل یہ ہے کہ نیند لانے والی چیزیں سرد و تر ہیں۔ مثلاً خس اور دوسری خواب آور دوائیں۔ بیداری پیدا کرنے والی چیزیں گرم وخشک ہیں۔

تھکن کے بعد زیادہ نیند آنے کا سبب یہ ہے کہ حرکت اور محنت ومشقت، حرارت غریزی کی مقدار کو کم کر دیتی ہے، اور اس میں نسبتاً برودت لے آتی ہے، لہٰذا اپنی مقدار کو بڑھانے کی خاطر اور بہ تقاضائے احتیاط حرارت غریزیہ اپنے منبع کی طرف لوٹ آتی ہے، جیساکہ اس وقت ہوتا ہے جب حرارت غریزیہ پر فاسد اور متضاد اثرات وارد ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی فوج کے سامنے کوئی مسئلہ درپیش ہو اور وہ اپنے سپہ سالار سے فوراً رجوع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ موت کے وقت یہ عضو یعنی قلب تمام اعضاء کے بعد ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور نیند جاندار اجسام کی طبیعت مدبرہ کے افعال میں سے ہے۔ لہٰذا یہ انسان کے وجود کے لیے ضروری ہے، کیوں کہ اگر نیند نہ ہو تو حواس کثرت استعمال کی وجہ سے فاسد ہو جائیں گے، اور حواس کی خرابی سے جاندار کے نظام زندگی میں نقص واقع ہوگا اس لیے جن کو نیند نہیں آتی ان کے چہرے زرد ہو جاتے ہیں، اور ان کے افعال خصوصاً قوت غاذیہ کے فعل میں خرابی آجاتی ہے، نیز حواس کے استعمال سے حرارت غریزیہ منتشر رہتی ہے تاآنکہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور بدن کی گہرائی میں چلی جاتی ہے، اور اس کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ حرارت غریزیہ میں رطوبت و برودت کے ملنے سے نیند آتی ہے،

Marfat.com

لہٰذا قلب کی قوت مدبرہ اس کی فاعل ہے، اور اس طرح کی حرارت غریزیہ اس کا آلہ ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ قوی نفسانیہ میں سے اس فعل کو کس قوت کی طرف منسوب کیا جائے۔ قرینہ یہ ہے کہ یہ قوت حسیہ کا کام ہے، کیوں کہ اسی سے یہ فعل انجام پاتا ہے، اور یہ محض قوت غاذیہ کا کام نہیں ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ نباتات میں نیند نہیں ہوتی، کیوں کہ اس میں قوت حسیہ نہیں ہے، اور یہ قوت حسیہ حس مشترک کی قوتوں میں سے ہے۔ اس فعل کو ہم نے "قوت" سے تعبیر کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نیند کی وجہ سے حس مشترک کی حفاظت ہوتی ہے۔

اعضاء کی حالت صحت کے تمام افعال اور ان کے منافع بیان کر دیے گئے، ان میں سے بعض وجود حیوان کے لیے ضروری ہیں اور بعض ضروری نہیں ہیں۔ جہاں تک اعضاء، قوت غاذیہ اور ان کے افعال کا تعلق ہے یہ جاندار کے وجود کے لیے ضروری ہیں، لیکن قوت مولدہ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح قوت حس لمس ضروری ہے، کیوں کہ اس کا تعطل موت کا سبب ہے، اور اسی طرح تنفس بھی ضروری ہے۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بدن انسانی کی حفاظت کرنے والی چیزیں ہوا، پانی اور غذاء ہیں، یہ چیزیں اسی وقت محافظ ہوتی ہیں جب یہ طبیعی حالت پر ہوں۔ ہوا اپنی طبیعی حالت پر اسی وقت ہوتی ہے جب آفتاب اور اجرام سماویہ اس کی حفاظت کریں، لہٰذا اجرام سماویہ ہی بدن انسان کی حفاظت کے لیے اعلیٰ اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہوا کی حفاظت کا کام اسی صورت میں پورا ہوتا ہے کہ آفتاب ہوا پر اپنا عمل کرکے چار فصلیں بنائے، یعنی موسم ربیع، موسم گرما، موسم خزاں اور موسم سرما۔ یہ تبدیلیاں آفتاب کی رفتار پر منحصر ہیں جو مختلف بروج میں گردش کرتا ہے، لہٰذا طبیب کے لیے ضروری ہے کہ ان موسموں کے طبائع اور امزجہ کا علم حاصل کرے، کیوں کہ موسم بھی ان چیزوں میں ہے جن سے صحت برقرار رہتی ہے۔

اب موسموں کے مزاج پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

موسم ربیع | وہ زمانہ ہے جس میں قوت غاذیہ کے افعال بدرجہ اتم انجام پاتے ہیں، کیونکہ اس موسم میں حرارت غریزیہ جسم میں بڑھ جاتی ہے، حرارت غریزیہ کا مزاج چونکہ گرم و تر ہے، اسی لیے اس موسم کا مزاج بھی گرم و تر کہا گیا ہے، یعنی بدن انسان کے مزاج پر قیاس کرتے ہوتے موسم کا مزاج متعین کیا گیا ہے۔ اس موسم میں نوجوانوں کے جسمانی افعال پورے طور پر انجام پاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ معتدل موسم ہے اور بدن

Marfat.com

انسان کے اعتدال مزاجی سے مطابقت رکھتا ہے۔

موسم گرما موسم گرما پر گرمی و خشکی کا غلبہ ہے۔

موسم سرما اس پر برودت و رطوبت کا غلبہ ہے۔ یہ دونوں مزاج ربیع کی مناسبت سے ہیں۔

موسم خریف یہ زمانہ چونکہ موسم گرما اور موسم سرما کے درمیان ہے اس لیے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اس کے مزاج پر بھی موسم ربیع کا مزاج لازم آتا ہے، لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔ یہ موسم، ربیع کی ضد ہے، کیوں کہ اس موسم میں قویٰ انسانی میں انتشار و انحلال پیدا ہو جاتا ہے۔ نباتات و حیوانات میں موسمی اثرات اس کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس موسم پر برو۔ ۔ یبوست کا غلبہ ہے، جو حرارت و رطوبت کی ضد ہے۔ اس کے مزاج میں برودت تو زیادہ نہیں ہوتی لیکن یبوست کا غلبہ رہتا ہے۔ بالجملہ اس موسم کے حالات یکساں نہیں رہتے۔ اس موسم میں زمین سے آفتاب کی دوری و نزدیکی کا تناسب اگرچہ بعینہٖ وہی ہے جو موسم ربیع میں ہے، لیکن استعداد کے لحاظ سے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ موسم خریف میں قویٰ اپنے آخری حد تک پہنچ جاتے ہیں اور تمام موجودات پر خشکی کا غلبہ ہوتا ہے، لہٰذا حرارت کے اس اعتدال سے نشوونما نہیں ہوتی، جب کہ موسم ربیع کی حرارت کے اعتدال سے نشوونما ہوتی ہے، کیوں کہ موجودات میں رطوبت ہوتی ہے۔

ان موسموں کے طویل و مختصر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، بلکہ مختلف علاقوں میں عرض البلد کے اعتبار سے ان موسموں کے اوقات میں کمی و زیادتی ہوتی ہے۔ سب سے معتدل علاقے وہ ہیں جہاں موسم خریف کی مدت کم اور موسم ربیع کا زمانہ طویل ہوتا ہے۔ ایسے علاقے پانچویں اقلیم میں ہیں، ان میں بھی خاص طور سے وہ علاقے جو سمندر سے قریب ہیں۔ ہمارے علاقے (اندلس) میں خریف کی مدت دو ماہ ہوتی ہے۔ یہ علاقے پانچویں اقلیم کی ابتداء میں ہیں۔ خط استواء کا موسم (جیسا کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے) معتدل نہیں ہے۔ اس کی تفصیل میں اپنی بعض دوسری تصنیفات میں لکھ چکا ہوں۔ بہرحال چوتھی اقلیم کو پانچویں اقلیم پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ جالینوس کے خیال میں یونان کا خطہ تمام علاقوں سے زیادہ معتدل ہے۔ ان معتدل علاقوں میں بقراط کا شہر بھی ہے۔ جالینوس کا قول

Marfat.com

ہے کہ اس شہر (شہر بقراط) کے تمام موسم، ربیع کے مانند ہوتے ہیں۔
اعضاء انسانی کے چار اسباب یعنی سبب مادی، سبب حافظ اور سبب غائی کی وضاحت ہو چکی۔ اس موضوع کے متعلق بنیادی امور بیان کر دیے گئے۔

Marfat.com

کتاب المرض

مرض، صحت کی ضد ہے اس لیے مرض کی تعریف، صحت کی تعریف سے بھی جا سکتی ہے۔ صحت کسی عضو کی وہ حالت ہے جس میں اس کے افعال و انفعالات طبیعی طور پر انجام پاتے ہیں، اس کے بالمقابل مرض میں یہ افعال و انفعالات غیر طبیعی ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کتاب الصحت میں پہلے صحت کے اقسام بیان کیے گئے تھے، اسی طرح اس باب میں امراض کے اقسام پہلے بیان کیے جائیں گے۔ اس ضمن میں اولاً مرض کی ماہیت اس کے اقسام اور اسباب امراض بیان کیے جائیں گے۔ اس کے بعد وہ غیر طبیعی افعال و انفعالات لکھے جائیں گے جن کو اطباء "عرض" کہتے ہیں۔ اس سے ہمیں امراض اور ان کے اسباب اربعہ کا پورا علم حاصل ہو جاتے گا، جو ہمارا مقصود ہے۔ اقسام مرض کی واقفیت اقسام صحت کی واقفیت سے حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ امراض کی بہت سی قسمیں اقسام صحت کی بہ نسبت زیادہ متعارف ہیں، کیوں کہ اکثر بیماریوں کے نام مقرر ہیں، لیکن ان کے مقابلہ میں ہر حالتِ صحت کا کوئی نام نہیں ہے۔ اس کے باوجود امراض کے یقینی علم کے لیے صحت کا علم ناگزیر ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

اعضاء کی حالت صحت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بلحاظ مزاج، اس کا تعلق اعضاء متشابہتہ الاجزاء سے ہے۔

(۲) بلحاظ ترکیب، اس کا تعلق اعضاء مرکبہ سے ہے۔ اسی طرح مرض کی بھی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں پہلے امراض اعضاء متشابہتہ الاجزاء اور ان کے اسباب فاعلی و مادی کا تذکرہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد امراض اعضاء مرکبہ کے اقسام اور ان کے اسباب بیان کیے جائیں گے۔

Marfat.com

اعضاء متشابہۃ الاجزاء کے طبیعی افعال و انفعالات اسی وقت ممکن ہیں جب حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست کی مقدار وہی ہو جو امزجۂ صحیہ کی قسموں کی مقدار ہے، جن کا بیان کتاب الصحت میں گذر چکا ہے۔ لہٰذا اعضاء متشابہۃ الاجزاء میں یہ مقدار میں کسی ایک کیفیت یا دو مرکب کیفیتوں میں اعتدال سے خارج ہو جائیں تو مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان کیفیات کے غیر معتدل ہونے کے اعتبار سے اعضاء متشابہۃ الاجزاء کے امراض کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) حار	(۲) بارد
(۳) رطب	(۴) یابس
(۵) حار رطب	(۶) حار یابس
(۷) بارد رطب	(۸) بارد یابس

امزجۂ صحیہ کی طرح امراض کی مذکورہ قسمیں ابتداءً اعضاء متشابہہ میں ہوتی ہیں، پھر انھی اعضاء کے اعتبار سے اعضاء مرکبہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ آٹھوں اقسام کبھی مادی ہوتی ہیں اور کبھی غیر مادی، لیکن کسی ایک کیفیت میں مرض مادی کا تصور ممکن نہیں ہے، بلکہ امراض مادیہ دو کیفیتوں سے مرکب ہوتے ہیں۔

اسباب امراض مادی

اخلاط اربعہ کا اپنی کیفیت یا کمیت میں اعتدال سے خارج ہونا۔ کیفیت وکمیت کا خارج از اعتدال ہونا کبھی ہیولیٰ کی طرف سے اور کبھی فاعل کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ اعضاء کے مزاج اسی وقت حالت صحت میں رہتے ہیں جب اعضاء تک پہنچنے والا خون کمیت وکیفیت کے اعتبار سے معتدل رہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اعضاء غذا کا مزاج حالت صحت پر قائم ہو، بدن میں پہنچنے والی غذائیں طبیعی ہوں، مناسب مقدار اور مناسب وقت میں مناسب ترتیب کے ساتھ استعمال کی گئی ہوں، لیکن اگر غیر طبیعی غذائیں نامناسب مقدار اور غیر اوقات میں استعمال کی جائیں تو جسم میں غیر طبیعی اخلاط کی تولید کا سبب ہیولیٰ ہی نہیں ہوتا، بلکہ اعضاء غذا میں بھی سوء مزاج پیدا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ہیولیٰ اور فاعل دونوں کے اعتبار سے غیر طبیعی اخلاط پیدا ہوتے ہیں۔

کبھی غذائیں طبیعی ہوتی ہیں اور مناسب طور پر استعمال ہوتی ہیں، لیکن بیرونی اسباب یعنی آب و ہوا اور پیشہ وغیرہ سے اعضاء غذا میں سوء مزاج لاحق ہو جاتا ہے، جس سے اس قسم کے اخلاط پیدا ہوتے ہیں، کبھی اندرونی اور بیرونی دونوں طرح کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ اخلاط کمیت وکیفیت میں بہت زیادہ غیر معتدل ہو جاتے ہیں۔ کبھی غیر طبیعی اخلاط کے

Marfat.com

پیدا ہونے کا سبب اعضاء غذا کا خلقی سوء مزاج ہے، جو موروثی اثرات کے تحت ہوتا ہے۔ اسی لیے پیدائشی اعتبار سے اکثر لوگ دیکھنے میں ایک جیسے نظر آتے ہیں، لیکن اُن کے امراض کا علاج، امراض کی کمی وبیشی اور اختلاف عمر کے لحاظ سے مختلف ہو جاتا ہے۔

غیر طبعی اخلاط کے پیدا ہونے کے عمومی اسباب بیان کر دیے گئے۔ اب ہر خلط سے پیدا ہونے والے امراض اور ان کے اسباب کا الگ الگ بیان کیا جاتے گا۔

گرم وخشک مادی بیماریوں کے اسباب

حاریابس امراض اس وقت پیدا ہوتے ہیں، جب ضرورت سے زیادہ گرم وخشک غذائیں استعمال کی جائیں، یا غذا کی مقدار کم ہو، یا غذا کو وقت پر استعمال نہ کیا جاتے۔ اس طرح کی جو غذائیں معدہ وجگر میں پہنچتی ہیں ان کا استحالہ زیادہ گرم وخشک اخلاط کی طرف ہوتا ہے، اور ساتھ ہی معدہ وجگر میں بھی گرمی وخشکی پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ اغذیہ کا یہ فعل مذکورہ دو طریقوں سے ہی ہوتا ہے۔ اس صورت میں جو خون پیدا ہوگا وہ زیادہ گرم وخشک ہوگا، یا زیادہ مقدار میں پیدا ہوگا، یا دونوں باتیں ہوں گی، جس کی وجہ سے مرارہ کے فعل میں خلل واقع ہوگا، یعنی وہ حسب ضرورت صفرا کو جذب نہیں کرے گا، کیوں کہ صفرا اپنی کمیت یا کیفیت یا دونوں اعتبار سے غیر معتدل ہو جاتے گا اور صفرا خون میں پھیل جاتے گا۔ جب اس خون سے اعضاء مسلسل غذا حاصل کرتے رہیں گے۔ تو بتدریج اپنے طبعی مزاج سے گرمی وخشکی کی طرف مائل ہوتے چلے جائیں گے، یہاں تک کہ ان میں بہت سی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔ غذاؤں سے لاحق ہوتے والے امراض کے علاوہ بیرونی اسباب سے بھی اسی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب اعضاء میں بہت سی ایسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو اعضاء غذا میں بھی گرمی وخشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ بیرونی اسباب میں گرم ہوا زیادہ جسمانی محنت، بیداری اور جسم میں گرمی پیدا کرنے والے نفسانی عوارض مثلاً غصہ، فکر وغیرہ ہیں۔ ان اسباب میں سب سے زیادہ اثر انداز ہوا اور جسمانی محنت ہے۔ مسامات کا بند ہو جانا بھی ایک سبب ہے، جس کی وجہ سے حرارت جسم کے اندر بند ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی فطری طور پر بھی کوئی شخص گرم وخشک مزاج کا حامل ہو سکتا ہے، یہ بھی ایک سبب ہے، جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

ان اسباب کی بناء پر جسم مریض میں جو غیر طبعی صفرا پیدا ہوتا ہے اس کی چار

Marfat.com

قسمیں ہیں۔

(۱) صفراء محیہ | یہ اپنے رنگ میں انڈے کی زردی سے مشابہ ہوتا ہے۔ جالینوس کے نزدیک یہ صفراء طبیعی صفراء سے زیادہ گرم اور زیادہ تیز ہوتا ہے۔ اس کے خیال میں صفرا کی یہ قسم حرارت کیوجہ سے زیادہ گاڑھی ہے اور یہی سبب اس کی سرخی کا بھی ہے۔ دوسرے اطباء کے خیال میں اس میں حرارت کم ہوتی ہے، ان کے نزدیک اس کی غلظت کا سبب یہ ہے کہ اس میں بلغم کی آمیزش ہوتی ہے۔ ان اطباء کے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ صفرا کی یہ قسم طبیعی صفرا سے کم سرخ ہو، اور بلغم کی وجہ سے لیسدار ہو، جالینوس کی رائے اس کے برخلاف ہے۔ اس اختلاف کی حقیقت اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جب اس قسم کے صفرا سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا مشاہدہ کیا جاتے۔

(۲) صفراء اصفر | یہ صفراء طبیعی میں رطوبت مائیہ کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس میں طبیعی صفرا کی بہ نسبت حرارت کم ہوتی ہے، لیکن صفراء غیر طبیعی کی ان دونوں قسموں یعنی صفراء محیہ (اس قول کی بناء پر کہ اس میں بلغم کی آمیزش سے غلظت پیدا ہوتی ہے) اور صفراء اصفر سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان کو امراض حارہ یابسہ بسیطہ میں شمار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ امراض حارہ یابسہ مرکبہ میں سمجھنا چاہئے جالینوس کے قول کے مطابق صفراء محیہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں انتہائی گرم وخشک ہیں۔

(۳) صفراء زنگاری (۴) صفراء کراثی | بعض اطباء نے کہا ہے کہ یہ دونوں قسمیں معدہ میں پیدا ہوتی ہیں، حالانکہ معدہ میں نہ صفراء طبیعی پیدا ہوتا ہے نہ صفراء غیر طبیعی۔ جس عضو (جگر) میں طبیعی صفراء پیدا ہوتا ہے اسی کے مزاج میں اعتدال باقی نہ رہنے پر صفراء غیر طبیعی پیدا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صفراء کراثی و زنگاری کو صفراء کہنا درست نہیں ہے، لیکن محض اصطلاحاً ان کو صفراء میں شمار کر لیا گیا ہے۔ ان دونوں قسموں کے پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ صفرا حرارت و یبوست میں حد اعتدال سے متجاوز ہو کر جب فم معدہ پر گرتا ہے اور وہاں بعض دوسرے اخلاط خصوصاً سوداء اس میں شامل ہو کر تعفن پیدا کرتے ہیں تو صفرا کی یہ دونوں قسمیں بن جاتی ہیں۔ ایسے اخلاط کا مزاج زہروں کے مزاج کی مانند ہو جاتا ہے، خصوصاً زنگاری کا مزاج ان سے پیدا ہونے والی بیماریاں ناقابل علاج ہیں، کیونکہ اس طرح کا صفراء نضج کو قبول نہیں کرتا اور نہ حرارت غریزیہ سے منفعل ومتاثر

Marfat.com

ہوتا ہے، بلکہ زہروں کی مانند یہ حرارت غریزیہ کی ضد ہے۔

ایسے اخلاط سے جسم میں مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں، ان میں زیادہ تر اور مشہور حمیات صفراوی اور اورام صفراوی ہیں۔ اب ہم یہ بیان کریں گے کہ یہ دونوں بیماریاں ان اخلاط سے کس طرح پیدا ہوتی ہیں۔ بخار ایک ایسی حرارت ہے جو تمام جسم میں پھیلی ہوتی ہے، اور اعضاء کے تمام افعال وانفعالات میں ضرر پیدا کرتی ہے۔ اس حیثیت سے کہ یہ حرارت اعضاء کے افعال و انفعالات کے لیے مضرت رساں ہے، ہم اسے حرارت غریبہ کہتے ہیں؛ اور اس لحاظ سے کہ اس کے افعال حرارت غریزیہ کے مشابہ ہیں، کیوں کہ یہ اخلاط کو پکاتی ہے، جس سے صحت حاصل ہوتی ہے؛ نیز یہ اس حرارت غریبہ کی طرح نہیں ہے جو مردہ اجسام میں ہوتی ہے، ہم اسے حرارت طبیعی کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسی طبیعی حرارت ہے جس میں کچھ عفونت مل جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی کیفیت میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حرارت چونکہ تمام بدن میں پھیلی ہوتی ہے، اور یہ کام قلب کا ہے جو شرائین کے ذریعہ تمام بدن میں حرارت پہنچاتا ہے، لہٰذا یہ حرارت بھی قلب سے متعلق ہے۔ اعضاء کے تمام افعال حرارتِ قلب ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں، لہٰذا ان کے افعال میں کوئی خرابی اسی حرارت کے مزاج میں تغیر کی بنا پر واقع ہوتی ہے۔ اس بحث کے بعد بخار کی تعریف اس طرح متعین کی جا سکتی ہے کہ "بخار حرارت طبیعی اور حرارت عفونیہ سے مل کر پیدا ہونے والی ایسی حرارت ہے جو قلب سے سارے بدن میں پھیل کر تمام افعال وانفعالات میں ضرر پیدا کرتی ہے۔

مطلقاً بخار کی ماہیت واضح ہونے کے بعد اب یہ بیان کرنا ہے کہ جسم میں اس قسم کی حرارت پیدا ہونے کے اسباب بعینہ وہی ہیں جو حرارت غریبہ کے پیدا ہونے کے اسباب ہیں، لیکن یہ اسباب نصف درجہ پر ہوتے ہیں، ورنہ حرارت غریبہ ہو جاتے گی۔" الرابعہ من الآثار[1] میں بیان کیا گیا ہے کہ حرارت غریبہ کس طرح پیدا ہوتی اور اس کے اسباب کیا ہیں۔ اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ عفونت کے پیدا ہونے کے دو اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) سبب بالذات، جو پہلے درجہ پر ہے؛ یہ بیرونی حرارت ہے جو حرارت غریزی کو کمزور کر دیتی ہے، خصوصاً جب یہ بیرونی حرارت شدید ہو، مثلاً موسم گرما میں جسم کی

---

[1] مصنفہ ارسطاطالیس۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول ص۹۸

Marfat.com

حرارت غریزی کمزور ہو جانے پر حرارت غریبہ پیدا ہو جاتی ہے، خصوصاً جب وہاں رطوبت بھی موجود ہو، کیونکہ رطوبت ذاتی طور پر منفعل ہونے کی بہ نسبت، بیرونی اثرات سے بہ تاثر ہو جاتی ہے۔

(۲) دوسرا سبب برودت ہے، برودت کے غلبہ سے حرارت غریزیہ ماند پڑ جاتی ہے اور بیرونی حرارت، حرارت غریبہ پیدا کر دیتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ تمام موجودات کی بقاء اسی وقت ممکن ہے جب قوئی فاعلہ، قوئی منفعلہ پر حاوی اور غالب رہیں۔ (قوی فاعلہ برودت و حرارت اور قوی منفعلہ رطوبت و یبوست ہیں۔) جب قوی فاعلہ اپنے افعال میں کمزور ہو جاتے ہیں، اور بیرونی قوتیں اثر انداز ہونے لگتی ہیں تو خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ جسم میں اس طرح کی حرارت پیدا ہونے کے معاون اسباب لازماً وہی ہوں گے جو حرارت غریزیہ کو ماند کرنے والے اسباب ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ موضوع ہی میں حرارت غریبہ پیدا ہونے کی استعداد ہوتی ہے۔ مثلاً خون میں ایسا صفرا پیدا ہو جائے جو اپنی کیفیت یا کمیت میں غیر معتدل ہو، یا کبھی خون کی زیادتی اور اس کی غلظت ولزوجت اس کا باعث ہوتی ہے، جس کی وجہ سے حرارت غریزیہ ماند پڑ جاتی ہے، جس طرح گیلی لکڑی آگ پر رکھنے سے آگ بجھ جاتی ہے۔ اس طرح اخلاط سے جو سدے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی حرارت غریبہ کے لیے معاون ہوتے ہیں، اس لیے کہ ان سدوں سے حرارت غریزیہ کا تنفس رک جاتا ہے، جس طرح ہوا بند کرنے سے آگ بجھ جاتی ہے۔ چنانچہ کوئلہ بنانے والوں کے عمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے وہ کوئلہ بنانے کے لیے آگ پر مٹی ڈال دیتے ہیں کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا جاتے تو تمام اجزاء میں آگ کے سرایت کرنے سے کوئلہ راکھ ہو جاتے گا۔

بخار کی عمومی تعریف اور اس کے اسباب کا علم ہونے کے بعد صفراوی بخار کے اسباب سے واقفیت آسان ہے۔ اس کا سب سے اہم سبب خون کے مزاج میں حرارت و یبوست کا زیادہ ہو جانا اور اس حرارت کے پیدا ہونے کی استعداد کا بڑھ جانا ہے، یا اعضاء کے ہضم اخیر کے فضلات کی استعداد کا بڑھ جانا۔ یا صفرا کی مقدار بڑھ جانا اس کا سبب ہوتا ہے۔ جہاں تک غلظت لزوجت اور سدوں کا تعلق ہے یہ صفرا محیہ میں یا مقدار کی جہت سے ہوتے ہیں۔

خالص صفرا بدن انسانی کے کسی عضو کا جزء نہیں ہے، سوائے اس صفرا کے جو مرارہ میں ہوتا ہے، یا جس کو طبیعت اعضاء یا خون سے جدا کر کے دفع کرتی ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا

Marfat.com

جا چکا ہے، چنانچہ خالص صفرا کو صفراوی بخاروں کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا، بلکہ اس کا سبب وہ خون یا رطوبت ہوتی ہے، جن کے اکثر اجزاء صفراء پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لیے اس کا نضج قبول کر کے طبیعی حالت پر لوٹ جانا ممکن ہے۔ جب صفراء خالص اس خون یا رطوبت سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو طبیعت اس کو دفع کر دیتی ہے، جو صفراء نضج قبول کرتا ہے اسی سے اعضاء غذا حاصل کرتے ہیں۔ خالص صفراء میں نضج ممکن نہیں ہے، اور اس میں کوئی ایسا جزء نہیں ہوتا جس سے اعضاء غذا حاصل کر سکیں۔ جب طبیعی صفراء کی صورت یہ ہے تو غیر طبیعی صفراء میں غذائیت کس طرح ممکن ہو سکتی ہے یہ بات اطباء کے اس نظریہ پر مبنی ہے کہ اخلاط اربعہ، اعضاء بسیطہ کے اسطقسات ہیں (یعنی اعضاء بسیطہ ان اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں) اس کی وضاحت کتاب الصحت میں کی جا چکی ہے۔

حرارت غریبہ رطوبت میں پیدا ہوتی ہے اور رطوبت جلد متعفن ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اس پر حرارت غریزیہ کا غلبہ ہوتا ہے اور رطوبات صفراویہ جسم میں مقامات ہضم میں پائی جاتی ہیں، جن میں سب سے اہم ہضم ثانی کا مقام ہے، جو جگر اور عروق ہیں، اور پھر ہضم ثالث کا مقام ہے، جو خود اعضاء ہیں، اس لیے ان بخاروں کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں، ایک قسم کا تعلق عروق سے اور دوسری کا اعضاء میں ان کے مقامات ہضم سے ہوتا ہے۔ صفراوی بخاروں کی ان دونوں قسموں کی علامات فارقہ عنقریب کتاب العلامات میں بیان کی جائیں گی۔ ان بخاروں میں صفراء غیر طبیعی کی مختلف اقسام کے لحاظ سے بھی فرق ہوتا ہے، جو ان بخاروں کا سبب ہوتی ہیں۔

حمیات صفراویہ اور ان کی اقسام کے بعد اب ہم اورام صفراویہ کا تذکرہ کریں گے۔

خلط صفراوی سے اعضاء میں جو ورم پیدا ہوتا ہے اس کی دو شکلیں ممکن ہیں۔

(۱) کسی عضو کی طرف یہ خلط دفع ہوتی ہو، اور وہ عضو اسے ہضم نہ کر سکے تو اس کی جسامت بڑھ جاتی ہے، اسی بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ ورم اعضاء متشابہہ اور اعضاء آلیہ دونوں میں مشترک ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اس خلط کے دفع ہونے کا سبب یہ ہے کہ جس عضو سے یہ دفع ہو رہی ہے اس کی قوت دافعہ زیادہ، اور جس عضو کی طرف یہ دفع ہو رہی ہے اس کی قوت دافعہ کمزور ہوتی ہے۔ خلط کے دفع ہونے میں مجاری (نالیاں اور راستے) کا کشادہ ہونا اور عضو کی وضع بھی معاون ہوتی ہے، مثلاً جس عضو سے خلط دفع ہو رہی ہے وہ بہ نسبت اس عضو کے جس کی طرف یہ خلط دفع ہو رہی ہے اوپر ہو، خصوصاً جب کہ خلط غلیظ اور ارضی ہو۔

Marfat.com

جب یہ خلط کسی عضو کی طرف دفع ہو جاتی ہے تو وہاں حرارت غریزیہ ماند ہو کر حرارت غریبہ پیدا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ خلط میں یبوست زیادہ نہ ہو۔ اگر ورم کسی عضو رئیس میں ہو تو یہ حرارت غریبہ قلب میں پہنچ کر بخار کا سبب بن جاتی ہے، اور اگر کسی دوسرے عضو میں ہو تو بخار نہیں ہوگا۔

(۲) عضو تک پہنچنے والی غذا کیفیت یا کمیت میں غیر معتدل ہونے اور عضو کے کمزور ہونے کے باعث دفع نہیں ہو پاتی، جس کی وجہ سے مادہ جمع ہوتا رہتا ہے، اور عضو کی جسامت بڑھ جاتی ہے۔ نیز حرارت غریزی ماند ہو کر حرارت عفونیہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس دوسرے سبب سے پیدا ہونے والے اورام صفراوی کی دو قسمیں ہیں، ان میں سے ایک کا نام "حمرہ" ہے، جس میں صالح خلط دموی کی موجودگی کی بنا پر سرخی نمایاں ہوتی ہے۔ یہ ورم زیادہ بڑا نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کا نام "نملہ" ہے، اس میں خلط صفراوی زیادہ نمایاں ہوتی ہے اسی لیے یہ اعضاء میں "قرح" اور "تاکل" پیدا کرتی ہے۔ نملہ کی ایک قسم سے صرف جلد میں تاکل ہوتا ہے، اور دوسری قسم سے نفس اعضاء میں تاکل پیدا ہو جاتا ہے، یہ زیادہ خطرناک ہے۔ کبھی کبھی یہ خلط عضو کے جوف مثلاً معدہ اور امعاء میں جمع ہو کر ان کے افعال میں ضرر پیدا کر دیتی ہے، لیکن اس سے ورم نہیں ہوتا، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

سرد و تر مادی بیماریاں

یہ بیماریاں خلط بلغمی کے کیفیت یا کمیت میں غیر معتدل ہونے کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ خلط بلغمی کے غیر معتدل ہونے کے اسباب، خلط صفراوی کے غیر معتدل ہونے کے اسباب کی ضد ہیں اور ان کو ضد کی بناء پر بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ غیر معتدل خلط بلغمی سے جو مشہور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ حمیات بلغمیہ اور اورام بلغمیہ ہیں۔ بدن انسانی میں اس خلط کی بناء پر جو بخار پیدا ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر وہ سدے معاون ہوتے ہیں جو اس خلط کے گاڑھے اور لیسدار ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے اندر عفونت پیدا ہونے کی وجہ سے حرارت غریزیہ ماند پڑ جاتی ہے، جس طرح اگر آگ پر گیلی لکڑیاں رکھ دی جاتی ہیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔ اس خلط سے پیدا ہونے والا بخار عروق اور ہضم سوئم کی جگہ (اعضاء) میں ہوتا ہے۔

کیفیت میں غیر معتدل ہونے کی بناء پر اس خلط کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) بلغم مالح : یہ بلغم طبیعی ہے، جس کا ذائقہ شیریں ہوتا ہے، زیادہ خشک ہوتا ہے نمکینیت اسی

Marfat.com

وقت پیدا ہوتی ہے جب جوہر ارضی سوختہ میں رطوبت کی آمیزش ہو جاتی جیسا کہ نمک بننے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

(۲) بلغم حامض: یہ قسم خشک ہونے کے ساتھ سرد بھی ہے، اس کی ترشی کا سبب برودت ہی ہے، اس لیے پھل ابتداءً ترش اور پھر میٹھے اور خوشبودار ہو جاتے ہیں۔

(۳) بلغم زجاجی: بلغم غیر طبیعی کی تمام قسموں میں یہ سب سے خراب ہے، اس میں برودت کے ساتھ بہت زیادہ غلظت ہوتی ہے۔ لہ

غیر طبیعی بلغم کی ان اقسام کے لحاظ سے مختلف بخار پیدا ہوتے ہیں، لیکن بلغم کی تمام قسموں میں نضج قبول کرنے کا امکان، صفراء کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ بلغمی بخار، صفراوی بخاروں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، کیوں کہ غلظت کے سبب اس سے سدے پیدا ہوتے ہیں، اور رطوبت کی وجہ سے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں عفونت نہ پیدا ہو، جیسا کہ عنقریب بیان

لہ مصنف نے بلغم غیر طبیعی کی چار قسمیں بتائی ہیں، لیکن تفصیلات میں چوتھی قسم بیان نہیں کی گئی، ممکن ہے کہ یہ کتابت کا سہو ہو۔ شیخ ابن سینا نے القانون جلد اول صفحہ ۲۶ میں بلغم غیر طبیعی کی تقسیم دو اعتبار سے بیان کی ہے۔

(۱) مزہ کے لحاظ سے چار قسمیں:-

(ا) مالح

(ب) حامض

(ج) عفص

(د) مسیخ

(۲) قوام کے اعتبار سے چار قسمیں:-

(ا) مائی

(ب) زجاجی

(ج) مخاطی

(د) جصی۔ معلوم نہیں ابن رشد نے بلغم غیر طبیعی کی چوتھی قسم کون سی قرار دی ہوگی۔

Marfat.com

کیا جائے گا۔

اورام بلغمی میں سے بعض بلغم رقیق سے پیدا ہوتے ہیں، جو زیادہ تر رکی ہوتے ہیں، مثلاً استسقاء کے مریض کے ہاتھ پیروں کا ورم، بعض بلغم غلیظ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً "خنازیر" جو گردن کنج ران اور بغل کے نرم گوشت میں ہوتا ہے۔ ان اورام میں جمع ہونے والے مادہ پر ایک خاص قسم کی جھلی ہوتی ہے جس سے گلٹیاں بن جاتی ہیں۔ بلغم کی غیر طبعی اقسام سے پیدا ہونے والے وہ اورام جو غلظت کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں "دبیلہ" کہلاتے ہیں، ان اورام کا مادہ سیاہ مٹی، بیٹ، تلچھٹ، گیلی مٹی یا کوتلہ کی مانند ہوتا ہے۔ ان اورام میں اکثر خلط سودا اور خلط بلغم دونوں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اورام بھی جن کو "سلعہ" (رسولی) کہا جاتا ہے اورام بلغمی کی طرف منسوب ہیں۔ اس کی چار قسمیں بتائی جاتی ہیں۔

(۱) سلعہ شحمیہ
(۲) سلعہ عسلیہ
(۳) سلعہ اردہالجیہ
(۴) سلعہ شیرازیہ

شحمیہ، بلغم غلیظ سے پیدا ہوتا ہے۔ سلعہ عسلیہ شہد کے مشابہ مادہ بلغمی متعفن سے پیدا ہوتا ہے۔ اردہالجیہ اور شیرازیہ اس قسم کے بلغم سے پیدا ہوتے ہیں جس سے عسلیہ پیدا ہوتا ہے۔ ان اورام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جو مواد ان اورام میں پائے جاتے ہیں وہ مذکورہ اشیاء سے مشابہ ہیں۔ چنانچہ اردہالجہ اس حریرہ کا نام ہے جو آٹے سے بنتا ہے۔ بلغم غیر طبعی سے دبیلات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ بلغم سے بڑی بڑی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جن کو اعضاء کے امراض افعال وانفعالات کے ذیل میں بیان کیا جائے گا۔

سرد وخشک مادی بیماریاں

یہ امراض خلط سوداء کے اپنی کیفیت یا کمیت یا دونوں میں غیر معتدل ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ غیر معتدل ہونے کی وجہ کبھی تو وہ مادے ہوتے ہیں جو اس خلط سوداء کے مشابہ ہیں، یعنی سرد وخشک غذائیں۔ یا اعضاء ہضم کے مزاج پر برودت ویبوست یا حرارت ویبوست کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ بیرونی اسباب مثلاً پیشہ یا آب وہوا یا ان دونوں کی وجہ

Marfat.com

سے بھی خلط کے مزاج میں اعتدال باقی نہیں رہتا۔ مزاج خلط میں عدم اعتدال کے بعض اسباب موروثی ہوتے ہیں، جن سے اکثر جذام وغیرہ لاحق ہو جاتے ہیں۔ جب بدن میں ایسے غیر طبیعی سودا کی کثرت ہو جاتی ہے تو طحال اس کو پوری طرح جذب نہیں کر پاتی، کیوں کہ یہ کمیت یا کیفیت یا دونوں میں غیر معتدل ہوتا ہے۔ پھر یہ خون میں پھیل جاتا ہے، اور اسی سے اعضاء غذا حاصل کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اس سے خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی صحت مشکل ہوتی ہے، کیوں کہ یہ خلط طبیعت کے لیے بہت ناموافق ہے۔

جو سودا بہ اعتبار کیفیت غیر طبیعی ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم سودا طبیعی کے جلنے سے اور دوسری صفرا غیر طبیعی کے جلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں قسموں کا سبب حرارت و یبوست ہے۔ ان دونوں کے مزاج سرد ہوتے ہیں، اور جب ان میں حرارت غریبہ کی آمیزش ہوتی ہے تو غیر طبیعی ہو جاتے ہیں۔ ان کے ذائقہ کی ترشی ان کے اس مزاج کی دلیل ہے۔ اگر ان کو زمین پر ڈال دیا جاتے تو اس طرح ابال آجاتا ہے جیسا سرکہ کے ڈالنے سے۔ یہ دونوں قسمیں اعضاء کو سڑانے والی اور ان میں زخم پیدا کرنے والی ہیں، خصوصاً وہ قسم جو صفرا کے جلنے سے پیدا ہوتی ہے۔

مذکورہ اخلاط سے پیدا ہونے والی بیماریاں بعض بخار اور بعض اورام ہیں۔ بخاروں میں بعض ہضم ثانی کے مقامات یعنی عروق ہیں، اور بعض کے خود اعضاء یعنی ان کے مقامات ہضم ہیں۔ ان اخلاط سے بخار پیدا ہونے کے اسباب بعینہ وہی ہیں جو تمام بخاروں کے ہیں، اور مسامات کا بند ہو جانا، خلط کا گاڑھا ہونا اور بہ مشکل نضج پاتا' معاون اسباب ہیں۔ ان اخلاط سے پیدا ہونے والے اورام میں سقیروس ہے، جو طبیعی سودا سے پیدا ہوتا ہے، اور سرطان ہے، جس کی دو قسمیں ہیں، ایک جس میں تاکل نہیں ہوتا سودا طبیعی سے پیدا ہوتا ہے، دوسرا جس میں تاکل ہوتا ہے، یہ سودا غیر طبیعی سے پیدا ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ خلط تمام اعضاء میں پھیل کر مرض جذام پیدا کر دیتی ہے، اسی لیے جذام کو سرطان عام کہتے ہیں۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس میں تاکل نہیں ہوتا، دوسری وہ جس میں تاکل ہوتا ہے، اور جو سودا غیر طبیعی سے ہوتی ہے۔

گرم و تر مادی بیماریاں

یہ بیماریاں خون کے کیفیت یا کمیت میں غیر معتدل ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، جب کہ

Marfat.com

خون معمولی طور پر غیر معتدل ہو جائے، کیوں کہ اگر یہ زیادہ غیر معتدل ہوا تو بیماری اس خلط کی طرف منسوب کی جائے گی جس کی طرف خون غیر معتدل ہو کر منتقل ہوا ہے۔ اگر اس میں زیادہ حرارت پیدا ہو جائے تو یہ خلط صفراوی کے غلبہ کی وجہ سے ہے، اور اگر برودت و رطوبت کی کثرت ہو جائے تو اسے بلغم کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ امراض بسیط کسی ایک خلط سے پیدا نہیں ہوتے، خصوصاً کسی ایسی خلط سے جو نضج قبول نہ کر سکے، اور جب بھی کسی ایک خلط خصوصاً صفرا یا سودا سے پیدا ہوں تو یہ لازمی طور پر مہلک ہوں گے، کیوں کہ ایسے مادہ میں نضج نہیں ہوتا ہے۔ مرض بسیط میں خلط غالب کی طرف نسبت ہوتی ہے، جیسا کہ مرض مرکب میں دو یا زیادہ اخلاط کی طرف نسبت ہوتی ہے۔

خون سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں زیادہ تر بخار اور اورام ہیں۔ اس سے دو قسم کے بخار پیدا ہوتے ہیں، ایک وہ جو خون کی مقدار بڑھ جانے سے پیدا ہوتے ہیں، کیوں کہ (غیر طبعی) خون کی مقدار بڑھنے سے مسامات بند ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں حرارت بڑھ جاتی ہے، اور بخار کی مذکورہ قسم پیدا ہو جاتی ہے۔ ابتداءً اس بخار میں حرارت عفونی نہیں ہوتی، لیکن اگر علاج میں غفلت کی جائے تو حرارت عفونی پیدا ہو جاتی ہے۔ بخار کی یہ قسم گویا حمی عفونیہ اور ارواح میں پیدا ہونے والے حمی یومیہ کی درمیانی صورت ہے۔ اس بخار کی دوسری قسم وہ ہے جس میں کچھ عفونت ہوتی ہے۔ بخار کی یہ قسم یعنی حمی دمویہ عروق میں ہوتا ہے، کیوں کہ خون جسم انسانی میں عروق میں ہی ہوتا ہے۔ اس بخار کی تمام قسموں کو حمی مطبقہ کہا جاتا ہے، کیوں کہ ان میں باریاں نہیں ہوتیں۔

خلط دموی سے پیدا ہونے والے اورام میں ایک "فلغمونی" ہے، جو خون کے مقدار میں زیادہ ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے، اور کبھی بیرونی اثرات مثلاً کسی عضو کا کچل جانا، کٹنا، آگ سے جلنا وغیرہ اس کے معاون ہوتے ہیں۔ یہ ورم اپنی گہرائی کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ کمتر درجہ کا ورم وہ ہے جو کم گہرا ہو۔

جب کسی عضو کی طرف ریزش کرنے والا خون اپنی کیفیت میں معمولی طور پر غیر معتدل ہو جائے تو اس سے وہ ورم پیدا ہو جاتا ہے جو "حمرہ خالصہ" کہلاتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ خون میں صفراء محترقہ کے ملنے کی وجہ سے ورم کے مقام پر چنگاریاں محسوس ہوتی ہیں۔

Marfat.com

ورم دموی کی یہ قسم سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

جن اعضاء میں اورام پیدا ہوتے ہیں ان کے اعتبار سے بھی اورام کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں۔ اگر یہ ورم کسی عضو رئیس میں ہو تو اس کے ساتھ بخار کا ہونا ضروری ہے۔ وہ بخار جو بڑے اورام طاعونی میں ہوتے ہیں، اکثر بغلوں، کنج ران اور کان کے پیچھے ہوتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ خون بہت زیادہ متعفن ہوگیا ہے، خصوصاً جب ورم بغلوں میں ہوں، کیوں کہ قلب کے فضلات وہاں دفع ہوتے ہیں، چنانچہ یہ اورام "طواعن" کہلاتے ہیں۔ کبھی ہاتھ یا پاؤں میں چوٹ لگنے یا دوسری جگہوں پر ورم ہونے سے بھی ان مقامات (بغل وغیرہ) میں ورم ہو جاتا ہے۔ یہ ورم خطرناک نہیں ہوتا، کیوں طبیعت ان مقامات کو فضلات جذب کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ یہ مقامات کافی نرم بھی ہیں، لہٰذا جب کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو اپنی قوت کے مطابق مادوں کو ان مقامات کی طرف دفع کرتا ہے۔ ہاتھ پاؤں یا اور قریبی اعضاء میں معمولی ورم ہونے کی بنا پر بھی یہ مقامات متورم ہو جاتے ہیں، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ ہر عضو میں قوت دافعہ ہوتی ہے۔

چیچک اور خسرہ بھی اورام دمویہ میں شامل ہیں، یہ عموماً بچوں کو ہوتے ہیں، اس لیے غذائیں اور بیرونی اثرات اس کا سبب نہیں ہو سکتے۔ یہ طبعی بیماریاں ہیں اور سب لوگوں کو نہیں ہوتیں لہٰذا اس کا سبب حاملہ کے خون کے اس ردی مادہ میں تغیر واقع ہونا ہے جس سے زمانہ حمل میں جنین غذا حاصل کرتا ہے۔ اس بیماری کے ساتھ حمی دموی لازمی طور پر ہوتا ہے، اور اکثر یہ مرض مہلک ہوتا ہے، خصوصاً جب وہ خون بہت فاسد ہو جاتے جو مولود کی غذا رہ چکا ہے۔

مرکب مادی بیماریاں

ایسی بیماریاں کم ہوتی ہیں جو محض ایک خلط سے پیدا ہوں، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، ہر خلط سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے اسباب بھی بیان کر دیے گئے۔ اکثر بیماریاں ایک سے زیادہ اخلاط سے مرکب ہوتی ہیں۔ اورام میں ان اخلاط کا مرکب ہونا مزاج کے اعتبار سے، اور بخاروں میں کبھی یہ اعتبار مزاج اور کبھی (مقدار کے) متجاوز ہونے کے اعتبار سے ہوتا ہے، مثلاً کسی شخص کے بدن کے ایک حصہ میں صفراوی بخار اور دوسرے حصہ میں بلغمی بخار ہو، اور ان دونوں کی باری ایک ہی ہو۔ اخلاط کی یہ ترکیب کبھی محض معمولی طور پر ملنے سے ہوتی ہے، اور کبھی اس طرح ملتے ہیں کہ اسے بدرجہ اولیٰ اختلاط کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے اختلاط سے جو

Marfat.com

علامات نمودار ہوں گی۔ ان میں مرکب اخلاط کی علامات مشترک ہوں گی۔ اخلاط کے آپس میں ملنے کی صورتیں بے شمار ہیں۔ جب بخار میں مندرجہ بالا ترکیب اخلاط کی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں تو ممکن ہے کہ ایسے مرکب بخار پائے جائیں جن میں مذکورہ ترکیب کی دونوں قسموں کے بجائے ایک ہی قسم ہو۔ ایسا اسی وقت ہوگا جب بدن کے دو حصوں میں دو مختلف بخار ہوں۔

ان مرکب بخاروں میں سب سے مشہور وہ ہے جس کا نام "شطر الغب" ہے، اس کی چند اقسام ہیں جو سب کی سب بلغم و صفرا سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک قسم میں بلغمی بخار کا مادہ عروق میں اور صفراوی بخار کا مادہ ہضم آخر کی جگہ (اعضاء) میں ہوتا ہے۔ دوسری قسم میں صفراوی بخار کا مادہ عروق میں اور بلغمی بخار کا مادہ ہضم آخر کی جگہ ہوتا ہے۔ تیسری قسم اس بخار کی ہے جس میں صفراوی اور بلغمی مادے ایک ہی جگہ ہوتے ہیں۔ یہ جگہ یا عروق ہوتی ہے یا ہضم آخر کا مقام

کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بھی بخار کی مختلف قسمیں ہیں، مثلاً حمیات محرقہ یا مثلاً حمی بلغمیہ جس میں حرارت و برودت ایک ساتھ اندرون جسم میں موجود ہوتی ہے۔ یہ بخار بلغم زجاجی سے پیدا ہوتا ہے، یا مثلاً وہ حمی بلغمیہ جس میں مریض کو اندرون جسم بہت تیز حرارت محسوس ہو اور چھونے سے معمولی حرارت معلوم ہو، کبھی اس طرح کے بخار میں ظاہر بدن کافی ٹھنڈا ہوتا ہے، ایسے بخار کو "زہریریہ" کہتے ہیں۔ چاروں اخلاط سے پیدا ہونے والے مشہور امراض یہی ہیں۔

ان تمام بیماریوں کے چار زمانے ہوتے ہیں، زمانہ ابتداء، زمانہ تزید، زمانہ انتہاء، اور زمانہ انحطاط۔ زمانہ ابتداء وہ ہے جس میں بالفعل مرض تو پیدا ہو جاتے لیکن طبیعت کا فعل ظاہر نہ ہوا ہو۔ زمانہ تزید وہ ہے جب خلط میں نضج شروع ہو جاتے اور طبیعت کا فعل ظاہر ہونے لگے۔ اس زمانہ کا نام زمانہ تزید اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں مرض کی شدت ہوتی ہے۔ زمانہ انتہاء وہ ہے جس میں نضج مکمل ہو جاتے، یہ وہ زمانہ ہے جس میں طبیعت اور خلط میں شدید کشمکش اور مقابلہ ہوتا ہے۔ زمانہ انحطاط وہ ہے جس میں طبیعت، خلط پر غالب آجاتی ہے۔

بعض امراض میں خلط تحلیل ہو جاتی ہے لیکن اس کا استفراغ محسوس نہیں ہوتا، یہاں تک کہ صحت ہو جاتی ہے۔ بعض بیماریوں میں قوئ جسمانیہ بتدریج تحلیل ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ موت واقع ہو جاتی ہے بعض بیماریوں میں نتیجہ خواہ صحت ہو یا موت، طبیعت جس مادہ کا استفراغ کرتی ہے، وہ محسوس ہوتا ہے، اسی کا نام بحران ہے۔ بحران کے نتیجے میں صحت حاصل ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ استفراغ کے ذریعہ مکمل صحت ہو جاتے اور دوسری

Marfat.com

صورت یہ کہ بیماری کے بعد کچھ مادہ باقی رہ جاتے جو رفتہ رفتہ تحلیل ہو کر صحت کا باعث بنے۔ اسی طرح بحران ردی کی یعنی ایسا بحران جس کے نتیجہ میں موت واقع ہو جاتی ہے، بھی دو صورتیں ہیں، ایک میں موت دفعتاً واقع ہوتی ہے، اور ایک میں بہ تدریج موت ہوتی ہے۔ بحران زیادہ تر امراض حادہ میں ہوتا ہے، یہ وہ امراض ہیں جو مختصر وقت میں ختم ہو جاتے ہیں۔ بحران نضج مادہ کے بعد ہی ہوتا ہے، خواہ یہ نضج کامل ہو، جیساکہ بحران محمود میں، یا ناقص ہو۔ اور فاعل (طبیعت) کو قابل اور منفعل (مادہ) میں اثر کرنے میں جتنا وقت صرف ہوتا ہے، اسی اعتبار سے نضج کی مدت بھی تبدیل ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ نا ممکن ہے کہ کسی بھی زمانہ میں کوئی بھی فاعل، انفعال کا باعث بنے بلکہ ہر منفعل کے لیے فاعل کی نسبت کے اعتبار سے ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ عمل جراحی میں یہ امور نمایاں طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ جن بیماریوں کا علاج جراحی کے ذریعہ ہوتا ہے، ان میں زمانہ نضج مختلف ہوتا ہے۔ اطبار نے اپنے طویل تجربات و مشاہدات کی روشنی میں نضج محمود اور نضج ردی کی مدتوں کا تعین کیا ہے۔ نضج محمود چونکہ طبیعت کے پورے عمل سے ہوتا ہے، اس لیے اس کی مدت اکثر محدود و متعین ہوتی ہے، لیکن جو نضج نامکمل یا ناقص ہوتا ہے تو اس میں کچھ عوارض لاحق ہوتے ہیں، اسی لیے بحران محمود و بحران ردی میں سلامت روی ضروری نہیں ہوتی ہیں۔ بعض اطبار کے نزدیک بحران کے مخصوص نظم و ترتیب کا سبب چاند[1] ہے، لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ چاند اگرچہ ایک سبب ہے، لیکن یہ سبب بعید ہے۔ بحران کا سبب قریب وہی ہے جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

موت، مرض کے چاروں زمانوں میں سے کسی بھی زمانہ میں واقع ہو سکتی ہے۔ زمانہ ابتداء میں موت کا سبب یہ ہے کہ اخلاط اپنی کمیت یا کیفیت یا دونوں کے ذریعہ حرارت غریزیہ پر غلبہ پاکر اچانک اسے بجھا دیتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ تزید، زمانہ انتہاء اور زمانہ انحطاط میں بھی موت ہو سکتی ہے۔ جن امراض کے زمانہ انحطاط میں موت واقع ہوتی ہے ان میں انحطاط کا مفہوم مریض کی قوت کا کمزور ہو جانا ہے، جیساکہ مآل بہ صحت امراض کے زمانہ انحطاط میں شدتِ مرض میں کمی واقع ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں مرض پر مریض کی قوت غالب آجاتی ہے۔

---

[1] ان رطوبات البدن منفعلة عن القمر، فيختلف احوالها بحسب اختلاف احوال القمر، ويشتد ظهور الاختلاف مع اشتداد ظهور الاختلاف فی حال القمر (القانون ج ۴ ص ۱۵)

Marfat.com

مادی بیماریاں اور ان کے اسباب کا [illegible] تذکرہ ختم ہوا۔ مختصر طور پر اس کو کافی سمجھا گیا۔ اب غیر مادی امراض کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں گی

غیر مادی بیماریاں

چونکہ غیر مادی بیماریاں اخلاط کے سبب سے پیدا نہیں ہوتیں، اس لیے یا تو اعضاء میں ہوتی ہیں یا ارواح میں۔ ان کے اسباب یا بیرونی ہوتے ہیں یا مادی امراض۔ ان میں سے مشہور غیر مادی بیماریاں بیان کی جاتی ہیں۔

گرم و خشک غیر مادی بیماریاں

ان میں سے کچھ بیماریاں اس روح میں پیدا ہوتی ہیں جو قلب کے ساتھ مخصوص ہے، ان کو حمّیٰ یوم کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی مدت کم ہوتی ہے۔ ایسے بخاروں کے اسباب بیرونی ہوتے ہیں، جن کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وہ چیزیں جو باہر سے جسم انسانی پر وارد ہوتی ہیں، ان میں سے کچھ بالذات سبب بنتی ہیں اور کچھ بالعرض۔ جو سبب بالذات ہو وہ یا بالقوی ہوگا یا بالفعل۔ سبب بالذات بالفعل کی مثال آگ دھوپ وغیرہ سے متاثر ہو جانا ہے۔ سبب بالذات بالقوی کی مثال ایسے پانی سے نہانا جس میں بالقوی گرم دواؤں کی آمیزش ہو، مثلاً گندھک کا پانی وغیرہ، سبب بالعرض کی مثال وہ چیزیں ہیں جن سے مسامات کثیف ہو جاتے ہیں اور اندرون جسم کی حرارت مشتعل ہو جاتی ہے، مثلاً پھٹکری کے پانی وغیرہ سے نہانا۔

(۲) وہ چیزیں جو اندرون بدن وارد ہوں، مثلاً گرم ماکولات و مشروبات۔

(۳) زیادہ جسمانی حرکت، مثلاً سخت جسمانی محنت، یا نفسانی اسباب مثلاً غصہ، غم اور بیداری۔

(۴) بیرونی اسباب سے ظاہر بدن پر بیماریاں ہونا، مثلاً ہاتھ پیروں کے زخموں کی وجہ سے بغلوں یا کنج ران میں ورم ہو جانا۔

ان ہی بیماریوں میں "تپ دق" بھی ہے، یہ بخار وہ حرارت غریبہ ہے جو بذاتہ اعضاء میں متمکن ہو کر ان کے طبیعی افعال میں مانع ہوتی ہے۔ سب سے خفیف تپ دق وہ ہے جس میں حرارت غریبہ چھوٹے چھوٹے عروق کی طبیعی رطوبات میں ٹھہر جاتے۔ اس کے بعد وہ تپ دق ہے جس

Marfat.com

میں حرارت غریبہ گوشت کی رطوبتوں میں ٹھہر جاتی ہے، اور جو رطوبات اس کی وجہ سے تحلیل ہوتی ہیں، ان کا بدل غذا کے ذریعہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد تپ دق کی شدید قسم وہ ہے جس میں حرارت غریبہ اعضاء کی رطوبات اصلیہ میں ٹھہر جاتی ہے، اور غذا سے اس کا بدل ما یتحلل ممکن نہیں ہوتا، جب کہ ہر شخص کی عمر طبیعی ان ہی رطوبات پر منحصر ہوتی ہے۔ تپ دق کی پہلی قسم کا سبب اکثر حمی یوم ہوتا ہے، جب کہ باقی دو شدید قسمیں اکثر حمیات خلطیہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

سرد و خشک غیر مادی بیماریاں

سرد و خشک غیر مادی بیماریوں میں ایک بیماری "شیخوخت" ہے۔ اس بیماری میں اعضاء پر برودت و یبوست غالب آجاتی ہے۔ انسانی زندگی کے لیے حرارت و رطوبت لازمی ہے۔ اس اعتبار سے مذکورہ بیماری بوڑھوں کو ہونا چاہیے لیکن اصطلاحاً اس کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب یہ بیماری بڑھاپے کے علاوہ کسی اور عمر میں ہو۔

گرم و تر غیر مادی اور سرد و تر غیر مادی بیماریاں ممکن نہیں ہیں، البتہ صرف خشک، صرف سرد، صرف تر اور صرف گرم غیر مادی بیماریوں کے وجود کا تصور ممکن ہے۔ عنقریب یہ تمام قسمیں افعال و انفعالات میں مضر چیزوں کے ذیل میں بیان کی جائیں گی۔

امراض اعضاء بسیطہ کی اقسام و اسباب کے بعد اب ہم امراض اعضاء مرکبہ بیان کریں گے۔

اعضاء مرکبہ کی بیماریاں

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اعضاء مرکبہ کی حالت صحت، کمیت کی کیفیت، کمیت، مقام، ایک عضو کے دوسرے عضو کے ساتھ اتصال و انفصال کی حالت اور اس کی کیفیت کے اعتبار سے ہوتی ہے، لہٰذا اعضاء مرکبہ کے امراض بھی اسی اعتبار سے ہوں گے۔ چنانچہ اتصال طبیعی کے مقابل جو مرض "تفرق اتصال" کے نام سے موسوم ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) تفرق اتصال حقیقی : یہ وہ تفرق اتصال ہے جو اعضاء متشابہۃ الاجزاء میں ہوتا ہے اور یہ ان ہی اعضاء کے ساتھ مخصوص بھی ہے، کیوں کہ ان کی ہی وجہ سے اعضاء مرکبہ میں تفرق اتصال واقع ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۲) تفرق اتصال بالربط: یہ امراض اعضاء مرکبہ کی ایک قسم ہے جو اعضاء کے اتصال وانفصال اور ان کی کیفیت سے متعلق ہے۔ چنانچہ اطباء کا تفرق اتصال کو اعضاء مفردہ و مرکبہ میں مشترک مرض قرار دینا درست نہیں ہے، بلکہ ان دونوں کے مفہوم اعضاء مفردہ و مرکبہ کے اعتبار سے الگ الگ ہیں، چونکہ اعضاء آلیہ کی حالت صحت، شکل، منافذ و تجاویف اور ملاست وخشونت (چکنا پن اور کھردرا پن) کے اعتبار سے ہوتی ہے، لہٰذا تفرق اتصال بھی ان تین قسموں میں ہی ہوگا۔ اعضاء مرکبہ میں بہ اعتبار کمیت تفرق انفصال کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔

(ا) امراض مقدار: اس کا مطلب کمی یا زیادتی ہے جو اولاً جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اعضاء مفردہ میں ہوتی ہے، لیکن اطباء اس کو مرکبہ میں شمار کرتے ہیں۔

(ب) امراض عدد: اس کی دو قسمیں ہیں، تعداد کی زیادتی اور تعداد کی کمی۔ یہ زیادتی اور کمی کبھی طبیعی طور پر ہوتی ہے، مثلاً کسی شخص کے ہاتھ میں پانچ سے زیادہ یا پانچ سے کم انگلیاں ہونا، اور کبھی غیر طبیعی زیادتی ہوتی ہے، جیسے پیٹ میں کیچوے یا کدو دانے ہو جانا۔

امراض وضع | امراض وضع کی مثال خلع (جوڑ اکھڑنا) اور اس کے علاوہ وہ چیزیں ہیں جن سے عضو کی وضع خراب ہو جاتی ہے۔

امراض مشارکت | یہ اعضاء کے اتصال وانفصال اور اس کی کیفیت سے متعلق ہیں۔ امراض آلیہ کی یہ تمام قسمیں بیان ہوئیں، اب ان کے اسباب بیان کیے جائیں گے۔

اسباب امراضِ تفرقِ اتصال

امراض شکل کے دو اسباب ہیں (۱) طبیعی (۲) بیرونی۔ طبیعی سبب یہ ہے کہ مادہ، قوتِ مصورہ کے فعل کے لیے نامناسب ہو، یا وہ آلہ ناموافق ہو جس کے ذریعہ قوت مصورہ اپنا فعل انجام دیتی ہے۔ بیرونی سبب کی مثال یہ ہے کہ ولادت یا پرورش کے زمانہ میں غلطیاں واقع ہو جاتیں، یا کبھی غلط علاج وتدابیر سے عضو کی شکل بدل جاتی ہے، مثلاً اعضاء پر پٹیاں وغیرہ اس طرح باندھی جائیں کہ وہ ٹیڑھے ہو جائیں۔

راستوں اور نالیوں کے تنگ اور بند ہو جانے کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) برودت ویبوست کا غلبہ مزاج پر۔

(۲) دوسرے اعضاء کا دباؤ۔

Marfat.com

(۳) سدہ۔ سدہ کے چند وجوہ ہیں۔

(۱) ورم

(ب) گاڑھا خلط جو کبھی سخت اور پتھریلا ہو جاتا ہے، جیسے سنگ گردہ و مثانہ، یا پتھریلا نہیں ہوتا۔

(ج) بستہ خون

(د) راستہ میں کوئی رکاوٹ، مثلاً مسّے وغیرہ ہو جانا

(س) قوت ماسکہ کی زیادتی یا قوت دافعہ کی کمزوری سے راستے کا بند ہو جانا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سارے اسباب یکجا ہو جائیں۔

راستوں اور نالیوں۔ کے کشادہ ہونے کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) حرارت ورطوبت۔

(۲) چبھن پیدا کرنے والا خلط۔

(۳) مفتح دوائیں۔

(۴) قوت ماسکہ کا ضعیف ہونا۔

ملاست (چکناپن) کے اسباب لیسدار اور تر چیزیں ہیں، مثلاً غلیظ اخلاط وغیرہ۔ اور خشونت (کھردراپن) کا سبب گرم اور اکال چیزیں (گوشت یا جلد کو کھا جانے والی دوائیں) یا کوئی خلط یا کوئی بیرونی سبب ہوتا ہے۔

امراض عدد ان میں اگر عدد کی زیادتی طبیعی طور پر ہے تو اس کا سبب مادہ کے فضلات ہیں، اور اگر یہ زیادتی غیر طبیعی طور پر ہے مثلاً کدو دانے اور دیگر قسم کے کرم شکم تو اس کا سبب کیفیت یا کمیت میں خلط کا غیر طبیعی ہو جانا ہے۔ امراض عدد میں عدد کی کمی کا سبب یا تو عفونت ہے، مثلاً بالوں اور متعفن اعضاء کا گر جانا، خصوصاً جب عفونت خلط اکال سے پیدا ہوتی ہو، یا اس کا سبب بیرونی ہوتا ہے (مثلاً کسی عضو کا کٹ کر الگ ہو جانا)۔

امراض مقدار ان میں اگر کوئی عضو طبیعی طور پر اپنی جسامت سے بڑھا ہوا ہے تو اس کا سبب مادہ کی زیادتی اور اس پر قوت مصورہ کا غلبہ ہے، لیکن اگر غیر طبیعی طور پر عضو بڑھ گیا ہے تو اس کا سبب کسی خلط کی زیادتی اور عضو کی طرف اس کی ریزش ہے۔ اگر

Marfat.com

کوئی عضو طبیعی طور پر چھوٹا ہے تو اس کا سبب مادہ کی کمی ہے، اور اگر غیر طبیعی طور پر چھوٹا پن ہے تو اس کا سبب قوت غاذیہ کا ضعف ہے، مثلاً سل کے مریض۔

امراض وضع کسی عضو کی وضع مختلف ہونے کے دو اسباب ہیں، ایک سبب حرکت کی زیادتی ہے، مثلاً کودنے اور اچھلنے کے باعث پیدا ہونے والی خرابی، مختصر یہ کہ یا تو کوئی بیرونی سبب ہو، مثلاً پردہ صفاق سے خصیتین تک جانے والا راستہ کسی وجہ سے پھٹ جاتے، اور اس کی وجہ سے امعاء اور ثرب نیچے چلے جائیں، یا خود پردۂ شکم پھٹ جانے کے سبب سے آنتیں اور ثرب باہر آجائیں۔ کبھی کبھی یہ پردۂ شکم اتنا پھٹ جاتا ہے کہ جگر کے زائدوں میں سے کوئی زائدہ باہر آجاتا ہے، یا مثلاً کولھے کے جوڑ میں عظم الفخذ کے زائدہ کا حق الورک سے باہر نکل آنا۔ دوسرا سبب اندرونی ہے، مثلاً رطوبات کی زیادتی، جس کی وجہ سے عضو ڈھیلا ہو کر اپنی جگہ سے ہٹ جاتے، مثلاً خصیتین تک جانے والے راستے میں لیسدار رطوبت کا پیدا ہو جانا (جس کی وجہ سے آنت اتر آتی ہے)۔

اتصال وانفصال میں مشارکتِ عضو کی خرابی کے اسباب اتصال میں پیدائشی خرابی کے دو اسباب ہیں قوتِ مصورہ کی کمزوری اور مادہ کی خرابی، پیدائشی ہوتی ہے یا پھر اس کا سبب وہ پھوڑا ہے جو دو اعضاء کے گوشت کے درمیان اندمال کے وقت مادی خرابی کی وجہ سے، یا دونوں اعضاء پر گوشت پیدا ہو جانے کے دوران اتصال زیادہ ہو جانے پر ہوتا ہے

اعضاء مرکبہ کے تفرق اتصال کے اسباب بعینہ وہی ہیں جو اعضاء بسیط کے تفرق اتصال کے ہیں۔ یہ اسباب کچھ بیرونی ہیں جیسے کاٹنے پھاڑنے اور کچلنے والی چیزیں۔ اور کچھ اندرونی ہوتے ہیں، مثلاً اکال اخلاط یا ایسے اخلاط جو کھنچاؤ پیدا کر کے عضو کو پھاڑنے کا سبب بن جائیں، یا اخلاط کا وزن یا ان سے پیدا ہونے والے ریاح اس کا سبب ہوتے ہیں۔

امراض بسیطہ کی مذکورہ اقسام سے امراض مرکبہ کی واقفیت بھی ہو جاتی ہے۔ اب افعال وانفعالات غذا کے عوارض اور وہ امراض جن کی وجہ سے امراض پیدا ہوتے ہیں، ان کا تذکرہ کیا جاتے گا۔ اس طرح ہر ہر عضو کے امراض کا مکمل علم حاصل ہو سکے گا۔

اعراض

چونکہ اعراض بھی اعضاء کے افعال وانفعالات میں ضرر پہنچاتے ہیں، یا مضرات کے متعلقات

Marfat.com

میں سے ہیں، اس لیے امراض، طبیعی افعال و انفعالات کی ضد ہیں۔ کتاب الصحت میں بیان کیا جا چکا ہے کہ بعض افعال قوت غاذیہ کی طرف، بعض قوت حساسہ کی طرف، بعض حرکت کی طرف اور بعض قوتِ تخیل، قوت فکر اور قوت ذکر کی طرف منسوب ہیں۔

مناسب ہے کہ پہلے ان امراض کا تذکرہ کر دیا جاتے جو قوئ غاذیہ کے افعال سے متعلق ہیں۔ کیوں کہ قوت غاذیہ کے افعال ہر ذی روح کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ اس قوت کے افعال کی انجام دہی جیسا کہ کتاب الصحت میں گذر چکا ہے، منہ، مری (غذا کی نالی) معدہ، جگر، گردے، مثانہ، پتہ اور طحال کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ان اعضاء کے فعل و انفعال میں جو ضرر لاحق ہوتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو عضو کا فعل و انفعال معدوم ہو جاتے، یہاں تک کہ عضو معطل ہو جائے، یا عضو کا فعل و انفعال طبیعی حالت سے کم ہو، یا اس کے افعال و انفعالات خراب ہو جائیں۔ اب اعضاء غذا بہ اعتبار ترتیب افعال بیان کیے جائیں گے۔

مُنہ منہ کے دانے، اورام، دانتوں کی سڑن اور وہ تمام بیماریاں جو سوءِ مزاج مادی سے پیدا ہوتی ہیں، منہ کے فعل میں کمی یا تعطل پیدا کر دیتی ہیں۔

مری مری کا فعل اس ورم کی وجہ سے معطل ہو جاتا ہے، جسے خناق کہتے ہیں۔ یہ ورم مری کے عضلہ یا اس کا فعل فقرات عنقی (گردن کے مہرے) کے اندرونی جانب چلے جانے سے معطل ہو جاتا ہے۔ یہ مہرے یا تو خلط مخاطی کے سبب سے اپنی جگہ سے ہٹتے ہیں یا کوئی بیرونی سبب (چوٹ وغیرہ) ہوتا ہے۔ خناق کی یہ قسم اکثر بچوں کو ہوتی ہے، کیوں کہ ان کے مزاج میں رطوبت ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ مری میں سوءِ مزاج مادی کی تمام اقسام کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور کبھی سوءِ مزاج غیر مادی کے امراض بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ جالینوس نے ایک نوجوان کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اسے اطباء نے پانی پینے سے منع کر دیا تھا، لیکن اس نے یکبارگی ٹھنڈا پانی پی لیا جس کی وجہ سے مری کی قوت جاذبہ اور دافعہ میں خلل واقع ہو گیا۔ وہ کوئی چیز نگل نہیں سکتا تھا۔

معدہ معدہ میں چونکہ پانچ قوتیں یعنی ہاضمہ، جاذبہ، ماسکہ، دافعہ اور ممیزہ پائی جاتی ہیں، لازماً معدہ کے امراض ان قوی کی ضد ہوں گے۔ اب ان کے افعال کے امراض الگ الگ بیان کیے جائیں گے۔

(۱) معدہ کے فعل ہضم میں کمی واقع ہو جانے سے غذا میں کچا پن پیدا ہو جاتا ہے، چونکہ

Marfat.com

کھٹے پن کا سبب برودت ہے اس لیے یہ مرض معدہ کے سوء مزاج بارد مادی یا غیر مادی سے پیدا ہوتا ہے۔ سوء مزاج بارد غیر مادی کا سبب یا بیرونی ہوگا یا اندرونی، بیرونی اسباب میں بالفعل بارد چیزیں، بالقوہ بارد غذائیں، کثیر مقدار میں یا بار بار غذا کا استعمال ہوتا ہے۔ اندرونی اسباب اخلاط باردہ ہیں، اس کی دو صورتیں ہیں، یا تو یہ اخلاط معدہ میں ہی پیدا ہو جاتیں یا دوسرے اعضاء سے معدہ پر ریزش کریں۔ خلط بلغمی معدہ کی طرف دماغ ہی سے گرتا ہے، اسی طرح طحال سے خلط سوداوی معدہ کی طرف گرتا ہے، لیکن طحال سے گرنے والا خلط سوداوی اگر اپنی کیفیت وکمیت میں متوازن ہے تو فعل ہضم طبیعی طور پر ہوتا ہے، لیکن اگر یہ کیفیت یا کمیت میں غیر معتدل ہے تو مذکورہ مرض کا باعث ہے گا یہی اسباب اگر حد سے بڑھ جائیں تو معدہ کا فعل ہضم معطل ہو جاتا ہے، مثلاً وہ ہیضہ جس میں غذا جوں کی توں معدہ سے نکلتی ہے۔ اگر یہ اخلاط ایک عرصہ تک معدہ میں رکے رہیں تو معدہ کے جرم میں سوء مزاج بارد پیدا ہو جاتا ہے جو آسانی سے صحت یاب نہیں ہوتا، اور اگر یہ سوء مزاج بارد ایک عرصہ تک رہے تو مرض شیخوخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ کبھی معدہ کے سرد اورام بھی اس مرض کے لاحق ہونے کا سبب بنتے ہیں، خصوصاً اگر یہ اورام خشک اور سخت ہوں۔ معدہ میں پیدا ہونے والے یہ اخلاط کبھی تو جرم معدہ میں جذب ہوتے ہیں، اور کبھی جوف معدہ میں جمع ہوتے ہیں۔ فعل ہضم کی کمی کی وجہ سے قراقر اور ریاح پیدا ہو جاتے ہیں، اس میں قوت ماسکہ کی کمزوری کو بھی دخل ہے۔ معدہ جب غذا پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے تو غذا میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے، لیکن اگر معدہ کا اثر کم ہے تو غذا معدہ کے بالائی حصہ میں تیرنے لگتی ہے اور وہاں ٹھنڈی ہو جاتی ہے، اور معدہ میں ریاح پیدا ہو جاتے ہیں، کیوں کہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے معدہ کا بالائی حصہ عصبی ہے۔ ریاح کی پیدائش کا سبب معمولی حرارت ہوتی ہے، کیوں کہ تیز حرارت سے ریاح تحلیل ہو جاتے ہیں، اسی طرح قوی برودت سے بھی ریاح پیدا نہیں ہوتے، کیوں کہ قوی برودت کبھی تبخیر کا باعث نہیں بنتی۔

(۲) فعل ہضم کی خرابی کی وجہ سے معدہ میں موجود غذا کا استحالہ خراب کیفیت کی طرف ہوتا ہے، یعنی یا تو دخانیت پیدا ہو جاتی ہے یا بدبو وغیرہ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یہ حالت حرارت غریبہ کی وجہ سے ہوتی ہے، لیکن چونکہ یہ غیر طبیعی حرارت ہے اس لیے اس حرارت سے زیادہ ہے جو غذا میں دخانیت پیدا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے پیدا ہونے والے کیلوس میں سڑاند اور ذائقہ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً بدبودار ڈکار اور منہ میں مولی کی ڈکاروں جیسی

Marfat.com

ہو، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ معدہ میں مولی کا استحالہ خراب شکل میں ہوتا ہے۔ چونکہ معدہ میں غذا کی یہ کیفیت حرارت غریبہ کی وجہ سے ہوتی ہے اس لیے اس کے اسباب سوء مزاج حار مادی یا سوء مزاج حار غیر مادی ہوتے ہیں۔ سوء مزاج حار غیر مادی بیرونی اسباب اور گرم غذاؤں سے، اور مادی ان اخلاط صفراویہ سے پیدا ہوتا ہے جو دوسرے اعضا خصوصاً جگر اور مرارہ سے معدہ کی طرف گرتے ہیں۔ مرارہ سے اخلاط صفراوی کا گرنا ان لوگوں میں ممکن ہے جن کا پتہ، معدہ سے متصل ہو، چنانچہ بعض لوگوں میں پتہ ایک نالی کے ذریعہ طحال کی مانند معدہ سے ملا ہوا ہوتا ہے، یا پھر یہ اخلاط خود معدہ میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن ان کو صفرا کہنا محض اشتراک اسمی ہے (درحقیقت یہ صفرا نہیں ہے) اس طرح کا خلط یا تو قعر معدہ میں جمع رہتا ہے، یا جرم معدہ میں جذب ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اورام معدہ کی بنا پر بھی فعل ہضم خراب ہو سکتا ہے۔ قوتِ ہضم سے متعلق امراض کا بیان ختم ہوا۔

(۳) معدہ کی قوت ممیزہ کا فعل باطل یا ناقص ہو جانے سے لازمی طور پر تمام افعال معدہ میں سستی یا کمی آجاتی ہے۔ اس کے دو سبب ہیں، سوء مزاج حار یابس جو معدہ کے جوہر اصلی میں جاگزیں ہو جاتا ہے، یا سوء مزاج بارد یابس۔ سوء مزاج حار یابس اگر طول پکڑ لے تو مریض تپ دق میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور سوء مزاج بارد یابس اگر طویل مدت تک رہے تو مرض شیخوخت پیدا ہو جاتا ہے، کیوں کہ قوت ممیزہ کے باطل یا کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ معدہ کی قوت غاذیہ کمزور یا باطل ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ معدہ، کیلوس سے کچھ غذا حاصل کرتا ہے، ورنہ غذا کو نہیں گھیرتا۔

(۴) قوت ماسکہ کے فعل میں کمی واقع ہونے کے ساتھ ساتھ معدہ میں نفخ و قراقر ہوتا ہے، اور کبھی غیر منہضم غذا خارج ہو جاتی ہے، جس کا سبب سوء مزاج بارد رطب مادی یا غیر مادی یا صرف سوء مزاج بارد مادی یا غیر مادی ہوتا ہے۔ قوت ماسکہ کا فعل پوری طرح معطل ہو جانے سے "زلق الامعاء" پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر قوت ماسکہ کے فعل میں خرابی واقع ہو جاتے تو معدہ میں ایک طرح کا رعشہ پیدا ہو جاتا ہے، کیوں کہ معدہ میں قوت ماسکہ اور ثقل غذا کے درمیان کشمکش ہوتی ہے۔ یہ تکلیف کسی شخص میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ وہ خوب سیر ہو کر کھاتے، اور معدہ غذا سے پُر ہو۔ یہ تکلیف معدہ میں سوء مزاج مادی یا غیر مادی کی کسی بھی قسم سے پیدا ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

(۵) قوت دافعہ کے فعل میں کمی واقع ہو جانے سے معدہ میں غذا دیر تک رُکی رہتی ہے۔ اگر یہ فعل معطل ہو جاتے تو قولنج ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب معدہ کا سوء مزاج بارد مادی یا غیر مادی ہوتا ہے۔ بسا اوقات آنتوں میں سدہ پیدا ہونے کی وجہ سے قوت دافعہ کا فعل اسی طرح معطل ہو جاتا ہے جیساکہ مرض قولنج میں، لیکن یہ تعطل سدہ باقی رہنے تک رہتا ہے۔ قوت دافعہ اگر حد سے بڑھ جاتے تو زلق الامعاء کی ایک قسم پیدا ہو جاتی ہے جو قوت ماسکہ کے تعطل سے پیدا ہونے والی قسم سے مختلف ہوتی ہے۔ اس کا سبب وہ چیزیں ہوتی ہیں جو قوت دافعہ کو غذا کے دفع کرنے کے لیے ابھارتی ہیں، مثلاً سوزش پیدا کرنے والے اخلاط یعنی صفرا، بلغم مالح بورقی اور سوداء حامض، یا معدہ کی سطح کے زخم، یا خراب غذائیں جن کا استحالہ مذکورہ اخلاط کی طرف ہو جاتے، جیساکہ شدید ہیضہ میں ہوتا ہے۔

کبھی اس قسم کے تمام اسباب رفع ہونے کے بعد بھی کسی معمولی سبب سے قوت دافعہ کی حرکت میں خرابی باقی رہ جاتی ہے، یہاں تک کہ یہی کیفیت مستقل ہو جاتی ہے، اسی لیے اس قسم کے امراض کے علاج میں اطباء مخدر دوائیں شامل کرتے ہیں جس کی تفصیل کتاب شفاء الامراض میں بیان کی جاتے گی۔ اکثر اس کا سبب سطح معدہ کے زخم ہوتے ہیں۔ مرض فواق (ہچکیاں) بھی قوت دافعہ کی طرف منسوب ہے، جس کا سبب کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو اپنی کیفیت سے تکلیف پہنچاتی ہے، خواہ یہ کیفیت گرم ہو یا سرد۔ فواق کی ایک قسم سوء مزاج حار یا یبس کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے جو جرم معدہ میں ٹھہر جاتا ہے، یہاں تک معدہ میں تشنج پیدا کر دیتا ہے۔ اس فواق کا علاج تقریباً ناممکن ہے۔ کبھی یہ تشنج معدہ کے عصبی جرم میں رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے، اسے اسباب تشنج کے ضمن میں بتایا جاتے گا۔ اسی طرح قے بھی قوت دافعہ کا فعل ہے، لیکن یہ اس کا طبیعی فعل نہیں ہے، جب کہ نیچے کی طرف دفع کرنے کا فعل طبیعی ہے۔ قے کا سبب رطوبت بلغمی یا رطوبت صفراوی جیسی کسی چیز کا فم معدہ پر آجانا ہے۔ جب اس طرح کے اخلاط فم معدہ پر آتے ہیں تو قے کی تحریک ہوتی ہے۔ اگر یہ اخلاط نیچے کی طرف جائیں تو اسہال معدی ہو جاتا ہے۔ کبھی یہ اخلاط جگر یا دوسرے تمام اعضاء سے معدہ پر گرتے ہیں، جیساکہ ان لوگوں میں دیکھا گیا ہے جن کو قے زیادہ آتی ہے، ایسے مریضوں کو ان اخلاط سے سخت تکلیف پہنچتی ہے، خصوصاً اخلاط صفراوی سے، نیز اخلاط سوداوی سے بھی تکلیف ہوتی ہے، اور یہ صورت زیادہ خراب ہے۔

Marfat.com

(۶) قوت جاذبہ میں خلل ہونے کے اسباب بعینہ وہی ہیں جو مری میں خلل واقع ہونے کے اسباب ہیں۔ بھوک ختم ہوجانے یا بڑھ جانے کے اسباب، قویٰ حسیہ کے امراض کے ذیل میں بیان ہوں گے۔

آنتیں آنتوں میں چونکہ سب سے نمایاں فعل قوت دافعہ کا ہے، اور اس کے بعد قوت ماسکہ کا، لہٰذا آنتوں میں پیدا ہونے والے امراض ان دونوں قوتوں میں خلل پیدا ہونے کے اعتبار سے ہوں گے۔ آنتوں کی قوت دافعہ کبھی کم ہوجاتی ہے، کبھی بالکل معطل ہوجاتی ہے، جس سے قولنج ہوجاتا ہے۔ اس قوت میں خلل کا سبب سوء مزاج بارد یا حار مادی یا غیر مادی ہوتا ہے۔ جہاں تک سوء مزاج بارد کا سوال ہے، تو یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ برودت کی وجہ سے قوت دافعہ سُن ہوجاتی ہے، اور سوء مزاج حار کی وجہ سے اس قسم کا تعطل پیدا ہونا بھی تعجب کی بات نہیں ہے، کیوں کہ اعضاء اپنے افعال ایک مخصوص درجہ کی حرارت سے انجام دیتے ہیں، اگر یہ حرارت بہت زیادہ غیر معتدل ہوجاتے تو افعال میں تعطل پیدا ہوجاتے گا، اور اگر حرارت غیر معتدل ہوکر کچھ برودت کی طرف مائل ہوجاتے تو افعال میں نقص آجاتے گا، اور اگر کچھ حرارت کی طرف بڑھ جاتے تو اس سے فعل خراب ہوجاتے گا، مثلاً گرم معدہ میں دخانیت کا پیدا ہوجانا۔ آنتوں کی قوت دافعہ کا فعل معطل ہوجانے کی ایک وجہ "سدہ" ہے۔ سدہ غلیظ فضلہ، غلیظ خلط یا ریاح یا ورم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر سدہ کا سبب ورم ہے تو اس سے قوت دافعہ کے فعل میں ضرر واقع ہونے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس سے آنتوں میں سوء مزاج مادی پیدا ہوجاتا ہے، اور دوسرے یہ کہ اس سے راستہ بند ہوجاتا ہے۔

ریاح سے بھی آنتوں میں دو طرح سے رکاوٹ ہوتی ہے، یا تو ریاح فضلہ کے سامنے آجاتے ہیں جیسے زمین دوز نالیوں میں پانی کا راستہ ہوا روک دیتی ہے، یا ریاح کی وجہ سے آنتیں آپس میں الجھ جاتی ہیں اور راستہ بند ہوجاتا ہے۔ کبھی آنتوں میں رکاوٹ کا سبب کینچوے بھی ہوتے ہیں۔ قوت دافعہ میں خلل ہونے کی اس قسم یعنی سدہ کی وجہ سے کبھی اس کا فعل مخالف جانب ہوجاتا ہے، اور براز آنتوں سے معدہ کی طرف واقع ہونے لگتا ہے، اور معدہ بذریعۂ قے اسے خارج کردیتا ہے۔

کبھی قوت دافعہ کے کمزور ہونے کا سبب مرارہ اور آنتوں کے درمیانی نالی میں کسی رکاوٹ کا پیدا ہوجانا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مرارہ سے آنتوں کی طرف وہ صفرا نہیں پہنچتا جو آنتوں کو فضلہ

Marfat.com

کے دفع کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

قوت دافعہ کے فعل میں خرابی کے سبب سے اسہال کی شکایت ہو جاتی ہے، کیوں کہ آنتوں میں براز اتنی دیر تک نہیں ٹھہر پاتا جتنی دیر تک اسے ٹھہرنا چاہیے۔ قوت دافعہ کے زیادہ ہونے کا سبب آنتوں پر چبھن پیدا کرنے والے اخلاط کی ریزش ہے۔ یہ اخلاط دیگر عروق، معدہ، مراز، مختصر یہ کہ تمام اعضاء سے گرتے ہیں۔ جب آنتوں میں ایسے اخلاط کی چبھن اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ان میں خراش آجاتی ہے تو اس سے "سحج امعاء" ہو جاتا ہے۔ کبھی قوت دافعہ میں خلل کا باعث غیر معتدل غذا یا معدہ کا غیر منہضم غذا کو آنتوں کی طرف دفع کرنا، یا غذا کی مقدار زیادہ ہونا، یا جگر اور آنتوں کے درمیانی راستوں کا بند ہو جانا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے غذا جگر تک نفوذ نہیں کرپاتی، اور قوت دافعہ کے لیے بوجھ بن جاتی ہے، چنانچہ قوت دافعہ (بذریعۂ اسہال) اسے دفع کر دیتی ہے۔ جگر کی طرف غذا کے نفوذ نہ کرنے کا سبب خود غذا کی غلظت ہوتا ہے، غذا کی غلظت یا تو غذا کے مزاج سے ہوتی ہے، یا اس میں معدہ کے فعل کی کمی، یا دونوں وجہ سے ہوتی ہے۔ جگر میں غذا نہ پہنچنے کا سبب جگر کی قوت جاذبہ کا معطل ہو جانا ہے، جیساکہ امراض جگر میں ہوتا ہے۔ آنتوں کی قوت ماسکہ کے کمزور ہونے سے مرض خلفہ کی ایک قسم پیدا ہو جاتی ہے، جس کا سبب لازماً سوء مزاج مادی یا غیر مادی ہوتا ہے، اور جب قوت ماسکہ خلل ہو جاتی ہے تو زلق الامعاء کی ایک قسم پیدا ہو جاتی ہے۔

آنت کا آخری سرا جس کو مقعد کہتے ہیں اس کے فعل میں مسّوں کی وجہ سے خلل واقع ہوتا ہے، یا خشک براز کی وجہ سے مقعد میں خراش پڑ جانے یا عروق مقعد کے کھل جانے سے ہوتا ہے۔ بعض مسّوں سے خون جاری ہو جاتا ہے، کبھی بطور تنقیہ بھی خون جاری ہو جاتا ہے جو بہتر ہے، چنانچہ ارسطو کہتا ہے کہ خراب خون ناک اور مقعد سے خارج ہوتا ہے۔

جگر جگر میں بھی پانچ قوتیں پائی جاتی ہیں، اس لیے اس کے اعراض بھی ان قوتوں کے اعتبار سے ہوں گے۔

جگر کی قوت ہاضمہ کے فعل کی کمی کی وجہ سے بلغمی خون پیدا ہونے لگتا ہے، جس سے تمام ہی اعضاء غذا حاصل کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اعضاء کا مزاج بھی بلغمی ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے استسقاء لحمی کی شکایت ہو جاتی ہے، جس کا سبب جگر پر سوء مزاج بارد مادی

Marfat.com

یا غیر مادی کا غلبہ ہے۔ سوء مزاج کا سبب غذائیں یا تدابیر یا بیرونی اسباب ہیں، مختصراً وہ تمام چیزیں سبب ہو سکتی ہیں جو ہم سوء مزاج بارد کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ کبھی کبھی جگر کے مشارک و معاون اعضاء بھی جگر کے فعل میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں، مثلاً اگر معدہ کیلوس کی پختگی سے قاصر ہے اور ناپختہ کیلوس جگر کی طرف بھیجتا ہے تو جگر کا مزاج سرد ہو جاتے گا۔ طحال کی کمزوری سے بھی یہی صورت پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ طحال سرد و خشک چیز (سوداء) سے خون کو صاف نہیں کرے گی تو جگر کا مزاج سرد ہو جاتے گا۔ چھوٹی آنتوں میں سوء مزاج پیدا ہونے کی وجہ سے بھی جگر کے فعل میں ضرر واقع ہوتا ہے۔ جگر میں عارض ہونے والا سوء مزاج مادی کبھی ورم کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی ورم کے بغیر۔ لیکن اورام اسی وقت سبب بنتے ہیں جب کہ وہ سخت ہوں۔ اور کبھی جگر میں سوء مزاج کا سبب کوئی مرکب مرض مثلاً جگر میں پیدا ہونے والا سدہ ہوتا ہے، کیوں کہ سدہ حرارت غریزی کو ماند کر دیتا ہے، خصوصاً جب سدہ پیدا کرنے والا اخلاط بارد ہو۔ جگر کی قوت ہاضمہ کا فعل خراب ہونے کی وجہ سے حسب ذیل بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(۱) استسقاء طبلی

(۲) مرہ صفرا سے پیدا ہونے والے امراض

تمام اعضاء اپنے طبعی افعال ایسی حرارت کے ذریعہ انجام دیتے ہیں جس میں برودت ایک خاص مقدار میں ہو۔ علم طبعی میں یہ بات واضح ہے کہ برودت اس حرارت کو معتدل کرنے کا ذریعہ ہے جو اولاً اور بالذات فاعل ہوتی ہے، لہٰذا ہر عضو ایک خاص اور مناسب حرارت کے ذریعہ اپنا فعل انجام دیتا ہے۔ جب کسی عضو میں برودت بڑھ جاتی ہے تو یبوست بھی زیادہ ہو جاتی ہے، لیکن حرارت اپنی صورت طبعیہ سے خارج نہیں ہوتی، البتہ عضو کا فعل مزور ناقص ہو جاتا ہے، مثلاً غذا کا سرد معدہ میں ترش ہو جانا، یا سرد جگر میں بلغمی خون پیدا ہونا۔ جب حرارت فاعلہ اپنی طبعی صورت سے خارج ہوتے بغیر کچھ زیادہ ہو جاتی ہے تو عضو کا فعل بڑھ جاتا ہے، مثلاً وہ معدہ جو غذاؤں میں دخانیت پیدا کرتا ہے، اور وہ جگر جو زیادہ مقدار میں صفرا پیدا کرتا ہے۔ اگر حرارت یا برودت بہت زیادہ ہو جاتے یہاں تک کہ عضو میں حرارت غریزی کی طبعی صورت باقی نہ رہے تو عضو کا فعل اپنے طبعی فعل کا مخالف ہو جاتے گا، مثلاً وہ معدہ جو غذا پر اثر انداز نہ ہو۔ اس طرح کی بیماریاں سوء مزاج حار اور سوء مزاج بارد دونوں سبب سے ہوتی ہیں۔ یعنی یہ دونوں اس کے لیے سبب مقدم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تمام اعضا کے بارے میں یہ ایک عام اصول بیان کیا گیا ہے، چنانچہ جگر میں جب کچھ سوء مزاج حار ہو جاتا ہے تو اس سے صفرا زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ سوء مزاج زیادہ ہو جائے، یہاں تک کہ اس سے جگر کی صورت جوہریہ بدل جائے تو اس وقت اس حرارت کی وجہ سے جگر کے افعال، طبعی افعال سے مختلف ہوں گے۔ چنانچہ جگر کے اکثر افعال، حرارت کبدی کے بجائے اس مطلق حرارت سے انجام پائیں گے۔ ایسی صورت میں اس حرارت بسیطہ پر رطوبت مائیہ کا اثر ہوگا تو اس سے بخارات پیدا ہو کر ریاح بن جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جگر میں جب اس قسم کی حرارت پیدا ہو جاتی ہے تو مرض استسقاء طبلی ہو جاتا ہے۔ حرارت طبیعی کے زائل ہونے کا سبب مرض حار ہو تو استسقاء طبلی کو اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا، اور اگر مرض بارد اس کا سبب ہے تو اس کی طرف منسوب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اطباء طبلی کے اسباب صحیح طور پر بیان نہیں کر پاتے، کیوں کہ یہ حرارت سے بھی ہوتا ہے اور برودت سے بھی، نیز اسی سبب سے استسقاء کی اس قسم کا علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔

جگر میں سوء مزاج پیدا ہونے کے عموماً وہی اسباب ہیں جو امراض حادہ مادی اور غیر مادی کے ہیں، علاوہ ازیں جو سبب جگر سے مخصوص ہے، وہ مرارہ کے فعل کا معطل ہو جانا ہے، جس کا سبب یا تو جگر اور پتہ کے درمیانی نالی میں سدہ پیدا ہونا ہے، یا مرارہ کی قوت جاذبہ کی کمزوری، یا پتہ اور آنت کے درمیانی نالی کا سدہ، یا پتہ کی قوت دافعہ کی کمزوری ہے۔ پتہ اور آنتوں کے درمیانی راستہ میں سدہ ہو جانے سے وہی عارضہ ہوتا ہے جو آنتوں کے سدہ سے ہوتا ہے، یعنی غذا کی خواہش نہیں رہتی، چونکہ ہر عضو میں قوت غاذیہ کے لیے قوت جاذبہ موجود ہوتی ہے، اور قوت غاذیہ کا فعل چار قوتوں میں منحصر ہے، اس لیے ان میں سے اگر کوئی قوت بھی معطل ہو جائے تو دوسری قوتیں بھی معطل ہو جاتی ہیں۔ جگر اور مرارہ کو اسی لحاظ سے دیکھنا چاہیے۔ یرقان دو سبب سے ہوتا ہے، یا تو مرارہ کا فعل معطل یا کم ہو جائے جس کی وجہ سے صفرا خون میں پھیل جائے گا، اور قوت دافعہ فضلات کے دفعیہ کے طور پر سطح بدن کی طرف صفرا کو نکالے گی۔ یہ قسم خطرناک نہیں ہے۔ دوسرا سبب جگر اور دوسرے اعضاء کا سوء مزاج اور حرارت کا زیادہ ہو جانا ہے، جیسا کہ جگر کے ورم صفراوی میں، یا گرم زہروں کے استعمال میں ہوتا ہے۔ ان اسباب سے صفرا زیادہ پیدا ہو کر ظاہر بدن پر نمایاں ہو جاتا ہے جو اس کی کثرت کا باعث ہے تنقیہ اور اصلاح کے طور پر نہیں ہے، اسی لیے یرقان کی

Marfat.com

اس قسم کو خطرناک کہا گیا ہے۔ جگر میں یہ کیفیت کبھی کوئی زہریلی دوا مثلاً ایش (دیکھناک) وغیرہ استعمال کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے

قوت ممیزہ جگر کی قوت ممیزہ کا فعل کمزور ہونے سے اخلاط تمام بدن میں پھیل کر بہت سی بیماریاں پیدا کر دیتے ہیں۔ جن میں سے استسقاء زقی ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ قوت ممیزہ، کیلوس کی مائیت کو علیحدہ نہیں کر پاتی، یہ مائیت خون میں پھیل جاتی ہے، اور طبیعت اس کو زیر پردۂ صفاق دفع کر دیتی ہے۔ ایک دوسرے قول کی رو سے طبیعت اس مائیت کو صفاق کے نیچے عروق السرہ (ناف کی رگوں) میں دفع کرتی ہے۔ یہ رگیں جگر سے ملی ہوئی ہوتی ہیں، اور ان کے ذریعہ ہی جنین کا فضلۂ مائیہ خارج ہوتا ہے۔ استسقاء زقی کا ایک سبب گردوں کی قوت جاذبہ کا کمزور ہونا یا اس کے راستوں کا مسدود اور تنگ ہونا ہے۔

قوت ماسکہ قوت ماسکہ کے کمزور ہونے پر جگر سے جو خون باہر آتا ہے وہ غیر منہضم اور خام ہوتا ہے۔

قوت دافعہ جگر کی قوت دافعہ کا فعل کمزور ہونے سے اس میں پیدا ہونے والا خون آنتوں کی ان نالیوں کی طرف چلا جاتا ہے جو غذا کو جذب کرتی ہیں، جس کی وجہ سے اسہال دموی کی شکایت ہو جاتی ہے۔ قوت دافعہ کی خرابی، خون کی حدت یا سوءِ مزاج سے ہوتی ہے۔

قوت جاذبہ اس کا فعل کمزور یا معطل ہونے سے خلفہ[1] اور ذرب[2] کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اس قوت میں خرابی واقع ہونے کا سبب عموماً اعضاء مرکبہ یا اعضاء بسیطہ کے امراض ہوتے ہیں، اور امراض اعضاء بسیطہ کے توسط سے ہی سبب بنتے ہیں۔ امراض کی یہ دونوں قسمیں جگر کو دو طرح سے نقصان پہنچاتی ہیں، یا تو اولاً جگر میں ہی مرض پیدا ہو جاتا ہے، یا جگر کے کسی مشارک عضو میں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اعضاء مشارکہ کے

---

[1] خلفہ: غذا معمول کے مطابق نہ ٹھہرے، کبھی دستوں کی صورت میں جلد اور کبھی دیر سے خارج ہو جائے۔

[2] ذرب: وہ اسہال معدی جس میں پے در پے دست آتے ہیں۔

Marfat.com

امراض کی وجہ سے بھی کسی عضو کے افعال میں خلل واقع ہو سکتا ہے، اور قلب جو جگر کے افعال کے لیے حرارت غریزیہ پہنچاتا ہے تو ایسا کیوں نہیں ہے کہ امراض قلب کی وجہ سے جگر کے افعال میں خلل واقع ہو جاتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قلب رئیس مطلق ہونے کی حیثیت سے یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کی بیماریوں سے جگر یا دوسرے اعضاء کو ضرر پہنچے اور اس کے باوجود جاندار زندہ رہے، زیادہ تر یہی صورت ہوتی ہے، بلکہ قلب میں بڑی بیماریاں پیدا ہونا اور جاندار کا زندہ رہنا دوسرے اعضاء کی نسبت سے غیر محسوس ہوتا ہے، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ قلب میں معمولی سوء مزاج، جگر کی نسبت سے بہت بڑی بیماری کا باعث ہو، جونکہ پتوار کا معمولی جھٹکا کشتی میں بڑی حرکت کا سبب ہوتا ہے۔ قلب کے حالات کا اثر تمام اعضاء رئیسہ پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے جگر کے علاج میں قلب کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ اس مسئلہ کو کتاب حیلۃ البرء میں وضاحت کے ساتھ لکھا جائے گا۔

ہضم عروقی کے امراض اکثر امراض جگر کے تابع ہوتے ہیں، اور کچھ امراض عروق کے لیے مخصوص ہیں، مثلاً عروق کا منہ کھلنے سے خون بہنا، جس کا سبب مرض کی حالت میں قوت دافعہ ہے، خصوصاً بحران محمود میں، یا پھر عروق ہی میں کوئی بیماری ہو، جس کا سبب یا تو خون کی سوزش اور حدت ہے جو عروق میں تفرق اتصال پیدا کر دیتی ہے، یا خون کی لطافت ہے، مثلاً جسم پر تل نکل آنا، یا جس طرح پتلے روغن زیتون میں جھاگ پیدا ہوتا ہے۔ کبھی سبب، خون کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ جو عروق کے جوف میں نہ سما سکے۔ کبھی عروق کے پھٹنے کا سبب ان کی کمزوری ہے، جو ان کے پتلے یا زیادہ سخت ہونے سے ہوتا ہے۔ عروق کے جلد پھٹ جانے کا سبب خون کی زیادتی یا بیرونی امور ہوتے ہیں مثلاً گرنا، اچھلنا کودنا وغیرہ۔ جگر اور مذکورہ دوسرے اعضاء کے امراض کے سبب سے ہونے والی لاغری اور اس کے متعلقات کتاب العلامات میں بیان کیے جائیں گے، کیوں کہ اُسی مقام پر بیان کرنا زیادہ مناسب ہے۔

ہضم اخیر جو نفس اعضاء میں ہوتا ہے، اس میں تین قسم کے اعراض لاحق ہوتے ہیں، یا تو اعضاء میں قوت غاذیہ کا فعل باطل ہو جاتے جیسا کہ مرض سل میں ہوتا ہے، یا اس فعل میں کمی آجاتے، جیسا کہ ہزال (لاغری) میں ہوتا ہے، یا اس فعل میں خلل واقع ہو۔

Marfat.com

جس سے برص ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یا تو عضو کی قوت ہاضمہ ضعیف ہونے سے یا عضو تک پہنچنے والے مادہ کی خرابی سے برص ہو جاتا ہے، خواہ یہ مادہ بذاتہ خراب ہو یا جگر و عروق کی کمزوری کی وجہ سے خراب ہو جاتے۔

بہق کا سبب اکثر جگر کی قوت ممیزہ کی کمزوری یا مادہ سوداوی کے جذب کرنے میں طحال کی کمزوری یا جگر اور عروق کا وہ سوء مزاج ہے جس سے خلط سوداوی زیادہ پیدا ہونے لگے۔ کبھی خود اعضاء کے سوء مزاج سے بھی یہ مرض ممکن ہے، کبھی کچھ غذائیں بھی اس کا سبب بن جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا اعراض کے جو اسباب بتاتے گئے ہیں وہ ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں، بلکہ اکثر ایک سے زیادہ اسباب سے اور کبھی بیک وقت ان تمام اسباب سے یہ اعراض لاحق ہوتے ہیں۔

دماغ میں جو ہضم ہوتا ہے اس کی بیماری دماغ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ کبھی دماغ کی قوت ہاضمہ کم اور کبھی معطل ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے ناک اور تالو پر ناپختہ فضلات گرنے لگتے ہیں۔ اس مرض کا نام نزلہ ہے۔ یہ بیرونی سرد چیزوں کی بناء پر اور کبھی گرم چیزوں کی بناء پر ہوتا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ان دونوں اسباب کی وجہ سے نزلہ کس طرح ہوتا ہے۔

نزلہ میں خام فضلات کا جاری ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس بیماری کا سبب سوء مزاج بارد کے غلبہ سے دماغ کی قوت ہاضمہ کا کمزور ہونا ہے، لیکن یہ اس نزلہ میں ہی ہوتا ہے جس کا سبب بیرونی سرد اشیاء ہوں، لیکن بیرونی گرم اشیاء کی وجہ سے ہونے والے نزلہ میں قوت ہاضمہ کے ضعیف ہونے کا تصور مشکل ہے۔ بہر حال اس مرض میں ہضم دماغ کی کمزوری ایک عرض یعنی مادہ کی کثرت اور رطوبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ حرارت چونکہ منجمد چیزوں کو پگھلا دیتی ہے اور سارے جسم سے سر کی طرف جذب کرتی ہے، اس لیے دماغ کی قوت ہضم میں برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ مزید برآں بیرونی حرارت غریبہ، حرارت غریزیہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے، جیسے دھوپ کا عمل آگ پر ہوتا ہے۔

مذکورہ تمام ہضوم جالینوس کی رائے کے مطابق تین قسموں میں اور ابن سینا کے قول کے مطابق چار قسموں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ہضم عروقی کو تیسرا

Marfat.com

ہضم قرار نہ دیا جائے، کیوں کہ عروق میں خون متغیر ہو کر کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کرتا، جیسا کہ معدہ، جگر اور نفس اعضاء میں ہوتا ہے۔ نفس اعضاء میں خون متغیر ہو کر سفید ہو جاتا ہے۔ عروق میں ایسا عمل نہیں ہوتا اگرچہ قیاساً یہ سمجھا جاتا ہے کہ عروق کا بھی خون پر کچھ نہ کچھ عمل ہوتا ہے۔

اب عضو رئیس یعنی قلب کی قوت غاذیہ کے امراض بیان کیے جائیں گے، اس کے بعد جگر کے خادم اعضاء کے امراض، پھر اعضاء تناسل کے امراض پر یہ بحث جو قوائے نفسانیہ نباتیہ کے امراض پر مشتمل ہے، پوری ہو جائے گی۔

قلب

قلب میں لاحق ہونے والے امراض غشی اور خفقان ہیں، مختصر یہ کہ بعض اپنی طبیعی حالت پر قائم نہ رہے۔ ان امراض کا سبب بیرونی یا اندرونی ہوتا ہے۔ بیرونی اسباب میں وہ نفسانی امور ہیں جو قلب کے مزاج کو زیادہ گرم کر دیں۔ مثلاً غصہ، یا جن کی وجہ سے بدن میں پھیلی ہوئی حرارت سمٹ کر قلب کی طرف آ جائے، مثلاً خوف قلب جب زیادہ گرم ہو جاتا ہے تو حرکت نبضیہ بڑھ جاتی ہے، تاکہ تازہ ہوا داخل کر کے اور خراب ہوا کو خارج کر کے قلب کے مزاج میں اعتدال پیدا کر دے۔

اندرونی اسباب میں سوء مزاج ہے، خواہ یہ ابتداءً قلب میں ہو یا اس کے مشارک عضو میں۔ قلب میں پیدا ہونے والا سوء مزاج کبھی غیر مادی ہوتا ہے مثلاً تپ دق وغیرہ، اور کبھی مادی ہوتا ہے، جس میں قلب کے خون میں کچھ تبدیلی آ جاتی ہے۔ اگر قلب کے جرم میں ورم ہو جائے تو قلب کے لیے ناقابل برداشت ہے، بلکہ ابتداء مرض میں ہی موت واقع ہو جاتی ہے۔ غشاء قلب میں اکثر ورم ہو جاتا ہے، جس سے موت نہیں ہوتی، اور اگر طبیب اس کے علاج میں جلدی کرے تو شفاء ممکن ہے، ورنہ یہ بھی مہلک ہے۔ جالینوس نے ایسے امراض مادی کا تذکرہ کیا ہے جن میں غشاء قلب میں رطوبت مائیہ جمع ہو کر جسم کے دن بدن گھلنے کا سبب بنتی ہے۔ اطباء نے یہ بھی بتایا ہے کہ غشاء قلب پر کچھ سخت چیزیں بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ مختصر یہ کہ جب تک سوء مزاج زیادہ نہ ہو جائے قلب میں تمام اقسام کے سوء مزاج نہیں ہوتے۔ قلب میں سوء مزاج کی زیادتی کی وجہ سے غشی ہو جاتی ہے۔ غشی حرارت غریزی کا تمام اعضاء سے دفعتاً قلب کی طرف آنا اور تدبیر اعضاء سے علیحدہ ہو جانا ہے۔ اس کا سبب

Marfat.com

حرارت غریزیہ کی کمی اور اس کا بہت زیادہ تحلیل ہو جانا ہے۔

ایسے اعضاء جن کی مشارکت سے قلب میں خلل واقع ہوتا ہے وہ تمام اعضاء ہیں جو رئیس ہیں، ان میں سب سے قوی شریک فم معدہ ہے، اسی لیے قدماء نے اس کا نام "فواد" رکھا ہے، کیوں کہ فم معدہ کے درد سے غشی ہو جاتی ہے۔ ان اعضاء کی مشارکت ہی کی وجہ سے نبض کے عوارض اکثر امراض اعضاء کی علامت بنتے ہیں۔ ان امراض کے اقسام اور اسباب کے لیے کتاب العلامات زیادہ موزوں ہے۔

جگر کے خادم اعضاء جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں، مرارہ، طحال، گردے اور مثانہ ہیں۔ مرارہ کا فعل معطل ہونے سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان کے اسباب، امراض جگر کے ذیل میں آچکے ہیں۔ طحال کی قوت جاذبہ معطل ہو جانے سے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، مرہ سودا خون میں پھیل جاتا ہے۔ اکثر طبیعت اس مادہ کو سطح بدن کی طرف دفع کر دیتی ہے جس سے یرقان اسود پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے جملہ سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جب طحال کی قوت دافعہ بڑھ جاتی ہے تو معدہ کی بیماری کا سبب بنتی ہے، اور اس سے سوداوی "خلفہ" پیدا ہو جاتا ہے۔ ان امراض کے اسباب وہی ہیں جو تمام امراض کے ہیں، یعنی یا تو مرض آلی یا سوء مزاج یا ان دونوں سے مرکب ہوتا ہے، مثلاً ورم۔ طحال کی غذا چونکہ گاڑھی ہوتی ہے اس لیے اکثر اس کا ورم سخت ہوتا ہے۔

گردوں میں پانچ قوتیں پائی جاتی ہیں، اگر ان کی قوت ممیزہ، قوت ہاضمہ اور قوت ماسکہ میں سے کوئی ایک قوت کمزور ہو جاتے تو پیشاب خون آمیز ہوتا ہے، کیوں کہ جگر سے بطور غذا گردوں میں پہنچنے والی مائیت دمویہ میں تغیر نہیں ہو پاتا۔ جگر کی قوت جاذبہ کمزور ہو جاتے تو استسقاء زقی ہو جاتا ہے، جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں، اور اگر قوت جاذبہ کا فعل زیادہ ہو جاتے تو اس کی وجہ سے سلس البول کی بیماری ہو جاتی ہے، جس کے ساتھ زیادہ پیاس لگتی ہے۔ اس شکایت کو برکان (برکاریہ) کہتے ہیں۔ قوت جاذبہ کے فعل کی زیادتی کے ساتھ ہی قوت ماسکہ اور ہاضمہ کمزور ہو جاتی ہیں، چنانچہ اس بیماری میں ناپختہ پیشاب خارج ہوتا ہے

ان امراض کا سبب سوء مزاج کی کوئی قسم یا امراض آلیہ یا دونوں بہ یک وقت ہو سکتے ہیں بعد گذشتہ مباحث کی روشنی میں ہر مرض کو کسی مرض کی طرف بہ آسانی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن برکان کو مزاج حار کی طرف منسوب کرنا زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ جذب حرارت ہی

Marfat.com

سے ہوتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ جذب کی شدت، قوت ماسکہ کی کمزوری سے ہو، جب یہ قوت کمزور ہو جاتی ہے تو گردے مائیت سے اتنی غذا حاصل نہیں کر پاتے جتنی ضروری ہے، کیوں کہ مائیت، گردہ میں کم ٹھہرتی ہے، اور گردے کی قوت جاذبہ کو ضرورت سے زیادہ متحرک رہنا پڑتا ہے۔ گردے کی قوت ماسکہ کی کمزوری سے مثانہ میں پیشاب کم ٹھہرتا ہے، اور مثانہ پُر ہوئے بغیر پیشاب خارج ہو جاتا ہے۔ کبھی پتھری وغیرہ کے سدے گردے کی قوت دافعہ میں خلل پیدا کر دیتے ہیں۔ پتھریاں گاڑھے اخلاط اور خشک کرنے والی حرارت کے سبب اسی طرح بن جاتی ہیں جیسے مٹی پختہ ہو کر ٹھیکرا بن جاتی ہے۔ اطبا کا کہنا ہے کہ پتھریاں اکثر گردے کے جرم میں پیدا ہوتی ہیں، جوف میں نہیں۔ اسی مرض کو "حصاۃ" کہتے ہیں۔

مثانہ

مثانہ کی قوت دافعہ میں کسی سدے مثلاً ورم، خلط غلیظ، منجمد خون یا سنگ مثانہ کی وجہ سے خلل واقع ہوتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں پیشاب مشکل سے خارج ہوتا ہے، اور کبھی خود قوت دافعہ کے خلل سے عسر بول ہو جاتا ہے۔ کبھی قوت دافعہ کے فعل کی زیادتی سے تقطیر بول کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب مثانہ کے پھوڑے یا پیشاب کی سوزش ہے۔ اگر پیشاب بلا ارادہ اور بغیر تکلیف خارج ہو جاتا ہے تو اس کا سبب عنق مثانہ کے عضلہ کا استرخاء ہے، جسے حرکات ارادیہ کے امراض کے ذیل میں بیان کیا جائے گا۔ گردہ و مثانہ دونوں میں اکثر امراض خشونت کے شدید اعراض پیدا ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ کبھی پھوڑا تک ہو جاتا ہے۔ شروع میں یہ مرض "جرب" کہلاتا ہے، جو ان اعضاء کے جرم اور جوف کی طرف ریزش کرنے والے خراب اخلاط کی وجہ سے ہوتا ہے، مختصر یہ کہ جرب کا سبب سوء مزاج مادی خبیث ہے۔ یہ اعضاء چونکہ فضلات کے جذب اور دفع ہونے کا راستہ ہیں، اس لیے ان میں اس طرح کے امراض ممکن ہیں۔

آلاتِ تناسل کے امراض

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یہ اعضاء رحم، خصیتین، قضیب اور پستان ہیں۔

Marfat.com

فوطے ان کی قوت ہاضمہ کمزور ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ منی پیدا نہیں کرتے۔ اس کا سبب سوءِ مزاج کی کوئی قسم ہے، چنانچہ اگر ان کا مزاج زیادہ حار و یابس ہو جاتے تو منی گرم ہو کر جل جاتی ہے۔ اسی طرح اگر برودت و یبوست، یا رطوبت یا محض برودت زیادہ ہو جاتے تو منی پختہ نہیں ہوتی، اور پانی کی طرح رقیق حالت میں خارج ہو جاتی ہے۔ فوطوں کا یہ مزاج کبھی پیدائشی ہوتا ہے، جس کا علاج ناممکن ہے، اور کبھی عرضی، جس کی صحت ممکن ہے۔ فوطوں کے فعل میں خلل ان کے اورام، ان کے بندھن کٹ جانے یا ان کی مقدار و وضع کی خرابی مثلاً آدرہ (فوطوں میں پانی یا ریاح بھرنا۔ جس سے فوطے بڑھ جاتے ہیں) سے ہوتا ہے۔ یہ مرض فوطہ کے بندھنوں کے سوراخ کشادہ ہونے سے لاحق ہوتا ہے جس کا سبب وہاں پر رطوبت فضلیہ کا پیدا ہونا یا خود بندھنوں کی خشکی و لاغری ہوتا ہے، جس سے آنت اتر آتی ہے۔ فوطوں کی تھیلی میں ریاح یا رطوبت کی وجہ سے بھی "ادرہ" ہو جاتا ہے۔ اور کبھی مذکورہ سوراخ کا پھٹنا بھی اس کا سبب ہے، یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

قضیب قضیب کی قوت دافعہ میں خلل واقع ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قضیب کی نالی میں رکاوٹ ہونا۔

(۲) قضیب کا کمزور ہونا۔

(۳) استادگی کے وقت قضیب کی شکل میں خرابی ہونا۔ فسادِ شکل کا سبب اس وتر کا کٹ جانا ہے جس سے قضیب استادگی کے وقت سیدھا رہتا ہے، اس وتر کو شکال کہتے ہیں، یا فسادِ شکل کا سبب بہت زیادہ خشکی یا سخت ورم پیدا ہو جانا ہے۔

رحم اس کے وجود کا مقصد یہ ہے کہ اس میں بچہ کی پیدائش ہو، ساتھ ہی یہ ہضم ثانی (خون) کے فضلات دفع کرنے کا راستہ بھی ہے، اسی لیے رحم کی بیماریاں ان افعال سے ہی متعلق ہیں۔ رحم میں جیسا کہ بتایا گیا ہاضمہ کے علاوہ چار قوتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک قوت حافظہ ہے، چونکہ رحم اپنے مشتملات سے غذا حاصل کرتا ہے، اس لیے اس میں قوت ممیزہ کا فعل ظاہر نہیں ہوتا، اگرچہ یہ بات بھی یقینی نہیں ہے۔ باقی تین قوتیں جاذبہ، دافعہ اور ماسکہ ہیں۔ ہم ہر قوت کے امراض الگ الگ بیان کریں گے۔

جنین کی حفاظت کرنے والی قوت حافظہ کے کمزور یا باطل ہونے پر استقرار حمل یا تو کم

Marfat.com

ہوتا ہے یا ہوتا ہی نہیں۔ اس کا سبب سوء مزاج مادی یا غیر مادی کی کوئی قسم ہے، لیکن سوء مزاج غیر مادی پیدائشی بھی ہوتا ہے جسے عقر (بانجھ پن) کہتے ہیں، اور کبھی سوء مزاج غیر مادی بعد میں لاحق ہوتا ہے۔ اس قسم کے مزاج کا منی کے لیے وہی ضرر ہے جو خصیتین کے سوء مزاج سے ہوتا ہے، یعنی جب یہ سوء مزاج حار یا یابس ہوتا ہے تو منی کو خراب کر دیتا ہے، اگر یہ بارد ہو تو ٹھنڈا کر کے رقیق کر دیتا ہے۔

رحم کی قوت ماسکہ کمزور ہونے سے اسقاط ہو جاتا ہے۔ یہ قوت اس لیے کمزور ہو جاتی ہے کہ رحم میں ایک قسم کی پھسلانے والی رطوبت پیدا ہو جاتی ہے۔

رحم کی قوت دافعہ کی کمزوری سے ولادت میں دشواری پیدا ہو جاتی ہے، اور اس کی زیادتی اسقاط کا سبب ہے۔

رحم کی قوت جاذبہ کے کمزور یا معطل ہونے سے حمل بہ مشکل قرار پاتا ہے، یا بالکل قرار نہیں پاتا۔

رحم کی ان تمام قوتوں میں خلل واقع ہونے کا سبب کبھی اورام اور اختناق الرحم ہوتا ہے۔ اختناق الرحم نہ صرف افعال رحم کو ضرر پہنچاتا ہے، بلکہ تمام اعضاء کے افعال کو متاثر کرتا ہے۔ اس کا سبب رحم میں پیدا ہونے والا زہریلا خلط ہے، جس سے ایسے بخارات اٹھتے ہیں جو سمیات کی طرح حرارت غریزیہ کی ضد ہوتے ہیں، اسی لیے ایسی حالت میں زندگی کے تمام افعال معطل ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ قلب کی نبض بھی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ مرض چونکہ زیادہ تر ایسی عورتوں کو ہوتا ہے جو عرصہ تک جماع سے دور رہی ہوں، اس لیے یہ سمجھ لیا گیا کہ اس کا سبب عورتوں کی منی کا متعفن ہونا ہے، مزید برآں منی میں تعفن قبول کرنے کی استعداد بھی زیادہ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خراب جسموں کے اعضاء خصوصاً رحم میں زہریلے مواد یا اخلاط پیدا ہو جائیں، کیونکہ یہ عضو فضلات بدن کے جذب ہونے کے لحاظ سے بھی عفونت کی استعداد رکھتا ہے۔ چنانچہ بعض اطباء کے نزدیک یہ مرض حیض رک جانے سے بھی ہو جاتا ہے، اور چونکہ یہ عضو فضلات کے جمع ہونے کی جگہ ہے اس لیے اکثر اس میں "ثآلیل" ہو جاتا ہے، جس کی صحت مشکل یا ناممکن ہے۔

رحم میں امراض و منع بھی ہوتے ہیں، جس سے اس کے تمام افعال باطل ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں رحم ڈھیلا ہو جاتا ہے، اور اپنی جگہ سے ہٹ کر معلق ہو جاتا ہے، اس کا

Marfat.com

سبب کبھی خارجی ہوتا ہے، مثلاً اچھلنا کودنا یا بچے کی ولادت، اور کبھی اس کا سبب رحم کی رطوبت ہوتی ہے۔ کبھی دونوں سبب یکجا ہوتے ہیں۔ جو امراض رحم میں مانع استقرار حمل ہوتے ہیں ان میں ایک رحیٰ ہے۔ یہ مرض منی میں قوت مصورہ کی کمی سے ہوتا ہے۔ یہ کمی یا تو آلہ (رحم) کی خرابی سے ہوتی ہے، یا ہیولیٰ (منی) کی خرابی ہے۔ چنانچہ رحم میں گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ لوتھڑا بڑھتا رہتا ہے اور عورت کا شکم، حاملہ کی مانند ہو جاتا ہے۔ طبیعت کبھی اس کو پکا کر ریاح اور رطوبات میں تبدیل کر دیتی ہے۔

خون حیض میں جو اعراض لاحق ہوتے ہیں ان کا سبب اور فاعل وہ اعراض ہیں جو قوائے ہضم عروقی میں لاحق ہوتے ہیں۔ اس خون کا زیادہ مقدار میں خارج ہونا دو اسباب کی بنا پر ہوتا ہے، یا تو قوت ماسکہ کی کمزوری یا قوت دافعہ کے عمل کی زیادتی یا دونوں۔ قوت ماسکہ کی کمزوری کا سبب سوء مزاج کی کوئی قسم ہو سکتی ہے، اور قوت دافعہ کے فعل کی زیادتی کا سبب خلط لذاع (چبھن پیدا کرنے والا) یا خون کی کثرت ہے۔ خون حیض کے بند ہونے کے اسباب مذکورہ اسباب کے برعکس ہیں۔ لیکن قوت دافعہ کے کمزور یا باطل ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب وہ سدے ہیں جو خون کی غلظت و لزوجت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

عورتوں میں خون حیض جاری ہونے کی طبیعی مدت۔ کم سے کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ سات دن ہوتی ہے۔ حیض کے درمیانی دفعہ کی طبیعی مدت کم سے کم بیس دن اور زیادہ سے زیادہ تیس دن ہوتی ہے۔ قوائے نفس نباتی سے متعلق اعراض کا بیان ختم ہو گیا۔

کبھی پورے جسم میں یا کسی عضو میں ایسے اعراض ظاہر ہوتے ہیں جو صرف قوت نباتیہ کی خادم قوت دافعہ کی طرف منسوب ہیں۔ پورے بدن کے اعراض رعدہ (لرزہ)، قشعریرہ (پھریری یا کپکپی)، اور تمطی (انگڑائی) ہیں۔ مخصوص اعضاء کے امراض کی مثال پھیپھڑے میں کھانسی، سر میں چھینک، منہ میں جماہی اور معدہ میں ہچکی ہے۔ ان کے اسباب ذیل میں بیان کیے جائیں گے۔ ان افعال کو ہم نے نفس نباتی کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ یہ ارادی نہیں ہیں، حالانکہ کبھی کبھی بعض افعال میں ارادہ کا کچھ دخل ہوتا ہے۔

Marfat.com

لرزہ لرزہ عضلات کی قوت محرکہ کی وہ حرکت ہے جو کسی ایسے خلط کو دفع کرے جو اپنی حرارت یا برودت سے اذیت پہنچا رہی ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بیرونی گرم اشیاء کے جسم پر پڑنے سے ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً جب جسم پر بہت گرم پانی ڈالا جاتے تو فوراً جسم میں کپکپی پیدا ہوتی ہے، اور کبھی لرزہ بھی آجاتا ہے۔ یہی حال سرد ہواؤں کے بدن میں لگنے سے ہوتا ہے۔ اگر اس عارضہ کے اسباب کمزور ہوں تو صرف کپکپی ہوتی ہے، اور اگر اسباب شدید ہوں تو لرزہ ہوتا ہے۔ چنانچہ لرزہ سے قبل کپکپی آنا لازمی ہے۔ لرزہ زیادہ تر بخار کی حالت میں ہوتا ہے، خصوصاً وہ لرزہ جس کا سبب گرم اخلاط ہوں۔ خلط بارد بلغمی سے پیدا ہونے والا لرزہ بغیر عفونت ہوتا ہے، یہ صرف بلغم زجاجی سے ہوتا ہے۔ اطباء کی راتے میں گرم اخلاط سے ہونے والے لرزہ میں چبھن زیادہ ہوتی ہے، جب کہ سرد اخلاط والے لرزہ میں چبھن کم ہوتی ہے، حالانکہ مشاہدہ یہ ہے کہ ٹھنڈی ہواؤں سے لرزہ زیادہ ہوتا ہے، اور گرم ہواؤں سے لرزہ نہیں آتا بلکہ کپکپی آتی ہے، چنانچہ سردی کھاتے ہوتے جسموں کی حالت سے اس بات کی مزید توثیق ہوجاتی ہے۔ ان سب باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لرزہ کا سب سے قوی سبب حرارت غریزیہ کا جسم کی انتہائی گہرائی میں چلاجانا اور ظاہر جسم کا سرد ہو جانا ہے، طبیعت اپنے مخالف اثرات کو دفع کرنے کے لیے متحرک ہو جاتی ہے، خواہ یہ اثرات حرارت کے ہوں یا برودت کے، البتہ برودت کا اثر زیادہ مخالف طبیعت ہے۔ موت کے وقت لرزہ کا سبب قوت دافعہ کی حرکت ہے۔ قوت دافعہ اپنی کمزوری کے سبب اعضاء کو سنبھالے رکھنے پر قادر نہیں رہتی، چنانچہ حرارت غریزی بجھ کر تحلیل ہو جاتی ہے۔ قوت دافعہ کی یہ حرکت لاحاصل ہوتی ہے، جس کا سبب محض کمزوری ہے، جیسے بجھنے سے پہلے چراغ کا بھڑکنا۔ یہی صورت جسم پر واقع ہونے والے مہلک حادثوں، گردن زدنی وغیرہ سے بھی ہوتی ہے۔ یعنی طبیعت حادثہ کے اثر کو فضلات جسم کے ذریعہ دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

کھانسی کھانسی پھیپھڑوں کی قوت دافعہ کی حرکت ہے، جو سینہ کی مدد سے پیدا ہوتی ہے، اور اس کا مقصد پھیپھڑوں سے خارج ہونے والی ہوا کے ذریعہ آلات تنفس کو ضرر پہنچانے والی چیزوں کو دفع کرنا ہے۔ اسی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس فعل میں ارادہ کا

Marfat.com

دخل ہے۔ کھانسی کا سبب فاعل سوء مزاج مادی یا غیر مادی ہوتا ہے۔ سوء مزاج مادی کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) سر سے رطوبت کا گرنا، جیسے نزلہ وغیرہ میں ہوتا ہے۔

(۲) سینہ اور اطراف سے پھیپھڑوں میں کسی چیز کا پہنچنا، مثلاً سینہ کے ورموں میں۔

(۳) کوئی چیز پھیپھڑوں میں پیدا ہو جانے سے مثلاً ورم یا پھوڑا یا پھیپھڑے سے خون جاری ہونا۔ خون جاری ہونے کی وجہ یا تو کسی رگ کا پھٹنا ہے جو خطرناک ہوتا ہے، یا تخلخل کی وجہ سے خون کا ترشح ہوتا ہے۔ کبھی خون اطراف سینہ سے بھی پھیپھڑوں میں آجاتا ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک شخص کو شدید کھانسی تھی، اس کے پھیپھڑے سے پتھر نکلا، اس کے بعد اسے سکون ہو گیا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ کھانسی کی ایک قسم پھیپھڑے میں پیدا ہوتی ہے اکبھی بیرونی چیزیں مثلاً غبار، دھواں اور تمام ایسی اشیاء کھانسی کا سبب ہوتی ہیں جو کھانسی کی تحریک پیدا کریں۔ مثلاً علیق الکلب[۱] کی روئی۔

سوء مزاج غیر مادی کی قسمیں بھی کھانسی پیدا کرتی ہیں، حالانکہ قوت دافعہ ایسی صورت میں اس فعل پر آمادہ نہیں ہوتی، کیوں کہ اس سے سوء مزاج مادی کی طرح کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا[۲] لیکن یہ فعل بالعرض ہوا کرتا ہے۔ پھیپھڑے اپنی حرف کرنے والی چیزوں کو اپنی حرکت سے دفع کرتے ہیں، اسی لیے ان میں قوتِ حس بہت ہوتی ہے۔ کوئی مثلولی چیز بھی پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے تو پھیپھڑوں کی قوت دافعہ اسے دفع کر دیتی ہے۔ جب پھیپھڑوں میں سوء مزاج غیر مادی لاحق ہوتا ہے اور پھیپھڑے اس کو محسوس کرتے ہیں تو قوت دافعہ اسی طرح حرکت میں آتی ہے جس طرح سوء مزاج مادی کی وجہ سے حرکت میں آتی ہے۔ کیوں کہ ایسے وقت میں سوء مزاج غیر مادی کے علاوہ پھیپھڑے کے مزاج میں کسی چیز کی موجودگی یا تو اس ضرورت کے لیے ہوتی ہے جو اس کے غیر سے پوری نہیں ہو سکتی، یا کسی منفعت کی بنا پر ہوتی ہے۔ سوء مزاج غیر مادی یا تو بیرونی چیزوں سے عارض ہوتا ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے بیان کیا

---

[۱] علیق الکلب" ایک خار دار درخت ہے، اس کا پھل جب پختہ ہو کر سرخ ہو جاتا ہے تو اس کے جوف میں روئی ہوتی ہے۔ (محیط اعظم)

[۲] سوء مزاج مادی کی وجہ سے ہونے والی کھانسی میں قوت دافعہ کا مادہ کو نکالنا مقصود ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہے کہ ایک شخص کو کھانسی کی شکایت تھی تو اس کو اطباء نے گردن میں کپڑا لپیٹنے کا مشورہ دیا جس سے اسے صحت ہوگئی۔ کبھی یہ سوء مزاج غیر مادی کسی خلط کے بعد کے اثرات کے تحت ہوتا ہے، اور کبھی بعض اعضاء پھیپھڑے پر دباؤ ڈالتے ہیں، مثلاً ورم جگر یا بہت زیادہ کھانا کھا لینے سے معدہ کا دباؤ ریہ پر پڑتا ہے۔

چھینک چھینک دماغ کی قوت دافعہ کی حرکت ہے، جس کے ذریعہ فضلات دماغی کا تنقیہ ہوتا ہے۔ چھینک کے ذریعہ دماغی فضلات کے ساتھ ہی ساتھ سینہ اور پھیپھڑے کے فضلات کا بھی تنقیہ ہو جاتا ہے۔ کبھی چھینک فم معدہ کے کچھ فضلات کو دفع کرتی ہے، اسی لیے دیکھا جاتا ہے کہ چھینک ڈکار بھی لاتی ہے۔ دماغ کی قوت دافعہ کی یہ حرکت اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی خلط اپنی چبھن کی وجہ سے ناک کے اندر چبھن پیدا کردے۔ یہی وجہ ہے کہ ناک میں کوئی چیز داخل کر دینے سے چھینک آتی ہے۔ جب تک فضلہ نتھنوں میں بہ کثرت آجاتے بطون دماغ میں محض اس کی موجودگی چھینک نہیں لاسکتی۔

ہچکی معدہ کی قوت دافعہ کی حرکتوں میں سے ہے، جس کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

ڈکار یہ بھی معدہ کی قوت دافعہ کی حرکت ہے، جس کے ذریعہ قوت دافعہ معدہ میں موجود ریاح کو دفع کرتی ہے۔

انگڑائی یہ وہ حالت ہے جس میں اعضاء میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے، تاکہ اعضاء کے بخارات خارج ہو جائیں۔

جماہی دونوں جبڑوں کے عضلات کا کھنچاؤ ہے، جس سے وہاں موجود فضلات کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔

عضو کا پھڑکنا قوت ہاضمہ کی کمی یا مادہ کی خرابی کے باعث کسی عضو میں بخارات والے فضلات کا پیدا ہونا، جس سے عضو میں نفخ ہو جاتا ہے۔

قوت غاذیہ اور اس سے منسوب قوتوں کے اعراض کا تذکرہ ختم ہوا۔ اب قوئ حس کے اعراض بیان کیے جائیں گے، جن میں سب سے بسیط حس لمس ہے۔

Marfat.com

اعراض حس لمس

تمام اعضاء میں حس لمس مشترک طور پر پائی جاتی ہے لیکن اس کی قوت رئیسہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے قلب میں ہوتی ہے تاہم اس کا فعل بغیر دماغ، حرام مغز اور اعصاب کے انجام نہیں پاتا۔ چونکہ دماغ، حرام مغز اور اعصاب مزاجاً سرد وتر اور آسانی سے منفعل ہونے والے ہیں، نیز ان کی ریاست باعتبار شرف، قلب کی ریاست کی ہم پلّہ نہیں ہے، لہٰذا قوی حس کے اعراض زیادہ تر دماغ، حرام مغز یا ان سے نکلنے والے اعصاب کی نسبت سے ہوتے ہیں لیکن قلب ان امراض و آفات کا متحمل نہیں ہوتا جو قوی حس کو معطل کر دیتے ہیں، بلکہ اس سے پہلے ہی موت واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ یہ ممکن ہے کہ قلب کی وجہ سے قویٰ حس لمس میں کمزوری واقع ہو جائے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اعضاء کی طرف آنے والی شرائین میں سے کوئی بڑی شریان کٹ جاتے تو اس عضو کی قوتِ حس دب جاتی ہے۔ اسی طرح غشی کے وقت حس و حرکت کا تعطل اور خوف کی وجہ سے رعشہ بھی اسی کا ثبوت ہیں۔

یہاں ہمارا طریقۂ کار جالینوس سے مختلف ہے (جالینوس کی رائے میں حس و حرکت کا منبع اعصاب ہیں) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے قوی حس لامسہ میں قلب کو دخل ہے (اور اعصاب اس کے معاون ہیں)۔ مذکورہ صورت میں اطباء قویٰ حس لامسہ کے اعراض کے اسباب دماغ، نخاع اور اعصاب کی جہت سے بیان کرتے ہیں، جب کہ حقیقت حال وہی ہے جو ہم نے بیان کی، چنانچہ ان اعضاء کے علاج کے لیے قلب کی رعایت رکھنا ضروری ہے، جیسا کہ ہم عنقریب کتاب شفاء الامراض میں بیان کریں گے۔

ان امور کی وضاحت کے بعد حس لمس میں عارض ہونے والی بیماریاں اور ان کے اسباب نیز وہ امراض بیان ہوں گے جو ان اعراض کا سبب ہیں۔

قوت حس لمس قوی منفعلہ کی جنس سے ہے، اور چاروں کیفیات (حرارت، برودت، رطوبت، یبوست) سے منفعل و متاثر ہوتی ہے، پھر یہ کیفیات قوت حس لمس میں مستحکم ہو جاتی ہیں۔ قویٰ حس لامسہ میں عارض ہونے والی بیماریوں کی اقسام وہی ہیں جو دیگر تمام قوتوں کی بیماریوں کی ہوتی ہیں۔ چنانچہ یا تو یہ قوت بالکل معطل ہو جاتی ہے جیسے فالج، یا کم ہو جاتی ہے، جیسا کہ خدر (سن بہری) یا پھر اس میں خرابی واقع ہو جاتی ہے، مثلاً درد کا

Marfat.com

احساس۔ لیکن اس حس کے پورے بدن میں بالکل ختم ہو جانے سے موت یقینی ہے۔ البتہ کسی ایک عضو میں اس کا معطل ہو جانا یا پورے بدن میں اس کا کم ہو جانا ممکن ہے۔ ان امراض کا سبب فاعل سوء مزاج مادی یا غیر مادی کے اسباب میں سے کوئی ایک ہے۔ ان امراض کا سبب دماغ، نخاع اور ان سے نکلنے والے اعصاب کا سوء مزاج ہے۔ اب یہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ امراض سوء مزاج کی آٹھوں اقسام سے ہوتے ہیں یا اس کی بعض اقسام سے۔

چونکہ ان اعضاء میں سے بعض سرد و خشک ہیں جیسے اعصاب، اور کچھ سرد و تر ہیں جیسے دماغ اور حرام مغز، اس لیے یہ برودت یا برودت و رطوبت سے جلد متاثر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان امراض کے اسباب صرف برودت یا برودت و رطوبت ہوتے ہیں، لیکن میرے نزدیک حرارت بھی ان امراض کا سبب ہو سکتی ہے، کیوں کہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ہر عضو اپنا فعل ایک مناسب حرارت کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔ چنانچہ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ حرارت کس لحاظ سے غیر معتدل ہو کر عضو کے فعل میں تعطل یا خلل کا سبب بنی ہے۔ برودت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے تو یہ سوء مزاج بارد ہوگا[1] یبوست سے بھی اس طرح کے امراض ممکن ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بوڑھے لوگوں کی حس کمزور ہو جاتی ہے، لیکن اس قسم کا سبب دفعتاً واقع نہیں ہوتا۔

اوپر کے بیان سے یہ واضح ہے کہ مزاج بارد، بارد ہونے کی حیثیت سے اکثر ان امراض کا سبب ہوتا ہے، خواہ رطب ہو یا نہ ہو، اگرچہ رطوبت بھی اپنی صفت ارخاء (اعضاء کو ڈھیلا کرنے کی صفت) کی وجہ سے ان امراض کا سبب بن سکتی ہے، لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ یہ امر محال ہے کہ مزاج رطب مادی تنہا پایا جاتے، بلکہ یہ حرارت یا برودت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے۔ اگر یہ حرارت کے ساتھ مرکب ہو تو اس قسم کے امراض پیدا نہیں ہوتے۔ میرے نزدیک یہ بات ناممکن بھی نہیں ہے۔ محض مزاج رطب مادی کا تصور اس لیے مشکل ہے کہ ایسا مزاج اسی وقت ممکن ہے جب کوئی خلط بدن میں اپنے طبیعی مزاج سے خارج ہو جاتے، جب کہ اخلاط اربعہ سرد و تر یا سرد و خشک، گرم و تر یا گرم و خشک ہوتے ہیں

---

[1] اور اگر حرارت کے اعتبار سے غیر معتدل ہے تو سوء مزاج حار ہوگا

Marfat.com

یہ معلوم ہونے کے بعد کہ سوءِ مزاج کی کون سی قسم اکثر حس لامسہ کے امراض کا سبب ہوتی ہے، اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ بیماریاں کیسے پیدا ہوتی ہیں۔

اگر سوءِ مزاج بارد کا اثر دماغ میں ہو تو اس سے پورے بدن کی حس معدوم ہو جاتی ہے۔ یہ سوءِ مزاج یا تو اولاً دماغ ہی میں پیدا ہوتا ہے، یا اس میں فم معدہ کی مشارکت بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ دماغ کے ایک جانب میں ہو تو اسی جانب کی حسی جسم کمزور ہو گی۔ اسی طرح جب کسی عضو کے خاص عصب میں یہ سوءِ مزاج ہو تو اس عضو کی حس معطل ہو جاتی ہے۔ جو خلط عصب میں سوءِ مزاج پیدا کرتی ہے، اس کا اثر دو طریقوں سے ہوتا ہے، یا تو عصب اس خلط سے تھوڑی تھوڑی غذا حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس میں سوءِ مزاج پیدا ہو جائے، یا وہ خلط عصب کے چاروں طرف پھیلا ہوتا ہے۔ عصب مجوف میں یہ سوءِ مزاج سدہ سے پیدا ہوتا ہے، اور سدہ ورم، خلط غلیظ اور دباؤ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ عصب مجوف کا یہ مرض، مرض مرکب ہونے کے ساتھ ساتھ مرض بسیط بھی ہے، کیوں کہ ورم، خلط غلیظ اور دباؤ سے سوءِ مزاج پیدا ہوتا ہے، جب یہ اسباب قوی ہوتے ہیں تو کسی ایک عضو یا ایک سے زیادہ اعضاء یا پورے بدن کی حس معطل ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اسباب معمولی ہوں تو حس میں کمی آجاتی ہے۔

حس لمس کا خراب احساس "درد" کہلاتا ہے، جس کا سبب سوءِ مزاج حار مادی یا سوءِ مزاج بارد مادی ہوتا ہے۔ درد اسی وقت ہوتا ہے جب کہ سوءِ مزاج پورے عضو پر غالب نہ ہو، اسے اطباء کی اصطلاح میں سوءِ مزاج مختلف کہتے ہیں، لیکن جب پورے عضو پر اس مزاج کا غلبہ ہو جاتا ہے تو درد کا احساس بالکل نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے، جس کا سبب یہ ہے کہ درد کا احساس عضو کے مزاج طبعی ہی سے ہوتا ہے۔ اگر عضو کا مزاج غیر طبعی ہونے لگے تو اس کا احساس اسی وقت تک ہوتا ہے جب تک مزاج طبعی حالت پر رہتا ہے۔ لیکن جب سوءِ مزاج اتنا زیادہ ہو کہ عضو کا مزاج طبعی بالکل متغیر ہو جائے تو درد کا احساس بالکل نہ ہوگا، یہ صورت گویا عضو کی موت ہوتی ہے۔

رطوبت و یبوست جو منفعل ہونے والی کیفیات ہیں، تنہا بھی درد کا سبب بن سکتی ہیں، جب کہ یہ کیفیات برودت و حرارت کے مانند فاعل نہیں ہوتیں بلکہ منفعل ہیں۔ جالینوس کے قول کی رو سے تفرق اتصال درد کا سبب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس

Marfat.com

سوء مزاج کا سبب ہے جو درد پیدا کرتا ہے، کیوں کہ تفرق اتصال کا سبب حرکت ہے اور حرکت کے ساتھ سوء مزاج ہوتا ہے۔ تفرق اتصال کے ساتھ حرارت یا برودت ملنے سے بھی درد نہیں ہوتا، اگرچہ ابن سینا نے یہی کہا ہے، کیوں کہ حس مشترک چاروں کیفیتوں رطوبت، یبوست، حرارت اور برودت کو شروع میں محسوس کر لیتی ہے۔ مخصوص حواس کے محسوسات میں زیادتی ہو جانے سے اسی طرح درد لاحق ہوتا ہے جیسے دیگر حواس میں لاحق ہوتا ہے۔ چنانچہ آنکھ میں درد اسی وقت ہوتا ہے جب آنکھ پر مختلف اور بہ افراط رنگوں کی یورش ہونے لگے، یہی حال ذائقوں کے سلسلہ میں زبان کا، آوازوں کے سلسلہ میں کانوں کا، اور مشمومات کے سلسلہ میں ناک کا ہے۔ اگر اعضاء حواس میں تفرق اتصال کی وجہ سے درد ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ صرف تفرق اتصال ہی محسوس خاص ہوتا ہے، جس طرح رنگوں کی وجہ سے آنکھیں تکلیف محسوس کرتی ہیں تو ان کا محسوس مختلف قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ تفرق اتصال کیفیات کی زیادتی سے عارض ہوتا ہے، اور نفس احساس یہ کیفیات ہی ہیں، چنانچہ جالینوس کہتا ہے کہ ہتھیلی کی جلد کو غایت درجہ معتدل المزاج اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ بیرونی متضاد کیفیات کا ادراک ہو سکے۔ ایسی صورت میں متضاد کیفیات کی زیادتی ہی درد کا سبب بنتی ہے، اگر یہ متضاد کیفیت کم بھی ہوں تو بھی درد ضرور ہوتا ہے۔

لذت لذت درد کے مقابلہ میں وہ احساس ہے جو حواس کے موافق ہو، جیسے شفاف پانی سے حس لمس کا لذت یاب ہونا، سبز رنگ سے حس بصر کا لذت حاصل کرنا، حس ذائقہ کا ایسی چیزوں سے لذت حاصل کرنا جو مختلف مزوں سے مرکب ہوں، سامعہ کا معتدل آوازوں سے لذت حاصل کرنا۔ بعض لذتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے حصول سے قبل (منافی اشیاء سے) تکلیف پہنچ چکی ہو، ایسی صورت میں لذت کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن لذت کے حصول کے لیے تکلیف پہنچنا لازمی نہیں ہے۔

درد کی بعض اقسام ایسی ہیں جو پورے بدن میں عارض ہوتی ہیں اور بعض وہ ہیں جو جسم کے کسی خاص عضو میں ہوتی ہیں۔ مثلاً درد سر، درد معدہ، درد امعاء۔ ہم درد کی کچھ مشہور قسمیں اور ان کے اسباب بیان کرتے ہیں

سر میں ہونے والے درد "صداع" کہلاتے ہیں، صداع کا سبب سوء مزاج حار یا بارد

Marfat.com

مادی یا غیر مادی ہوتا ہے۔ مادی سے ریحی اور غیر ریحی دونوں مراد ہیں۔ اس طرح کا سوءِ مزاج یا تو اولاً نفس دماغ ہی میں ہوتا ہے یا کسی دوسرے عضو کی مشارکت سے دماغ میں ہوتا ہے، اکثر یہ مشارکت معدہ کی ہوتی ہے۔ صداع کی قسموں میں ایک قسم مزمن ہوتی ہے، جس میں جوہر دماغ میں درد ہوتا ہے، اس درد کا نام "بیضہ" ہے، اس میں درد کے دورے پڑتے ہیں۔ اس قسم کا درد ردی اخلاط کی وجہ سے ہوتا ہے، ساتھ ہی دماغی قوت کی حالت بدل جاتی ہے اور خراب خلط پیدا ہو جاتی ہے۔ مزمن امراض پیدا ہونے کی صورت ہی یہ ہے کہ اخلاط، اعضاء میں تبدیلی پیدا کرتے رہتے ہیں، جس سے اعضاء میں، ان اخلاط کو پیدا کرنے والا سوءِ مزاج عارض ہو جاتا ہے، اور اس کا اچھا ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ مزمن درد سر کی ایک قسم "شقیقہ" ہے، جس میں درد نصف سر اور اسی جانب کی کنپٹی اور آنکھ میں ہوتا ہے۔ اس مرض کی بعض اقسام کا مادہ فاعلہ شرائین کے خون میں ہوتا ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ شریان کو کاٹ دینے سے شفاء ہو جاتی ہے۔ یہ قسم سوءِ مزاج حار یا بارد سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مادی ہونا ضروری ہے، کیوں کہ غیر مادی قسم عرصہ تک نہیں رہتی۔

معدہ اور آنتیں بھی ان اعضاء میں ہیں، جن میں اکثر درد ہوتا ہے، کیوں کہ ان میں غذاء کے پکنے کا عمل ہوتا ہے۔ عموماً ان اعضاء میں اسی وقت درد ہوتا ہے جب ہاضمہ خراب ہو۔ درد کے اسباب فاعلہ، ریاح پیدا کرنے والی غذائیں یا اخلاط ہیں۔ معدہ میں درد کا سبب یا تو خلط سوداوی یا ریحی اور بالعموم تحوتی غلیظ خلط ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ہونے والا درد مشکل سے اچھا ہوتا ہے، یا پھر درد کا سبب صفراوی خلط ہوتا ہے۔ آنتوں میں پیدا ہونے والا مزمن درد خلط غلیظ بارد مثلاً بلغم زجاجی وغیرہ سے ہوتا ہے یا خلط حار سے۔

پورے بدن میں عارض ہونے والے درد کو اعیاء (اعضاء شکنی) کہتے ہیں۔ اطباء کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اعیاء قروحی

(۲) اعیاء تمددی

(۳) اعیاء ورمی

یہ تینوں اقسام کبھی تو خارجی اسباب سے پیدا ہوتی ہیں اور کبھی نفس اخلاط سے۔ اعیاء قروحی کا فاعل و سبب عموماً اخلاط کی خرابی ہوتا ہے، اس میں جس درد کا سبب تفکن ہوتا ہے اس میں اخلاط حرکت کے باعث چبھتے ہیں، یا اس کا سبب اگر

Marfat.com

مادی ہے تو جسم میں اس خراب خلط کی کثرت ہو جاتی ہے۔ امتلاء کی باقی دو قسمیں گویا ایک ہی ہیں، اور ان میں صرف کم و بیش ہونے کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے، یعنی تمدد بڑھ کر ورم بن جاتا ہے۔ ان دونوں کا سبب بھی یا تو بدنی اخلاط ہوتے ہیں یا حرکت اور تھکن۔ جس کا سبب اخلاط ہوں ان میں اخلاط کی کثرت ہو جاتی ہے اور ان کی مقدار بڑھ جاتی ہے، خواہ بہ اعتبار کیفیت وہ غیر معتدل نہ ہوتے ہوں۔ اخلاط کی کثرت یا تو نفس اخلاط کے اعتبار سے ہوتی ہے یا ضعف قوت کے اعتبار سے یا اخلاط کی مقدار کے اعتبار سے۔ اخلاط کی کثرت بہ حالتِ صحتِ قوت، نفس اخلاط کے اعتبار سے ہو تو اسے اطباء کی اصطلاح میں امتلاء بحسب الاوعیہ کہا جاتا ہے۔ اگر اخلاط کی کثرت کے ساتھ کوئی مرض بھی ہو تو اسے امتلاء بحسب القوہ کہتے ہیں۔ قوت کا ضعف اکثر اخلاط کی کمیت اور کیفیت دونوں کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ صرف کمیت کے اعتبار سے بھی ممکن ہے، لیکن قوی کمزور ہونے کی صورت میں کیفیت میں خرابی پیدا ہونا ضروری ہے۔ اعیاء (اعضاء شکنی) سوء مزاج حار یا بارد غیر مادی سے بھی ہوتا ہے، مختصر یہ کہ اخلاط و اورام دونوں کی وجہ سے بدن میں اعضاء شکنی ہوتی ہے۔

حس شہوت (کھانے پینے کی خواہش) فم معدہ کے ساتھ مخصوص ہے، اب اس سے متعلق امراض کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ اس میں لاحق ہونے والے امراض بھی وہی ہیں جو دوسرے تمام افعال و انفعالات میں ہوتے ہیں۔ یا تو بھوک باطل ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے یا خراب چیزیں کھانے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ بھوک کی کمی کے اسباب جب قوی ہو جاتے ہیں تو بھوک باطل ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ اس کا سبب سوء مزاج مادی اور غیر مادی کی ہی کوئی قسم ہوتی ہے۔ سوء مزاج کی یہ قسمیں یا تو اولاً عضو میں ہی پیدا ہو جاتی ہیں یا کسی دوسرے عضو کی شرکت سے، جیسا کہ دیگر تمام اعضاء میں ہوتا ہے فم معدہ میں سوء مزاج کی وجہ سے اس کے انفعال (بھوک) میں اگر زیادہ ضرر پیدا ہو جاتے تو اس کا سبب غیر معتدل حرارت ہے۔ برودت بھوک کو باطل کم کرتی ہے، بڑھاتی زیادہ ہے، کیوں کہ اس عضو کا یہ انفعال (بھوک) برودت کی وجہ سے ہی انجام پاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ طحال سے فم معدہ تک آنے والی ترشی اس انفعال (اشتہاء) کے لیے معاون ہوتی ہے، لیکن اگر یہ ترشی زیادہ ہو جاتے تو اس انفعال کے معطل ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ فم معدہ میں رطوبت یا یبوست کی زیادتی سے بھی ایسا ہی ہوتا ہے، کیوں ہر عضو کا طبیعی فعل و انفعال

Marfat.com

مزاج کی چاروں کیفیات کے ایک خاص انداز پر ہوتا ہے۔

فم معدہ کا سوء مزاج جو کسی دوسرے عضو کی مشارکت سے ہوتا ہے، اس کی مثال دماغ سے فم معدہ میں پہنچنے والا سوء مزاج ہے۔ کیوں کہ ان دونوں اعضاء میں مشارکت ہے۔ یہ سوء مزاج کبھی یا تو نفس دماغ میں ہوتا ہے یا اس عصب میں ہوتا ہے جو دماغ سے فم معدہ تک آتی ہے۔ کبھی سوء مزاج کا سبب جسم میں ایسے فضلات کی کثرت ہوتی ہے جو بہ مشکل تحلیل ہوسکیں، ایسی حالت میں اعضاء کو غذا کی ضرورت نہیں ہوتی، کیوں کہ بھوک اسی وقت محسوس ہوتی ہے جب جسم سے وہ چیز تحلیل ہو جاتے جس کا بدل ضروری ہے۔

جالینوس کا یہ قول بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ فم معدہ کی اس حس (بھوک) کا سبب یہ ہے کہ جب اعضاء کو غذا نہیں ملتی ہے تو یہ اعضاء جگر سے جذب کرتے ہیں، جگر فم معدہ سے جذب کرتا ہے، خصوصاً ان عروق سے جو جگر کو فم معدہ سے ملاتی ہیں، اس طرح فم معدہ کا تحلل زیادہ ہوجاتا ہے اور بدل ماتحلل کی ضرورت ہوتی ہے، ساتھ ہی تمام اعضاء میں بھی تحلل ہوتا ہے۔ جذب کی یہ حرکت اس حرکت کی ضد ہے جو تغذیہ کے لیے ہوتی ہے، چونکہ تغذیہ کے لیے فم معدہ، جگر سے جذب کرتا ہے، بھوک کا احساس جس حرکت جذب سے ہے وہ جگر کا فم معدہ سے جذب کرنا ہے۔ اس موقع پر جالینوس کا قول نقل کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ہر عضو کے لیے بدل ماتحلل ضروری ہے، حالانکہ اعضاء میں اس تحلل کی وجہ سے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں تمام اعضاء میں فم معدہ کے تحلل کا احساس ہوتا ہے۔ فم معدہ حس اشتہاء میں تمام اعضاء کا خادم ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فم معدہ عام جسمانی اعضاء میں سے ایک عضو ہے لہٰذا اس کا تحلل ہمیشہ اسی وقت ہوتا ہے جب تمام اعضاء میں تحلل ہوسکے۔ تحلل کا سبب یہ نہیں ہے کہ تمام اعضاء فم معدہ سے جذب کرتے ہیں، لیکن چونکہ اعضاء کے تحلل سے اس عضو کی اشتہاء بڑھتی ہے اور تحلل نہ ہونے سے اس کی اشتہاء کم ہوتی ہے۔ اس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عضو اور دوسرے اعضاء کے درمیان ذاتی مناسبت ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے فم معدہ ہی اس بات کا سبب ہے کہ تمام اعضاء تحلل کا احساس کرتے ہیں۔ اس عضو میں حار یابس اشیاء یعنی غذا کی اشتہاء ہوتی ہے، اور بارد رطب یعنی پانی کی خواہش ہوتی ہے، چنانچہ اس میں لاحق ہونے والے اعراض بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، یا تو حار یابس یعنی غذا کی خواہش کا معطل

Marfat.com

یا کم ہونا، جس کے اسباب بیان کیے جا چکے، یا بارد رطب یعنی پانی کی خواہش کا معطل ہو جانا، جس کا سبب سوء مزاج بارد رطب یا صرف سوء مزاج بارد ہے، جہاں تک سوءِ مزاج حار یابس کا سوال ہے اس میں پانی کی خواہش کا معطل ہونا مشکل ہے، البتہ حمی محرقہ کی آخری حالت میں جب موت قریب ہو تو یہ کیفیت طاری ہو سکتی ہے۔

اس انفعال یعنی اشتہاء میں خلل واقع ہونا اور اس کا غیر طبیعی ہو جانا یا تو بہ اعتبار کمیت ہوگا یا بہ اعتبار کیفیت۔ کمیت کی مثال یہ ہے کہ بھوک کا احساس، ہضم غذا کی بہ نسبت زیادہ ہو، اور کیفیت کی مثال یہ ہے کہ خراب مزہ والی چیزیں کھانے کی خواہش ہو، مثلاً کوئلہ اور مٹی وغیرہ۔ زیادہ مقدار میں کھانے کی خواہش کے دو اسباب ہیں یا تو جسم میں تحلل زیادہ ہو گیا ہو، مثلاً ایسے لوگوں میں جو کسی بیماری سے شفایاب ہو کر کمزوری میں مبتلا ہوں، ان لوگوں کی بھوک ان کے ہضم سے زیادہ ہوتی ہے، یا اس کا سبب فم معدہ کا زیادہ بارد ہونا ہے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ بھوک کا سبب برودت ہوتی ہے، لہٰذا جب برودت کچھ زیادہ ہوتی ہے تو جھوٹی خواہش پیدا ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ترش چیزیں اشتہاء غذا کو برانگیختہ کرتی ہیں۔ سوء مزاج بارد کبھی مادی ہوتا ہے اور کبھی غیر مادی، مادی سوء مزاج بلغم حامض یا سوداء سے پیدا ہوتا ہے، اور اس سے جو بھوک پیدا ہوتی ہے، اسے شہوت کلبیہ کہتے ہیں۔

سرد و تر چیز (پانی) کی زیادہ خواہش کا سبب یقیناً سوء مزاج حار یابس مادی یا غیر مادی ہے۔ سوء مزاج مادی یا تو مرہ صفرا سے ہوتا ہے یا بلغم مالح سے۔ فم معدہ میں ہونے والے سوء مزاج کی ابتداء کبھی فم معدہ سے ہوتی ہے اور کبھی قریبی اعضاء مثلاً جگر، پھیپھڑے وغیرہ کی مشارکت سے۔ مختصر یہ کہ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے اعضاء میں حار یابس (غذا) کے تحلل کا احساس اسی وقت ہوتا ہے، جب فم معدہ سے انجذاب ہونے لگے یہی صورت بارد رطب (پانی) کی خواہش میں بھی ہو سکتی ہے۔

قوت حس معطل ہونے کی وجہ سے قوت دافعہ اور جاذبہ میں خراب قسم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ قوت دافعہ کسی چیز کو اسی وقت دفع کرتی ہے جب تکلیف کا احساس ہونے لگے، مثلاً آنتوں کا فعل۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنتوں کی حس معطل ہو جاتی ہے تو اس سے قولنج کی ایک قسم پیدا ہو جاتی ہے، اور جب فم معدہ کی حس معطل ہو جاتی ہے تو اس کی

Marfat.com

وجہ سے معدہ کی قوت جاذبہ معطل ہو جاتی ہے۔

حس لمس کے امراض بیان کرنے کے بعد اب ہم حرکت ارادیہ کے امراض بیان کریں گے۔ اکثر اوقات ان دونوں میں سے کسی ایک کے معطل ہونے پر دوسری بھی معطل ہو جاتی ہے، خصوصاً جب کوئی مرض پورے بدن پر عارض ہو جاتے، لیکن اگر کسی ایک عضو میں ایسا ہو تو اس کی حس و حرکت دونوں معطل ہو جاتی ہیں، یا ان کا عمل بہ مشکل ہوتا ہے، یا ایسا ہوتا ہے کہ حرکت باطل ہو کر حس باقی رہتی ہے، یا حس باطل ہو کر حرکت باقی رہتی ہے، جالینوس نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مذکورہ مشاہدہ حس و حرکت کے اسباب سے مطابقت رکھتا ہے، کیوں کہ وہ حرارت نفسانیہ جس سے حس متعلق ہے اس حرارت نفسانیہ سے مختلف ہے جس سے حرکت ہوتی ہے۔ ان دونوں کا یہ فرق ہر عضو کے اس مخصوص مزاج حرارت کے مطابق ہوتا ہے، جس سے اس کا فعل انجام پاتا ہے۔ اسی لیے یہ لازم آتا ہے کہ اعصاب حرکت کا مزاج وہی ہو جو اعصاب حس کا ہے، تاکہ ان دونوں کے افعال کے لیے جس حرارت کی ضرورت ہے وہ معتدل رہے، اسی سبب سے جب عصب حس کو کاٹ دیا جاتا ہے تو حس ختم ہو جاتی ہے اور حرکت باقی رہتی ہے، اور جب عصب حرکت کو کاٹ دیا جاتے یا باندھ دیا جاتے تو حس باقی رہتی ہے اور حرکت باطل ہو جاتی ہے۔ جب دونوں قسم کے اعصاب کو باندھ دیا جاتے تو حس و حرکت دونوں ایک ساتھ باطل ہو جاتی ہیں، یہ بیماری یعنی عدم حرکت اگر پورے بدن میں عارض ہو جائے تو اسے "استرخاء" کہتے ہیں، اور اگر کسی ایک عضو میں عارض ہو تو اس کو فالج کہتے ہیں۔

اب تک کے بیان سے اعضاء حرکت کی بیماریوں کے بارے میں جانا جا سکتا ہے، چنانچہ عصب صوت کے معطل ہونے پر آواز ختم یا کمزور ہو جاتی ہے، اسی طرح سینے اور حجاب حاجز کو حرکت دینے والے عصب کے معطل ہونے پر مریض کا دم گھٹ جاتا ہے۔ مختصراً تمام حرکات ارادیہ کا یہی حال ہے، مثلاً وہ عصب سن ہو جاتے جو مثانہ یا مقعد کے عضلات کو حرکت دیتا ہے تو ایسے مریضوں کا پیشاب یا پاخانہ بلا ارادہ خارج ہو جاتے گا۔ اعصاب کا مبدأ اور اعضاء سے اعصاب کے اتصال کی معلومات سے اس بات کا پتہ چل جاتا ہے کہ کس عضو کے فعل میں خلل واقع ہونے کا سبب کون سا عصب ہے۔

آلات حرکت میں لاحق ہونے والے امراض کی تین قسمیں ہیں، یا تو تعطل ہوگا جس

Marfat.com

کو استرخاء یا فالج کہتے ہیں، جیساکہ بتایا جاچکا ہے، یا ان کے افعال میں کمی ہو جاتی ہے، جسے خدر کہتے ہیں، اس نام کا اطلاق حس وحرکت دونوں کی کمی پر ہوتا ہے، یا آلات حرکت کے فعل میں خرابی ہو جاتی ہے، جس کو رعشہ اور تشنج کہتے ہیں۔ اب ہر ایک کے اسباب بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ حرکت ارادیہ کے معطل ہونے یا کم ہوتے کے اسباب بعینہ وہی ہیں جو حس کے معطل ہونے کے ہیں۔ جو کچھ مشارکت قلب کے بارے میں کہا جاچکا ہے اس کو یہاں بھی منطبق کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح جو کچھ پہلے سوء مزاج کی اُن اقسام کے بارے میں کہا گیا ہے جو تعطلِ حس پیدا کرتی ہیں ان کو یہاں بھی تصور کر لینا چاہیے۔

رعشہ رعشہ ایک مرکب حرکت ہے جو قوت محرکہ نفسانیہ اور عضو کی قوتِ میلان کے درمیان مقابلہ اور ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے سے عضو میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ قوت محرکہ نفسانیہ میں اتنی طاقت نہیں رہ جاتی کہ وہ عضو کی قوت میلان پر پوری طرح غالب آجاتے، بلکہ دونوں قوتوں کے درمیان متضاد حرکت پیدا ہوتی ہے۔ قوت محرکہ کے غلبہ سے عضو اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے، اور عضو کی قوت میلان کی وجہ سے نیچے کی طرف۔ چنانچہ دونوں قوتوں کے درمیان ایک دوسرے کو کھینچنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح کی کمزوری (رعشہ) کا سبب سوء مزاج ہی کی کوئی قسم ہوتی ہے، لیکن اکثر یہ عارضہ صرف سوء مزاج بارد یا سوء مزاج بارد رطب کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اعصاب میں اسی سوء مزاج سے بیماری لاحق ہوتی ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا۔

تشنج یہ اعصاب کا سمٹنا اور طول میں چھوٹا ہو جانا ہے جس کی وجہ سے عضلات بھی سکڑ جاتے ہیں اور متعلقہ عضو میں تشنج لاحق ہو جاتا ہے عضلات میں یہ کیفیت دو سبب سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱) بیرونی اثرات کی بناء پر اوتار وغیرہ میں تشنج سوء مزاج حار کے غلبہ سے ہوتا ہے، جس سے سکڑن ہو کر تشنج ہو جاتا ہے، مثلاً گرمی کے موسم میں اوتار کا تشنج۔

(۲) دوسرا سبب سوء مزاج رطب مادی ہے، جب اعصاب اس مادہ سے پُر ہوتے ہیں تو ان میں تناؤ پیدا ہو جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں عصب کی چوڑائی کم ہو جاتی ہے۔ اور اسی تناسب سے لمبائی بھی کم ہو جاتی ہے۔ رطوبت ہوا میں تبدیل ہو کر اعصاب میں کھنچاؤ پیدا کرتی ہے۔ اور اعصاب تنگ ہو جاتے ہیں، جس طرح کسی کنویں کو اگر مٹی سے پاٹ دیا جاتے تو پانی میں

Marfat.com

ہوائیت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب اجزاء مائی اور اجزاء ارضی میں ہوائیت پیدا ہو جاتی ہے تو اجزاء مائی اور اجزاء ارضی دونوں کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تر چیزیں خشک ہو کر سکڑ جاتی ہیں، جیسے کچی کھجوریں آگ پر رکھنے سے سکڑ جاتی ہیں، اسی طرح جب رطوبت ہوائیت میں تبدیل ہوتی ہے تو رطوبت کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ تشنج عارض ہوتے وقت اکثر قوت محرکہ کی حرکت اور تشنج کی حرکت کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے۔ کبھی عصب میں دوسرے قسم کا تشنج بھی ہوتا ہے۔ جس کا سبب گرمی وخشکی کا غلبہ یا ہوائی رطوبت کے سبب عصب کا کھنچاؤ نہیں ہے، بلکہ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ قوت دافعہ تکلیف دہ چیز کو دفع کرنا چاہتی ہے، اور اعصاب سکڑ کر پوری قوت سے تکلیف دہ چیز کو دفع کرتے ہیں۔ اس قسم کا تشنج جلد دور ہو جاتا ہے۔

قوتِ حرکت ارادیہ اور قوتِ حس لمس کے امراض کے بعد اب حس ذائقہ میں لاحق ہونے والے امراض بیان کیے جاتیں گے۔

حس ذائقہ میں تین طرح کے امراض لاحق ہوتے ہیں۔ یا تو یہ حس باطل ہو جاتی ہے، یا کمزور ہو جاتی ہے یا خراب ہو جاتی ہے۔ حس ذائقہ کے باطل ہونے کا سبب سوء مزاج کی کوئی قسم ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب سوء مزاج یا تو اس حس کے خاص آلہ یعنی زبان میں ہو، یا اس کے مشارک عضو یعنی دماغ، یا اس سے نکلنے والے عصب میں ہو۔ بعینہٖ یہی اسباب حس ذائقہ کی کمی کے بھی ہیں، بشرطیکہ ان کا اثر معمولی ہو۔ حس ذائقہ کی خرابی دو طرح سے ہوسکتی ہے، یا تو کسی چیز کے کھاتے بغیر اس کے ذائقہ کا احساس، یا جو چیز کھائی گئی ہے اس کے برخلاف کسی دوسرے ذائقہ کا احساس۔ مثلاً میٹھی چیز کا ذائقہ کڑوا یا ترش یا اور کوئی ذائقہ محسوس ہونا۔ کسی چیز کو کھاتے بغیر اس کے ذائقہ کا محسوس ہونا یقیناً سوءِ مزاج مادی کے سبب سے ہوتا ہے، تلخ مادے سے تلخ، ترش مادہ سے ترش اور میٹھے مادہ سے میٹھا ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ جب سوء مزاج جڑ پکڑ لیتا ہے تو ہر چیز کا ذائقہ مادہ کے ذائقہ کے مطابق محسوس ہوتا ہے۔ علم طبیعی سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ تمام حواس اپنے مدرکات کا احساس اسی وقت کرتے ہیں جب دوسرے احساس سے خالی ہوں، ورنہ احساس نہ ہو سکے گا۔ اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ اگر بینائی کا آلہ (آنکھ) رنگین ہو تو وہ (محسوسات کے) رنگوں کو قبول نہیں کرے گا۔ یہی حال حس ذائقہ کا بھی ہے کہ اگر اس

Marfat.com

میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے تو تمام چیزوں کا ذائقہ یکساں محسوس ہوتا ہے، کبھی کوئی غیر معمولی ذائقہ عارضی طور پر زبان میں موجود رہتا ہے تو اس وقت بھی زبان میں غیر معمولی چیز کے ذائقہ اور بعد والی غذا کے ذائقہ سے مرکب ذائقہ کا احساس ہوتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص تلخ چیز کھانے کے بعد پانی پیئے تو پانی کا ذائقہ شیریں محسوس ہوگا۔

حسِ شامہ

حس شامہ بھی یا تو باطل ہو جاتی ہے یا اس میں کمی آجاتی ہے یا خراب بو کا احساس کرتی ہے۔ ابتدار مرض میں اس کے باطل ہونے کا سبب سوء مزاج کا غلبہ، یا اس کے راستہ میں پیدا ہونے والا سدہ ہے۔ اس حس کی کمی کے اسباب بھی یہی ہیں، بشرطیکہ ان کا اثر کم ہو۔ حس شامہ کی خرابی ناک میں عفونت پیدا ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے، جس سے خراب بو کا احساس ہوتا ہے۔

حسِ سامعہ

حس سامعہ یا تو باطل ہو جاتی ہے، جس کا سبب سوء مزاج یا کان کا کوئی سدہ ہے۔ یا کم ہو جاتی ہے جس کے اسباب بعینہٖ یہی ہیں، بشرطیکہ ان کا اثر کم ہو۔ یا حس سماعت خراب ہو جاتی ہے، چنانچہ سمع کاذب (بغیر کسی بیرونی آواز کے سننے کا احساس) کی دو وجوہ ہیں یا تو حس کی اتنی زیادتی کہ کان میں پھیلی ہوئی ہوا کی معمولی حرکت کا احساس ہونے لگے، یا وہاں پر غیر طبیعی ریاح کا اجتماع ہو جائے۔

حسِ بصر

حس بصر میں بھی تین قسم کے عوارض لاحق ہوتے ہیں، یا تو بینائی بالکل ختم ہو جاتی ہے، جیسے اصطلاحاً عمٰی (اندھاپن) کہتے ہیں، یا بینائی کمزور ہو جاتی ہے، جیسے عشاء کہتے ہیں یا حس بصر میں خرابی ہو جاتی ہے۔ آنکھ میں بینائی کے اجسام میں سے ایک یا زیادہ میں تغیر ہو جانا ان تمام عوارض کا سبب ہوتا ہے۔ یہ بات پہلے بتائی جاچکی ہے کہ آنکھ کی بینائی کے اجسام کیا ہیں، اسی اعتبار سے اسباب کو بھی بیان کیا جائے گا۔

Marfat.com

اندھاپن

اندھے پن کے چند اسباب ہیں، ایک سبب اس عصب (عصبۂ مجوفہ) میں سدہ پیدا ہو جانا ہے، جو روح باصرہ کو دماغ سے دونوں آنکھوں میں لاتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ روح باصرہ میں سوء مزاج کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہو جاتے۔ کیوں کہ اعضاء میں فعل و انفعال، مزاج کی کمیت وکیفیت میں موافقت کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر سوء مزاج بارد ہو تو یہ روح باصرہ کو کثیف وغلیظ کر دیتا ہے، جس سے بصارت ممکن نہیں رہتی، اگر یہ سوء مزاج حار ہو تو روح بصری منتشر اور سست ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس میں اشیاء کی صورتیں مرتب نہیں ہوتیں۔ کبھی کبھی اندھاپن رطوبت جلیدیہ یا طبقہ عنکبوتیہ یا بہ یک وقت دونوں کی بیماریوں کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ رطوبت جلیدیہ کے مکدر ہونے اور اس کی صفائی قائم نہ رہنے کی وجہ سے بھی یہی صورت ہوتی ہے، جس سے رنگوں کا چھپنا ممکن نہیں رہتا، اسی طرح رطوبت بیضیہ میں پانی اترنے سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے، جس سے یہ رطوبت میلی ہو جاتی ہے۔ اور اس میں صفائی نہیں رہتی۔ کبھی طبقہ قرنیہ کے شدید طور پر پھٹ جانے اور طبقہ عنبیہ کے اوپر اٹھ جانے سے یہ مرض ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آنکھ کے خطرناک پھوڑوں سے یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رطوبت بیضیہ کے بہہ جانے اور طبقہ ملتحمہ میں ناخونہ اتنا بڑھ جانے سے کہ پتلی ڈھک جاتے، اندھاپن ہو جاتا ہے۔ اندھے پن کے بڑے اسباب میں وہ بڑے اورام ہیں جو پوری آنکھ میں ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ آنکھ کے تمام یا اکثر اجزاء میں پیپ جمع ہو کر اجزاء چشم کو بہا دیتی ہے، اور اسی طرح آنکھ کے وہ بڑے پھوڑے ہیں جو آنکھ کے طبقات میں تاکل پیدا کر دیتے ہیں۔

بینائی کمزور ہونا

مختلف لوگوں میں بینائی کی کمزوری کے لحاظ سے ضعف بصر کے مختلف اسباب ہیں، بعض لوگ وہ ہیں جو دور کی چیز نہیں دیکھ پاتے، قریب کی دیکھ لیتے ہیں۔ بعض میں اس کے برعکس ہے، یعنی دور کی دیکھتے ہیں، قریب کی نہیں دیکھتے، بعض لوگوں میں دور اور قریب دونوں کی بصارتیں کمزور ہوتی ہیں۔ لیکن ایسی صورت میں دور کی نظر زیادہ کمزور ہوتی ہے۔ یہ تقابل صحیح بصارت کی نسبت سے ہے۔ صحیح بصارت کا معیار یہ ہے کہ دور اور نزدیک ایک سی نظر ہو، مختصر یہ کہ بینائی کا معیار دور کی چیزوں کے دیکھنے پر ہے، جیسا کہ باز کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ ایسی قوت بصارت، آلۂ بصارت کی صفائی اس کی قوت اور اس کی حس کا تیز ہونا ہے، جیسا کہ درندوں اور اکثر پرندوں میں دیکھا

Marfat.com

جاتا ہے، چنانچہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان کی بینائی بہت سے جانوروں خصوصاً پرندوں کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے۔ قوت سامعہ اور شامہ کے بارہ میں بھی یہی بات کہی جاسکتی ہے۔

مندرجہ بالا توضیحات کی بناء پر ضعف بصر جو عمدگی بصر کے مقابلہ میں ہے، کا سبب ضعف حس اور تیزی میں کمی یا آلۂ بصارت کا کم صاف ہونا ہے۔ آلۂ بصارت کا ضعف کبھی طبیعی ہوتا ہے کبھی عرضی، مثلاً آنکھ باہر کی طرف کھلی ہوتی ہو، ایسی آنکھ میں ہوا اور روشنی پہنچنے اور ان کے اثرات قائم ہونے سے قوت باصرہ کمزور ہو جاتی ہے گی، یا مثلاً ثقبہ عنبیہ پھیل جاتے اور ہوا آنکھ کے مزاج میں ٹھہر کر اسے متغیر کر دے۔ ثقبہ عنبیہ کے پھیلنے کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) خشکی کی وجہ سے طبقۂ عنبیہ سکڑ جاتے

(۲) رطوبت کھنچاؤ پیدا کر کے طبقۂ عنبیہ کو سکیڑ دے

(۳) رطوبت بیضیہ کی کثرت جو ثقبہ کو پھیلا دے۔ کبھی ضعف بصر ثقبہ عنبیہ کے زیادہ تنگ ہو جانے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب طبقۂ عنبیہ میں استرخاء ہو جاتے۔ استرخاء کا سبب طبقۂ عنبیہ میں رطوبت آجانا ہے، یا رطوبت بیضیہ کی کمی وجہ سے طبقۂ عنبیہ میں استرخاء ہو جاتا ہے۔ استرخاء کے سبب اس طبقہ کے اجزاء ایک دوسرے پر چڑھ جاتے ہیں۔ بعض اطباء کا یہ قول ہے کہ ثقبہ عنبیہ کا طبعی طور پر تنگ ہونا اچھا ہوتا ہے۔ ضعف بصر کا سبب پپوٹوں کی کوئی بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ پپوٹوں کی بیماریوں کا تذکرہ اطباء نے اپنی تصانیف میں کیا ہے، جو سب کی سب سوء مزاج مادی سے پیدا ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ ضعف بصر کے اسباب، اندھے پن کے نصف درجہ پر ہوتے ہیں۔

وہ لوگ جن کی قریب کی نظر اچھی ہوتی ہے لیکن دور کی چیزوں کو نہیں دیکھ پاتے، ان کے بارے میں اگر یہ خیال کیا جاتے کہ وہ دور کی چیزیں اس طرح نہیں دیکھ سکتے جس طرح وہ لوگ دیکھتے ہیں جن کی قریب و دور کی نظر درست ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی نظر مطلق ضعیف البصر (جن کی دور و قریب دونوں بصارتیں خراب ہیں) اور مطلقاً جید البصر کے بین بین ہے، کیوں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ قریب اور دور کی نظر ایک ہو، خواہ

Marfat.com

دیکھنے والا ضعیف البصر ہو یا صحیح البصر، یا یوں کہا جاتے کہ اچھی نظر والے دور کی چیزیں دیکھنے میں ایک دوسرے سے فوق ہو سکتے ہیں، لیکن قریب کی چیزیں یکساں دیکھتے ہیں۔ بینائی کا یہ فرق جس طرح انواع میں ہوتا ہے اسی طرح اشخاص میں ہوتا ہے۔

بعض لوگ دور کی چیزوں کو دیکھنے پر قادر ہوتے ہیں لیکن قریب کی چیزیں نہیں دیکھ پاتے، اس کا سبب بصارت کا ضعف اور شفافیت کی کمی ہے۔ چونکہ بصارت بیرونی روشنی کے ذریعہ اپنا عمل انجام دیتی ہے، اس لیے ضعیف نظر کو بمقابلہ تیز نظر کے زیادہ بیرونی روشنی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جب کوئی چیز آنکھ سے دوری پر ہوتی ہے تو اس کے اور دیکھنے والے کے درمیان کافی روشنی موجود ہوتی ہے، اور اس روشنی کی مدد سے اشیاء نظر آتی ہیں البتہ اگر پتلی ہی کمزور ہو تو چیزیں دکھائی نہیں دیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ جن بوڑھوں کی نظر کمزور ہو جاتی ہے وہ باریک تحریر قریب سے ہی پڑھ پاتے ہیں۔ اس قسم کا ضعف بصر سوء مزاج یابس عرضی یا طبعی سے ہوتا ہے، یا رطوبت کے غیر شفاف ہو جانے سے ہوتا ہے۔ سوء مزاج یابس بہ نسبت دوسری کیفیات کے ضعف بصر کا زیادہ سبب بنتا ہے۔ اسی زمرہ میں شب کوری کا مرض آتا ہے، جس میں مریض دن میں دیکھ سکتا ہے رات میں نہیں دیکھ سکتا۔ کیوں کہ ستاروں اور چراغوں کی روشنی اس کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ بصارت سے متعلق مذکورہ باتیں علم طبیعی کے مطابق بیان کی گئی ہیں۔

مذکورہ اسباب کے علاوہ آنکھ کی بیماریوں کے سلسلہ میں بعض اطباء نے کچھ اور اسباب بھی بیان کیے ہیں، لیکن وہ غلط اصولوں پر مبنی ہیں، کیوں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم آنکھ سے خارج ہوتے والی کسی شئے کا تصور کریں، جیسا کہ علم شعاع والوں کا نظریہ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ آنکھ سے نکلنے والی چیز وہ حرارت غریزی ہی ہو سکتی ہے جو دونوں عصبہ مجوفہ کے ذریعہ آنکھ تک پہنچتی ہے، جب کہ حرارت کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی جسم سے خارج ہو کر اپنا وجود باقی رکھ سکے، چہ جائیکہ ستاروں تک اس کی رسائی ہو جاتے۔ بلکہ آنکھ سے نکلتے ہی حرارت غریزی کا مزاج فاسد ہو جاتے گا۔ نیز آنکھ کوئی فلکی یا ناری جسم نہیں ہے جس میں شعاع موجود ہو، شعاع بالطبع روشن اور فوراً نظر آنے والا وجود ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ جو چیز قبول کی جاتی ہے اس کا کچھ حصّہ قبول کرنے والے کے جوہر میں موجود ہو۔ یہ سب باتیں علم طبیعی سے متعلق ہیں۔ روشن ہوا یا روشن پانی میں جب رنگ مرتسم ہوتے ہیں

Marfat.com

تو اس سے بینائی وجود میں آتی ہے۔ یہ ہوا اور پانی ان رنگوں کو حدقہ تک پہنچاتے ہیں، اور قوت باصرہ اس کا ادراک کر لیتی ہے، اسی لیے حدقہ کو دو شفاف اجسام پانی اور ہوا سے مرکب بنایا گیا ہے۔

حس بصر میں لاحق ہونے والے خراب اعراض کی تعداد بہت زیادہ ہے، جس کا تعلق علم مناظر سے ہے، یہاں ہمیں صرف ان عوارض کا تذکرہ مقصود ہے جو کسی بیماری کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ کبھی دونوں آنکھوں میں اختلاف وضع کی وجہ سے ایک چیز کی دو چیزیں نظر آتی ہیں، مثلاً دونوں آنکھوں کی پتلیوں میں سے ایک ذرا اوپر اٹھی ہوتی ہو اور دوسری نیچے ہو۔ اس کا سبب علم مناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تمام چیزوں کا رنگ یکساں نظر آتا ہے جو سرخ، زرد یا سیاہ ہوتا ہے۔ اس کا سبب ان بخارات کا رنگ ہے جو اس شفاف رطوبت (رطوبت جلیدیہ) تک پہنچتے ہیں، جس کے ذریعہ بینائی ہوتی ہے۔ اگر یہ بخارات صفراوی ہوں تو تمام چیزیں زرد رنگ کی نظر آتی ہیں، اسی طرح اگر سوداوی بخارات ہوں تو تمام اشیاء سیاہ رنگ کی نظر آتی ہیں۔ بعض لوگوں کو نگاہوں کے سامنے مکھی یا مچھر اڑتا ہوا نظر آتا ہے، اس کا سبب وہ بخارات ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آنکھ کی طرف چڑھتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اشیاء کے درمیان ایک گولہ سا نظر آتا ہے، جس کا سبب وہ سیاہ بخارات ہیں جو قوت باصرہ کے درمیان آجاتے ہیں، لیکن یہ اس حد تک نہیں ہوتے کہ بصارت کے راستہ کو بالکل مسدود کر دیں۔

جس شخص کے خیالات میں فساد ہو جاتے اس کی بصارت پر بھی خراب اثرات پڑتے ہیں۔ عمل بصارت میں باہر کی چیزوں کا عکس اندر کی طرف آتا ہے، جس کا برعکس ہونا بھی ممکن ہے۔ فاسد خیالات رکھنے والے شخص کے ذہن میں جب کوئی خیال بیٹھ جاتا ہے تو حس بصر حرکت میں آتی ہے اور وہ خیال مجسم ہو کر ایک خیالی پیکر اختیار کر کے نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس کے دلائل علم طبیعی میں بیان کیے گئے ہیں۔

حواس خمسہ ظاہرہ کے اعراض بیان کرنے کے بعد اب تنفس کے اعراض بیان کیے جائیں گے۔ بعد ازاں قوت تخیل، قوت ذکر و فکر کے اعراض، اور پھر نیند اور بیداری کے اعراض بیان ہوں گے۔ پھر ان امراض کا تذکرہ ہوگا جن میں یہ اعراض زیادہ ہوتے ہیں۔ یہاں ان ہی امراض کا تذکرہ مقصود ہے جو زیادہ تر لاحق ہوتے ہیں۔ اس بحث پر کتاب

Marfat.com

کا یہ جزء (کتاب المرض) ختم ہو جاتے گا۔

تنفس کے اعراض

تنفس کے اعراض، تنفس کی کمی یا زیادتی ہی سے متعلق ہیں، کیوں کہ تنفس کے معطل ہونے کا نتیجہ لازمی طور پر موت ہے۔ حالانکہ بہت سی بیماریاں ایسی بھی ہیں جن میں بظاہر حرکت تنفس محسوس نہیں ہوتی، مثلاً اختناق الرحم۔ چونکہ عمل تنفس میں دو حرکتیں ہوتی ہیں، ایک ہوا کو اندر داخل کرنا، دوسرے ہوا کو باہر نکالنا، اور دونوں حرکتوں کے درمیان سکون ہوتا ہے، لہٰذا عمل تنفس میں کمی و زیادتی کا تعلق چار چیزوں، یعنی دو حرکتوں اور دو سکون سے ہے۔ دو سکون میں کمی "تواتر" اور زیادتی "تفاوت" کہلاتی ہے (نفس متواتر اور نفس متفاوت) دو حرکتوں میں کمی و زیادتی دو چیزوں میں ہوتی ہے، ایک سرعت (تیز رفتاری) و بطوء (سست روی) میں، دوسرے مسافت کے مختصر اور طویل ہونے میں، یعنی انبساط و انقباض میں۔ انبساط و انقباض میں زیادتی "عظم" (نفس عظیم)، اور کمی "صغر" (نفس صغیر) کہلاتی ہے۔ یہ سو تنفس کی بسیط اقسام ہیں، جن کے اسباب فاعلہ علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کیے جائیں گے۔ اقسام بسیط کی معلومات سے اقسام مرکبہ کی معلومات بھی حاصل ہو جائیں گی۔

نفس عظیم کا سبب، تنفس کی شدید ضرورت ہے، یہ اسی وقت ہوتا ہے جب قوت فاعلہ درست اور آلات تنفس موافق ہوں۔ ہوا کے اندر داخل کرنے میں اس کا سبب تبرید کی اشد ضرورت، اور ہوا کے اخراج میں بخاری جوہر کو نکالنے کی ضرورت ہے۔ اسی لیے ان میں سے ایک عمل (ہوا کے ادخال یا اخراج) میں تنفس عظیم ہوتا ہے دوسرے میں نہیں۔ اسی طرح نفس سریع کا سبب بھی تنفس کی شدید ضرورت ہے، لیکن اس میں قوت فاعلہ کی صحت اور آلات تنفس کی موافقت ضروری نہیں ہے۔ بلکہ قوت فاعلہ تنفس میں سرعت کا عمل اس وقت کرتی ہے جب نفس عظیم سے عاجز رہتی ہے، تاکہ سرعت کے ذریعہ عظم کی تلافی کر سکے۔ اسی طرح یہ کیفیت اس وقت بھی ہوتی ہے جب قوت قوی ہوتی ہے اور آلات تنفس اس کے موافق نہیں ہوتے۔

تواتر (نفس متواتر) بھی تنفس کی شدید ضرورت کے سبب سے ہوتا ہے، لیکن اس میں بھی قوت کی صحت اور آلات تنفس کی موافقت ضروری نہیں ہے، بلکہ اکثر قوت، نفس متواتر کو اس وقت استعمال کرتی ہے جب قوت کے عجز کی بنا پر عظم اور سرعت ممکن نہ ہو سکے۔ مذکورہ تفصیلات

Marfat.com

کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر تنفس بیک وقت سریع، عظیم اور متواتر ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ تنفس کی اشد ضرورت ہے، اور قوتِ فاعلہ درست نیز آلات تنفس صحیح ہیں۔

مذکورہ اشیاء میں کمی کے اسباب ان کی زیادتی کے اسباب کی ضد ہیں۔ صغر نفس صغیر، کا سبب ضعف قوت اور آلات تنفس کی عدم موافقت ہے۔ آلات تنفس کے عدم موافقت کا سبب یا تو قصبۃ الریہ کی تجاویف میں سدہ ہوتا ہے، جس کا سبب سر سے گرنے والے اخلاط بلغمی خصوصاً مرض بُہر (ضیق النفس)، یا اورام اور بالجملہ وہ تمام اسباب ہیں جن سے سدہ ہوتا ہے، یا جوف صدر جس میں پھیپھڑوں کی حرکت ہوتی ہے تنگ ہو جاتے یا جوف صدر میں کہیں ورم ہو یا کسی دباؤ مثلاً ورم کبد، ورم معدہ یا خوب پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے بھی ہوتا ہے سوء تنفس کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سینہ اور پھیپھڑوں میں تناسب نہ ہو۔ سینہ تنگ ہونے کا سبب ایسا لباس پہننا بھی ہو سکتا ہے جس سے سینہ پر دباؤ پڑتا ہو۔ نفس صغیر کا سبب سینہ، حجاب حاجز یا ان دونوں کے مشارک اعضا میں درد بھی ہوتا ہے۔

نفس بطی کے دو اسباب ہیں، قوتِ فاعلہ کا ضعف یا سانس لینے میں ہوا اندر داخل کرنے اور باہر نکالنے کی ضرورت میں کمی، لیکن اگر سبب ہوا کی ضرورت کی کمی ہو تو سانس میں تواتر نہیں ہوتا۔ اگر یہ سبب صرف قوت کا ضعف ہو تو اکثر نفس متواتر ہوتا ہے۔

تنفس کی بسیط اقسام اور ان کے اسباب کے بیان سے مرکب اقسام کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے، مثلاً وہ تنفس جسے اطباء "نفس الانتصاب" کہتے ہیں۔ یہ تنفس صغیر، سریع اور متواتر سے مرکب ہوتا ہے، جس کا سبب قوت کا قوی ہونا، ضرورت کا شدید ہونا اور آلات تنفس کی ناموافقت ہوتی ہے۔ اس قسم کا تنفس پھیپھڑے میں لاحق ہونے والے بڑے اورام اور سدوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کا نام "نفس الانتصاب" مریض کی ہیئت کے اعتبار سے رکھا گیا ہے، ایسی صورت میں مریض پشت کے بل نہیں لیٹ پاتا، کیوں کہ اس طرح لیٹنے میں پھیپھڑے کے بعض اجزاء ایک دوسرے پر آجاتے ہیں، یا سینہ کے کچھ اور اجزاء پھیپھڑے پر آجاتے ہیں، اور مریض کو کھڑا ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

طبعی عمل تنفس میں ہوا داخل ہونے کے بعد جو سکون ہوتا ہے اس کی مدت ہوا خارج کرنے کے بعد والے سکون کی مدت سے کم ہوتی ہے۔ اسی طرح سونے کی حالت میں ہوا کے

Marfat.com

اخراج کی حرکت، ہوا کے داخل کرنے کی حرکت کی بہ نسبت طویل ہوتی ہے، تاکہ بخارات دخانی حسب ضرورت خارج ہوسکیں۔

امراض تنفس کی بحث میں اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ بیان ہی کافی ہے۔

قویٰ سیاسیہ کے امراض

قویٰ سیاسیہ، قوت تخیل، قوت فکر اور قوت ذکر ہیں، ان قویٰ کے افعال دماغ ہی سے انجام پاتے ہیں۔ دماغ مزاجاً سرد و تر ہونے کی وجہ سے بہت جلد تاثرات قبول کرتا ہے، اسی لیے مذکورہ قوتوں کے امراض، دماغی امراض کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ خواہ دماغ کی یہ بیماری اولاً دماغ ہی میں ہوتی ہو یا اس کے مشارک اعضاء کی بیماری سے ہوتی ہو۔ اگر پورے دماغ میں کوئی بیماری لاحق ہو تو یہ سب قوتیں بیک وقت علیل ہو جاتی ہیں، لیکن اگر دماغ کے اس خاص حصہ میں بیماری ہو جس سے یہ قوتیں متعلق ہیں تو صرف وہی قوت علیل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر مقدم دماغ میں بیماری ہو تو قوت تخیل علیل ہوگی، اگر وسط دماغ متاثر ہو تو اس سے قوت فکر کی بیماری ہوگی، اور اگر مؤخر دماغ پر بیماری کا اثر ہو تو قوتِ ذکر و حفظ میں بیماری پیدا ہو جائے گی۔

ان قویٰ میں بھی تمام قویٰ کی طرح تین قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) یہ قوتیں باطل ہو جائیں۔

(۲) ان قوتوں میں کمی واقع ہو جائے۔

(۳) ان کے افعال درست طریقہ پر انجام نہ پاسکیں۔ جہاں تک ان افعال کے معطل ہونے اور ان میں کمی واقع ہونے کا تعلق ہے، اس کا سبب سوء مزاج بارد رطب یا فقط سوء مزاج بارد ہوتا ہے۔ یہ سوء مزاج مادی اور غیر مادی دونوں طرح کا ہوسکتا ہے، لیکن مادی میں دو کیفیتیں (برودت و رطوبت) شامل ہوتی ہیں، مثلاً سکتہ اور سبات میں۔ کبھی مزاج مادی کے ساتھ ورم بھی ہو جاتا ہے، مثلاً سرسام بارد میں۔ دماغ کی یہ تکلیف (سرسام بارد) اکثر فم معدہ کی مشارکت سے ہوتی ہے۔

ان قوتوں کے افعال میں خرابی کا سبب سوء مزاج صفراوی یا سوداوی ہے۔ دماغ پر سوء مزاج صفراوی کے غلبہ کی وجہ سے فاسد خیالات، اچھل کود، بیداری اور دوسرے عوارض مثلاً قوت فکر اور قوت حافظہ میں خلل واقع ہونا، پیدا ہو جاتے ہیں۔ کبھی یہ بیماریاں دماغ

Marfat.com

میں صرف سوء مزاج سے ہوتی ہیں جس کے ساتھ ورم نہیں ہوتا۔ کبھی یہ تکالیف نفس دماغ میں ہوتی ہیں، اور کبھی دوسرے اعضاء کی مشارکت سے ہوتی ہیں، مثلاً تیز بخاروں میں معدہ سے دماغ پر چڑھنے والے ابخرات کے باعث۔ کبھی سوء مزاج کے ساتھ ورم بھی ہوتا ہے۔ یہ ورم یا تو نفس دماغ میں ہوتا ہے یا حجاب دماغ میں ہوتا ہے، یا پھر فم معدہ کے اورام میں سے کوئی ورم اس کا سبب ہوتا ہے۔

سوء مزاج سوداوی کی وجہ سے پیدا ہونے والی خرابیوں میں بے سبب گھبراہٹ، فکریں، غم والم، بدگمانیاں اور ناممکن الوقوع باتوں کا ڈر ہے۔ اگر یہ سوداء محترقہ ہے تو اس سے پیدا ہونے والے امراض میں صفراء کے امراض بھی مل جاتے ہیں، جس سے دلیری، اچھل کود اور درندگی کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ نفس کا یہ فعل سوء مزاج سوداوی ہی کے تابع ہے، اس کا سبب سوداء کے رنگ کی سیاہی نہیں ہوتی، جیسا کہ بعض اطباء کو کہتے ہوتے سنا گیا ہے۔
قویٰ نفسانی میں سے کسی قوت میں خلل واقع ہونے کا سبب بالذات کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ تمام امراض کے اسباب کی طرح اس کا سبب بھی سوء مزاج ہی کی کوئی قسم ہوتی ہے۔ ان اطباء کا یہ قول کہ نفس کو سوداوی خلط سے اسی طرح وحشت ہوتی ہے، جیسے تاریکی سے، محض ایک شاعرانہ تخیل ہے۔ تاریکی میں نفس کی اذیت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ قوت بصارت اپنا فعل انجام نہیں دے پاتی، انسان دیکھ نہیں سکتا، جب کہ اندرون جسم نفس میں بینائی کی کوئی ایسی قوت نہیں ہوتی جو خلطِ سوداء کے رنگ کو دیکھ سکے۔ درحقیقت خلط سوداوی کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ یہ عوارض اس کے تابع ہوں۔ بالکل اسی طرح جیسے خوشی و سرور خلط دموی کے تابع ہوتے ہیں علم طبیعی سے واقفیت رکھنے والے شخص کے لیے یہ ایک بدیہی بات ہے۔
سوء مزاج سوداوی سے پیدا ہونے والی یہ بیماری (توحش، خوف وغیرہ) ملنخولیا (مالیخولیا) کے نام سے معروف ہے۔ یہ بیماری یا تو نفس دماغ کی جہت سے ہوتی ہے، یا کبھی قلب کی جہت سے جب کہ اس کے خون میں احتراق واقع ہو جاتے، کبھی معدہ کی جہت سے ہوتی ہے، جسے مراق کہتے ہیں۔

مراق کے اسباب میں اطباء کا اختلاف ہے۔ بعض اطباء کا خیال ہے کہ اس کا سبب قعر معدہ کا ورم ہے، کچھ اطباء ماساریقا کے ورم کو اس کا سبب بتاتے ہیں، جب کہ کچھ اور اطباء کے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ طحال سے معدہ پر غیر معتدل کیفیت کا سودا

Marfat.com

گرتا ہے۔ یہ اطبار پہلے دو نظریات کو درست نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسے مریضوں کو کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، نفخ ہوتا ہے اور پیاس میں شدت نہیں ہوتی یہ اس بات کا ایک ثبوت ہے کہ اس کا سبب ورم حار نہیں ہے۔ یہ اطبار اس بات سے بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ ان اعضار میں ورم ہوگا تو بخار بھی ہوگا، جب کہ ایسے مریضوں کو بخار بالکل نہیں ہوتا۔

ہماری رائے میں مذکورہ اطبار کی یہ دلیل کہ مراقیت اگر قعر معدہ یا ماساریقا کے گرم ورم سے پیدا ہوگی تو اس میں سخت پیاس، غذا کا دخانیت کی طرف منتقل ہونا اور نفخ معدہ میں کمی ہوگی، کچھ زیادہ درست نہیں ہے، کیوں کہ ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ پہلے کہا جا چکا ہے کہ حرارت، حرارت غریبہ ہونے کی حیثیت سے حرارت غریزیہ کو سست اور کمزور کر دیتی ہے، اور اس کی وجہ سے عضو میں سرد امراض کا پیدا ہونا ممکن ہے، خصوصاً جب یہ امراض اپنی طبیعی صورت کی بنا پر حرارت غریزیہ کے لیے مضر ہوں۔ حرارت غریزیہ کے افعال اسی حرارت کی وجہ سے شدید ہو جاتے ہیں جو اپنی صورت طبیعیہ کے لحاظ سے حرارت غریزیہ کے متضاد نہ ہو، خصوصاً جب عضو میں بیماری کی مدت طویل ہو جاتے۔ ان اطبار کا یہ قول کہ ان دونوں اعضار (قعر معدہ اور ماساریقا) میں ورم ہونے کی صورت میں مریض کو بخار ضرور ہوگا، ہاں اگر تجربہ اس کی شہادت دے تو یقیناً یہ بیماری بغیر بخار کے ناممکن ہے البتہ ورم کے انحطاط کے بعد بخار نہیں ہوگا کیوں کہ قلب تک پہنچنے والی حرارت غریبہ باقی نہیں رہے گی، بلکہ صرف معدہ اور دماغ کو نقصان پہنچائے گی۔ طحال کے سبب سے یہ بیماری ممکن ہے، اور ہو سکتا ہے کہ بیماری کی کوئی قسم طحال کی وجہ سے ہو۔

نیند کے امراض (۱) نیند کا انتہائی غلبہ، جسے "سبات" کہتے ہیں۔ اس کا سبب دماغ یا اس کے کسی مشارک عضو پر رطوبت و برودت کا غلبہ ہے۔

(۲) "سہر" (بیداری) اس کے اسباب اسباب سبات کے اسباب کی ضد یعنی حرارت و یبوست ہیں۔ کبھی ان دونوں امراض (سبات و سہر) سے مل کر ایک مرض پیدا ہوتا ہے، جس کے مریض کو "منتبہ" (ہوشیار۔ خبردار) کہتے ہیں۔ اس کا سبب برودت و یبوست ہے۔ ایسا مریض برودت کی وجہ سے سونے والے کی طرح لیٹا رہتا ہے، اور یبوست کی وجہ سے جاگنے والے کی طرح اس کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

افعال و قوئ سیاسیہ کے امراض اور ان کے اسباب بیان کر دیے گئے۔ بعض امراض ایسے بھی ہیں جن میں مذکورہ چند یا تمام امراض ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ اوپر

Marfat.com

بیان ہوا اس کے مطالعے سے ان امراض کے اسباب وغیرہ سمجھنا دشوار نہیں ہے لیکن پھر بھی کچھ مشہور بیماریوں اور ان کے اسباب کے متعلق یہاں لکھا جاتا ہے۔

یہ امراض دوار، کابوس، صرع اور سکتہ ہیں۔

دوار (چکر آنا۔ دوران سر) دوار کا سبب ریحی خلط ہے، جو دماغ میں چڑھ کر وہاں حرکت کرتا ہے، ایسی صورت میں بیرونی چیزیں حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ حواس کے فعل سے یہ چیز نمایاں ہے، جس طرح خارجی محسوسات سے حرکت محسوس ہوتی ہے اسی طرح اندرونی اخلاط سے بھی دماغ میں حرکات محسوس ہونے لگتی ہیں۔ اس طرح کے تموج سے جب دماغ کا مزاج کافی بگڑ جاتا ہے تو دوار کا مریض، مرگی کے مریض کے مانند زمین پر گر پڑتا ہے۔

اس بیماری میں بخارات کبھی تو نفس دماغ میں پیدا ہوتے ہیں خصوصاً شرائین میں، اور کبھی معدہ یا دوسرے اعضاء سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

کابوس اس بیماری میں مریض نیند میں یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا کوئی چیز اسے دبا رہی ہے اور بوجھ ڈال رہی ہے، ایسی صورت میں مریض اس قابل نہیں رہتا کہ اٹھ سکے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں قوت محرکہ میں کچھ تعطل پیدا ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ کیفیت بہت جلد ختم ہو جاتی ہے اس لیے اس کا سبب بخاری و ریحی خلط معلوم ہوتا ہے جو دماغ کی طرف چڑھتا ہے، اور اپنی کیفیت کی وجہ سے سُن پیدا کر دیتا ہے۔

صرع (مرگی) مرگی کسی شخص کا دفعتہً اس طرح گر جانا ہے کہ پورے بدن میں تشنج کی کیفیت ہو، جس کی وجہ سے بدن میں غیر معمولی حرکات پیدا ہوں، یہاں تک کہ منہ سے جھاگ آنے لگے۔ انسان کا اس طرح زمین پر گر پڑنا اور اس کے حواس اور تمام قوی نفسانی کا مفقود ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ مرض دماغ میں ہے۔ نیز اعضاء میں تشنج اور غیر معمولی حرکات کا، اس بات کی علامتیں ہیں کہ تشنج کی یہ قسم قوت دافعہ کی حرکت اور اعضاء کے سکڑنے سے پیدا ہوتی ہے، تاکہ تکلیف دہ چیز، خصوصاً دماغ کو اذیت پہنچانے والی شئے دفع ہو جائے۔ اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ صرع پیدا کرنے والا خلط، دماغ کے مزاج کے بالکل متضاد خواہ کسی ایک کیفیت کی بنا پر یا صورت کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس بات کی دلیل کہ یہ تشنج، اس قسم کا نہیں ہے جو عصب کی رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ ہے کہ یہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

چونکہ صرع کے دورہ کی مدت کم ہوتی ہے اور یہ جلد ختم ہو جاتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا سبب لطیف مادہ والا خلط ہو، جیساکہ امراض حادہ میں ہوتا ہے، لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ صرع کے مریض عام طور پر سرد و تر مزاج والے، مثلاً بچے، یا سرد و خشک مزاج والے، مثلاً بوڑھے ہوتے ہیں۔ اور اکثر مریضوں میں جو اعراض لاحق ہوتے ہیں وہ بھی اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ اس مرض کا سبب فاعل خلط غلیظ ہے، نیز خلط غلیظ گاڑھا ہونے کی وجہ سے اتنی جلد تحلیل نہیں ہوتا، بلکہ جالینوس کے قول کے مطابق تنگ اور کشادہ نالیوں میں جاری رہتا ہے۔ کسی خلط کے تحلیل ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ طبیعت اس پر غالب ہو کر اسے پکاتی ہے، اور اس کے غذائی حصّہ کو قبول کر کے باقی کو دفع کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خلط غلیظ میں یہ عمل غلظت کی وجہ سے دیر طلب ہوتا ہے، جیساکہ اکثر امراض میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

اسی لیے ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یہ مرض (صرع) ان ریاح کی وجہ سے ہوتا ہے جو یا تو نفس دماغ میں پیدا ہوتے ہیں یا کسی اور عضو میں پیدا ہو کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، جیساکہ جالینوس نے ایک نوجوان کے بارے میں بیان کیا ہے جسے سرد ریاح بعض اعضاء کی طرف اوپر چڑھتی ہوتی محسوس ہوتی تھیں، پھر اسے مرگی کا دورہ پڑ جاتا تھا۔ "ریاح" کو صرع کا سبب بتانے کے لیے اس نوجوان کا واقعہ ہی کافی ہے، لیکن یہ ریاح بارد رطب یا بارد یابس اخلاط کے مشابہ ہوتی ہیں۔ جب یہ اخلاط بدن میں ہوں گے تو یہی ریاح کا مادہ ہوں گے۔ اسی لیے ایسے مریض جنہیں اس مرض سے شفاء ہونے کی امید ہو اُن کو ان اخلاط کا استفراغ کرانا چاہیئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کبھی کبھی اس مرض کا سبب خلط مراری ہوتا ہے، جو میرے نزدیک ممکن ہے کیوں کہ دورہ کا جلد ختم ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کو معدہ کی مشارکت سے یہ شکایت ہوتی ہے انہیں زیادہ تر بھوک کی شدت، روزہ، یا حلق کی تنگی کے وقت دورہ پڑتا ہے۔ یہ بھی اس امر کی علامت ہے کہ یہ مرض خلط مراری سے ہوتا ہے۔ جالینوس اس مرض میں ایارج فیقرا کے ذریعہ استفراغ کراتا ہے۔ اور یہیں یہ معلوم ہے کہ "صبر" (جو ایارج فیقرا کا جزو اعظم ہے) صفراء یا صفراء کی آمیزش والے خلط کا اخراج کرتا ہے۔

بعض اطباء کا خیال یہ ہے کہ یہ مرض سوء مزاج غیر مادی بارد یابس کی وجہ سے ہوتا ہے

Marfat.com

لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے، کیوں کہ اس مرض کے دورے پڑتے ہیں، نیز اگر یہ مرض سوء مزاج غیر مادی کے سبب سے ہو تو یہ بیرونی چیزوں سے ہوگا، کیوں کہ سوء مزاج غیر مادی، جس کا سبب مزاج مادی ہو، مشکل سے اچھا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس قسم کے مزاج سے مرگی کا دورہ پڑے۔ مذکورہ بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس طرح کا دورہ صرف بیرونی اسباب سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ بیرونی اسباب سے پیدا ہونے والا سوء مزاج ہی جلد تحلیل ہوتا ہے، ہاں بیرونی اشیاء یعنی سرد ہوا سے دماغ کا مزاج استواری ہونا ممکن نہیں ہے کہ اس سے مرگی کا مرض ہو جاتے۔ اگر ایسا کوئی تجربہ ہوتا بھی ہے تو بہت شاذ و نادر ہوگا۔

یہ بات ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ جب تک کسی بیماری کا تجربہ و مشاہدہ نہ ہو جاتے۔ محض مرض کے پیدا ہونے کے امکان یا عدمِ امکان کے لحاظ سے فن طب کی معلومات صرف قیاسی و تخمینی ہوتی ہیں، یہی اکثر ہوتا بھی ہے۔ تمام امراض کے بارے میں پہلے مشاہدہ ہونا چاہئے پھر ان کے اسباب بیان کیے جانے چاہئیں۔

سکتہ اس مرض کی شدت یا ضعف کا اندازہ مریض کے تنفس سے ہوتا ہے، تنفس کی خرابی مرض کے شدید اور تنفس میں آسانی مرض کے خفیف ہونے کی علامت ہے۔ سکتہ کے بارے میں بقراط کا قول ہے کہ اگر یہ ہلکا ہو تو اس کی صحت مشکل ہے، اور اگر قوی ہو تو بیمار جانبر ہی نہیں ہوتا۔ اس بیماری کا سبب یہ ہے کہ قلب اپنا کام انجام نہیں دیتا، جس سے دماغ میں بھی عام خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب قلب اور دماغ کے درمیان روح کے راستوں یعنی شرائین میں کسی رکاوٹ کا ہونا یا پھر بطونِ دماغ ہی میں کوئی رکاوٹ ہو جانا ہے۔ کیوں کہ جب بطون دماغی میں رکاوٹ ہو جاتی ہے تو وہ روح نفسانی جو دماغ سے تمام اعضاء میں پھیل کر حس و حرکت پیدا کرتی ہے، رک جاتی ہے۔ دماغ سے روح نفسانی کا تمام اعضاء میں پھیلنا جالینوس کے قول کے مطابق ہے، قلب سے حرارت غریزی تمام جسم میں پھیلتی ہے، اور جب دماغ کے مزاج میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے تو اس سے حرارت غریزی کے اعتدال میں خرابی آجاتی ہے۔ حرارت غریزی کا اعتدال ہی حس و حرکت کا ذمہ دار ہے، جیسا کہ علم طبعی کے مباحث سے ثابت ہے۔ سکتہ کی بیماری بطون دماغ کی کسی تکلیف سے ہونا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ بطون دماغی میں کوئی آفت لاحق ہونے سے فوراً مریض کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے امراض واعراض اور ان کے اسباب کے بارے میں یہاں جو کچھ بیان کیا گیا وہی کافی ہے، کیوں کہ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ ہماری مقرر کردہ تقسیم و ترتیب کے مطابق جو شخص فن طب کے تمام اجزاء کی مکمل معلومات حاصل کرنا چاہے اس کے لیے یہ کتاب ایک دستور اور قانون کی حیثیت میں سامنے آئے۔ مختصر یہ کہ اس کی حیثیت مبادیات کی ہے۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح ایک مصور پہلے خاکہ بناتا ہے، پھر اس میں رنگ بھر کے تصویر مکمل کرتا ہے، اسی طرح ہم نے بھی فن طب کا یہ ایک خاکہ مرتب کیا ہے۔ عمر نے وفا کی اور وقت ملا تو اس فن پر ایک تفصیلی کتاب تصنیف کی جائے گی، جو اس فن کے تمام اجزاء پر مشتمل ہوگی۔

اب اس کے بعد انشاء اللہ کتاب العلامات شروع ہوگی۔

Marfat.com

کتابُ العلامات

کتاب العلامات کے دو حصے ہیں۔

پہلا حصہ اس میں پورے بدن اور اس کے ہر ہر عضو کی علاماتِ صحت بیان کی گئی ہیں۔

دوسرا حصہ اس میں امراض کی علامات اور ان کے اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ اس حصہ کے پھر کئی حصے ہیں۔ (۱) بدن میں موجود امراض کی علامات۔ فنِ طب میں انہی علامات کا تذکرہ زیادہ ہے۔ (۲) ایسی علامات جو حالتِ صحت یا حالتِ مرض میں پیدا ہونے والے امراض کا پتہ دیتی ہیں۔ (۳) وہ علامات جو سابق میں ہونے والے امراض کا پتہ دیتی ہیں۔ یعنی وہ امراض جو پہلے پیدا ہو کر ختم ہو چکے ہیں۔ ان علامات کے علم سے فنِ طب میں کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ تمام علامات مندرجہ ذیل ترتیب سے بیان کی جائیں گی۔ (۱) تمام بدن کی صحت اور جسم کی ہر ہر عضو کی حالتِ صحت کی علامات۔ (۲) وہ علامات جو مستقبل میں پیدا ہونے والے امراض کی نشاندہی کرتی ہیں۔ (۳) موجود امراض کی علامات۔ ان علامات کے ساتھ ہی وہ علامات بھی بیان کی جائیں گی جو حالتِ مرض میں آئندہ پیدا ہونے والے امراض یا آئندہ رونما ہونے والی صحت کو بتاتی ہیں، حالانکہ یہ علاماتِ صحت ہیں، لیکن چونکہ ان علامات پر طبیب طریقِ علاج مقرر کرتا ہے اس لیے اس جز میں ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ گو یہ علاماتِ صحت ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ علاماتِ مرض بھی ہیں، کیونکہ ان سے مرض کے دُور کرنے کی بابت معلومات ہوتی ہیں۔ اب علاماتِ صحت کی بحث شروع کی جاتی ہے۔

صحت کی تعریف بیان کی جا چکی ہے یعنی کسی عضو کی وہ حالت جس کے افعال و انفعالات طبیعی

Marfat.com

طور پر انجام پائیں "حالتِ صحت" ہے۔ اعضاء مفردہ و مرکبہ کے لحاظ سے حالتِ صحت کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں۔ ایک اعضاء مفردہ کی حالتِ صحت کے لحاظ سے جو نو مزاجوں سے منسوب ہے، اور دوسری اعضاء مرکبہ کی صحت کے لحاظ سے جو چار مزاجوں پر مشتمل ہے۔ اعضاء میں بعض حالاتِ صحت غیر واضح ہوتے ہیں، خصوصاً وہ اعضاء جو جسم کے اندر ہیں اور آنکھوں سے نہیں دیکھے جاسکتے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے اعضاء مفردہ کے نو مزاجوں کے لحاظ سے حالتِ صحت کی علامات مقرر کی جائیں اور پھر اعضاء مرکبہ کے حالاتِ صحت کی علامات مقرر ہوں۔ اعضاء مرکبہ کی حالتِ صحت کی معتدل اور غیر معتدل حالت یعنی ان اعضاء کی صحت کی حالت کے معتدل اور غیر معتدل ہونے کی علامات کا ذکر بھی ضروری ہے، جو شروع سے واضح نہیں ہوتیں —— ان علامات کا تعین اعضاء کے فعل وانفعال اور ان کے امورِ لازمہ کی معلومات پر منحصر ہے۔ جب یہ چیزیں ہمیں معلوم ہو جائیں گی تو غیر معلوم کی طرف خود بخود رہنمائی ہو جائے گی۔ افعالِ اعضاء کے امورِ لازمہ رنگ، لاغری، موٹاپا اور وہ اعراض ہیں جو بدن سے خارج ہونے والے غذائی فضلات سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اطباء عام طور پر اعضاء مفردہ کی حالتِ صحت کی علامات کا تذکرہ کرتے ہیں، اور اعضاء مرکبہ کی حالتِ صحت کی علامات بیان نہیں کرتے، اگر بیان بھی کرتے ہیں تو وہ ضمنی طور پر ہوتا ہے۔ جبکہ دونوں قسم کی علامات بیان ہونا چاہئیں۔

یہاں سب سے پہلے مزاج معتدل کی علامات بیان کی جائیں گی، کیونکہ طبعاً یہی مقدم ہے۔ معتدل کی نسبت سے کمی و بیشی کی علامات کو مزاج معتدل کی علامات پر قیاس کرتے ہوئے سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نو مزاج ہر ہر عضو سے منسوب ہیں، اور ہر ہر عضو کے مزاج کے لحاظ سے ہی پورے بدن کے مزاج کا تعین ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر ہر عضو کے نو مزاجوں میں ہر ایک کی علامات بیان کرنا ضروری ہے۔ ان علامات کے معلوم ہو جانے پر پورے بدن کا مزاج خصوصاً اعضاء رئیسہ کا مزاج متعین کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ہم قلب کے مزاج کے بارے میں بتائیں گے، کیونکہ قلب کا مزاج تمام اعضاء سے اشتراک رکھتا ہے، اگر یہ معتدل ہو تو تمام اعضاء معتدل ہوں گے۔ قلب ہی تمام اعضاء کو وہ ہیئت مزاجی عطا کرتا ہے جس سے وہ اپنے افعال وانفعالات کی انجام دہی کرتے ہیں۔ نیز جب دوسرے اعضاء کا مزاج غیر معتدل ہو جاتا ہے، مثلاً جگر کا مزاج، تو پھر قلب کے مزاج کا اعتدال بھی باقی نہیں رہتا، کیونکہ قلب اور دوسرے تمام اعضاء میں مشارکت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قلب کے مزاج کے معتدل یا غیر معتدل ہونے پر ہی تمام اعضاء کے مزاج کا اعتدال یا عدم اعتدال منحصر ہے۔

Marfat.com

مزاجِ قلب کی علامات

مزاجِ قلب معلوم کرنے کے لیے سب سے اہم علامت نبض ہے، اس کے بعد تنفس کا درجہ ہے۔ قلب کے قریبی اعضاء کی ہیئت اور قلب کے مشارک اعضاء کے مزاج سے بھی مزاجِ قلب کی بابت معلومات ہوتی ہیں۔

نبض نہ عظیم ہو نہ صغیر، نہ سریع ہو نہ بطی، نہ متفاوت ہو نہ متواتر۔ تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ قلب کا مزاج حرارت و رطوبت میں معتدل ہے۔ ایسی نبض زیادہ تر ان لوگوں کی ہوتی ہے جو معتدل اقلیم میں نشو و نما پاتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی خارجی سبب اس میں مانع نہ ہو۔ ایسے لوگ معتدل اقلیم کے معتدل شہروں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بقراط کا شہر۔ اسی لیے گرم علاقوں کے لوگوں کی بابت جالینوس کہتا ہے کہ اگر وہ لوگ کوشش بھی کریں تو ان کا مزاج معتدل نہیں ہو سکتا۔

اس بُنیاد پر کہ اکثر غیر معتدل اقالیم کے لوگوں کی نبض عظیم ہوتی ہے، نبض عظیم کو طبیعی نہیں کہا جا سکتا۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ حبش کے لوگوں کے سیاہ رنگ ہونے پر، سیاہ رنگ کو طبیعی نہیں کہا جا سکتا۔

تنفس کا اعتدال بھی مزاجِ قلب کے اعتدال کی علامت ہے۔ یہ صورت اس وقت ہوگی جب آلاتِ تنفس، قلب کی مناسبت سے زیادہ بڑے نہ ہوں۔ اگر آلاتِ تنفس قلب کی مناسبت سے بڑے ہیں تو ان کا معتدل تنفس بھی قلب کی مناسبت سے غیر معتدل بلکہ مفرط ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ مزاجِ قلب گرم ہے، سینہ اور پھیپھڑے مزاجِ قلب کے اعتبار سے زیادہ بڑے ہوں تو ایسی صورت میں ان کے مجاری بڑے اور کشادہ ہوں گے۔ لہٰذا تنفس غیر عظیم بھی ویسا ہی تنفس عظیم ہوگا جیسا پھیپھڑے اور سینہ کے قلب کے تناسب سے بڑا ہونے کے وقت ہوتا۔ سینہ اور پھیپھڑے کی جسامت اکثر حرارت قلب کے تابع ہوتی ہے۔

قلب کے قریبی اعضاء کی ہیئت اس کے مزاج کی نشاندہی کرتی ہے چنانچہ سینہ کی متوسط جسامت اکثر قلب کے اعتدالِ مزاج کی علامت ہے۔ اسی طرح جگر کے مزاج کا اعتدال یا دماغ کے مزاج کا اعتدال یا دونوں کے مزاج کا اعتدال، قلب کے معتدل مزاج کی علامت ہے، کیونکہ جگر اور دماغ کی مخصوص حرارتیں دراصل ان اعضاء بسیطہ کی حرارتیں ہیں جن سے مل کر یہ دونوں اعضاء (جگر و دماغ) بنے ہیں، اور وہ حرارت جس سے یہ مذکورہ دونوں اعضاء اپنا فعل انجام دیتے ہیں، قلب سے ان تک پہنچتی ہے۔ ان دونوں اعضاء (جگر و دماغ) کی یہ حرارت "صورت" کی حیثیت رکھتی ہے۔

Marfat.com

جبکہ ان کی مخصوص حرارت "مادہ" کی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ ہر شئے کا اعتدال اور کمالِ اعتدال اس کی صورت پر منحصر ہوتا ہے، اس لیے یہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں اعضاء کا اعتدال، ان کی صورت کا اعتدال ہو، یعنی اُس شئے کا اعتدال جو ان اعضاء کو یہ صورت بخشتی ہے، یعنی قلب۔

ممکن ہے یہ کہا جائے کہ قلب سے ان دونوں اعضاء کی طرف پہنچنے والی حرارت ضرورت سے زیادہ گرم، یا سرد ہو، اور ان اعضاء کا مزاج جو اعضاء متشابہہ سے مل کر بنا ہے، قلب کی اس زیادہ یا کم حرارت کی ضد واقع ہو، اور اس طرح جگر و دماغ میں اعتدال پیدا ہو جائے۔ لیکن ایسا کہنا محض ایک فرضی بات ہے۔

سینہ کے ملمس سے بھی مزاجِ قلب کے اعتدال کا پتہ چلتا ہے۔ اگر ملمس معتدل ہو تو یہ اعتدال قلب کی علامت ہے، بشرطیکہ یہ اعتدال، گوشت کے اعتدال کی وجہ سے نہ ہو ا گوشت کا اعتدال، خصوصاً اس جگہ کے گوشت کا معتدل ہونا، قلب کے اعتدال کا تابع ہوتا ہے، اسی لیے جس شخص کا قلب معتدل ہو اس کا بدن نہ تو زیادہ لاغر ہوتا ہے اور نہ زیادہ موٹا۔

غصہ اور بُردباری، بہادری اور بُزدلی، غرض جملہ افعال و انفعالات نفسانیہ کا حالتِ اعتدال پر رہنا بھی مزاجِ قلب کے معتدل ہونے کی دلیل ہے۔

قلب کے افعال و مزاج، قلب کی وضع، مقدار اور ساخت کے اعتدال کی علامت ہیں۔ اگر قلب کا مزاج معتدل ہو تو یہ اس کی شکل، مقدار اور ساخت کے معتدل ہونے کی دلیل ہے۔ نیز اگر قلب کے افعال اس کے مزاج کے موافق ہوں تو بھی اسی امر کی علامت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض حضرات کی نبض حرارت کے بجائے شرائین کی تنگی کے سبب سے سریع ہو، مثلاً موٹے لوگوں میں۔

مختصراً یہ کہ اندرونِ جوف کے اعضاء کی وضع، مقدار، ساخت اور ان کے مشارک اعضاء کی علامات کا بیان بہت دشوار ہوتا ہے، اس لیے اطباء ان کے مزاج صحیحہ بیان کرنے سے گریز کرتے ہوئے محض علاماتِ مزاجیہ ہی کو بیان کرتے ہیں اور طبیب بھی بغیر علاماتِ مزاجیہ کی معلومات حاصل کیے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا علاماتِ مزاجیہ کی وضاحت کی کوشش کی جائے گی۔

قلب کے اپنی ترکیب کے لحاظ سے معتدل ہونے کی ایک علامت بیرونی اعضاء خصوصاً سینہ اور اس کے قریبی اعضاء کا اعتدال و تناسب ہے۔ اسی کو لوگ حُسن و جمال سے تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ حُسن و جمال اعضاء کے تناسب میں ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے قوت اور مضبوطی مزاج کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اعضاء کے اعتدال کو مزاجِ قلب کے اعتدال کی علامت ہم نے اس لیے

Marfat.com

کہا ہے کہ قوتِ مصورہ اعضاء کی تخلیق قلب کی حرارت کے توسط ہی سے کرتی ہے، بالکل ایسے ہی جیسے قوتِ غاذیہ جو قوت و مضبوطی پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے، وہ مزاج کے توسط سے اپنا فعل انجام دیتی ہے۔ اس بات کا خیال رہنا چاہیے کہ یہ علامت برعکس نہیں ہے (یعنی مزاجِ قلب معتدل ہو تو اعضاء میں بھی اعتدال و تناسب ہو) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قلب کا مزاج معتدل اور اس کی ترکیب بھی اچھی ہوتی ہے، لیکن ہیولیٰ کی خرابی کے باعث بعض اعضاء کی ترکیب میں خرابی واقع ہو جاتی ہے، حالانکہ ایسا کم ہی ہوتا ہے، جیسا کہ اعضاء کی وجہ سے لاحق ہونے والے اعراض کم ہیں، اس کے باوجود مشارکت کے سبب سے کبھی یہ عوارض قلب کی طرف رجوع ہو کر اس کا مزاج فاسد کر دیتے ہیں۔

کیفیاتِ اربعہ (حرارت و برودت اور رطوبت و یبوست) میں سے کسی کیفیت میں اگر قلب کا مزاج غیر معتدل ہو جائے تو اس کی علامات، مذکورہ مزاجِ معتدل کی علامات کے برعکس ہوں گی۔ چنانچہ اگر نبض عظیم سریع متواتر ہو تو یہ اس کی حرارت کی علامت ہے، بشرطیکہ شرائین کی خلقی تنگی کی وجہ سے ایسی نبض نہ ہو۔ حالانکہ مزاجِ گرم میں یہ تنگی کم ہی ہوگی، کیونکہ حرارت عضو کی جسامت کو بڑھا دیتی ہے۔ نیز یبوست کے سبب بھی ایسی نبض نہ ہو، کیونکہ دوسری کیفیات کے اعتبار سے یبوست میں تمدد کم ہوتا ہے، اگر ساتھ ہی نبض میں صلابت ہو تو یہ قلب میں غایت درجہ کی یبوست کی علامت ہے۔ تنفس کی علامات بھی نبض کی طرح ہیں (یعنی تنفس کا عظیم سریع متواتر ہونا قلب کی حرارت کی علامت ہے) بشرطیکہ سینہ اور پھیپھڑے ضرورت سے زیادہ چھوٹے نہ ہوں، یا ان کی تجاویف تنگ نہ ہوں۔ سینہ پر بالوں کا اُگنا اور ملمس کا گرم ہونا بھی مزاجِ قلب کی حرارت کی علامت ہے۔ مختصر یہ کہ تمام اعضاء کی حرارت، قلب کی حرارت کے تابع ہوتی ہے، جبکہ دوسرے اعضاء رئیسہ یعنی جگر و دماغ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان اعضاء متشابہہ کے مزاج کے باعث جن سے یہ دونوں اعضاء (جگر و دماغ) مل کر بنے ہیں، ان کا مزاج ضرورت سے زیادہ سرد ہو جائے، اس طرح قلب حار اور دماغ بارد ہو، لیکن ایسی صورت میں قلب کا مزاج بھی سرد ہو جائے گا، خصوصاً اگر دماغ کا مزاج سرد ہو جائے، کیونکہ دماغ ہی قلب کی حرارت کو معتدل کرتا ہے۔ افعالِ نفسانی مثلاً غصہ وغیرہ بھی قلب کی حرارت و یبوست کی علامت ہیں۔ وہ شخص جسے غصہ زیادہ آتا ہے لازمی طور پر گرم مزاج ہوگا۔ اگر کسی کا غصہ دیر میں ختم ہوتا ہو تو یہ یبوست کی علامت ہے۔ اسی طرح سینہ کی تنگی اور جسم کا لاغر ہونا بھی یبوست قلب کی علامت ہیں۔

Marfat.com

نبض کا عظیم اور لین ہونا مزاج قلب کی حرارت و رطوبت کی زیادتی کی علامت ہے۔ اگر نبض لین ہو، عظیم نہ ہو تو یہ صرف رطوبت کی علامت ہے۔ سینہ اور تمام اعضاء کا بڑا ہونا بھی حرارت و رطوبت کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن حیوانات کا مزاج زیادہ گرم و تر ہوتا ہے وہ بڑے جسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً مرطوب مقامات کے حیوانات۔

قلب کی برودت و یبوست کی علامتیں حرارت و رطوبت کی علامات کی ضد ہیں۔ اسی لیے بارد یابس قلب والوں کی نبض صغیر، متفاوت، بطی اور صلب ہوتی ہے۔ یہی حال ان کے تنفس کا بھی ہے۔ ان کے سینہ کا ملمس سرد ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی اور امر مانع نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے سینہ پر بال نہیں اُگتے۔ یہ لوگ بہت بز دل ہوتے ہیں۔ ان کو غصہ نہیں آتا، کند ذہن اور کم عقل ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ بوڑھوں کی طرح نظر آتے ہیں، اور ان کا بڑھاپا گویا موت ہے۔ قلب کے مزاج اور افعال سے قلب کی ساخت کی خرابی کا پتہ چلتا ہے۔

اعضاء متشابہۃ الاجزاء اور اعضاء آلیہ کی صحت کے لحاظ سے قلب کی علامات بیان کر دی گئیں۔ اب ہم دماغ کی صحت کی علامات بیان کریں گے۔

معتدل دماغ کی علامات

تمام اعضاء کی طرح دماغ کا اعتدال بھی دماغ کے اعضاء متشابہۃ الاجزاء کی طرف منسوب ہے یا اپنی ترکیب کی طرف۔ پہلے مزاج معتدل کی علامات بیان ہوں گی۔ وہ علامتیں جن سے مزاج دماغ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کچھ تو دماغ کے افعال سے متعلق ہیں یعنی قوت حس اور حس کے توابع تخیل، فکر اور ذکر، یا دماغ کی قوت غاذیہ سے متعلق ہیں، جس کے افعال ناک یا تالو سے نکلنے والے فضلات سے معلوم ہوتے ہیں۔ دماغ کے ملمس، سر پر اُگنے والے بال یا سر کی شکل سے بھی مزاج دماغ کی بابت معلوم ہوتا ہے۔ اگر دماغ سے خارج ہونے والے فضلات اپنی کمیت و کیفیت کے لحاظ سے معتدل ہوں تو یہ دماغ کے اعتدال مزاج کی علامت ہے۔ اگر نیند و بیداری کی کیفیت معتدل ہو تو یہ بھی دماغ کے معتدل مزاج ہونے کی دلیل ہے۔ ایسے لوگ جو کسلمند نہ ہوں، تیز حرکت کرنے والے نہ ہوں، معتدل الفہم ہوں، بیدار مغز ہوں، ان کے سر کا ملمس معتدل ہو، یعنی نہ گرم ہو نہ سرد، ان کے سر پر اُگنے والے بال نہ بالکل سیدھے ہوں نہ گھنگھریالے، نہ بالکل سیاہ ہوں نہ بالکل سفید، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان کا دماغ معتدل ہے۔ شکل دماغ کا معتدل ہونا بھی مزاج دماغ کے معتدل ہونے کی علامت ہے۔ جالینوس کے قول کے

Marfat.com

مطابق دماغ معتدل کی شکل موم کے ایسے گولے کی مانند ہوتی ہے جسے دونوں طرف انگلیوں سے دبا دیا گیا ہو، نہ سر زیادہ بڑا ہو نہ زیادہ چھوٹا۔

اگر دماغ سے خارج ہونے والے فضلات مقدار میں کم، زیادہ پکے ہوئے اور ساتھ ہی گاڑھے بھی ہوں تو یہ یبوست دماغ کی علامت ہے، اگر پکے ہوئے اور مقدار میں زیادہ ہوں تو حرارت و رطوبت کی علامت ہے، اگر مقدار میں زیادہ ہوں اور پکے ہوئے نہ ہوں تو برودت کی علامت ہے۔ اگر ساتھ ہی ان فضلات میں مائیت ہو تو رطوبت و برودت کی علامت ہے۔ بقراط کے قول کے مطابق ایسے لوگ صحت کی نسبت بیماری سے زیادہ قریب رہتے ہیں۔

حار دماغ کے ساتھ اگر رطوبت نہ ہو تو اس سے بیداری اور نیند کی کمی لاحق ہوتی ہے۔ بیداری کی کثرت یبوست کی علامت ہے۔ ایسا مزاجِ دماغی رکھنے والے لوگ جلد باز ہوتے ہیں، بے سوچے سمجھے کام شروع کر دیتے ہیں، مستقل مزاج نہیں ہوتے، وہ اکثر معاملات کو ایک دوسرے میں خلط ملط کر دیتے ہیں، غلطیوں اور توہمات کی وجہ سے صحیح فیصلہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے برخلاف اگر نیند طاری رہتی ہو، کُند ذہنی ہو، باتیں دیر میں سمجھتا ہو، مختلف باتوں میں امتیاز نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کے دماغ کا مزاج سرد ہے۔ اگر ان کیفیات میں زیادتی ہو جائے تو سمجھنا چاہیے کہ دماغ میں برودت کے ساتھ رطوبت بھی ہے۔ محض بارد مزاج والے دماغ کی بہ نسبت، ان لوگوں کو کم نیند آتی ہے جن کا دماغ بارد یابس ہو، جس طرح صرف بارد دماغ والے لوگ، بارد رطب دماغ والوں سے کم سوتے ہیں۔ سر کے لمس سے بھی ان مزاجوں پر حکم لگایا جاتا ہے۔

بالوں سے بھی مزاجِ دماغ کی علامات کا پتہ چلتا ہے۔ بال چونکہ جسم کے فضلات دخانی سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے بالوں کا سیاہ ہونا احتراق مادہ کی علامت ہے، کیونکہ احتراق کی وجہ سے ہی سفید رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگر ساتھ ہی بالوں میں گھنگھریالا پن پایا جائے تو یہ خشکی کی علامت ہے، مثلاً بال کو آگ کے قریب لے جائیں تو وہ سکڑ کر مڑ جاتا ہے۔ سفید بال مادہ کی خامی اور نفخ کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں، اگر ایسے بال سیدھے بھی ہوں تو یہ رطوبت کی زیادتی کی علامت ہے۔ اسی طرح بال جلد اُگنا حرارت کی اور دیر میں اُگنا برودت کی علامت ہے۔ اگر بالوں کے رنگ، گھنگھریالے پن، سیدھے پن اور جلد یا بدیر اُگنے میں اعتدال پایا جائے تو یہ مزاج معتدل کی علامت ہے۔ سر کا ٹیڑھا ہونا اور اس کا چھوٹا یا بڑا ہونا مزاج کی خرابی کی علامت ہے۔

مزاجِ دماغ متعین کرنے کے لیے آنکھ بھی ایک قریبی علامت ہے۔ سُرخ آنکھ جس میں سُرخ

Marfat.com

عروق نمایاں ہوں، دماغ کے مزاجِ حار کی علامت ہے۔ اس کے برعکس آنکھ، دماغ کی برودت کی علامت ہے۔ آنکھ کا تیزی سے حرکت کرنا حرارت، اور کم حرکت کرنا اور کم پلک جھپکنا مزاجِ بارد کی علامت ہے۔ ان باتوں کا اعتدال، دماغ کے معتدل المزاج ہونے کی علامت ہے۔ آنکھ کا نیلا ہونا بھی دماغ کی برودت کی علامت ہے، جس طرح اس کا سُرمئی ہونا حرارت کی علامت ہے۔ آنکھ کا نیلگوں مائل سیاہ ہونا مزاجِ معتدل کی علامت ہے۔ نیلگوں رنگ طبخ کی کمی اور عدم نضج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ رنگ پھیلے ہوئے پانی سے ملتا ہوا ہے۔ سُرمئی رنگ نضج اور طبخ کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اسی لیے اس پر سیاہی کا غلبہ رہتا ہے، کیونکہ سیاہی اجزاء ارضیہ محترقہ کے غلبہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نیلگوں مائل سیاہ رنگ طبخ میں انتہائی اعتدال کے سبب سے ہوتا ہے، یعنی جبکہ سُرمئی رنگ کے طبخ سے کم اور نیلے رنگ کے طبخ سے زیادہ طبخ ہوا ہو۔ صرف ان ہی دونوں چیزوں پر رنگ کے نیلے یا سُرمئی ہونے کا انحصار نہیں ہے، بلکہ کچھ اور چیزیں بھی ہیں۔ سُرمئی رنگ آنکھ کی رطوبت اور رطوبت کے گہرائی تک ہونے کی علامت ہے۔ مثلاً گہرے تالابوں کے پانی کا رنگ سیاہ نظر آتا ہے، کیونکہ گہرے پانی میں روشنی کی شعاع کا نفوذ پوری طرح نہیں ہوتا۔ نیلی آنکھوں میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جالینوس کا خیال ہے کہ رطوبت جلیدیہ کی کثرت آنکھ کے نیلے ہونے میں معاون ہوتی ہے، کیونکہ اس رطوبت کا رنگ اولہ کی طرح صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح رطوبت جلیدیہ کی کمی آنکھ کے سُرمئی ہونے میں معاون ہوتی ہے اور ان چیزوں کا اعتدال، اعتدالِ مزاج کی دلیل ہے۔

یہ مزاجِ دماغ کی علامات کا بیان ہوا، وہ علامات جو دماغ کی ترکیب کے بارے میں معلومات بہم پہنچاتی ہیں، ان کے بارے میں دماغ کے مزاج، اس کے افعال اور اس کی ہیئت ترکیبی سے معلوم ہوتا ہے۔ شکل اور مقدار کا معاملہ ظاہر ہے، اور شکل طبیعی کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے۔ سر کے مشارک اعضاء کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کی گردنیں سر کو اٹھانے اور بلند رکھنے کے لیے مناسب ہوتی ہیں، اور بعض اس کے برعکس ہوتی ہیں۔ دماغ کے راستوں کا تنگ اور کشادہ ہونا بھی مزاجِ دماغ پر منحصر ہے۔ حار رطب دماغوں کے راستے اور بطون بہت کشادہ ہوتے ہیں۔ بارد یابس دماغوں میں اس کے برعکس ہوتا ہے، اور حار یابس نیز بارد رطب دماغوں میں درمیانی صورت ہوتی ہے۔ مزاجِ معتدل میں دماغ کے راستے اور بطون میں اعتدال ہوتا ہے۔ دماغ کے افعال سے ترکیبِ دماغی کی معلومات اس طرح ہوتی ہے کہ جب کسی دماغ کے راستے اور بطون تنگ ہوں تو اکثر ایسے لوگوں کو صرع، سُدے یا اس سے ملتے جلتے امراض لاحق ہوتے ہیں۔ جوہر دماغ کے

Marfat.com

طبعاً ناقص ہونے پر ذہن میں خرابی اور دماغ میں رعونت پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً ان لوگوں میں جو کافی عمر کو پہنچ گئے ہوں۔ مختصر یہ کہ دماغ کی ظاہری شکل میں خرابی پیدا ہونے سے دماغ میں اندرونی طور پر بھی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ باعتبار اعضاء بسیطہ و مرکبہ دماغ کی صحت کی علامات کے بیان کے بعد اب صحتِ جگر کی علامات بیان ہوں گی۔

جگر صحت مند جگر کی بھی چند علامتیں ہیں۔ ان میں کچھ علامتیں جگر کے مزاج کی ہیں، اور کچھ ترکیب جگر کی علامات ہیں۔ پہلے ہم مزاجِ جگر کی علامات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ علامتیں افعالِ جگر، عروقِ جگر کی ہیئت اور لمس جگر سے معلوم ہوتی ہیں۔ معتدل المزاج جگر سرخ ارغوانی رنگ کا خون پیدا کرتا ہے۔ ایسے شخص کا رنگ سفید مائل بہ سرخی ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے سانولے رنگ کو اعتدالِ جگر کی علامت بیان کیا ہے۔ ایسے لوگوں کے بدن نہ زیادہ موٹے ہوتے ہیں نہ زیادہ لاغر، ان کے شکم کا لمس معتدل ہوتا ہے، جگر کی وریدوں کا کشادگی اور تنگی کے لحاظ سے معتدل ہونا جگر کے معتدل ہونے کی علامت ہے۔ اگر صفرا زیادہ پیدا ہو رہا ہو خصوصاً جوانی کے آخری دور میں تو یہ جگر کے گرم مزاج ہونے کی علامت ہے، ایسے لوگوں کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ اگر حرارت و یبوست میں زیادتی ہو جائے تو اس کی وجہ سے جسم میں صفراء محترقہ پیدا ہوتا ہے، ایسے لوگوں کا رنگ مٹیالا ہو جاتا ہے، خصوصاً ان کی آنکھوں کے گڑھے، اکثر ان کے ہونٹ بھی سیاہ ہو جاتے ہیں۔ بلغم کثرت سے پیدا ہونا، خون کا رنگ تبنی (بھوسے کے رنگ کا) ہونا، جسم کا رنگ سفید اور گچ کے مانند ہونا جگر کے بارد المزاج ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ساتھ ہی یبوست بھی ہو تو مرہ سوداطبیعی زیادہ پیدا ہوتا ہے، اگر مزاج جگر میں رطوبت ہو تو اس کی وجہ خون کا غلبہ ہوتا ہے۔ اگر رطوبت کے ساتھ حرارت نہ ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ بدن میں ترہل (ڈھیلاپن) ہوگا اور اگر رطوبت کی کثرت ہو جائے تو اس سے استسقاء ہو جاتا ہے، جگر کے عروق کشادہ ہوتے ہیں، خصوصاً جب اس میں رطوبت ہو۔ بارد یابس جگر کے عروق برعکس یعنی تنگ ہوتے ہیں، جبکہ حار یابس جگر کے عروق درمیانی حالت میں ہوتے ہیں۔ بال بھی جگر کے مزاج کی علامت بنتے ہیں، شکم پر بالوں کا ہونا جگر کے مزاجِ حار کی علامت ہے۔ بالوں کی نوعیت سے بھی مزاجِ جگر متعین ہوتا ہے، اگر بال کھردرے، مڑے ہوئے اور سیاہ ہوں تو یہ حرارت و یبوست کی علامت ہے، اگر نرم اور سیدھے ہوں تو یہ رطوبت کی علامت ہے، اگر شکم پر بال ہی نہ ہوں تو جگر کے مزاجِ بارد کی علامت ہے، اگر ساتھ ہی شکم نرم بھی ہو تو یہ جگر کے مزاجِ رطب کی علامت ہے۔ اگر شکم خشک ہو تو یہ یبوستِ جگر کی علامت ہے۔

Marfat.com

ترکیب جگر کی علامتیں، جگر کے مزاج اور افعال سے معلوم ہوتی ہیں۔ جگر کا معتدل مزاج اس کی شکل، وضع کے اعتدال، چھوٹے بڑے ہونے میں متوسط اور جگر کے راستوں کے تنگ و کشادہ ہونے کی درمیانی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ جگر کا مزاج حار رطب ہونا، جگر کے جسامت میں بڑے اور وریدوں کے کشادہ ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ بارد یابس مزاج میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ حار یابس یا بارد رطب مزاج کی صورت درمیانی ہے۔ یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ وہ مزاج جو اعضاء کی ترکیب کی علامت بنتے ہیں دراصل وہ مزاجِ طبیعی ہیں جو اعضاء کی تخلیق کے وقت حاصل ہوتے ہیں۔ نیز حار اور بارد مزاج بیرونی اسباب یا کسی تدبیر کے نتیجہ میں بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی جسم کی ترکیب سے برودت کا اظہار ہو، اور اس کے جگر کے مزاج کی علامات وہ ہوں جو حرارت کی علامات ہوتی ہیں، مثلاً اس کے عروق کا کشادہ ہونا، ایسی صورت میں اس کا مزاج طبیعی اس کے مزاج عرضی کے خلاف ہوگا۔ اگر اس کے برعکس ہو یعنی کسی انسان کے جگر کا مزاج بارد یابس ہو، جبکہ وہ خود موٹا ہو تو یہ موٹاپا حرارت و رطوبت کی علامت ہے۔

افعالِ جگر سے بھی ترکیب جگر پر استدلال کیا جاتا ہے، جب جگر کے عروق تنگ ہوں تو سُدّہ پیدا کرنے والی غذاؤں کے استعمال کے بغیر سُدّوں کی شکایت لاحق ہو جاتی ہے۔ اور جب جگر، معدہ کی نسبت سے چھوٹا ہو اور کوئی ملین سبب نہ ہو تو ایسی صورت میں پاخانہ ہمیشہ پتلا ہوگا۔ یہ جگر کے چھوٹے ہونے کی قطعی دلیل ہے، کیونکہ چھوٹا جگر، معدہ کے ہضم کیے ہوئے کیلوس کو پوری طرح جذب نہیں کر پاتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انگلیوں کا چھوٹا ہونا بھی جگر کے چھوٹے ہونے کی علامت ہے۔ ارسطو کا کہنا ہے کہ جگر کبھی کبھی بائیں جانب بھی ہوتا ہے، لیکن یہ بہت شاذ ہے۔ اگر ایسا ہو تو جگر کی بیماری کی علامات بھی بائیں جانب نمایاں ہوں گی۔

اعضاء رئیسہ کی علاماتِ صحت کا تذکرہ ختم ہو چکا۔ اب ان کے اعضاء خادمہ کی علامات کا بیان ہوگا۔

پھیپھڑے پھیپھڑوں کا مزاج معتدل ہوتا ہے تو تنفس نہ عظیم ہوتا ہے نہ صغیر بلکہ درمیانی ہوتا ہے۔ اور پھیپھڑے کو گرم اور سرد ہوا سے تکلیف نہیں پہنچتی، ایسے شخص کی آواز بھی درمیانی ہوتی ہے نہ بلند نہ پست۔ اگر پھیپھڑے کا مزاج حار ہو تو ایسی صورت میں تنفس عظیم ہوگا، گرم ہوا سے تکلیف پہنچے گی اور سرد ہوا سے فرحت محسوس ہوگی، نیز آواز بھی بلند ہوگی۔ اگر پھیپھڑے کا مزاج بارد ہو تو پھر علامات، مذکورہ علامات کے برعکس ہوں گی، یعنی تنفس صغیر ہوگا، آواز بھی پست

Marfat.com

ہوگی، اور سرد اشیاء سے تکلیف پہنچے گی۔ پھیپھڑے کے مزاج کے خشک ہونے کی علامت آواز کا صاف ہونا اور بلغم کی کمی ہے، جبکہ رطوبت کی علامات اس کے برعکس ہیں، یعنی آواز کا صاف نہ ہونا اور بلغم کی کثرت۔

پھیپھڑے کے مزاج و افعال سے اس کی ترکیب پر استدلال کیا جاتا ہے، مزاج معتدل ہوگا تو لازمی طور پر ترکیب بھی معتدل ہوگی، یعنی بڑے اور چھوٹے ہونے، مجاری کے تنگ اور کشادہ ہونے میں توازن ہوگا۔ اگر پھیپھڑے کا مزاج گرم ہے تو اس کی جسامت زیادہ اور مجاری کشادہ ہوں گے۔ آواز کا بلند ہونا بھی راستوں کی کشادگی کی علامت ہے۔ پہلے ہم نے بلند آواز کو مزاج کے حار ہونے کی علامت بتایا ہے، جس کا سبب مجاری کا کشادہ ہونا ہے، اور مجاری کا کشادہ ہونا لازمی طور پر حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھیپھڑے کا مزاج بارد، پھیپھڑے کے چھوٹے ہونے اور راستوں کی تنگی کی علامت ہے، خصوصاً اگر برودت کے ساتھ یبوست بھی ہو، قلب کا مزاج گرم نہ ہو تو تنفس کی تیزی پھیپھڑے کے چھوٹے ہونے اور راستوں کی تنگی کی علامت ہے۔ سینۂ مجنح[1] سینہ کی شکل کی خرابی ہے۔ اطباء کا قول ہے کہ ایسے سینہ والوں کو پھیپھڑے کے زخم اور اکثر مرض سل ہو جاتا ہے۔

معدہ معدہ کا مزاج اس کے افعال سے معلوم ہوتا ہے۔ معتدل مزاج معدہ وہ ہے جو اکثر غذاؤں کو ہضم کرے، بشرطیکہ وہ غیر طبعی نہ ہوں، معدہ میں سوء مزاج کے اعراض میں سے کوئی عرض نہ ہو، بھوک طبعی ہو۔ معدہ کا مزاج حار ہوتا ہے تو لطیف غذائیں ہضم نہیں ہوتیں ان میں دخانیت پیدا ہو جاتی ہے، جبکہ ثقیل غذائیں ہضم ہو جاتی ہیں، نیز بھوک کم ہو جاتی ہے۔ بارد المزاج معدہ میں اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی لطیف غذائیں ہضم ہو جاتی ہیں، اور غلیظ غذائیں ترش ہو جاتی ہیں۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ معدہ کا مزاج یابس ہو تو پیاس بڑھ جاتی ہے، لیکن تھوڑا سا پانی پینے سے تشفی ہو جاتی ہے۔ ایسے معدہ والے اگر تھوڑا سا بھی کھانا زیادہ کھالیں تو ان کے معدہ میں حرکت ہونے لگتی ہے۔ پیاس کی کمی اور تر غذاؤں کی طرف رغبت معدہ کے رطب ہونے کی علامت ہے، جبکہ خشک معدہ والے لوگ، خشک غذاؤں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ صورت اس وقت ہے جبکہ معدہ کی یہ رطوبت اور یبوست دونوں طبعی ہوں۔ اگر یہ مزاج عرضی ہو تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی خشک مزاج کے معدہ والے تر چیزوں کی خواہش اور تر مزاج معدہ والے خشک چیزوں کی خواہش رکھتے ہیں۔

---

[1] سینۂ مجنح: دونوں شانوں کا پیچھے کی جانب گوشت سے خالی ہونا اور سینہ کا تنگ ہونا۔

Marfat.com

معدہ کا جسامت کے لحاظ سے چھوٹے بڑے ہونے میں معتدل ہونے کی علامت یہ ہے کہ ایسا معدہ کم او زیادہ غذا کی درمیانی مقدار کو قبول کرتا ہے۔ اگر معدہ چھوٹا ہے تو اس کی علامت یہ ہے کہ یہ زیادہ غذا کو قبول نہیں کرتا لیکن تھوڑی تھوڑی مقدار میں غذا استعمال کی جائے تو اچھی طرح ہضم کر لیتا ہے۔ بڑے معدہ میں اس کے برعکس صورت ہوتی ہے۔

فوطے

فوطوں کے افعال اور ان کے اعراض سے فوطوں کا مزاج متعین کیا جاتا ہے۔ اگر انسان کی خواہش جماع میں اعتدال پایا جائے تو یہ فوطوں کے مزاجِ معتدل کی علامت ہے۔ لیکن اگر جماع کی خواہش زیادہ ہے تو یہ فوطوں کے مزاجِ حار کی علامت ہے۔ اگر جماع کی خواہش میں زیادتی کے ساتھ برداشت کرنے کی صلاحیت بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مزاج میں حرارت کے ساتھ ساتھ رطوبت بھی ہے۔ اطباء کا قول یہ ہے کہ اگر فوطوں کا مزاج حار ہو تو لڑکیوں کی بہ نسبت اولادِ نرینہ زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ فوطوں کا مزاج بارد ہو تو علامات برعکس ہوتی ہیں، یعنی اس مزاج کے فوطوں والا شخص جماع میں سُست ہوتا ہے، اس کے یہاں لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ اگر برودت کے ساتھ یبوست بھی شامل ہو جائے تو فعلِ جماع پر قدرت نہیں رہتی۔ اگر جماع کی خواہش زیادہ ہے اور جماع سے کمزوری لاحق ہوتی ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مزاج مائل بہ یبوست ہے۔ منی کے اعراض سے بھی فوطوں کے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ اگر منی کمیت و کیفیت میں معتدل ہو تو یہ فوطوں کے معتدل المزاج ہونے کی علامت ہے۔ اگر فوطوں کا مزاج ضرورت سے زیادہ گرم ہے تو منی کی مقدار زیادہ اور منی بہت غلیظ ہوتی ہے۔ اگر فوطوں کا مزاج بارد ہے تو اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی منی کی مقدار کم اور اس میں نضج بھی کم ہوتا ہے۔ یبوست کی بہ نسبت رطوبت، فعلِ جماع کے لیے زیادہ موافق ہے۔ فوطوں کے بال بھی مزاج کی علامت بنتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے دوسرے اعضاء کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

اعضاء رئیسہ میں سے ہر ایک عضو کے حالاتِ صحت کی علامات بیان کی گئیں۔ اسی سے پورے بدن کے مزاجِ معتدل یا غیر معتدل کو سمجھا جا سکتا ہے۔

معتدل المزاج بدن فربہی اور لاغری میں متوسط ہوتا ہے۔ رنگ سُرخ و سفید ہوتا ہے۔ بچپن میں بالوں کا رنگ بھورا کسی قدر سُرخی مائل اور جوانی میں بال سیاہ، لیکن زیادہ گھنگھریالے نہیں ہوتے۔

Marfat.com

بدن کا ملمس حرارت و برودت، نرمی و سختی میں معتدل ہوتا ہے، اس کا اخلاق انتہائی معتدل اور وہ اوسط درجہ کی ذہانت رکھتا ہے۔ مختصراً مذکورہ علامات بدن کے معتدل ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔ انہی علامات سے غیر معتدل بدن کو بھی سمجھا جا سکتا ہے، یعنی افعال و اعراض سے متعلق علامات، مثلاً فربہی و لاغری، رنگ اور بال وغیرہ سے۔ مزید برآں یہ بات پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ رنگ اور بالوں کی علامات معتدل اقالیم کے لوگوں پر بھی صادق آتی ہیں، اور اگر کسی دوسری اقلیم کے لوگوں کے لیے یہ علامات صحیح بھی ہوں تو یہ اس اقلیم کے لوگوں کی مناسبت سے ہوں گی، لیکن اطباء نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ وسطی یورپ اور حبشہ (افریقہ) کے علاقے کے لوگوں میں معتدل علامات کے بارے میں الگ الگ بتایا جائے۔ رنگ اور بالوں کی علامات قطعی نہیں ہیں، کیونکہ حبشہ کے لوگوں کا رنگ سیاہ اور بال بہت گھنگھریالے ہوتے ہیں۔ اور ان کو مزاج حار کی علامت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بلکہ اس حرارت کو خارجی حرارت کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔ اسی طرح وسطی یورپ اور دوسرے سرد علاقوں کے لوگوں کے بالوں کا سیدھا ہونا بارد مزاج ہونے کی دلیل نہیں ہے، بلکہ ان کا مزاج گرم ہوتا ہے۔ کیونکہ حرارت غریزی ان کے اندرون بدن کی طرف منعکس ہوتی ہے، جیسا کہ موسم سرما میں ہوتا ہے۔

مختصراً علامات صحت کا اتنا ہی تذکرہ کافی ہے۔

امراض کی علاماتِ منذرہ

علامات منذرہ کی چند قسمیں ہوتی ہیں، بعض علامات ایسی بیماریوں سے ماخوذ ہوتی ہیں جو غلبہ اخلاط سے وجود میں آتی ہیں، بعض بدن کے مزاج اور جسم کی استعداد مرض سے ماخوذ ہوتی ہیں، بعض دلائل، گزشتہ تدابیر سے بھی ماخوذ ہوتے ہیں، اسی طرح چاروں موسم بھی اپنے اپنے لحاظ سے امراض کے دلائل ہیں، خصوصاً جب ان میں غیر طبعی تغیرات واقع ہوں۔ یہ علامات کبھی معمولی ہوتی ہیں اور کبھی قوی۔ ان کے درجات آئندہ بیان کیے جائیں گے۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب پورے جسم میں خون کی مقدار اس قدر بڑھ جائے کہ جسم میں تمدد پیدا ہو جائے تو اسے "امتلاء بحسب تجاویف" کہتے ہیں، لیکن اگر مقدار کے ساتھ کیفیت بھی خراب ہو جائے تو اسے "امتلاء بحسب قوۃ" کہا جائے گا۔ کیفیت کے خراب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خون بقیہ تین اخلاط میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ اخلاط میں تبدیل ہو جائے۔ اس امتلاء میں خون کی کیفیت خراب ہونے

Marfat.com

سے قوتِ جسمانی میں خلل واقع ہوتا ہے۔ چنانچہ اس امتلاء میں بھوک ختم ہوجاتی ہے اور حرکات میں گرانی ہوتی ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ تمام افعال نفسانیہ اور طبیعیہ میں گرانی ہوجاتی ہے، لیکن پہلی قسم کے امتلاء (بحسب تجاویف) میں یہ عوارض نہیں ہوتے، اس امتلاء کی علامتیں بھی وہی ہیں جو غلبۂ خون کی ہیں۔ دوسرے امتلاء کی علامتیں بقیہ تین اخلاط میں سے کسی ایک یا زیادہ اخلاط کی علامتوں کی طرح ہوتی ہیں مناسب ہے کہ اب تمام اخلاط کی علامتیں علیحدہ علیحدہ بیان کی جائیں، کیونکہ اخلاطِ بسیطہ کے سمجھنے کے بعد اخلاط مرکبہ خود سمجھ میں آسکتے ہیں۔

کثرتِ خون کی علامتیں

خون کی زیادتی سے لاحق ہونے والے عوارض یہ ہیں:

نبض عظیم ہونا، امتلاء عروق (خواہ شریانیں ہوں یا وریدیں) سر، آنکھ اور کنپٹیوں کی گرانی، ذہن و حواس کا مکدر رہنا۔ غرض جسم کی حالت اس "اعیاء" کی مانند ہوجانا جو بیرونی سبب سے ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بدن بھی سُرخ ہوجاتا ہے، گرم ہواؤں میں نہ رہنے کے باوجود بدن کا گرم ہونا، نیند میں غرق رہنا (کثرتِ خون کے باعث خواب میں سُرخ چیزوں کا دیکھنا، جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ خون کے تالاب میں کھڑا ہے۔ اس شخص میں غلبۂ خون کی علامتیں موجود تھیں، اس لیے جالینوس نے اس شخص کو فصد کھلوانے کا مشورہ دیا۔ پھر وہ شخص بعض ایسے طبیبوں کے پاس گیا جو ارسطراطیس کے نظریہ کے پیرو تھے اور فصد کے مخالف تھے۔ ان اطباء نے اس شخص کو ورزش کا مشورہ دیا۔ جب اس نے ورزش شروع کی، اور اس کے اخلاط پگھلنے لگے تو وہ مرگیا۔ امتلاء خون سے کبھی ناک سے خون کے قطرات ٹپکنے لگتے ہیں، نیز مسوڑھوں سے خون رِستا ہے۔ ارسطو کا قول ہے کہ خون جب فاسد ہوجاتا ہے تو ناک یا مقعد کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پھوڑے، پھنسیاں، پیشاب کا گاڑھا پن، منھ کا ذائقہ میٹھا ہونا، یہ سب غلبۂ خون کی علامتیں ہیں۔

اطباء کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص فصد کا عادی ہوچکا ہے تو اس کے فصد کے مقام پر خارش ہونے لگتی ہے۔ مزاج، تدبیر اور ہوا سے غلبۂ خون کی علامتیں اس وقت اخذ کی جاسکتی ہیں جب یہ تینوں چیزیں غلبۂ خون سے موافقت رکھتی ہوں، مثلاً جوانی کی عمر، غلبۂ خون کی تدابیر مثلاً شراب اور گوشت کا متواتر استعمال، اور موسم بہار، لیکن ان علامتوں سے غلبۂ خون ہونا لازم نہیں ہے، کیونکہ کبھی نفس مزاج، خون پیدا کرتا ہے، خواہ موسم بہار، عالم شباب اور دیگر خون پیدا کرنے والی تدابیر ہوں یا

Marfat.com

نہ ہوں۔ اگرچہ تدابیر قوی ترین سبب ہیں، لیکن غلبۂ خون کی قطعی علامتیں وہ عوارض ہیں جو غلبۂ خون کے ساتھ ضرور ہوتے ہیں۔

غلبۂ صفرا کی علامتیں

سریع و متواتر نبض، رقیق و ناری پیشاب، صفراوی قے، ایسا اسہال جس سے چبھن کا احساس ہو، کڑوا ذائقہ، پیاس کی شدت، زبان کی خشکی اور کھردرا پن، زرد رنگت اور کبھی کبھی آنکھ کے سفید حصہ میں پیلا پن ہو جاتا ہے، جیسے ابتدائی یرقان میں، مزید برآں اگر موسم گرما، سنِ شباب، گرم و خشک غذاؤں کا استعمال، زیادہ ورزش یا لوہاری وغیرہ جیسے گرم پیشے بھی ہوں تو غلبۂ صفرا میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

غلبۂ سوداء کی علامتیں

پیشاب کا سیاہ، سُرخ، مٹیالا یا سبز ہونا، معدہ میں جلن کا احساس، جوع الکلب کا ہیجان، مٹیالا رنگ، آنکھ کے حلقوں کی سیاہی اور فصد کھولنے پر سیاہ خون کا نکلنا جس میں زیادہ پھٹکیاں ہوں۔ اکثر ایسے لوگ ورمِ طحال کے مریض ہوتے ہیں۔ مزید برآں اگر موسم خریف، خلط سوداء کی طرف مائل مزاج، اور غذائیں بھی ہوں تو بدن پر خلط سوداء کا غلبہ یقینی ہے۔ خلط سوداء پیدا کرنے والے مزاج بارد یابس یا حار یابس ہوتے ہیں، چنانچہ موٹے، گورے اور کم بال والوں میں یہ خلط کم، اور لاغروں میں زیادہ ہوتی ہے۔ بہت سیاہ اور خراب پھوڑے اس خلط کے غلبہ کی قطعی علامتیں ہیں۔

غلبۂ بلغم کی علامتیں

سفید پیشاب، لین، متفاوت اور صغیر نبض، بدن کا ڈھیلا پن، کسل اور نیند کا غلبہ، غذا کا دیر سے ہضم ہونا، پیاس کی کمی، لیس دار اور زیادہ مقدار میں تھوک، مزید برآں اگر مزاج، موسم اور غذاء و تدبیر بھی موافقِ بلغم رہی ہوں تو قطعی غلبۂ بلغم ہے، مثلاً بڑھاپے کا مزاج، سردی کا موسم، آرام طلبی، خوش عیشی اور سرد و تر غذاؤں کا بہ کثرت استعمال۔ خواب دیکھنا بھی غلبۂ اخلاط کی علامت ہے جیسا کہ صفراوی مزاج لوگ اکثر خواب میں آگ یا دوسری سُرخ چیزیں دیکھتے ہیں۔ غلبۂ سوداء کے مریض خوف و دہشت کے خواب دیکھتے ہیں۔ غلبۂ بلغم والے بارش اور دریا وغیرہ دیکھتے ہیں، اور اپنے آپ کو ٹھنڈی ہوا اور

Marfat.com

ٹھنڈے پانی میں محسوس کرتے ہیں۔

ہر خلط کے غلبہ کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ ان بیماریوں کی علامتیں بھی ہیں جو ایک یا زیادہ اخلاط سے پیدا ہوتی ہیں۔ اعیاء (اعضاء شکنی) جو بدن میں بغیر کسی وجہ کے ظاہر ہو وہ ایک یا زیادہ اخلاط کے سبب سے ہی پیدا ہوتا ہے، لیکن اعیاء تمددی اور اعیاء ورمی میں خون کا غلبہ رہتا ہے، جبکہ اعیاء قروحی میں مقدار کے غلبہ سے زیادہ، کیفیت کی خرابی ہوتی ہے۔

اب ہم ہوا کے وہ تغیرات بیان کریں گے جو پیدا ہونے والی بیماریوں کا پتہ دیتے ہیں۔ ان تغیرات کا علم تجربے سے ہوتا ہے، صرف دلائل کے ذریعہ ان کی پوری واقفیت تقریباً ناممکن ہے۔ لہٰذا ہم قدماء کے مشاہدات کے ذریعہ ان تغیرات کو بیان کریں گے، اور اس کے بعد ان کے مختلف اسباب پر روشنی ڈالی جائے گی۔

قول بقراط "موسم سرما میں جب ہوائے شمالی چلے اور بارش بالکل نہ ہو، نیز موسم بہار میں ہوائے جنوبی چلے اور بارش ہو تو موسم گرما میں آشوب چشم، تیز بخار اور اسہال خونی کی بیماریاں پیدا ہوں گی۔ یہ بیماریاں اکثر رطب مزاج والوں کو لاحق ہوتی ہے، مثلاً عورتیں اور بچے۔"

ان بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب موسم سرما خشک ہوتا ہے تو لوگوں میں اخلاط یابسہ پیدا ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موسم خریف میں جو اخلاط محترقہ پیدا ہوتے ہیں وہ ایسے موسم گرما میں برودت و رطوبت کی طرف منتقل نہیں ہوتے، بلکہ ان کا مزاج، خریف میں عارض ہونے والے مزاج سے نصف درجہ پر ہوتا ہے۔ جب موسم بہار زیادہ مرطوب ہو جاتا ہے تو متضاد اخلاط جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب موسم گرما آتا ہے تو عارضی رطوبات ان اخلاط میں عفونت پیدا کر دیتی ہیں۔ — اخلاط میں تبدیلی سے جو حرارت عفونیہ پیدا ہوگی وہ زیادہ حاد اور غیر معتدل ہوگی۔ چنانچہ ایسے اخلاط سے تیز بخار ہوتا ہے؛ کیونکہ ان اخلاط کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔

بقراط کے مذکورہ قول کی رُو سے ان اخلاط سے اسہال خونی اور آشوب چشم بھی ہوگا۔ یہ امراض ان لوگوں کو لاحق ہوتے ہیں جن کے مزاج رطب ہیں، کیونکہ ایسے لوگ گرم ہواؤں کا تاثر جلد قبول کر لیتے ہیں — بقراط کے یبوست کو ہوائے شمالی اور رطوبت کو ہوائے جنوبی کی طرف منسوب کرنے کا سبب ان ہواؤں کے مزاج ہیں۔ ان مزاجوں کے اسباب دوسری جگہ بیان کر دیے گئے ہیں۔

بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ "مندرجہ بالا موسموں میں نجم الکلب[1] کے طلوع ہونے کے بعد اگر بارش کے ساتھ

---

[1] یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ "نجم الکلب" کون سا ستارہ ہے۔

Marfat.com

سردی ہو، اور شمالی ہوائیں بدستور چلتی رہیں تو یہ بیماریاں اعتدال پر رہیں گی۔" کیونکہ ٹھنڈی ہوائیں اور بارش موسمِ گرما میں ٹھنڈک پیدا کر دیتی ہیں، باوجودیکہ شمالی ہوائیں خشک ہیں، لیکن ان میں بھی برودت کا اثر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ٹھنڈی ہواؤں میں عفونت کم ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ بقراط نے مذکورہ موسموں میں جن بیماریوں کا ذکر کیا ہے ان کا اہم سبب ہواؤں کا مزاجی تغیر ہے۔ اخلاط کے نضج اور اعتدال کے لیے موسموں کے مختلف مزاج بنائے گئے ہیں، مثلاً موسمِ سرما کی رطوبت و برودت، موسم خریف و گرما کی یبوست و حرارت کی اصلاح کرتی ہے، لیکن جب موسمِ سرما خشک ہو تو یہ اخلاط جوں کے توں رہتے ہیں، اور موسمِ بہار کی رطوبت سے ان کی اصلاح نہیں ہونے پاتی، کیونکہ یہ رطوبت بے موسم ہوتی ہے۔ اور اس رطوبت سے موسمِ گرما کی حرارت بلا واسطہ مل جاتی ہے، جس کے سبب سے مذکورہ بیماریاں ہو جاتی ہیں، لیکن موسمِ سرما کی رطوبت، موسمِ گرما کی حرارت سے بالواسطہ ملتی ہے، یعنی موسمِ بہار کی حرارت کے ذریعہ، اس لیے موسمِ گرما آنے تک یہ رطوبت خشک ہو جاتی ہے، اور جسم پر موسمِ گرما کی حرارت اتنا خراب اثر نہیں ڈالتی۔

قولِ بقراط "جب موسمِ سرما میں تیز جنوبی ہوائیں بارش کے ساتھ چلیں، اور موسمِ بہار میں شمالی ہوائیں چلیں اور بارش نہ ہو تو اسہالِ خونی اور آشوبِ چشم یابس پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے موسم میں بوڑھوں کو نزلہ، سکتہ اور فالج وغیرہ ہو جاتا ہے۔ نیز حاملہ کو اکثر اسقاط کی شکایت ہو جاتی ہے"۔ — اس طرح کے موسم میں نزلہ، سکتہ اور فالج پیدا ہونا تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ موسمِ سرما میں دماغ ضرورت سے زیادہ مرطوب ہو جاتا ہے، پھر جب موسمِ بہار میں برودت ہوتی ہے (جبکہ موسمِ بہار میں اخلاط جوش اور حرکت میں ہوتے ہیں۔ غرضیکہ اس موسم کا مزاج اس کے مزاجِ طبیعی کے خلاف ہوتا ہے) تو اخلاط میں برودت و رطوبت پیدا ہو جاتی ہے، جس سے اس قسم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

یہاں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ مذکورہ قسم کے موسمِ سرما میں ایسے امراض بدرجہ اولیٰ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ موسمِ سرما میں اخلاط منجمد اور غیر متحرک ہوتے ہیں، اور موسمِ بہار میں حرارت کی وجہ سے متحرک ہو جاتے ہیں۔ جب موسمِ بہار زیادہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو اس قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اسہالِ خونی سے مراد آنتوں کی خراش ہے جو نزلہ سے عارض ہوتی ہے۔ اس قسم کی موسمی خرابی عورتوں میں اسقاطِ حمل پیدا کرتی ہے، کیونکہ رحم میں زیادتیِ رطوبت، رحم کی قوتِ ماسکہ کو کمزور کر دیتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خرابیِ موسم کا ضرر نفسِ جنین میں پہنچے، کیونکہ جب ایسی عورتوں کے بدن میں رطوبت

Marfat.com

کی زیادتی ہوگی، اور موسم بہار کی ٹھنڈک اپنا اثر کرے گی تو جو عوارض لوگوں کو بیرونی اسباب سے لاحق ہوتے ہیں وہی جنین کو ہوں گے، بلکہ کمزوری کی وجہ سے جنین میں زیادہ امکان ہے، جبکہ جنین کے مزاج میں رطوبت بھی ہوتی ہے۔ اس عارضہ سے جنین کی موت ہو سکتی ہے۔

قولِ بقراط "اگر موسم گرما میں کم بارش ہو اور موسم خریف میں زیادہ گرمی ہو اور بارش بھی ہو، اور ہوائے جنوبی چلے تو موسم سرما میں شدید دردِ سر، کھانسی، گلا بیٹھنے اور زکام کے امراض لاحق ہوں گے۔ بعض لوگوں کو مرضِ سل لاحق ہو جاتا ہے۔" ان امراض کے پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایسے موسم خریف میں سر میں فضلات اکٹھا ہو جاتے ہیں، اور موسم سرما کے آنے پر یہ فضلات ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، اور ان فضلات میں نضج نہ ہونے کے باعث یہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ فضلات جب سر میں ہوتے ہیں تو دردِ سر پیدا کر دیتے ہیں، جب نیچے گرتے ہیں تو کھانسی، گلا بیٹھنے اور زکام کے امراض ہو جاتے ہیں۔ جب یہ فضلات پھیپھڑے میں زخم پیدا کرتے ہیں، تو مرض سل ہو جاتا ہے۔

قولِ بقراط "خشک موسم خریف میں جب شمالی ہوائیں چلتی ہیں تو صفراوی مزاج والوں میں آشوبِ چشم یابس، تیز بخار اور وسواس سوداوی کے امراض پیدا ہوتے ہیں" — اس موسم کے مزاج کے پیشِ نظر اس طرح کے امراض بعید نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ شدتِ یبوست سے ہی سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تیز بخار سے یہاں سوداوی بخار مراد ہیں، اور سوداوی اخلاط کے آنکھوں کی طرف گرنے سے آشوبِ چشم عارض ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بقراط نے اسے آشوبِ چشم یابس کے نام سے یاد کیا ہے۔

قولِ بقراط "بارش کی زیادتی سے جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) طویل بخار، (۲) اسہال، (۳) مرگی، (۴) سکتہ، (۵) ذبحہ[1]۔ بارش کم ہونے سے جسمانی صحت قائم رہتی ہے۔" دراصل رطوبت کی کثرت سے حرارتِ غریزی مغلوب ہو جاتی ہے، جس کے سبب یہ سارے امراض وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ بقراط کا یہ کہنا کہ خشک ہوا سے جسمانی صحت قائم رہتی ہے، کوئی عام ضابطہ نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خشک ہوا سے جسمانی صحت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک یبوست کی زیادتی نہ ہو، کیونکہ یبوست کی زیادتی بجائے خود اپنے مزاج کے اعتبار سے

---

[1] ذبحہ وہ ورم گرم جو عضلات حلقوم کے اس جانب ہو جدھر سے نگلا جاتا ہے۔

Marfat.com

بیماریاں پیدا کر سکتی ہے۔ چنانچہ خود بقراط نے زیادہ گرم موسم کے بارے میں کہا ہے کہ جب اس موسم میں بارش بالکل نہ ہوگی تو گرم بخار عارض ہوگا۔

بقراط کہتا ہے کہ "ہوائے معتدل وہ ہے کہ موسم خریف میں اوسط درجہ کی بارش ہوتی رہے"۔۔۔۔۔۔ جب ہوا کسی ایک کیفیت میں زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کے مطابق بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جوہر ہوا کے متعفن ہونے سے وبائی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور موسم گرما میں بارش کی زیادتی سے ہوا متعفن ہو ہی جاتی ہے۔ جیسا کہ شہر قرابون کے احوال میں بقراط کہتا ہے۔۔۔۔۔" اس شہر میں موسم گرما میں خوب بارش ہوئی اور پورے موسم بارش ہوتی رہی، جس کے نتیجہ میں وہاں کے باشندوں میں سخت خارش اور نہایت خراب پھنسیاں پیدا ہو گئیں اور شدت مرض سے بعضوں کے ہاتھ پیر کٹ کر گر گئے"۔۔۔۔۔ کبھی ہوائے وبائی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ پانی میں مردار اور سڑی ہوئی چیزوں سے اٹھنے والے متعفن بخارات جوہر ہوا میں مل جاتے ہیں اور وبائی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز پانی اور غذا کی خرابی سے وبائی امراض پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ قحط زدہ علاقوں میں دیکھا گیا ہے۔ ہوائے وبائی کی بیماریاں موت کا پیغام لاتی ہیں، کیونکہ ہوا کی عفونت قلب پر اثر انداز ہوتی ہے، اسی لیے وبائی بخاروں میں خراب عوارض، سوء تنفس وغیرہ لاحق ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ ایسے مریضوں میں بخار زیادہ نہیں ہوتا، اور نہ انہیں سوء مزاج کے غلبہ سے زیادہ تکلیف کا احساس ہوتا ہے کیونکہ سوء مزاج مختلف، تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

وبائی زمانے میں ہر شخص کو وبا نہیں پکڑتی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جن لوگوں میں مرض کی قبولیت کی استعداد ہوتی ہے، بیماری ان کو ہی پکڑتی ہے۔ جب موسم طبعی حالت پر ہوں تو موسمی امراض پیدا نہیں ہوتے۔ اگرچہ ہر ہر موسم کے مزاج کے مطابق مخصوص بیماریاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً موسم بہار میں دموی امراض موسم سرما میں بلغمی بیماریاں، موسم گرما میں صفراوی اور خریف میں سوداوی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگرچہ موسم بہار میں بالعرض سوداوی بیماریاں ہوتی ہیں، مثلاً وسواس سوداوی، جنون، داد، بہق، مرگی اور اوجاع مفاصل۔ اس کا سبب یہ ہے کہ موسم بہار میں بدن کے اخلاط حرکت و جوش میں ہوتے ہیں۔ اور جو کیفیت نباتات کی رطوبات میں عارض ہوتی ہے، وہی کیفیت اس موسم میں حیوانات کے اخلاط میں عارض ہوتی ہے۔ وبائی ہواؤں کے سلسلہ میں مذکورہ بیان مختصر ہونے کے باوجود کافی ہے۔

اب ہمیں کچھ ایسے چھوٹے چھوٹے امراض کا تذکرہ کرنا ہے جو مذکورہ بڑی بیماریوں کا پیش خیمہ کہے جا سکتے ہیں۔ اس کے بعد طبیعت مرض اور اسباب مرض پر دلیل بننے والی علامتوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

فنِ طب میں ان علامتوں کی بڑی اہمیت ہے۔

دائمی دردِ سر اور شقیقہ سے نزول الماء (موتیا بند) اور انتشار[1] کا اندیشہ ہوتا ہے ـــــ چہرے کی جلد کا مسلسل پھڑکنا لقوہ کا اندیشہ ظاہر کرتا ہے ـــــ جسم کے کسی بھی حصہ کا پھڑکنا تشنج رطب کی خبر دیتا ہے ـــــ کسی عضو کا سُن ہوجانا فالج کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے ـــــ چہرے اور آنکھوں کی سُرخی، آنکھوں میں سُرخ رگوں کے ڈورے، آنکھوں سے پانی گرنا، روشنی سے نفرت اور شدید دردِ سر سے ورم گرم دماغی کا اندیشہ ہوتا ہے ـــــ کابوس اور دورانِ سر اگر جڑ پکڑ لیں تو مرگی کا اندیشہ ہے ـــــ بلا سبب برابر غمگین رہنے سے مالیخولیا ہوجاتا ہے ـــــ آنکھوں کے سامنے مچھر یا بال کا گمان ہونا، بغیر معدہ کی خرابی کے، نزول الماء کی خبر دیتا ہے ـــــ متواتر نزلوں سے سِل کا اندیشہ ہوتا ہے ـــــ زیادہ پسینہ امتلاء مادہ کی دلیل ہے ـــــ مسلسل شدید خفقان اچانک موت کا اندیشہ ظاہر کرتا ہے ـــــ زیادہ امتلاء مادہ سے نفث الدم، سکتہ اور اچانک موت کا اندیشہ ہے ـــــ حواس کا مکدّر ہونا، جسمانی حرکات کا ضعف اور امتلاء، سکتہ کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ـــــ داہنی جانب چھوٹی پسلیوں میں چبھن، گرانی اور کھنچاؤ، جگر کی خرابی کو ظاہر کرتے ہیں ـــــ پاخانہ کا زیادہ زرد ہونا، یرقان کی خبر دیتا ہے ـــــ چہرے کا تہیج اور پپوٹوں اور ہاتھ پاؤں کے اورام، استسقاء کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ـــــ براز کا زیادہ بدبودار ہونا، بدہضمی اور کثافت کی دلیل ہے ـــــ پیشاب کے زیادہ بدبودار ہونے سے عفونت اور بخار کا اندیشہ ہوتا ہے ـــــ بیرونی سبب کے بغیر اعضاء شکنی اور بھوک کا فقدان بخار کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ـــــ بھوک بند ہونا، متلی اور نفخ معدہ، قولنج کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ـــــ کوکھ میں اور شکم کے نیچے گرانی اور کھنچاؤ اور بدن کی حالت کا متغیّر ہونا، گُردوں کی بیماری کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ـــــ پیشاب میں مستقل جلن ہونے سے قضیب اور مثانہ میں زخم ہوسکتے ہیں ـــــ جس اسہال سے مقعد میں جلن پیدا ہو اس سے آنتوں میں خراش بھی ہوسکتی ہے ـــــ مقعد کی خارش، اندرونی چھوٹے کیڑوں کے بغیر، بواسیر کے پیدا ہونے کا اندیشہ ظاہر کرتی ہے ـــــ دنبل کی زیادتی سے بڑے پھوڑے ہوسکتے ہیں ـــــ سلع (بتوڑی) زیادہ ہونے سے دبیلہ (اوندھا پھوڑا) کا اندیشہ ہوتا ہے ـــــ بہق سے برص کا اندیشہ ہوتا ہے ـــــ چہرے کی زیادہ سُرخی، سانس کی تنگی اور آواز بیٹھنے سے جذام کا اندیشہ ہوتا ہے۔

المختصر بدن کے احوال کا تغیّر، مرض کے پیدا ہونے کی علامت ہے۔ مثلاً بھوک کی کمی اور زیادتی،

---

[1] انتشار: طبقۂ عنبیہ کا اپنی طبیعی حالت سے زیادہ کشادہ ہونا۔

Marfat.com

بدن کے فضلات کی کثرت یا کمی، نیند کی زیادتی یا کمی اور دیگر عوارض کا لاحق ہونا۔

علاماتِ امراض

مندرجہ ذیل علامتیں جو اندرونی اعضاء سے متعلق ہیں، نفسِ امراض، امراض کے اسباب۔ یا عضو مرض میں سے کسی ایک یا سب پر دلیل ہیں۔ ان کے برخلاف بیرونی اعضاء کی بیماریوں کی علامتیں صرف اسباب پر دلیل بنتی ہیں، کیونکہ یہ بیماریاں نظر سے محسوس ہوتی ہیں۔ یہ تمام علامتیں وہ اعراض ہیں جو افعال و انفعالاتِ نفسانیہ میں ظاہر ہوتے یا ان سے لازم آتے ہیں۔ ان میں دو قسم کی علامتیں اکثر امراض میں دیکھی جاتی ہیں، یعنی نبض اور بول، جن کا تذکرہ پہلے کیے جانے کے لائق ہے۔ ان کے بعد وہ علامتیں بیان کی جائیں گی جو مختلف امراض کے ساتھ مخصوص ہیں۔ نبض قلب کی حالت پر دلیل بنتی ہے، جو تمام اعضاء کا مشارک ہے۔ بول اس بات کی دلیل ہے کہ جگر اور عروق میں کس قدر طبخ ہوا ہے۔ چنانچہ بول اعضاء قوتِ غاذیہ کے امراض کی کامل دلیل ہے۔ نبض چونکہ اعلیٰ علامت ہے، اس لیے مناسب ہے کہ بول سے بھی پہلے نبض کا بیان کیا جائے۔

نبض

نبض دو حرکتوں اور دو سکونوں سے مرکب ہے، یعنی حرکتِ انقباضی اور حرکتِ انبساطی۔ ان دونوں حرکتوں کے درمیان دو سکون ہیں۔ ظاہر ہے کہ دو حرکتوں کے درمیان سکون لازمی طور پر ہوتا ہے۔ ماہرینِ اطباء دونوں سکونوں کا ادراک بخوبی کر لیتے ہیں۔ خاص طور پر انقباض کے بعد والے سکون کا، انبساط کے بعد والے سکون کو ناتجربہ کار اطباء بھی محسوس کر سکتے ہیں۔

جملہ اعراض ان دو حرکتوں یا دو سکونوں میں کمی بیشی سے لاحق ہوتے ہیں۔ نبض کی ابتدائی جنسیں سات ہیں۔ (۱) مقدار انبساط، (۲) مقدار زمانۂ حرکت، (۳) مقدار قوتِ محرکہ، (۴) زمانۂ سکون، (۵) دونوں سکونوں کو دونوں حرکتوں پر قیاس کرنا، (۶) نبض کا اختلاف، استوار اور تشابہہ، (۷) انتظام اور عدم انتظام۔

بعض اطباء مذکورہ اجناس کے علاوہ تین اور جنسوں کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ (۱) جرم شریان کا حاوی ہونا، (۲) جرم شریان کی کیفیت، (۳) قوام جرم شریان۔ لیکن نبض چونکہ حرکت و سکون کے مجموعہ کا نام ہے، اس لیے یہ تینوں اجناس نبض کے ساتھ بحیثیت حرکت و سکون مخصوص نہیں ہیں بہرحال ان تینوں

Marfat.com

اجناس کی انواع اور ہر ہر نوع کے اسباب بیان کیے جائیں گے، کیونکہ اسباب فاعلہ، امراض کے دلائل ہیں۔ اس لیے جب امراض کی نوع یا جنس کسی سبب خاص سے متعلق ہوگی تو لازمی طور پر مرض کی اس نوع یا جنس کے وجود پر دلیل بنے گی، اور جو مرض ایک سے زیادہ اسباب سے ہوتا ہے اس میں صرف ایک سبب دلیل نہیں بنتا ہے، بلکہ مزید دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً نبض نملی تپ دق کی قطعی دلیل ہے، اور اس بخار میں ضرور ہوتی ہے۔ لیکن نبض مختلف تپ عفونی اور درد فم معدہ دونوں میں پائی جاتی ہے، اس لیے دوسری دلیل کو ملائے بغیر تپ عفونی کی قطعی دلیل نہیں بنے گی۔ دوسری دلیل کبھی کوئی خاص جنس نبض اور کبھی کوئی دوسری چیز ہوتی ہے۔ اسی لیے اطبا اسباب نبض بیان کرنے کے بعد ہر مرض کی مخصوص نبض بھی بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ اکثر نبض مرکب بھی ہوتی ہے۔ مثلاً اورام حارہ کی نبض صغیر، سریع، متواتر مختلف اور منشاری ہوتی ہے۔ اس قسم کے امراض کی نبض خاص مرکب ہی ہوتی ہے۔ کبھی نبض کسی مرض کی قطعی دلیل اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس کے ساتھ دوسری علامتیں بھی موجود ہوں، مثلاً اگر جسم میں کافی حرارت کے ساتھ فم معدہ میں چبھن اور درد نہ ہو تو تپ عفونی کی قطعی دلیل ہے۔

نبض کے ذریعہ عمومی طریقۂ استدلال بیان کرنے کے بعد اب نبض کی قسمیں اور ان کے اسباب بیان کیے جائیں گے۔

جنس مقدار انبساط کی قسمیں یہ ہیں۔ (۱) نبض کبیر و صغیر و معتدل، (۲) نبض طویل و قصیر و معتدل، (۳) نبض عریض و دقیق و معتدل، (۴) نبض شاخص و غائر و معتدل۔

نبض کبیر (عظیم) وہ ہے کہ طول، عرض اور عمق تینوں میں شریان زیادہ پھیلے۔ نبض صغیر اس کے برعکس ہے، اور نبض معتدل ان دونوں کے درمیان ہے۔

نبض طویل وہ ہے کہ عرض و عمق سے زیادہ طول میں اس قدر پھیلے کہ چھونے والے کی چوتھی انگلی سے بھی تجاوز کر جائے۔ نبض قصیر اس کے برعکس ہے، اور معتدل ان دونوں کے درمیان ہے۔

نبض عریض وہ ہے کہ تمام سمتوں سے زیادہ عرض میں پھیلے۔ نبض دقیق اس کے برعکس اور معتدل ان دونوں کے درمیان ہے۔

نبض شاخص وہ ہے کہ عمق میں زیادہ پھیلے۔ نبض غائر اس کے برعکس اور معتدل ان دونوں کے درمیان ہے۔

کبھی یہ قسمیں ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتی ہیں، لیکن ایسی نبضوں کا محسوس کرنا مشکل ہے،

Marfat.com

اکثر محض تذکرہ پر اکتفا کر لیا جاتا ہے۔

جنس زمانۂ حرکت کی قسمیں یہ ہیں۔ (۱) نبض سریع، (۲) نبض بطی، (۳) نبض معتدل۔

جنس مقدار قوت کی قسمیں یہ ہیں۔ (۱) نبض قوی۔ وہ نبض جو انگلیوں میں شدید ٹھوکر لگاتی ہے۔ اس کے برعکس نبض ضعیف، اور معتدل ان دونوں کے درمیان ہے۔

جنس زمانۂ سکون کی قسمیں یہ ہیں۔ (۱) نبض متواتر، (۲) نبض متفاوت، (۳) نبض معتدل، جو ان دونوں کے درمیان ہے۔

جالینوس کہتا ہے کہ ـــــ " متواتر وہ نبض ہے کہ انقباض کے بعد کا زمانۂ سکون تھوڑا ہو، نبض متفاوت اس کے برعکس اور معتدل ان دونوں کے درمیان ہے "۔

ان نبضوں کو وہی لوگ محسوس کرتے ہیں جو انقباض کے بعد والے سکون کو محسوس کرتے ہیں۔ ان کا ادراک مشکل ہے، صرف ماہرین اطباء ہی اس کو محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ مہارت فن اور ذکاوت میں سب برابر نہیں ہوتے، اس لیے نبض کا ادراک بھی حسب مہارت فن اور ذکاوت ہوتا ہے۔ جو لوگ انقباض کے بعد والے سکون کا ادراک نہیں رکھتے وہ نبض سریع اور نبض متواتر میں امتیاز نہیں کر پاتے۔

پانچویں جنس (چار زمانوں کے درمیان قیاس کرنا) کی قسمیں یہ ہیں۔ (۱) نبض معتدل الوزن (۲) نبض غیر معتدل الوزن۔ معتدل الوزن وہ ہے کہ دونوں حرکتوں، دونوں سکونوں اور حرکت و سکون کے زمانے ایک دوسرے کے لحاظ سے طبعی حالت پر ہوں۔ یہ قیاسات اور نسبتیں، موسم، عمر اور مزاج کے اختلافات سے مختلف ہوتی ہیں۔ جالینوس کے خیال میں طبعی نسبتیں ہمیشہ نغموں کی نسبتوں میں سے ایک نسبت پر یعنی دوگنے اور نصف کی نسبت پر ہوتی ہیں۔ اس کا خیال یہ ہے کہ نبض میں محسوس ہونے والی سب سے چھوٹی نسبت زائد کی چوتھائی سے نسبت ہے۔

جالینوس کا یہ قول عجیب ہے، کیونکہ نبض میں ان نسبتوں کا ادراک بعید معلوم ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ نغموں میں بُعد ارخی کو بھی محسوس کر لیتے ہیں، کیونکہ نغمات میں اُتار چڑھاؤ کی مُدت زائد ہوتی ہے۔ بُعد ارخی یہ ہے کہ ۲۶ سے ایک جزو زائد ہو، لیکن نبض کے زمانوں میں ان قیاسات کی مُدت مختصر ہوتی ہے۔ نیز انقباض کے بعد والے سکون کو محسوس کرنا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ شریان گوشت کے اندر ہوتی ہے۔ اسی لیے نبض دیکھنے کے لیے وہی شریان منتخب کی گئی ہے جو پھیلی ہوئی ہے، یہ مبدا کے قریب بھی ہوتی ہے، اور اطباء ان ہی شریانوں کو مس کرتے ہیں جو پھیلی ہوئی ہیں۔

نبض متشابہہ اور نبض مختلف کی جنس گذشتہ تمام اجناس سے متعلق ہے۔ کیونکہ نبض متشابہہ کا

Marfat.com

مفہوم یہ ہے کہ جیسی نبض پہلے دیکھی گئی تھی وہی نبض بعد میں بھی دیکھی جائے۔ مثلاً اگر پہلے نبض عظیم تھی تو بعد تک نبض عظیم ہی رہے۔ اسی طرح نبض سریع، نبض متفاوت اور نبض بطی اپنے سابق حالات پر قائم رہیں۔ مطلقاً نبض متشابہہ وہ ہے جو نبض کی تمام اجناس کے مشابہ ہو۔ نبض مختلف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایک سے زیادہ نبضوں میں اختلاف ہو، دوسری یہ کہ ایک ہی نبض میں اختلاف ہو۔ نبض مختلف کبھی منتظم ہوتی ہے، یعنی اختلاف محدود دوروں میں محفوظ ہوتا ہے، اور کبھی غیر منتظم ہوتی ہے، یعنی اختلاف محفوظ نہیں ہوتا۔ نبض کے انواع مرکبہ کی معلومات سے نبض مختلف کے انواع بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔ نبض مرکب کے مشہور انواع بعد میں بیان کیے جائیں گے۔

کیفیت شریان والی جنس کی تین قسمیں ہیں، نبض حار، نبض بارد اور نبض معتدل۔ قوام شریان والی جنس کی بھی تین قسمیں ہیں۔ نبض لین، نبض صلب اور نبض معتدل۔ شریان کے اندر پائی جانے والی جنس کی تین قسمیں ہیں۔ نبض ممتلی، نبض فارغ اور نبض معتدل۔

نبض مرکب کی چند مشہور قسمیں یہ ہیں۔ (۱) نبض غزالی: یہ وہ نبض ہے کہ جس کی ایک حرکت میں سرعت و بطوء کا اختلاف ہوتا ہے۔ اس نبض میں شریان کی حرکت پہلے تیز ہوتی ہے، پھر ٹھہر کر تیزی سے اپنی حرکت پوری کرتی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی حرکت غزال (ہرن) کے اچھلنے کے مشابہہ ہے۔ (۲) نبض ذنب الفارہ: یہ وہ نبض ہے کہ آخری حرکت تک اختلاف ہوتا رہتا ہے، یا زیادتی سے آہستہ آہستہ کمی کی طرف آتی ہے، یا کمی سے آہستہ آہستہ زیادتی ہو جاتی ہے۔ یہ کمی یا زیادتی کبھی منتظم اور کبھی غیر منتظم ہوتی ہے۔ اس نبض کے اختلاف کی ایک صورت وہ اختلاف ہے جو عظم و صغر کے اعتبار سے اور کبھی کبھی دوسرے اجناس کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ (۳) نبض موجی: شریانوں کے اجزاء کے عظیم و صغیر ہونے یا بلندی اور گہرائی میں ہونے یا پتلے اور چوڑے ہونے یا مقدم و موخر ہونے میں یہ نبض مختلف ہوتی ہے۔ نبض کی یہ قسم لین ہونے میں نبض صغیر کے قریب ہوتی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی حرکت موج کی طرح ہوتی ہے۔ (۴) نبض دودی: یہ نبض موجی کی طرح ہوتی ہے، لیکن اس سے زیادہ صغیر اور متواتر ہوتی ہے۔ (۵) نبض نملی: یہ نبض نملی اور نبض دودی دونوں سے زیادہ صغیر اور متواتر ہوتی ہے۔ (۶) نبض منشاری: شرائین کے اجزاء کے مختلف ہونے میں نبض موجی کے مشابہہ ہے، لیکن یہ نبض صلب ہوتی ہے۔ (۷) نبض ذوالفترتین: یہ نبض کبھی ایک حرکت میں مختلف ہوتی ہے یعنی منقطع ہو کر پھر لوٹ آتی ہے اور کبھی دو نبضوں کے درمیان ایسا سکون ہوتا ہے جو طبیعی حالت میں نہیں ہونا چاہیے۔ (۸) نبض مرتعد: اس نبض کی حرکت لرزہ کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ (۹) نبض ملتوی: اس نبض میں شریان

Marfat.com

بٹی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ (۱۰) نبض منخنی: یہ وہ نبض ہے جس کا درمیانی حصہ موٹا اور اوپر کی طرف ابھرا ہوا معلوم ہوتا ہے، اور دونوں سرے گہرائی میں ہوتے ہیں۔

نبض کی تمام اقسامِ بسیطہ اور مشہور اقسامِ مرکبہ مذکور ہوئیں۔ اب ہم ان کے اسباب بیان کرتے ہیں۔

نبض عظیم کے اسباب یہ ہیں کہ قوت اور آلہ تندرست اور نبض کی حاجت شدید ہوتی ہے، اس لیے یہ نبض غلبۂ خون کی دلیل ہے، خصوصاً جب یہ سریع اور متواتر بھی ہو۔ کیونکہ یہ تمام نبضیں شدید حاجت اور صحت قوت و آلہ کی دلیل ہوتی ہیں۔ نبض صغیر کے اسباب مندرجۂ بالا اسباب کے برعکس ہیں۔ اس کا ایک سبب صرف ضعف ہے، دوسرا سبب آلہ کا سخت اور موافقت میں کم ہونا۔ تیسرا سبب نبض کی حاجت کم ہونا ہے۔ اگر اس نبض کا سبب قوت کی کمزوری ہے تو سوءِ مزاج ردی مادی کی دلیل ہے، جو قوت کو کمزور کر دیتا ہے، یا اتنا زیادہ استفراغ ہوا ہو کر روحِ غریزی تحلیل ہو گئی ہو۔ جب اس کا سبب شریان کی سختی ہوتا ہے تو سوءِ مزاج یابس مادی کی دلیل ہوتی ہے، جیسا کہ غلبۂ سودا کی حالت میں ہوتا ہے۔ یا بدن پر سوءِ مزاج یابس غیر مادی کے غلبہ سے شریان میں سختی ہوتی ہے، مثلاً تپ دق، یا پھر یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سردی کے سبب سے نبض میں جمود آگیا ہے، یا شریان میں تمدد کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ورم کی حالت میں ہوتا ہے۔ اگر نبض صغیر کا سبب حاجت کی کمی ہے تو حرارت کی کمی کی دلیل ہے، جب تینوں اسباب موجود ہوں تو ان تمام باتوں کی دلیل ہوئی۔ نبض معتدل کے اسباب یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں معتدل ہوتی ہیں۔

نبض طویل کا سبب یہ ہے کہ قوت نبض عرض و عمق سے زیادہ شریان کو طول میں پھیلاتی ہے، کیونکہ آلۂ نبض قوت سے تطابق نہیں رکھتا، جیسا کہ گوشت کی صلابت یا کثافت کی صورت میں ہوتا ہے۔ نبض قصیر کے اسباب نبض طویل کے اسباب کے برعکس ہیں۔ یہ کبھی ضعف قوت اور کبھی صلابت کے باعث ہوتی ہے، کبھی دونوں اسباب کے جمع ہونے سے بھی ہوتی ہے۔ نبض عریض کا سبب قوت کا زیادہ ہونا، آلہ کا نرم اور ڈھیلا ہونا یا اس میں سُدّہ واقع ہونا ہے۔ نبض دقیق کا سبب شریان کا سخت اور قوت کا کمزور ہونا ہے۔ نبض شاہق کے اسباب تقریباً وہی ہیں جو نبض طویل کے اسباب ہیں، لیکن اس میں قوت زیادہ اور آلہ قوت کے موافق ہوتا ہے۔ نبض غائر کے اسباب، ان اسباب کی ضد ہیں۔

نبض سریع کا سبب نبض کی شدید حاجت ہے، لیکن اس کے ساتھ نبض عظیم کا ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ طبیعت اکثر اس وقت نبض سریع کو استعمال کرتی ہے جب نبض عظیم نہیں ہو سکتی نبض بطی کے

Marfat.com

اسباب ان اسباب کے برعکس ہیں، یعنی تنفس کی حاجت کم ہونا یا قوت کی کمزوری یا دونوں۔ یہی وجہ ہے کہ نبض کی یہ قسم سوء مزاج بارد مادی یا غیر مادی کی دلیل ہوتی ہے، یا اس بات کی دلیل ہے کہ قوت میں کمی ہے۔ کمزوری کے اسباب یا استفراغ یا ایسے خراب اخلاط ہیں جو اپنی کیفیت سے حرارتِ غریزی کو تحلیل کر دیں۔ قوت والی جنس کے اسباب ظاہر ہیں۔ نبض متواتر کی جنس کے وہی اسباب ہیں جو نبض سریع کے ہیں۔ نبض سریع یا عظیم کے نہ ہونے پر طبیعت نبض متواتر کو استعمال کرتی ہے۔ نبض متفاوت کا سبب تنفس کی حاجت کا نہ ہونا اور برودت کا غلبہ ہے۔

چار زمانوں کو ایک دوسرے پر قیاس کرنے کی جنس، ان زمانوں کے غیر طبیعی ہونے کی صورت میں اگر حرکتِ انقباض کی بہ نسبت حرکتِ انبساط زیادہ عظیم اور غیر طبیعی حالت پر ہو تو اس کا سبب سانس لینے کی شدید حاجت اور بخارات دخانی کے اخراج کی قلیل حاجت ہے۔ اگر حرکتِ انقباض کا طبیعی تناسب حرکتِ انبساط کے مقابلہ میں صغیر ہو تو اس کا سبب قوت کی کمی اور تنفس کی شدید حاجت ہے۔ دونوں سکونوں کے آپسی تناسب کے اختلاف کو اسی اختلاف پر قیاس کرنا چاہیے جو حرکتِ انبساط و انقباض کے تناسب کا اختلاف ہے۔

نبض متشابہہ اور نبض مختلف کی جنس ظاہر ہے۔ نبض متشابہہ کا سبب قوت کا بہتر ہونا، اور نبض مختلف کا سبب قوت کا خلل اور ضعف ہے۔ اس اختلاف کا سبب دو امور میں سے کوئی ایک ہے۔ یا قوت کی گرانی مثلاً اخلاط کا غلبہ، یا ایسی چیز جو قلب کی حرارتِ غریزی کو تکلیف پہنچا کر اسے سست کر دے، مثلاً فم معدہ کا درد۔ کبھی نفس قوت آلہ کو حرکت دینے میں کمزور ہوتی ہے، جیسا کہ شدتِ مرض میں۔ کیونکہ قوت کی کمزوری ہمیشہ اضافی ہوتی ہے۔ کبھی خلط کے زیادہ ہونے کے سبب سے قوت کمزور ہوتی ہے، اور بعض اوقات نفس آلہ کی تحریک سے کمزور ہونا ممکن ہے۔ جب چند نبضوں میں اختلاف ہوتا ہے تو ان میں خرابی کم ہوتی ہے، جس طرح نبض غیر منتظم کے مقابلہ میں نبض منتظم کم خراب ہوتی ہے، کیونکہ نبض منتظم کے اختلاف میں قوت کے غلبہ سے دَورہ محفوظ ہوتا ہے۔

اختلاف کی قسموں میں سے مرکب نبضوں کے اسباب یہ ہیں: نبض غزالی کا سبب آلہ کا سخت ہونا ہے۔ نبض ذنب الفارہ کا سبب وہی ہے جو اختلاف کا سبب ہے، لیکن جب نبض انحطاط میں آتی ہے تو قوت کے انحطاط کی دلیل ہوتی ہے۔ پھر اگر پہلی حالت پر لوٹے تو قوت کے برانگیختہ ہونے کی دلیل ہے لیکن اگر مسلسل انحطاط سے تزید کی طرف مائل ہو تو اس کے برعکس پر دلیل ہے۔

نبض موجی کے اسباب قوت کا کمزور ہونا، آلہ کا نرم اور کچھ متواتر ہونا ہے۔ اس نبض میں شریان کے

Marfat.com

ہر جزو کو قوت کھینچتی ہے، جس کے سبب سے اس کی حرکت موج کی حرکت کے مانند ہوتی ہے، جو بہت سی حرکتوں سے مرکب ہوتی ہے۔ نبض نملی اور نبض دودی کے اسباب بھی یہی ہیں، لیکن نملی میں قوت زیادہ کمزور ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ کہا گیا ہے کہ نبض نملی اسی وقت ہوتی ہے جب اس سے پہلے نبض دودی ہو۔ کمزوری کے اسباب یا استفراغ کی زیادتی ہے، جیسا کہ غشی کے وقت ہوتا ہے، یا حرارت غریزی کے اکثر اجزاء فاسد ہو جاتے ہیں، کیونکہ مرض کے اسباب فاعلہ اس کی ضد میں ہوتے ہیں اور اسے خراب کرتے ہیں۔

نبض منشاری کا سبب قوت کا کمزور ہونا اور نبض کا صغیر ہونا ہے۔ اس نبض کے بعض اجزاء مقدم اور بعض مؤخر ہوتے ہیں، جیسا کہ موجی میں ہوتا ہے، لیکن اس میں یبوست زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ یبوست تمدد سے عارض ہوتی ہے۔ اس لیے نبض منشاری، اورام حارہ کی دلیل ہے، خصوصاً جب عصبی اعضاء میں ہوں، کیونکہ اعضاء کی صلابت اکثر اعصاب کے سبب سے ہوتی ہے۔

نبض ذوالقرعتین کو نبض مطرقی بھی کہتے ہیں، جس طرح سندان پر ہتھوڑا مارنے کے بعد فوراً ہی دوسری ضرب لگتی ہے، اسی طرح اس نبض میں دو ٹھوکریں ہوتی ہیں۔ اس کا سبب شریان کی صلابت ہے۔ اس میں ایک ٹھوکر کے بعد دوسری ٹھوکر ہوتی ہے۔ نبض ارتعاشی کا سبب قوت کا کمزور ہونا ہے۔ نبض ملتوی تھوڑے تشنج کی دلیل ہے۔ نبض منحنی کا سبب قوت کی ایسی کمزوری ہے جس میں شریان کے اجزاء کو یکساں نہ کھینچا جا سکے۔ نبض کی مذکورہ قسموں کے اسباب کا مختصر بیان ختم ہوا۔

نبض مرکب کی وہ تمام قسمیں جو اورام اور دوسری بیماریوں کے ساتھ مخصوص ہیں، ان کا تذکرہ ہر مرض کی علامات کے ذیل میں کیا جائے گا۔ نبض کی باقی تین اجناس جو شریان کی کیفیت، قوام اور شریان میں پائی جانے والی چیز سے مبنی ہیں، ان کے اسباب سوء مزاج کی وہی اقسام ہیں جو پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ نبض کی یہ تمام قسمیں ہر شخص کی نبض صحیح کے لحاظ سے ہوتی ہیں، یعنی مزاج معتدل وغیرہ کی نبضیں جو کل نو ہیں۔ نبض صحیح بھی ہر شخص میں مختلف ہوتی ہے، اس لیے نبض صحیح اور نبض مرضی کے امتیاز کو سمجھنا ضروری ہے، اس کے بغیر مرضی کا سمجھنا دشوار ہے، کیونکہ نبض مرضی بلحاظ نبض صحی ہوتی ہے۔ اس لیے صاحب فن کے لیے لازم ہے کہ مختلف مزاج رکھنے والے صحت مند لوگوں کی نبضیں دیکھا کرے۔ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ وہ کون سے خارجی محرکات ہیں جن کے اثر انداز ہونے سے نبضیں ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ اگر طبیب ان مسائل سے واقف نہ ہو تو نبض صحی کو نبض مرضی کے ساتھ خلط ملط کر دے گا۔

Marfat.com

نبض بہ لحاظ امزجہ

مزاجِ گرم کی نبض اعتدال سے زیادہ سریع و عظیم ہوتی ہے، اور اکثر زیادہ متواتر ہوتی ہے۔ مزاج بارد کی نبض اس کے برعکس ہوتی ہے۔ یعنی نبض معتدل سے زیادہ صغیر و بطی ہوتی ہے، اکثر زیادہ متفاوت بھی ہوتی ہے۔ مزاج یابس کی نبض صلب اور صغیر ہوتی ہے، کیونکہ صلابت کی وجہ سے پھیلاؤ نہیں ہوتا۔ مزاج رطب کی نبض لین اور عظیم ہوتی ہے، کیونکہ رطوبت سے پھیلاؤ ہوتا ہے۔ نبض میں موٹاپے کو بھی کافی دخل ہے۔ فربہ لوگوں کے مقابلہ میں لاغر جسم والوں کی نبضیں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ فربہ جسم والوں میں شریانیں گوشت کی زیادتی کی وجہ سے گہرائی میں دبی ہوتی ہیں۔ فربہ لوگوں میں نبض عظیم نہ ہونے کی وجہ سے نبضیں زیادہ متواتر ہوتی ہیں۔

نبض بہ لحاظ عُمر

نبضیں بہ لحاظ عُمر مختلف ہوتی ہیں، کیونکہ ہر عُمر کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔ بچوں میں بہ سببِ حرارت نبضیں سریع اور متواتر ہوتی ہیں، کیونکہ ان میں حرارت کے ساتھ قوت کی کمی ہوتی ہے۔ جوان آدمی میں حرارت و قوت کے باعث نبضیں عظیم ہوتی ہیں۔ حرارت کے سبب بچوں کی طرح ان کی نبضیں بھی متواتر ہوتی ہیں۔ بوڑھوں کی نبضیں ضعیف بطی اور متفاوت ہوتی ہے۔ مرد اور عورت کے مزاج مختلف ہوتے ہیں، اس لیے دونوں کی نبضیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ مرد کی نبض عورت کے مقابلہ میں زیادہ قوی اور عظیم ہوتی ہے۔ عورتوں کی نبض مرد کے مقابلہ میں صغیر و ضعیف ہوتی ہے۔ اسی لیے عورتوں کی نبض زیادہ سریع بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ نبض سریع، نبض عظیم کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

مزاجوں کے اعتبار سے نبض کے تغیرات بیان ہوئے۔ نبض نیند اور بیداری سے بھی متاثر ہوتی ہے۔

نبض میں تغیر پیدا کرنے والے بیرونی امور یہ ہیں: چاروں موسم، اشیاءِ خوردنی، حمام اور عوارضِ نفسانیہ۔ نبض کے متعلق مذکورہ بالا باتوں سے بیرونی امور سے واقع ہونے والے تغیرات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ بیرونی چیزوں سے بدن میں حرارت یا رطوبت یا برودت یا یبوست پہنچتی ہے۔ نبض کے اختلافات اسی حرارت یا رطوبت وغیرہ کے تابع ہوتے ہیں۔ مثلاً جب بدن میں غذا پہنچتی ہے تو پہلے نبض صغیر، ضعیف اور متفاوت ہوتی ہے۔ ہضمِ غذا کے بعد حالت اس کے برعکس ہو جاتی ہے، کیونکہ غذا جب تک ہضم نہیں ہوتی حرارت پوشیدہ رہتی ہے، جس طرح آگ پر لکڑی رکھ دی جائے۔ پھر جب غذا کا استحالہ ہو جاتا ہے تو حرارتِ غریزیہ مشتعل ہو جاتی ہے۔ نیند اور بیداری کا بھی یہی حال ہے۔ جب غذا کے سبب سے حرارتِ غریزیہ کم ہو جاتی ہے تو نیند آ جاتی ہے، اور جب غذا پوری طرح ہضم ہو جاتی ہے تو بیداری ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

موسم ربیع کا مزاج چونکہ حار رطب ہے، اس لیے اس موسم کی نبض وہی ہوگی جو حار رطب مزاج والے کی ہوتی ہے۔ موسم گرما، خریف اور موسم سرما کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ موسم خریف کی نبض اسی طرح عظیم، معتدل اور متواتر ہوتی ہے جیسے موسم ربیع کی، وہ غلطی پر ہیں، کیونکہ موسم خریف میں قویٰ کا انحطاط زیادہ ہوتا ہے۔ گویا یہ موسم بوڑھوں کے قویٰ سے مشابہ ہے، اسی لیے اس موسم میں درختوں اور پھلوں میں بڑھاپے کے آثار ہوتے ہیں، نیز اس موسم میں اکثر نباتات و حیوانات کی قوت مولدہ معطل ہو کر بوڑھی ہو جاتی ہے۔

نبض مختلف مقامات سے بھی اثر پذیر ہوتی ہے۔ کیونکہ مقامات کا مزاجوں پر اثر ہوتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر نبض کا اتنا ہی بیان کافی ہے۔

پیشاب کے اعراض

پیشاب کے اعراض، ہضم جگر، ہضم عروقی، ہضم اعضاء اور گردہ و مثانہ کے اعراض پر دلالت کرتے ہیں۔ ہم پہلے اعراض کی اقسام کو لیتے ہیں، اس کے بعد علامات مختلفہ سے بحث کی جائے گی۔ پیشاب میں علامت کے طور پر تین چیزیں قابل غور ہیں: (۱) رنگ، (۲) قوام، (۳) ثفل۔

رنگ پانچ قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) زرد، اس کے مختلف درجات ہیں، مثلاً تبنی (گھاس کا رنگ)۔ اترجی (ترنج کا رنگ)، اصفر نارنجی (نارنگی کی طرح زرد)، ناری (زعفران کے پودوں کے بالائی ریشوں کا رنگ)۔ اسے احمر ناصع بھی کہا جاتا ہے۔

دوسرا سُرخ رنگ ہے۔ اس کے بھی کئی درجے ہیں۔ (۱) اصہب (سُرخ سفیدی مائل) (۲) وردی (گلابی) (۳) احمر قانی (گہرا سُرخ)، (۴) احمر اقتم (سُرخ سیاہی مائل)۔

تیسرا سبز رنگ ہے۔ اس کے بھی کئی درجے ہیں۔ (۱) فستقی (پستہ کا رنگ)۔ (۲) زنگاری (زنگار کا رنگ)، (۳) آسمانی۔ (۴) نیلا۔ (۵) کراثی (گندنا کا رنگ)۔

چوتھا سیاہ رنگ ہے۔ اس کے بھی کئی درجے ہیں۔ (۱) اسود اقتم (سُرخ سیاہی مائل)۔ (۲) اسود زعفرانی (کچھ زعفرانی کچھ سیاہ)۔ (۳) اسود خضری (کچھ سیاہ کچھ سبز)۔ (۴) اسود نیلی (کچھ سیاہ کچھ نیلا)۔

پانچواں سفید رنگ ہوتا ہے۔ صاف و شفاف پانی کے رنگ کو بھی سفید کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت سفید سے مراد دودھیا رنگ ہے، جو منی یا دودھ کے مانند ہوتا ہے۔ محسوس ہونے والے بسیط رنگ یہی ہیں کبھی کبھی مرکب رنگ بھی ہوتے ہیں، مثلاً لون زیتی (تیل کا رنگ)، گوشت کے دھوون کا رنگ۔

Marfat.com

قوام پیشاب کا قوام کبھی پتلا اور کبھی گاڑھا ہوتا ہے۔ پیشاب کی چار حالتیں ہوتی ہیں۔ پتلا پھر گاڑھا، گاڑھا پھر صاف و رقیق، شروع اور بعد میں پتلا، شروع اور بعد میں گاڑھا۔ گاڑھے پیشاب کا قوام کبھی میلا اور کبھی صاف ہوتا ہے۔ پتلا پیشاب اکثر صاف ہوتا ہے۔

ثفل (تلچھٹ) پیشاب کا گاد، پیشاب کی طبیعت، رنگت، مقام اور وضع کے لحاظ سے اکثر علامت بنتا ہے۔ ثفل کا جوہر چند قسم کا ہوتا ہے، ایک سفید گاڑھا اور پختہ، جو قارورہ کی تہہ میں ہوتا ہے۔ اس کے اجزاء یکساں ہوتے ہیں، اور اکثر صنوبر کی مانند ہوتا ہے، یہ طبیعی ثفل ہے۔ دوسری اقسام کھالی، کرسنی، حشیشی، مدی قیحی، مخاطی، دموی علقی، شعری اور رملی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک قسم خمیری اور ایک قشوری بھی ہوتی ہے۔ یہ ساری قسمیں غیر طبیعی ہیں۔ ثفل کا طبیعی رنگ سفید ہے۔ لیکن کبھی یہ سُرخ یا سیاہ یا مٹیالا بھی ہوتا ہے۔ ثفل کبھی قارورہ کی بالائی سطح پر، کبھی وسط میں اور کبھی تہہ میں ہوتا ہے۔ کبھی اس کی وضع یکساں چکنی، کبھی کھُردری اور متفرق الاجزاء ہوتی ہے۔

پیشاب کے مذکورہ اعراض کے بعد اب یہ سمجھنا ہے کہ یہ اعراض کس چیز پر دلالت کرتے ہیں۔ پہلے ہم رنگ کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

زرد رنگ: یہ رنگ اپنی ساری کیفیتوں میں پیشاب میں مرّہ صفرا کی آمیزش کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ اترجی رنگ طبیعی ہے، اور باقی درجات حرارت کی زیادتی کی دلیل ہیں۔ زردی گہرائی کے اعتبار سے جتنی زیادہ آگ کے مشابہہ ہوگی اتنی ہی زیادہ حرارت پر دلیل ہوگی۔

سُرخ رنگ: عموماً غلبۂ خون یا قوت کی کمزوری پر دلیل ہے، خصوصاً جب یہ مٹیالا ہو۔ لیکن اس میں کچھ ناریت کا ہونا صفرا کی دلیل ہے۔ بعض لوگوں کے خیال میں بغیر کسی رگ کے پھٹے ہوئے خالص خون کا پیشاب اگر امراض حادہ میں ہو تو بحران یا غلبۂ خون کی دلیل ہے۔

سیاہ پیشاب: احتراق یا غلبۂ برودت کی دلیل ہے۔ ان دونوں چیزوں کا سبب فاعل حرارت یا برودت ہے۔ اگر حرارت کے سبب سے سیاہ ہے تو اس سے پہلے پیشاب کا کوئی ایسا رنگ ہوگا جو حرارت کی دلیل ہے۔ اگر اس کا سبب برودت ہے تو اس سے پہلے پیشاب کا رنگ سبز یا مٹیالا یا کوئی ایسا رنگ ہوگا جو برودت کی دلیل ہے۔ کبھی طبیعت کے مرّہ سودا کو پیشاب کی طرف دفع کرنے سے بھی پیشاب کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اکثر طحال کے مریضوں میں دیکھا گیا ہے۔

سبز رنگ: سبز پیشاب برودت کی دلیل ہے، لیکن سبز رنگ کی دو قسمیں زنگاری اور کراثی شدید احتراق کی دلیل ہیں۔ سبز کی فستقی اور آسمانی قسمیں بھی حرارت کی دلیل ہوتی ہیں، کیونکہ یرقان کے مریضوں کا

Marfat.com

ورد پیشاب کچھ سبزی لیے ہوتے ہوتا ہے۔ سیاہی کا پہلا درجہ سبزی ہے، اس لیے سیاہی کے اسباب فاعلہ وہی ہوں گے جو سبزی کے اسباب فاعلہ ہیں، لیکن سبزی کا سبب معمولی ہوتا ہے۔

سفید رنگ : پانی کی طرح صاف و شفاف ہونا نضج کے نہ ہونے، قوت غاذیہ کی کمزوری یا سُدوں یا دونوں کی دلیل ہے۔ منی کے مانند یعنی پیشاب، ناپختہ اخلاط بلغمی کی دلیل ہے۔ اکثر ایسا پیشاب، سکتہ اور اس کے اعراض کی دلیل ہے۔ بچوں کی مرگی میں بھی ایسا ہی پیشاب ہوتا ہے۔ مذکورہ بیماریوں کی حالت بحران میں اسی خلط کا پیشاب ہوتا ہے۔ امراض حادہ میں سفید پیشاب آنا کبھی کبھی موت کی دلیل ہوتا ہے، کیونکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ صفرا نے سر کی جانب رجوع ہو کر ورم پیدا کر دیا ہے۔ سرد بیماریوں میں کبھی سُرخ پیشاب ہوتا ہے، جس کا سبب درد کی زیادتی (قولنج) یا مرارہ اور آنت کے درمیانی راستہ کا بند ہو جانا ہے، جس کی وجہ سے یہ خلط صفراوی پیشاب میں مل کر خارج ہو جاتا ہے۔

پیشاب کے مرکب رنگ : گوشت کے دھوون کے مانند پیشاب، جگر یا گردوں کی کمزوری ظاہر کرتا ہے۔ زیتی پیشاب میں اگر صرف رنگ، روغن زیتون جیسا ہو تو سل کی علامت ہے جو اعضاء کے سمین پگھلنے سے ہوتی ہے، لیکن اگر پہلے پیشاب کا رنگ سیاہ رہ چکا ہے تو اچھی علامت ہے۔ کبھی گرم بخاروں میں بھی ایسا پیشاب ہوتا ہے، کبھی چکنے مواد سے پیدا شدہ بحران کی علامت ہے، لیکن ایسا کم ہوتا ہے۔

قوام | رقیق پیشاب نضج نہ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ نضج سے لازمی طور پر مواد گاڑھے ہو جاتے ہیں۔ نضج نہ ہونے کا سبب اخلاط کی خامی یا قویٰ کا کمزور ہونا، یا غذا اور پانی کا زیادہ پہنچنا ہے۔ اسی لیے پتھری کے مریض کا پیشاب رقیق ہوتا ہے۔

گاڑھا پیشاب : اگر رقیق ہونے کے بعد گاڑھا پڑ گیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طبیعت ابھی نضج میں مشغول ہے۔ اگر پیشاب از اول تا آخر گاڑھا ہے تو حرارت غریبہ کے سبب پیشاب میں اخلاط کے منتشر ہونے کی دلیل ہے۔ یہ خراب علامت ہوتی ہے۔ اگر پیشاب گاڑھا ہو کر رقیق ہو جائے تو یہ گاڑھا پن اگر طبیعی ہے تو طبیعت کے عمل کرنے کے بعد کمزور پڑ جانے کی دلیل ہے، اور اگر گاڑھا پن اخلاط کے منتشر ہونے سے ہے تو یہ اچھی علامت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ طبیعت کے عمل نضج کی دلیل ہے۔ بعض لوگوں نے اس طریقہ استدلال پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ طبیعت کے عمل سے پیشاب میں ظاہر ہونے والے اعراض سے دلیل قائم کرنا چاہیے۔ بیرونی ہوا سے ظاہر ہونے والے اعراض سے دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ لیکن ایسا کہنے والے اس بات سے ناواقف ہیں کہ پیشاب میں ہونے والے تواے کے مختلف عمل، طبیعت کے عمل سے پیدا ہونے والی صلاحیتوں کے سبب ہوتے ہیں۔ طبیعت کے عمل سے ابتدائے مرض میں اگر گاڑھا پیشاب بعد میں رقیق

Marfat.com

ہو جائے تو مرض کے طول کھینچنے کی دلیل ہے۔ بچوں کا پیشاب طبعاً گاڑھا اور جوانوں کا رقیق ہوتا ہے۔

ثفل عموماً حالتِ صحت میں قارورہ کی تہہ میں بیٹھ جانے والا ثفل، سفید، یکساں اجزاء والا اور صنوبری شکل کا ہوتا ہے۔ اس کے نیچے بیٹھنے کا سبب اس کا تیسرے ہضم (ہضمِ اعضا) کا فضلہ ہونا ہے، اور وزنی ہونے کی وجہ سے فضلات نیچے بیٹھ ہی جاتے ہیں۔ اس کی سفیدی کا سبب یہ ہے کہ اعضا جس خون سے غذا حاصل کرتے ہیں، پہلے اس خون کو اپنا ہم شکل بنا لیتے ہیں، اس لیے اس کا فضلہ بھی سفید ہوتا ہے۔ جب قوتِ غاذیہ کا فعل طبیعی ہوتا ہے تو اسی وقت ایسا ہوتا ہے۔ ثفل کے چکنے اور اس کے اجزاء کی یکسانیت کا سبب اس کے اجزاء کا معتدل نضج ہے۔ صنوبری شکل اس لیے ہے کہ اس کے اجزاء وزنی اور ہلکے ہونے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، اور ان میں حرارت کا پورا عمل ہوتا ہے، کیونکہ وزنی اجسام زیادہ پھیلنے والے ہوتے ہیں، اور ہلکی چیزیں اوپر اٹھنے کے لیے جمع ہو کر تھیر نیچے گرتے ہیں، جیسا کہ آگ کے شعلے میں ہوتا ہے۔

علامتی اعتبار سے ثفل کا مقام اس طرح ہے کہ اگر ثفل بالائی سطح پر ہو، جسے "غمامہ" کہا جاتا ہے، اور سفید ہو تو طبیعت میں عمل نضج کے شروع ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ بقراط کا قول ہے کہ مرض کے چوتھے دن جب پیشاب میں سفید غمامہ ہوتا ہے تو اس بات کی علامت ہے کہ بحرانِ مرض ساتویں دن ہوگا۔ ثفل کا وسط میں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ نضج زیادہ ہوا ہے۔ اور نیچے بیٹھنے والا ثفل نضج کے پورے ہونے کی دلیل ہے۔ بیماری کے دوران اگر پیشاب میں ایسا ثفل آنے کے بعد رک جائے تو مریض کی حالت خراب ہونے کی دلیل ہے۔ سفید ثفل سب سے بہتر ہے لیکن کبھی سفید ثفل خام اور ناپختہ مادہ کے سبب سے بھی ہوتا ہے۔ طبیعی ثفل سے اس کو ممتاز کرنے والی چیز یہ ہے کہ خام مادہ کے اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ زرد ثفل غلبۂ صفرا کی دلیل ہے، یہ خراب علامت ہے۔ سرخ رنگ اس بات کی علامت ہے کہ مادہ کی کثرت کی وجہ سے طبیعت، مادہ کا استحالہ کرنے سے قاصر ہے۔ اسی لیے ایسے ثفل والا مرض طویل المدت ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی دوسری مہلک علامت نہ ہو تو آدمی مرتا نہیں ہے، بصورتِ دیگر مرض اپنی مدت پوری کرنے کے بعد موت پر ختم ہوتا ہے، کیونکہ جس مرض میں خراب علامت موجود ہو اس میں مادہ کی کثرت بالآخر قویٰ پر غالب آجاتی ہے، اور اس کے برعکس اگر اچھی علامت موجود ہو تو نتیجہ بھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ کیونکہ خرابی اور تضاد محض مقدار کے بڑھ جانے سے ہوتا ہے، اس لیے اکثر سلامتی کی دلیل ہوتا ہے۔ سیاہ ثفل تیز بخاروں میں احتراق کی دلیل ہے، اور اس میں موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ سیاہ ثفل اور بطریق بحران جو سیاہ خلط پیشاب کے راستے دفع ہوتی ہے، ان دونوں کا فرق یہ ہے کہ سیاہ ثفل قارورہ کی تہہ میں

Marfat.com

جمع رہتا ہے، اور سیاہ خلط پورے قارورے میں پھیلا ہوتا ہے، اس لیے اس خلط میں مقام کے لحاظ سے کوئی ابہام نہیں ہے۔ سیاہ ثفل جب بالائی سطح پر ہوتا ہے تو زیادہ خطرناک نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خراب نضج شروع ہونے کی دلیل ہے۔ اور نیچے بیٹھنے والا ثفل نضج کے پورے ہونے کی دلیل ہے۔ میلا ثفل طبیعت کی برودت اور حرارت غریزیہ کے کم ہونے کی دلیل ہے، جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ ثفل کی سب سے بہتر شکل وہ ہے جس کے اجزاء یکساں ہوں۔ اجزاء کا مختلف ہونا اخلاط کے پراگندہ اور ناپختہ ہونے کی دلیل ہے۔ غیر طبیعی ثفل کا جوہر درد را ہو تو اخلاط کے سوختہ ہونے، اعضاء کے گھلنے اور اس کے اجزاء کے متفرق ہونے کی دلیل ہے۔ امراض حادہ میں ایسا ثفل ہونا زیادہ خطرناک ہے۔ ثفل کا رنگ ہی خلط کے سوختہ ہونے اور عضو کے پگھلنے کی دلیل ہے۔ اگر یہ رنگ سرخ ہے تو خلط دموی یا جگر اور گردے کے ٹکڑے ہونے کی دلیل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زرد رنگ گردے کے ساتھ مخصوص ہے۔ چھلکے جیسا ثفل سب سے خراب ہے، کیونکہ یہ اعضائے اصلیہ کے تحلیل ہونے اور کٹنے کی دلیل ہے۔ ثفل نخالی، جرب مثانہ اور دوسرے امراض مثانہ اور کبھی اعضاء کے گھلنے کے سبب سے ہوتا ہے۔ ان اسباب کا فرق یہ ہے کہ اگر جرب مثانہ سبب ہے تو خارش قضیب کی جڑ میں ہوگی۔ ثفل رملی اس بات کی دلیل ہے کہ پتھری یا تو بن چکی ہے یا بن رہی ہے۔ سرخ رنگ سنگ گردہ کی دلیل، اور اس کے علاوہ دوسرا رنگ سنگ مثانہ کی دلیل ہے۔ ثفل مدی پھوڑا پھوٹ کر بہنے کی دلیل ہے، خصوصاً اعضائے بول کے پھوڑے۔ ثفل شعری اس بات کی دلیل ہے کہ حرارت کے سبب رطوبت کی شکل میں منجمد ہوگئی ہے۔ اس طرح کی بستہ رطوبت گردے میں ہوتی ہے۔ ثفل خمیری ضعف معدہ کی دلیل ہے۔ ثفل دموی علقی اعضاء بول کے زخم اور اعضاء بول کی رگ پھٹ جانے کی دلیل ہے۔ پیشاب کی علامتوں کے بعد اب ہم بیرونی اور اندرونی اعضاء کے امراض علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

جیساکہ بیان کیا جاچکا ہے بعض بیماریاں بیرونی جسم پر ہوتی ہیں، جن کا وجود محسوس ہوتا ہے، غیر محسوس اور اندرونی بیماریوں کی جانکاری کے لیے جب کتابی معلومات کافی ہو جاتی ہیں تو محسوس بیماریوں کے لیے یہ معلومات بدرجہ اولیٰ کفایت کریں گی۔ محسوس بیماریوں کے لیے صرف اسباب سے بحث کی جاتی ہے، لیکن اندرونی بیماریوں کے لیے تین کیفیتوں پر دلائل درکار ہوتے ہیں۔ (۱) عضو مریض سے استدلال، (۲) نفس مرض سے استدلال، (۳) سبب مرض سے استدلال۔ ہم پہلے اندرونی بیماریوں کے دلائل بیان کریں گے۔

سوء مزاج کی بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ (۱) مادی، (۲) غیر مادی۔ دونوں اقسام کبھی پورے

Marfat.com

بدن میں اور کبھی کسی خاص عضو میں ہوتی ہیں۔ عضو کی مادی بیماری کی دو صورتیں ہیں، یا یہ عضو کے جوف میں ہوگی، یا نفس عضو میں سرایت کیے ہوئے ہوگی۔ جیسے اورام اور پھوڑے۔ جوف والی بیماری اور اندرونی بیماری کے دلائل یکساں ہوتے ہیں۔ اورام اندرون جسم میں بھی ہوتے ہیں اور بیرون جسم میں بھی۔ اسی طرح بعض امراض مرکبہ بیرون جسم میں ہوتے ہیں، جیسے فک (جوڑ اکھڑنا) اور خلع (جوڑ کا ٹلنا) وغیرہ، ایسی بیماریاں محسوس ہوتی ہیں، اور بعض اندرون جسم میں ہوتے ہیں، مثلاً سُدّے اور اعضاء کا چکنا یا کھردرا ہونا۔ پورے جسم کی سوء مزاج والی بیماری پہلے بیان کی جاتی ہے۔ اس بیماری کو حمّیٰ (بخار) کہتے ہیں۔

حمّیٰ یوم (ایک روزہ بخار) اس کے عارض ہونے سے پہلے کسی بیرونی سبب فاعل کا ہونا ضروری ہے، لیکن یہ سبب، خاص علامت نہیں ہے۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جب بھی یہ اسباب موجود ہوں تو حمّیٰ یوم ہی ہوگا، بلکہ حمّیٰ یوم کے لیے بیرونی سبب کا ہونا ضروری ہے۔ اسی کے پیش نظر وہ خاص علامتیں بیان کی جارہی ہیں، جن کو اطباء عام طور سے دلیل بناتے ہیں۔ اس بخار کی خاص علامتیں دو ہیں۔ ایک یہ کہ اس بخار میں نبض مختلف نہیں ہوتی، کیونکہ نبض مختلف کا سبب تپ عفونی میں اخلاط کی زیادتی یا خرابی ہے۔ اس بخار میں صرف پیشاب کے رنگ میں تبدیلی ہوتی ہے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ اس بخار میں پیشاب کا ثفل بدستور اپنی حالت پر ہوتا ہے۔ پیشاب کے رسوب (ثفل) کی تبدیلی اسی وقت واقع ہوتی ہے جب کوئی متعفن خلط موجود ہو۔ اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس میں سخت اعراض نہیں ہوتے، بلکہ معمولی حرارت بغیر چبھن کے ہوتی ہے۔ یہ بخار اکثر ایک باری تک رہتا ہے، لیکن کبھی تین باریاں بھی ہوجاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے بخار میں مریض اگر حمام بھی کرے تو اس کے جسم پر لرزہ نہیں آتا۔ یہ علامت قطعی ہے۔

عفونتی بخار ان کی دو قسمیں ہیں: (۱) ہضم عروقی میں، اور (۲) ہضم اعضاء میں ہونے والا۔ دونوں کا فرق یہ ہے کہ اندرون عروق والا بخار گھٹتا بڑھتا نہیں ہے، اور نہ اس میں لرزہ ہوتا ہے، اگرچہ کبھی کبھی اس کی باری شدید ہوتی ہے۔ اور ہضم اعضاء والا بخار گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، باریاں ہوتی ہیں، اور لرزہ کے ساتھ بخار ہوتا ہے۔ اس بخار میں باری ہونے کا سبب یہ ہے کہ پورے خلط میں یکبارگی تعفن کی صلاحیت نہیں ہوتی، بلکہ خلط بتدریج اور ایک نظم کے ساتھ متعفن ہوتا ہے۔ متعفن خلط میں طبیعت بھی اپنی تدبیر کرتی ہے،

Marfat.com

اور خلط میں کچھ تشنج پیدا کرتی ہے، اسی لیے بخار کی باریوں میں نظم و ترتیب نہ ہونا خراب علامت ہے۔ بخار کے خلط فاعل کے مزاج اور مقدار کے لحاظ سے نظم و ترتیب بھی مختلف ہوتی ہے، جس کو عنقریب بیان کیا جائے گا۔ عروق میں ہونے والے بخار کے نہ گھٹنے کا سبب یہ ہے کہ متعفن خلط کے ایک جُزو میں جب حرارتِ عفونیہ مشتعل ہوتی ہے تو عروق کی صلابت کے سبب سے طبیعت اس جُزو کو تحلیل کر کے جسم سے نکالنے نہیں پاتی کہ دوسرا جُزو مشتعل ہو جاتا ہے، لیکن اس بخار میں باری کے اوقات ضرور قوی و شدید ہوتے ہیں، بعینہٖ اسی سبب سے لرزہ نہیں ہوتا، کیونکہ تحلیل ہونے والی مقدار اعضار حساسہ محسوس نہیں کر پاتے۔ ہضم اعضار کی عفونت اس کے برعکس کیفیات رکھتی ہے۔ مسامات کے سبب سے اعضار متخلخل ہوتے ہیں، اسی لیے اس بخار کی باریوں میں بخار گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اس بخار میں لرزہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ چبھن پیدا کرنے والا خلط اعضار حساسہ پر گزرتا ہے۔

عفونتی بخار کی خاص علامتیں دو ہیں۔ ایک یہ کہ ابتدائے مرض میں پیشاب میں رسوب بالکل نہیں ہوتا، کیونکہ اس وقت طبیعت اپنا عمل نہیں کرتی۔ دوسری علامت یہ ہے کہ نبض مختلف ہوتی ہے۔ امتلار بحسب قوی اور امتلار بحسب تجاویف کی علامتوں کی وضاحت سے ان بخاروں پر دلائل قائم کیے جاتے ہیں۔ کسی بیرونی سبب کے بغیر اعضار شکنی ہونا، پھر بخار کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عفونتی بخار ہے۔ اس میں حرارت کی کیفیت خراب ہوتی ہے۔ اس بخار میں اکثر خراب اعراض ہوتے ہیں۔ یہ عفونتی بخاروں کی مخصوص علامتیں ہیں۔ اب ہر بخار کی خاص علامتیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

صفراوی بخار

یہ بخار اگر ہضم اعضار میں ہے تو اس کی علامت شدید لرزہ ہے، جو جسم میں چبھن پیدا کرتا ہے۔ اس بخار کی پہلی اور دوسری تمام باریوں میں نبض صغیر، متفاوت اور ضعیف ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خلط، حرارتِ غریزیہ کو کم کر دیتا ہے، اسی لیے باریوں کے شروع میں جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے، کیونکہ حرارتِ طبیعیہ اندرونی اعضار سے الگ ہو جاتی ہے، پھر جب جسم میں حرارتِ غریبہ مشتعل ہو جاتی ہے تو حرارتِ طبیعیہ کے ساتھ مل کر اندرونِ جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس بخار کی خصوصیت یہ ہے کہ مندرجہ بالا نبض لگاتار نہیں ہوتی، بلکہ بعض میں قوی و عظیم ہو جاتی ہے، کیونکہ حرارت جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس بخار میں پیشاب اکثر ناری ہوتا ہے، اور پیاس کی شدت ہوتی ہے، اکثر صفراوی قے ہوتی ہے۔ جب یہ بخار خالص صفراوی ہوتا ہے تو اس کی باری تقریباً بارہ گھنٹے تک ہوتی ہے، اور ہر تیسرے روز اس کی

Marfat.com

باری آتی ہے، لیکن یہ استدلال برعکس نہیں ہے، کیونکہ ہر تیسرے روز باری والے بخار کا خالص صفراوی ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ چوتھے دن بخار آئے۔ ایسا ابتدائے مرض میں ہوتا ہے۔ یہی اس بخار کی خاص علامتیں ہیں۔ ان دلیلوں کی تقویت کبھی عام چیزوں سے بھی ہو جاتی ہے، مثلاً مزاج، ہوا، عمر اور تدبیر اس خلط کے مناسب حال ہو۔ ہوا کی مناسبت دو طریقوں سے ہوتی ہے، ایک موسم کے لحاظ سے، جیسے موسم گرما ہو، یا یہ موسم گرما حرارت و یبوست میں اپنی طبیعی حالت پر نہ ہو۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ تمام صفراوی بخار اکثر سال کے اسی موسم میں ہوتے ہیں، جو صفراوی بخار گھٹتا بڑھتا نہیں ہے، اس میں دورہ اور لرزہ کے علاوہ تمام علامتیں ہوتی ہیں۔ حمی محرقہ بھی اسی نوع میں داخل ہے۔ یہ تیز بخار وریدوں خصوصاً معدہ اور جگر کی وریدوں میں ہوتا ہے، اسی لیے اس بخار میں زیادہ گھبراہٹ اور بے چینی ہوتی ہے۔ اس کی خاص علامت شدید پیاس ہے۔ محرقہ بخاروں میں خلط زنگاری کے سبب سے ہونے والا بخار بدترین ہے، اس بخار کی باری طویل ہوتی ہے، کیونکہ خلط زنگاری میں نضج بہ مشکل ہی ہوتا ہے۔

بلغمی بخار کی علامتیں

اس بخار کے خاص عوارض یہ ہیں کہ باری شروع ہونے کے وقت ہاتھ پیر میں دیر تک ٹھنڈک ہوتی ہے، اور جب حرارت بڑھتی ہے تو پھر ٹھنڈک کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے باری کی مدت تقریباً اٹھارہ گھنٹے ہوتی ہے۔ حرارت میں چبھن اور ہیجانی کیفیت نہیں ہوتی۔ جسم پر کچھ دیر تک ہاتھ رکھنے کے بعد ہی حرارت محسوس ہوتی ہے۔ اس بخار میں صفراوی بخار سے بھی زیادہ نبض صغیر ہوتی ہے۔ باری کے چاروں اوقات میں نبض زیادہ متفاوت ہوتی ہے۔ پیشاب کبھی رقیق، سفید اور کبھی پیلا اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جب حرارتِ عفونیہ تیز ہوتی ہے اور بلغم خالص نہیں ہوتا ہے تو پیشاب میں سرخی ہوتی ہے۔ مریض کے ہاتھ پیروں اور پپوٹوں میں استرخائی کیفیت ہوتی ہے۔ اکثر ایسے مریضوں کا فم معدہ سرد ہوتا ہے اور قی بلغمی ہوتی ہے۔ اس بخار میں دورے ہوتے ہیں، لیکن یہ کوئی خاص علامت نہیں ہے، کیونکہ ایسے دورے صفراوی بخاروں میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اس بخار کی ہر باری کی مدت طویل ہونے کا سبب، خلط کی خامی اور تحلیل کو بہ مشکل قبول کرنا ہے۔ صفراوی بخاروں کے مقابلہ میں اس بخار کی باریوں کا سلسلہ زیادہ دراز ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی خلط میں تعفن بہت جلد ہو جاتا ہے۔ باری کے طویل ہونے کے سبب سے اس خلط میں بھی تعفن کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جو اب تک متعفن

Marfat.com

نہیں ہوتی ہے، کیونکہ جسم میں حرارت غریبہ زیادہ مدت تک باقی رہتی ہے۔ صفراوی بخار میں حرارت غریبہ جلد ختم ہو جاتی ہے، اسی لیے غیر متعفن خلط کے متعفن ہونے کا امکان کم ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس بخار میں حرارت غریزیہ بہت پوشیدہ ہو جاتی ہے، اس لیے حرارت عفونیہ پیدا ہونے کا سلسلہ رہتا ہے۔ بلغمی بخاروں میں جو بخار بلغم خام زجاجی سے پیدا ہوتا ہے وہ سب سے خراب ہے۔ کبھی مزاج، عمر اور تدابیر بھی اس بخار کے لیے دلیل بنتے ہیں۔

حمی ربع (چوتھیا بخار) کی علامتیں

یہ بخار شدید لرزہ سے شروع ہوتا ہے، جس کے سبب دانت بجتے ہیں۔ غایت برودت سے مریض کو جسم کٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس بخار کی باری کی ابتدا میں بلغمی بخار کے مقابلہ میں نبض زیادہ بطی، صغیر اور متفاوت ہوتی ہے، لیکن باری کی شدت کے وقت اور باری ختم ہونے کے وقت بلغمی بخار کے مقابلہ میں نبض زیادہ عظیم ہوتی ہے۔ کیونکہ حرارت اس بخار میں زیادہ شدید ہوتی ہے۔ پیشاب مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ کبھی سبزی مائل سفید و رقیق، کبھی گاڑھا سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ اکثر یہ بخار، دوسرے بخاروں کے بعد ہوتا ہے، اس کی مدت طویل ہوتی ہے، اس کا دورہ دو روز کی راحت کے بعد تیسرے روز شروع ہوتا ہے۔ اس بخار کی یہ خاص علامت ہے، کیونکہ تمام دوسرے بسیط و مرکب بخاروں میں اس قسم کا دورہ نہیں ہوتا۔ اس کے مریض اکثر طحال کے مریض ہوتے ہیں۔ ان علامات کی تقویت اس خلط کے موافق تدبیر، عمر اور مزاج سے بھی ہوتی ہے۔ اس سخت خلط (خلط سوداوی) کے غلبہ کی علامتیں پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

حمی مطبقہ (دموی بخار)

اس بخار میں لرزہ نہیں ہوتا کیونکہ خون، عروق کے اندر ہوتا ہے، لیکن اگر کسی عضو رئیس جگر یا حجاب میں ورم فلغمونی (ورم دموی) کے سبب سے بخار ہو تو لرزہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں تیسرے روز باری ہوتی ہے، جس طرح صفراوی بخار کی۔ کیونکہ خون زیادہ گرم ہو کر صفراوی المزاج ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بخار، اندرون عروق والے صفراوی بخار سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کوئی بخار محض صفراوی نہیں ہوتا، اگر صرف صفرا سے بخار ہو تو موت یقینی ہے، کیونکہ صفرا میں تعفن اسی وقت ممکن ہے جب یہ خون میں یا ایسے مادہ میں ملا ہوا ہو جس سے اعضاء اصلیہ تغذا حاصل

Marfat.com

کرتے ہیں۔

دموی بخار کی علامتیں وہی ہیں جو غلبۂ خون کی علامتیں ہیں، جو اوپر گزر چکی ہیں۔ اس میں نبض بہت عظیم و قوی ہوتی ہے۔ پیشاب سرخ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ اس میں اور صفراوی بخار دونوں میں گھبراہٹ اور بے چینی ہوتی ہے، لیکن صفراوی بخار میں نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ ذہنی انتشار خاص طور پر تینوں بخاروں میں ہوتا ہے۔ یہ بخار ایک ہی بار ہو کر یا صحت یا موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ شروع میں خفیف اور بڑھتے بڑھتے انتہائی شدید ہو جاتا ہے، کبھی اس کے برعکس اور کبھی یکساں بھی ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا علامات بسیط و مرکب دونوں بخاروں کی شناخت کا پتہ دیتی ہیں، لیکن بطریقہ مروجہ ان علامتوں کو بسیط کا عنوان دیا گیا، حالانکہ زیادہ تر مرکب بخار میں عارض ہوتے ہیں۔ یہ عوارض اکثر ان بخاروں کی علامتیں بنتے ہیں جن کے ہیولیٰ تقریباً طبیعی اخلاط ہوں، مثلاً صفرا طبیعی متعفن ہو جائے۔ اس صورت میں صفراوی بخار کی باری زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹے تک ہوگی۔ لیکن اگر صفراء محی یا زنگاری ہو تو باری کی مدت زیادہ طویل ہوتی ہے اور عوارض زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں بھی زنگاری والا بخار زیادہ مہلک ہے، کیونکہ اس خلط میں نضج نہیں ہوتا۔ جسم میں خلط کا عمل زیادہ ہو جانے سے بخار کے نتائج زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، اور جب خلط قوت طبیعی سے قریب ہو تو بخار خطرے سے خالی ہوتا ہے۔

اسباب ہیولانی کے اعتبار سے ہونے والے مرکب بخار کی چند قسمیں ہیں۔ (۱) دو یا زیادہ اخلاط مل جائیں۔ اس لیے اس مرکب بخار میں دونوں قسم کے عوارض ملے جلے ہوتے ہیں۔ (۲) ایک بخار عفونی اور دوسرا اعضاء اصلیہ میں ہو۔ (۳) ایک ہی بخار کو وجود میں لانے والا خلط ورم کے ساتھ ہو اور دوسرے کے ساتھ ورم نہ ہو۔ کبھی دو بخار مرکب ہوتے ہیں، اور ان کی باریاں مل جاتی ہیں، لیکن ان کے مادے اکٹھے نہیں ہوتے۔ مقام کے لحاظ سے مرکب بخار کی مثال یہ ہے کہ ایک بخار اندرونِ عروق اور دوسرا بیرونِ عروق میں ہو، یا دونوں ایک ہی جگہ میں ہوں لیکن ملے ہوتے نہ ہوں۔ کبھی ان ساری قسموں سے مل کر مرکب بخار ہوتا ہے، کبھی بخار شدید اور کبھی خفیف ہوتا ہے۔ شدید وہ ہے جس کے اسبابِ فاعلہ قوی ہوتے ہیں، اور خفیف اس کے برعکس ہے۔ یہ بخار بھی مرکب ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

تپ دق

تپ دق تین درجات میں منقسم ہے۔ اس کے عوارض گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ ابتداءِ مرض میں اس کے عوارض کا پتہ نہیں چلتا۔ جب ہلکی حرارت مسلسل اور تین دن سے زیادہ قائم رہے، اور اثنائے مرض مریض کو زیادہ حرارت ہونے کا احساس نہ ہو، اور عفونی بخار کی کوئی علامت موجود نہ ہو تو یہ بخار دق کہا جاتا ہے۔ ایسے مریض کو غذا اس وقت دی جائے جب نبض کمزور اور حرارت غیر محسوس ہو، اور استعمالِ غذا کے تین گھنٹے کے بعد اگر حرارت بڑھ جائے، اور نبض سریع، متواتر اور کچھ عظیم ہو جائے تو قطعاً تپ دق ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب اعضاء میں سوءِ مزاج حار ہوتا ہے تو چونکہ ایسے اعضاء میں پہنچنے والی غذا اسی طرح کے مشابہ ہو جاتی ہے اس لیے اس غذا سے اعضاء، حرارتِ غریبہ حاصل کرتے ہیں، خواہ غذا بارد ہی کیوں نہ ہو۔ اسی سبب سے بخار بڑھ جاتا ہے، اور عوارض شدید ہو جاتے ہیں، لیکن عفونی بخار میں ایسا نہیں ہوتا، کیونکہ حرارتِ غریبہ اعضاءِ غذا میں متمکن نہیں ہوتی۔ بعض اطباء اس کا محض تخمینی اور تمثیلی سبب بیان کرتے ہیں کہ مریضِ دق کے ساتھ غذا کا حال ایسا ہی ہے جیسے چونے پر پانی ڈالنے سے ہوتا ہے۔

یہ بخار کسی دوسرے بخار کے بعد ہی ہوتا ہے، کبھی حمی یوم کے بعد ان لوگوں میں ہوتا ہے جن میں اس کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اکثر عفونی بخار کے بعد ہوتا ہے۔ جب یہ بخار تپِ دق میں منتقل ہوتا ہے تو مریض کا جسم لاغر، جلد خشک، چہرہ پژمردہ اور آنکھیں دھنس جاتی ہیں۔ جب ذبول کے آخری درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو آنکھوں میں کیچ ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے غبار میں رہنے والوں کی آنکھوں میں، پوٹے کھنچ کر نیچے آجاتے ہیں، جس طرح غنودگی کے عالم میں ہوتا ہے۔ پیشانی کی جلد کھنچ کر مشکیزے کی طرح ہو جاتی ہے اور خشک ہو جاتی ہے، کنپٹیاں چمٹ جاتی ہیں، ٹھوڑی سخت ہو جاتی ہے، رنگ زرد اور مراقِ شکم گھل کر خشک ہو جاتا ہے، نبض کمان کے چلے کی طرح صلب، ممتد، متواتر اور ضعیف ہوتی ہے، پیشاب کا رنگ تیل کے مانند ہوتا ہے۔

اورام کی علامتیں

ورم دموی

یہ سرخ اور بہت گرم ہوتا ہے، اگر عضو قلیل الحس نہیں ہے تو درد شدید ہوتا ہے، ٹیس اور کھنچاؤ ہوتا ہے۔ ورم دموی بعض بڑے اور بعض چھوٹے ہوتے ہیں، ان میں خون متعفن نہیں ہوتا، لیکن

Marfat.com

جب متعفن ہو جاتا ہے تو اس سے حمرہ پیدا ہو جاتا ہے، ورم حمرہ کی علامت سوزش ہے، جس میں ورم دموی سے زیادہ تپن ہوتی ہے، بخار متواتر ہوتا ہے۔ طاعونی اورام بھی اسی قبیل میں آتے ہیں، جو بغل کے نیچے اور کنج ران میں ہوتے ہیں۔

ورم صفراوی اس کی علامتیں یہ ہیں: خلط کا رقیق ہونا، کھنچاؤ اور ٹیس کے بغیر شدید درد ہونا۔ ورم نملہ کی علامت یہ ہے کہ یہ جلد میں پھیلتا جاتا ہے۔

ورم بلغمی کی علامتیں اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ دبانے سے بھی درد نہیں ہوتا چہ جائیکہ بغیر دبائے ہوئے درد ہو۔ مختصر یہ کہ مندرجہ بالا تمام اورام بسیطہ کے حالات محسوس ہوتے ہیں، لیکن مرکب اورام میں مزید امتیاز معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرکب اورام میں یہ تمام عوارض ملے جلے ہوتے ہیں۔

ورم سوداوی کی علامتیں ورم بلغمی کی طرح اس میں بھی درد نہیں ہوتا، لیکن یہ ورم سخت اور مٹیالا ہوتا ہے۔ ورم سرطان بھی اسی قسم میں داخل ہے۔ سرطان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی شکل سرطان (کیکڑے) کے مانند ہوتی ہے۔ اس ورم کے چاروں طرف کی رگوں میں سیاہ اور میلا خون بھرا ہوتا ہے، جس کی شکل کیکڑے کے پیروں کے مانند ہوتی ہے۔ اندرونِ جسم کے اورام کی علامتیں اندرونی امراض کے ذیل میں بیان کی جائیں گی۔

جلدی بیماریاں

جدری (چیچک) حصبہ (خسرہ) جذام، جرب (خارش)، بہق (چھیپ) اور برص کے اسباب کتاب الامراض میں بیان کیے جا چکے ہیں جو کافی ہیں۔ ان میں بعض بیماریاں پیدا ہونے سے پہلے اپنی کچھ علامتیں رکھتی ہیں، مثلاً جذام، جدری اور حصبہ۔ جذام کے پیدا ہونے کی علامتیں یہ ہیں: آواز کا بیٹھنا، چہرہ کی سُرخی، کھُردراپن اور پھٹنا، آنکھ کی سفیدی کا میلا ہونا، آنکھ کا گول ہونا۔

جدری کے پیدا ہونے کی علامتیں یہ ہیں: بخار برابر رہنا، چہرہ، کنپٹیاں اور گردن کی رگوں میں نفخ، چہرہ سُرخ، حلق میں کھُردراپن، بشرطیکہ اس سے قبل یہ مرض نہ ہوا ہو۔ بیرونی جسم پر دانے نکلنے کے ساتھ اگر بخار ہو تو قطعی طور پر خراب قسم کی عفونی اور وبائی بیماریوں کی دلیل ہے، خصوصاً جب دانے سیاہ بینگنی رنگ کے ہوں اور پھوٹنے پر سیاہ کھرنڈ جم جائے، جیسا کہ آگ سے جلنے پر جمتا ہے۔ بخار اور تمام امراض حادہ بحران پر ختم ہوتے ہیں، اس لیے یہاں بحرانِ محمود اور

Marfat.com

بحرانِ غیر محمود کی علامتیں بیان کی جارہی ہیں۔

بحران بحران کے لیے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ (۱) کن بیماریوں میں بحران ہوتا ہے اور کن میں نہیں ہوتا۔ (۲) کون سی علامتیں مرض کے چار مدارج کی دلیل بنتی ہیں۔ (۳) کس چیز کے ذریعہ امراض کی ہر قسم میں استفراغ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خارج ہونے والا مادہ اگر طبیعتِ مرض کے مطابق ہو تو یہ بحرانِ محمود ہے، بصورتِ دیگر مذموم ہے۔ (۴) وہ کیا خاص علامتیں ہیں جو بحران کے موجود ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ (۵) بحرانِ محمود اور بحرانِ ردی کے ایام۔

آخر میں بحران کی بحث کے ذیل میں ان دو باتوں کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ (۱) تمام امراض کی مطلق خراب علامتیں، خواہ ان میں بحران ہو یا نہ ہو۔ (۲) اچھی علامتیں جو مرض کی شفایابی کی دلیل ہیں۔

جو بیماریاں بحران سے ختم ہوتی ہیں اور جو غیر محسوس طور پر تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ ان دونوں کی واقضیت مدتِ مرض کے قلیل یا طویل ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ جن بیماریوں کی مدت قلیل ہو ان میں بحران ہوتا ہے۔ مدتِ مرض کے طویل یا قلیل ہونے کی واقضیت نفس طبیعت مرض سے یا بیرونی چیزوں کے مناسب مرض یا نامناسب مرض ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ بیرونی چیزیں ہوا، شہر، تدبیر اور پیشہ ہیں۔ مریض کی عمر اور مزاج سے بھی واقضیت ہوتی ہے۔ مرض کا اہم ہونا کسی عضو شریف کی طبیعت سے بھی معلوم کیا جاتا ہے، مثلاً اعضاءِ رئیسہ کے اورام۔ مدتِ مرض کے قلیل یا طویل ہونے کی واقضیت، اعراض سے بھی ہوتی ہے، اگر اعراض بڑے ہوں تو مدتِ مرض قلیل ہوگی اس کے برعکس خفیف اعراض میں مدت طویل ہوتی ہے۔ جن امراض کی مدت طبعی طور پر مختصر ہوتی ہے وہ دموی اور صفراوی بخار ہیں، خواہ بخار کے ساتھ اعضاءِ شریفہ میں ورم ہو یا نہ ہو۔ صفراوی بخاروں میں غب خالص کی مدت زیادہ سے زیادہ ۱۴ دن ہے، کبھی کبھی ایک ہفتہ یا اس سے بھی کم میں ختم ہو جاتا ہے۔ عروق کے اندر والا بخار زیادہ حاد ہوتا ہے، اور حمی دمویہ (مطبقہ) غایت درجہ کا حاد ہوتا ہے، مختصر یہ کہ قدماء نے امراضِ حادہ انہی امراض کو کہا ہے جو چودہ دن یا کم میں ختم ہو جائیں۔ امراضِ حادہ میں دونوں قسم کی بیماریاں یعنی حمی دموی اور صفراوی، اور ورم دموی و صفراوی داخل ہیں۔ بلغمی بخار کی مدت طویل ہوتی ہے۔ تین ہفتوں سے پہلے اس میں نضج نہیں ہوتا، کبھی مہینوں باقی رہتا ہے۔ بلغم و صفراء سے مرکب بخار کی مدت بھی ایسی ہی طویل ہوتی ہے۔ سوداوی بخار کی مدت اس قدر طویل ہوتی ہے کہ کم و بیش چھ ماہ تک باقی رہتا ہے۔ بیرونی چیزیں جب نفس مرض، مریض کے مزاج، پیشہ اور تدبیر کے موافق ہوتی ہیں تو مرض کی مدت کے طویل اور مختصر

Marfat.com

ہونے میں معاون ہوتی ہیں۔ یہ ان امراض میں ہی ہوتا ہے جن میں خود امراض کی طبیعت کا تقاضا ہو کہ ان کی مدت طویل یا مختصر ہو۔ مثلاً اگر کوئی نوجوان خالص صفراوی بخار میں مبتلا ہو، اور مقام، موسم، غذائی تدابیر اور مریض کا مزاج یہ سب گرم ہوں تو کہا جا سکتا ہے کہ بخار کی مدت ساتویں دن سے پہلے ضرور ختم ہو جائے گی۔ اس کے برخلاف کوئی بوڑھا شخص، موسم خریف میں کسی سرد مقام پر سوداوی بخار میں مبتلا ہو اور اس کا مزاج سوداوی اور تدابیر بھی ایسی ہوں تو بخار چھ ماہ سے کم میں ختم نہ ہوگا۔ بیرونی چیزیں جب مرض کے مطابق نہ ہوں تو طویل اور مختصر ہونے میں طبیعت، مرض کے مخالف حالات کی دلیل ہیں۔ مرض کے مختصر ہونے میں شدت حرارت اور نبض کی سرعت و منظم دلیل ہیں۔ غرض یہ کہ مرض حاد میں مریض کی جسمانی حالت بہت جلد تبدیل ہو جاتی ہے، اور مریض پیلا یا سرخ اور لاغر ہو جاتا ہے۔ طول مرض کی علامتیں اس کے برعکس اعراض ہیں، درمیانی قسم کے اعراض، درمیانی مدت کی دلیل ہوتے ہیں۔

بحران یا بغیر بحران ختم ہونے والے امراض کے چار زمانوں کی علامتیں یہ ہیں:

زمانۂ ابتداء

اس میں اعراض شدید نہیں ہوتے اور ایک حالت پر قائم رہتے ہیں، مثلاً باری والے بخاروں کا ابتدائی زمانہ یہ ہے کہ باری کی مدت اور باری کے ختم ہونے کی مدت برابر ہوگی۔ زمانۂ ابتداء کی خاص علامت یہ ہے کہ طبیعت، پیشاب میں نضج کا عمل نہیں کرتی۔ اگر سینہ کا مرض ہے تو سینہ سے نکلنے والے فضلات میں نضج نہیں ہوتا۔

زمانۂ تزید

یہ وہ اوقات ہیں جن میں مرض کے اعراض بڑھتے رہتے ہیں، مثلاً باری طویل اور راحت کے اوقات کم ہو جائیں۔ باری اگر شدید نہ ہو اور نہ اس کے اوقات طویل ہوں تو محض باری کا پہلے آجانا مرض کے تزید کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ باری کے پہلے آنے کا سبب جب مرض کی شدت اور ابھار ہوتا ہے تو باری لازماً طویل اور شدید ہوتی ہے لیکن باری کے پہلے آنے کا سبب جب خلط بورقی کے جلد نضج پانے اور اس پر طبیعت کے غلبہ ہونے سے ہو تو طویل اور شدید نہیں ہوتی، اس لیے باری کا صرف پہلے آنا تزید کی دلیل نہیں ہے۔ زمانۂ تزید کی خاص علامت یہ ہے کہ پیشاب میں نضج ہوتا ہے، اور نضج کے بعد قارورہ کے درمیان یا اوپر غمام ہوتا ہے اور رنگ میں کچھ نضج ہوتا ہے۔

زمانۂ انتہا

وہ اوقات ہیں جن میں اعراض اور باری کی یکساں حالت ہوتی ہے، طبیعت کا عمل نضج بھی پورا ہو جاتا ہے۔ نضج کے پورے ہونے کی علامت یہ ہے کہ پیشاب میں زیادہ رسوب ہوتا ہے۔

Marfat.com

زمانۂ انحطاط

وہ اوقات ہیں جن میں اعراض ہلکے ہوتے ہیں، مرض پر طبیعت کا غلبہ ہوتا ہے۔ باریوں کے درمیان راحت کا وقفہ زیادہ اور باری کی مدت کم ہوتی ہے۔

جس طرح باری کا پہلے آجانا تزیدِ مرض کی دلیل نہیں ہے ویسے ہی محض مؤخر ہونا انحطاطِ مرض کی دلیل نہیں ہے، لیکن اگر اس کے ساتھ باری کے اعراض ہلکے اور مدت کم ہو تو انحطاط کی دلیل ہے، کیونکہ باری کی تاخیر کبھی مادے کی کمی سے اور کبھی طبیعت کے کمزور ہونے سے ہوتی ہے۔

بحران میں استفراغات کی قسمیں یہ ہیں: اسہال، قے، پسینہ، پیشاب، نکسیر، مقعد کی رگوں کا منہ کھلنا، عورتوں میں خونِ حیض جاری ہونا، کبھی اورام کے ذریعہ استفراغ ہوتا ہے، اگر معمولی اعضاء میں اورام ہوں تو بحران محمود ہوتا ہے۔ جوڑوں میں بڑے پھوڑوں کے ذریعہ بھی استفراغ ہوتا ہے۔ استفراغ کی ہر قسم کسی مرض کے ساتھ اکثر مخصوص ہوتی ہے۔ جب بحرانِ محمود ہوتا ہے تو صفراوی بخار کے بحران میں صفرا کا استفراغ، قے، اسہال، پسینہ اور پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے۔ تپ دموی کے بحران میں نکسیر پھوٹنے، مقعد کی رگوں کے کھلنے اور عورتوں میں خونِ حیض جاری ہونے سے استفراغ ہوتا ہے۔ استفراغ کی سمت پر عضوِ علیل کی مشارکت بھی معاون ہوتی ہے، مثلاً جب دماغ میں ورم ہوتا ہے تو بحران کا استفراغ زیادہ تر نکسیر پھوٹنے کے ذریعہ ہوتا ہے اور مقعد کی رگیں کھلنے سے کم ہوتا ہے۔ محدب جگر کے ورم کا بحران پیشاب کے ذریعہ، اور مقعر جگر کا ورم اگر دموی نہ ہو تو اسہال کے ذریعہ ہوتا ہے، اور اگر دموی ہوتا ہے تو مقعد کی رگوں سے خون جاری ہونے یا خونِ حیض جاری ہونے سے ہوتا ہے۔ بڑے پھوڑوں اور اورام کے ذریعہ بحران اکثر طویل بیماریوں میں بیس دن بعد ہوتا ہے۔ امراضِ حادہ میں اعضاءِ رئیسہ کے ذریعہ ہونے والا بحران مہلک ہے۔ اسی لیے بقراط نے تنبیہ کی ہے کہ ایسی بیماریوں کے معالجہ میں خلط کا استفراغ زمانۂ ابتداء ہی میں کیا جائے نضجِ مادہ کا انتظار نہ کیا جائے۔

ایام بحران

بحرانِ محمود کے مشہور ایام بہ لحاظ مرض ایام تربیع ہیں۔ پہلا بحران چوتھے دن اور دوسرا ساتویں دن ہے، کیونکہ چوتھا دن ہر دو اربوع میں مشترک ہے، اس کے بعد گیارہواں غیر مشترک ہے، اور چودھواں دن مشترک ہے۔ سترہواں اور بیسواں دن بھی مشترک ہے، اسی طرح چوبیسواں، ستائیسواں، اکتیسواں، چوتیسواں، سینتیسواں اور چالیسواں دن قیاس کر لیا جائے۔ طویل بیماریاں جو چالیس دن سے تجاوز کر جاتی ہیں ان میں بحران محسوس نہیں ہوتا۔ بیس دن تک ہر اربوع کا بحران قوی ہوتا ہے، یعنی ہر اربوع کا بحران آنے والے ربوع کی خبر

Marfat.com

دیتا ہے۔ مثلاً جب اچھی علامت جیسے پیشاب میں غمام بسیط کا معلق ہونا ہو تو چوتھے دن کے۔ بحران میں ساتویں دن کے بحران کی خبر ہوتی ہے۔ گیارہویں دن کا بحران چودہویں دن کے بحران کی خبر دیتا ہے، اور چودہویں دن کا بحران سترہویں دن کے بحران کی خبر دیتا ہے، اور سترہویں دن کا بحران بیسویں دن کے بحران کی خبر دیتا ہے۔ بیسویں دن کے بعد ہر ساتویں دن کے بحران میں قوتِ انذار ہوتی ہے۔ یہ تمام ایام بحرانِ محمودہ کے ہیں۔ ان ایام میں اکثر بحران ہوتا ہے، اگرچہ ان ایام میں بحران و انذار کم و بیش ہوتے ہیں، لیکن حالات تقریباً یکساں ہوتے ہیں۔ بحران کے ایام ان کے علاوہ بھی ہیں جن میں بحران محدود دَورے سے نہیں ہوتا۔ یہ تیسرا، پانچواں، نواں، تیرہواں، اُنیسواں اور اکیسواں دن ہیں۔ بیس دن کے بعد ان ایام میں بحران و انذار کی قوت بالکل نہیں ہوتی۔ ان ایام میں نواں دن اکثر گیارہویں دن کی خبر دیتا ہے۔

بحران مذموم کے ایام میں سب سے خراب چھٹا دن ہے، اس دن اکثر بحران ردی ہوتا ہے۔ چوتھے دن کی خراب علامتیں چھٹے دن کے بحران کی خبر دیتی ہیں، مثلاً پیشاب میں سیاہ غمام۔ اس کے بعد بارہواں اور پھر اٹھارہواں دن خراب پائے گئے ہیں۔ بارہویں دن بحران کم ہوتا ہے۔ بحران اس وقت سے شمار کیا جاتا ہے، جبکہ افعال میں ضرر واقع ہو جائے، لیکن اگر عورتوں کو حالتِ نفاس میں بیماری لاحق ہو تو اس کا بحران بقول بقراط ولادت کے وقت سے شمار ہوگا۔ بحرانِ ردی اور بحرانِ محمودہ کے ایام میں قدماء کا اختلاف ہے، لیکن مذکورہ بحران کے ایام بقراط و جالینوس کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ پھر بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ بحران ہمیشہ اسی طرح ہو۔ بہرحال اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ رازی کہتا ہے کہ اس نے بیمارستان میں تقریباً دو ہزار مریضوں کا معائنہ کیا، جن میں اکثر مریضوں میں بحران کی مذکورہ علامتوں کو درست پایا، اور کم لوگوں میں اس کے خلاف دیکھا۔ بحران کے قریب ہونے کی علامتیں مرض میں شدت اور ہیجانی کیفیت، پیشاب اور بلغم میں بحرانی علامتیں ظاہر ہونا، نبض عظیم اور مرض کی طبیعت ہیں۔ اسی طرح باری والے بخار میں متعین وقت سے پہلے باری آنا بحران کا پتہ دیتا ہے، لیکن اگر ان علامتوں کے برخلاف علامتیں ہوں تو بحران میں تاخیر ہوتی ہے۔ الغرض مذکورہ علامتیں متوسط ہوں تو درمیانی مدت کی علامات ہیں۔ یعنی بحران نہ بہت تاخیر سے ہوگا اور نہ بہت جلد۔

حالتِ بحران کی علامتیں سخت قسم کے اعراض ہیں، مثلاً شدید گھبراہٹ اور اُچھل کود، خلل ذہنی، دردِ سر، بیداری، آنکھ اور چہرہ کا سُرخ ہونا، سانس کی تنگی، دل کی دھڑکن، گردن میں

Marfat.com

درد، نچلے ہونٹ کا پھڑکنا، معدہ میں چبھن، لرزہ، کپکپی، رعشہ، پیشاب کھل کر نہ آنا، قبض، شدید پیاس وغیرہ۔ تمام علامتیں یا ان میں کچھ اگر رات میں ظاہر ہوں تو دوسرے دن بحران ہوگا، اور اگر دن میں ظاہر ہوں تو اسی دن رات میں بحران ہوگا۔ اس حالت میں خلط کی حرکت سے بحران کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے، مثلاً ہونٹ پھڑکنا قے کی علامت ہے، چہرہ کی سرخی اور ناک کا تاکل، نکسیر کی علامت ہے۔ کبھی انذار کی نوعیت سے بھی بحران کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے، مثلاً اگر ایام انذار میں نکسیر ہو تو بحران بذریعہ نکسیر ہونے کی علامت ہے۔ اسی طرح قے، پسینہ یا اسہال وغیرہ اس بات کی علامات ہیں کہ بحران ان ذرائع سے ہی ہوگا۔ مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں بحرانِ محمود آخر مرض میں اچھے نضج کے بعد ہونے والا بحران ہے۔ اس بحران میں مرض کا سبب بننے والے مادے کا استفراغ، مرض کے مناسب ہوتا ہے، اور بحران پر دلیل بننے والے انذارات محمود ہوتے ہیں اور حالتِ بحران کی علامتیں خطرناک نہیں ہوتیں، مثلاً شدید غشی، وجع الفواد اور خفقان نہیں ہوتا۔

بحرانِ محمود اور مذموم کے بارے میں مذکورہ معلومات مختصراً کافی ہیں۔ ان معلومات کی روشنی میں اس بات کا اندازہ ممکن ہے کہ امراض حادہ کا نتیجہ شفا رہے یا موت۔ اب ہم ان امور کے بارے میں مزید تقویت دینے والی علامات یا دلائل بیان کریں گے۔

پہلے صحت کی علامات بیان کی جاتی ہیں۔ یہ علامتیں کبھی افعال و اعراض سے اور کبھی ان بیماریوں سے اخذ کی جاتی ہیں جو دوسری بیماریوں کے بعد ہوتی ہیں۔ اعراض سے اخذ کی جانے والی علامتیں یہ ہیں۔ مریض کے چہرے پر تندرستی کے آثار، جیسا کہ مریض اپنی حالتِ تندرستی میں دکھائی دیتا تھا کیونکہ لوگوں میں حالتِ صحت کے دوران بھی تمام چہروں پر یکساں تندرستی کے آثار نہیں ہوتے۔ مذکورہ علامت سلامتی کی دلیل ہے۔ پورے جسم میں یکساں حرارت اس بات کی دلیل ہے کہ احشاء اورام سے محفوظ ہیں۔ اگر براز رقت و غلظت میں معتدل ہو، تحلیل شدہ ہو، اور اس کا رنگ روغنی ہو تو یہ بھی سلامتی کی دلیل ہے۔ کیونکہ ایسا براز قوی غاذیہ کے بہتر ہونے کی دلیل ہے۔ ترنجی رنگ کا پیشاب جس میں ثفل نیچے بیٹھا ہوا ہو اور سفید ہو اور اس کے اجزا یکساں ہوں، یا ثفل معلق ہو تو سلامتی کی علامت ہے، خصوصاً جبکہ ثفل نیچے بیٹھا ہوا ہو۔ ایسا پیشاب بخاروں اور اورام جوف میں اچھی علامت سمجھی گئی ہے۔ ذات الجنب اور ذات الریہ میں سفید تھوک جو اوسط درجہ کا گاڑھا ہو اور آسانی سے پھینکا جا سکے اور بدبودار نہ ہو تو سلامتی کی دلیل ہے۔ بحران کے کسی دن تیز بخار کے بعد جب مریض کو پسینہ آئے اور پسینہ اعتدال کے ساتھ گرم ہو اور پورے بدن میں یکساں

Marfat.com

پسینہ آئے، پسینہ کی مدت معتدل ہو، رنگ سفید ہو اور بدبودار نہ ہو تو سلامتی کی دلیل ہے۔ دموی بخاروں، اورامِ دماغ اور اورامِ احشاء کے بحران کے دوران اگر نکسیر پھوٹ جائے تو یہ سلامتی کی دلیل ہے۔

افعال سے اخذ کی جانے والی علامتیں یہ ہیں:۔ تیز بیماریوں میں ذہن کا درست رہنا، حواس کا بہتر ہونا، مریض کا آسانی کے ساتھ کروٹ لینا اور عمدگی سے لیٹنا سلامتی کی دلیل ہے۔ بہتر تنفس جو متواتر، متفاوت اور منقطع ہو، نبض قوی ہونے کے ساتھ مختلف کم ہو تو سلامتی کی قوی دلیل ہے۔

اگر پہلی بیماری کے بعد آنے والی دوسری بیماری کے اسباب برعکس ہوں تو یہ دوسری بیماری، پہلی بیماری سے نجات کی علامت ہے۔ اول الذکر کی مثال یہ ہے: امتلاء مادہ کے سبب سے کسی شخص کو تشنج ہو جائے، پھر وہ بخار میں مبتلا ہو جائے تو اس کا تشنج ختم ہو جائے گا، اور کسی شخص کو ریاح یا سوءِ مزاج بارد کے سبب سے معدہ یا جگر یا آنت یا طحال میں درد ہو، پھر بخار میں مبتلا ہو جائے تو درد ختم ہو جائے گا۔ قدماء کے اقوال میں غور کرنے سے بہت سی دوسری مثالیں بھی ملتی ہیں، مثلاً جب حمی مطبقہ کے مریض کو بحران کے ایام میں لرزہ آجائے تو بخار کے ختم ہو جانے کی دلیل ہے، کیونکہ طبیعت خلط فاعل کو اندرونِ عروق سے نکال کر بیرونِ جسم کی طرف دفع کر دیتی ہے۔ آخر الذکر کی مثال، دردِ نقرس، دردِ مفاصل اور امراضِ گردہ کے مریضوں کو اگر مرض دوالی[1] لاحق ہو جائے تو مذکورہ بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

مالیخولیا کے مریض کو اگر بواسیر ہو جائے تو مالیخولیا کے ختم ہونے کی دلیل ہے۔ ان اقوال کی روشنی میں اور بھی بہت سی مثالیں نکالی جا سکتی ہیں۔ کبھی کسی مرض کا عرض، پہلے مرض کے کم ہونے کی دلیل بنتا ہے، جبکہ پہلے مرض کے اسباب میں سے ہی دوسرے مرض کے اسباب ہوں، اور پہلے کی نسبت دوسرا مرض ہلکا ہو، مثلاً بقراط کہتا ہے کہ زلق الامعاء کے مریض کو کھٹی ڈکار آنا اچھی علامت ہے۔

سلامتی کی علامتوں کے بعد اب ہم مہلک علامتیں بیان کریں گے۔ قدماء کے دستور کے مطابق ہر علامت کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جائے گا۔ یہ علامتیں بھی افعال اور اعراضِ افعال سے اخذ کی جاتی ہیں۔ یہ علامتیں یا بیرونِ جسم میں یا جسم سے نکلنے والی چیزوں میں ہوتی ہیں، کبھی ان بیماریوں میں ہوتی ہیں جو ایک بیماری گزرنے کے بعد ہوں۔ اعراض کی علامتیں پہلے بیان کی جاتی ہیں۔

---

[1] اس مرض میں پنڈلی کی رگیں موٹی ہو کر سیاہ رنگ کی ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

بقراط کہتا ہے کہ مریض کا چہرہ، مُردہ کے چہرہ کی مانند ہو جاتا ہے۔ مُردنی کا مطلب یہ ہے کہ ناک نوکیلی ہو جائے، آنکھیں گہرائی میں چلی جائیں، دونوں کان ٹھنڈے ہو جائیں، کان کی لو الٹ جائے، چہرہ کی جلد کھنچ جائے، چہرہ کا رنگ میلا سبز، بھورا یا زرد ہو جائے، ایسا چہرہ ہلاکت کی دلیل ہے۔ تیز بیماریوں میں یہ عوارض لاحق ہوتے ہیں، کیونکہ بیماری اور حرارتِ غریبہ کی شدید مخالفت حرارتِ غریزیہ کو کم کر دیتی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ عوارض امراضِ حادہ میں مرض کے شدید ہونے کی دلیل ہیں، لیکن طویل بیماریوں مثلاً سل کے مریضوں میں بھی لاحق ہوتے ہیں، لیکن جب مریض کو اسہال یا سہر کے ذریعہ استفراغ ہوتا ہو تو اس وقت یہ دلیل ہلکی ہو جاتی ہے۔ جب آنکھ کی سفیدی سرخ ہو جائے اور آنکھ کی رگیں میلی یا سیاہ ہو جائیں تو امراضِ حادہ میں موت کی دلیل ہے، کیونکہ سیاہی، حرارتِ غریزیہ کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ رگوں کا سرخ ہونا دماغ کے امتلاء کی دلیل ہے۔ آنکھوں کا ابھر آنا اگر آشوبِ چشم اور قے کے سبب نہ ہو تو امراضِ حادہ میں خراب علامت ہے۔ پپوٹے، ہونٹ اور ناک کا رنگ میلا ہو جائے تو موت کے قریب ہونے کی دلیل ہے۔ ہاتھ پیروں کا ٹھنڈا ہونا خراب علامت ہے، کیونکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حرارتِ غریزی اندرونِ جسم میں چلی گئی ہے، خواہ اس کا سبب اندرونِ جسم کا بڑا پھوڑا یا سرد اخلاط کی زیادتی ہو۔ جب بخار کی حالت میں بیرونِ جسم ٹھنڈا اور اندرونِ جسم گرم ہو تو موت کی علامت ہے، کیونکہ اندرونِ جسم میں ورم حار کی دلیل ہے، جس کی جانب حرارتِ غریزیہ لوٹ گئی ہے۔ مختصر یہ کہ حالتِ بخار میں پورے جسم میں یکساں حرارت کا نہ ہونا خراب علامت ہے، کیونکہ یہ اعضاء رئیسہ، دماغ، جگر یا معدہ میں ورم کی دلیل ہے۔ جب زبان میں پھنسیاں ہوں اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جائیں تو موت قریب ہو جانے کی علامت ہے، کیونکہ اس سے مری اور معدہ میں خراب قسم کے پھوڑوں کا پتہ چلتا ہے، جب انگلیاں اور ناخن سبز اور میلے ہو جائیں اور نبض ضعیف ہو تو موت قریب ہوتی ہے، اس کے برخلاف اگر سیاہ ہو جائیں اور نبض قوی ہو اور بحران کا دن ہو تو سلامتی کی دلیل ہے، کیونکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان اعضاء میں پیپ بننے یا پھوڑے نکلنے سے مرض ختم ہو جائے گا۔ اگر مریض کے جسم میں پھوڑا پہلے سے موجود ہو، پھر یہ سبز یا سیاہ ہو جائے تو خراب علامت ہے کیونکہ اس عضو میں سب سے پہلے حرارتِ غریزیہ ختم ہو جاتی ہے۔ امراضِ حادہ میں جب جسم پر باجرے کے برابر چھوٹے چھوٹے آبلے نکل آئیں تو خراب علامت ہے، کیونکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مادہ میں تعفن کم ہو جاتا ہے۔

بقراط نے جس موسم میں ستارہ دن سے پہلے ہر قسم جو جانے کو بتایا ہے وہ ہمارے

شہروں میں تجربے سے غلط ثابت ہوا، خصوصاً گرم مزاج لوگوں اور موسم گرما میں یہ بات قطعاً غلط ہے۔ ممکن ہے کہ بقراط کا نظریہ یونان کی آب و ہوا کے لحاظ سے درست ہو، کیونکہ وہ علاقے زیادہ سرد ہیں۔ بہرحال بقراط کی دلیل یہ ہے کہ یرقان کے ذریعہ بھی بحران ہوتا ہے، اور بحران کا نضج مادہ سے قبل واقع ہونا خراب علامت ہے۔

براز کے عوارض یہ ہیں: امراض حادہ میں مریض کا براز سیاہ، سبز، زیادہ بدبودار یا چکنا ہو تو موت کی دلیل ہے، کیونکہ سیاہ براز احتراق مادہ کی اور چکنا براز اعضاء اور چربی گھلنے کی دلیل ہے۔ پتلا اور سفید براز بھی خراب ہے، کیونکہ یہ ضعف ہضم اور صفرا کے بالائی جسم کی طرف رجوع ہونے کی دلیل ہے، ایسا حمی حادہ میں ہوتا ہے، ان بخاروں میں سفید پیشاب جس چیز کی علامت ہے اسی کی علامت سفید براز بھی ہے۔ سفید براز یرقان کی بھی علامت ہے۔ لیس دار براز بھی خراب سمجھا گیا ہے، کیونکہ اس سے اعضاء کا گھلنا ثابت ہوتا ہے۔ براز میں مختلف رنگ ہونا مرض کے طویل ہونے کی علامت ہے۔ ہر مرض کے شروع میں بالائی یا زیریں جسم سے مرۂ سودا کا خارج ہونا موت کی دلیل ہے، کیونکہ ابتدائے مرض میں اس خلط کا خارج ہونا اس کی زیادتی یا قویٰ کے کمزور ہونے یا دونوں چیزوں کی دلیل ہے۔ مرۂ سودا ترشی کے سبب سے سحج (آنتوں کی خراش) ہونا مہلک ہے۔ براز میں خالص صفرا کا ہونا یا خونی اسہال ہونا جبکہ غذا کی بالکل خواہش نہ ہو، خراب علامت ہے۔ پیشاب میں سیاہ رسوب ہونا موت کی دلیل ہے۔ عرصہ تک متواتر بچوں کا پیشاب رقیق ہونا خراب علامت ہے۔ کیونکہ بچوں کا طبعی پیشاب گاڑھا اور اس میں رسوب ہوتا ہے۔ امراض حادہ میں پانی جیسا پیشاب خراب اور مہلک ہے۔ میلا پیشاب اور اس میں جوش ہونا خراب ہے، کیونکہ اس سے حرارت غریبہ کے قوی اور پُر جوش ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ سویقی، نخالی اور صفائحی پیشاب اگر گردہ و مثانہ کے سبب سے نہ ہو تو تیز بخار کی حالت میں خرابی کی دلیل ہے، اگر گردہ اور مثانہ کے سبب سے یہ پیشاب ہوں تو موت کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ موت کی دلیل اعضاء کے گھلنے سے بنتی ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ گردہ و مثانہ کی صورت میں درد ہوتا ہے۔

سیاہ اور زنگاری قے خراب ہے، اگر اس میں بدبو بھی ہو تو موت کی علامت ہے۔ اگر بحران کے دنوں کے علاوہ پسینہ آئے، اور اس سے بخار میں سکون نہ ہو تو خراب علامت ہے۔ اگر پسینہ ٹھنڈا ہو اور صرف گردن اور سر پر آئے تو زیادہ خراب ہے۔ ایسا پسینہ تیز بخاروں میں موت کی دلیل ہے، اگر تیز بخار نہ ہو تو مرض کے طویل ہونے کی علامت ہے۔ تپ محرقہ میں اگر نکسیر میں خون کے سیاہ قطرے ہوں تو موت کی علامت ہے۔ کیونکہ اس سے دماغ میں بڑا ورم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

افعال سے اخذ کی جانے والی علامتیں یہ ہیں: روشنی سے آنکھوں کا چندھیا جانا، اور بلا سبب آنسوؤں کا جاری ہو جانا خراب علامت ہے۔ اگر آنکھوں میں زیادہ حرکت ہو، دونوں آنکھیں ٹیڑھی ہوں، اور ایک آنکھ دوسری سے چھوٹی ہو تو موت کی علامت ہے۔ آنکھوں کا ٹیڑھا ہونا اور کسی ایک آنکھ کا سکڑنا تشنج دماغ کے سبب سے ہوتا ہے۔ جب مریض کے سر سے بھوسی جیسی چیز گرنے لگے تو موت کی دلیل ہے کیونکہ یہ جسم کی قوتِ برداشت کے ختم ہونے کی دلیل ہے۔ مختصر یہ کہ مریض کی شکل و وضع کا حالتِ تندرستی کے مقابلہ میں تبدیل ہو جانا خراب علامتیں ہیں۔

بیٹھنے اور چلنے میں تکان، جسمانی کمزوری اور سماعت و بصارت کا ختم ہو جانا قربِ موت کی علامات ہیں۔ اسی طرح جب اختلاطِ عقل کے نتیجہ میں تنفس عظیم اور متفاوت ہو جائے تو یہ بھی ردی علامت ہے، کیونکہ اختلاطِ عقل یا ذہول کے مریض میں افعال کا نظم و ضبط قائم نہیں رہتا۔

سانس لینے میں دشواری بھی خراب علامت ہے کیونکہ یہ عضلاتِ صدر کے تشنج کی خبر دیتی ہے۔ اگر نیند سے درد محسوس ہو تو موت کی علامت ہے۔

امراض سے اخذ کی جانے والی علامتیں

ایک مرض کے بعد آنے والا دوسرا مرض اگر زیادہ شدید ہو، یا پہلے عضو کے مقابلہ میں زیادہ شریف عضو میں واقع ہو تو خطرناک ہے، مثلاً ورم ذبحہ اگر چوتھے دن پھیپھڑے کی طرف منتقل ہو جائے تو ساتویں دن مریض کی موت ہو جائے گی۔ بعد میں پیدا ہونے والا مرض اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے مرض کا سبب فاعل شدید تھا، مثلاً ذات الجنب کے مریض کے پہلو کا سیاہ ہونا مریض کے جلد مرجانے کی علامت ہے۔ کبھی بعد والا مرض پہلے مرض کا سببِ فاعل ہوتا ہے، مثلاً قرحۂ ریہ کے مریض کو زکام ہونا۔ امراض حادہ میں ہچکیاں آنا موت کی علامت ہے کیونکہ اس سے تشنج کا پتہ چلتا ہے۔ کبھی بعد والا مرض، پہلے مرض کی بالکل ضد ہوتا ہے، مثلاً امراضِ حادہ کے بعد استسقاء۔

علامات مرض کے سلسلہ میں مذکورہ بالا امور ان اقوال کی روشنی میں لکھے گئے ہیں جو عام طور سے اطباء کرام بیان کرتے ہیں، چونکہ یہ فن طب کی مفصل کتاب نہیں ہے، اس لیے اصولی طور پر بنیادی امور بیان کر دینا کافی ہیں۔ اب ہم اندرونی اعضاء کے امراض کی علامتیں بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

اعضاء آلمہ کی علامتیں

پہلے بتایا جاچکا ہے کہ تین چیزوں کی علامتیں معلوم کرنا ضروری ہیں، (۱) وہ عضو جس میں مرض ہے۔ (۲) اس عضو کا مرض۔ (۳) سببِ مرض یعنی مرض کا خاص سبب۔ اکثر وہ عوارض علامت بنتے ہیں جو اعضاء کے افعال یا انفعالات میں لاحق ہوں۔ لازمی عوارض بیرونِ جسم پر اور جسم سے نکلنے والے فضلات میں ہوتے ہیں۔ افعال یا انفعالات کے عوارض عضو مریض پر اکثر اس وقت دلیل بنتے ہیں جب اس عضو کے ساتھ افعال یا انفعالات کا ضرر مخصوص ہو، مثلاً اشتہاء غذا کا ختم ہوجانا، فم معدہ کے مرض کی دلیل ہے، لیکن جب ضرر مخصوص نہ ہو تو عضوِ مریض پر دلیل نہیں بنتے۔ مثلاً انگلیوں کی حرکت میں دشواری خود انگلیوں میں مرض ہونے کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ دشواری اس عصب کی خرابی سے ہوتی ہے جس کا سلسلہ انگلیوں تک ہے۔ اعضاء کے افعال اور انفعالات کے عوارض اگر عضو اور مرض کے لیے مخصوص ہوں تو دونوں کے لیے دلیل بنتے ہیں، مثلاً تیز اور چبھن پیدا کرنے والا درد اس بات کی دلیل ہے کہ عضو ماؤف غشائی ہے، اور اس کا سبب خلط صفراوی ہے۔ ترش ڈکار اس بات کی علامت ہے کہ فم معدہ میں مرض ہے، اور اس کا سبب فاعل برودت ہے۔ مرض کے بالمقابل بیرونی عضو بھی عضو مریض کی دلیل ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ مقام عضو مریض کے ساتھ مخصوص ہو، جیسے کہ شراسیف کے نیچے کا درد، معدہ کے مرض کی دلیل ہے، لیکن اگر وہ مقام عضوِ مریض کے ساتھ مخصوص نہ ہو تو دلیل نہیں ہے۔ مثلاً پہلو کا درد کبھی بڑی آنتوں اور کبھی گردوں کے مرض سے ہوتا ہے۔ فضلاتِ بدن بھی عضو مریض کی علامت ہوتے ہیں، یہ کبھی اعضاء کی طبیعت اور ساخت کے لحاظ سے ہوتے ہیں، مثلاً اگر تیز بخار نہ ہو تو پیشاب میں چوڑے چھلکے کا خارج ہونا گردہ کی بیماری ظاہر کرتا ہے، اور بھوسی کے مانند ہو تو مثانہ کی بیماری معلوم ہوتی ہے۔ کبھی یہ فضلات عضو کی مقدار کے لحاظ سے ہوتے ہیں، مثلاً کھانسی میں بڑا ریشہ خارج ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ریشہ پھیپھڑے سے نکلا ہے۔ اگر چھوٹا ریشہ ہو تو قصبہ ریہ سے نکلنے کی علامت ہے۔ کبھی یہ فضلات اپنے نکلنے کے مقام اور جہت کے لحاظ سے علامت بنتے ہیں، جیسے مقعد سے خون نکلنا مقام کی مثال ہے، کیونکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ مرض آنتوں یا مقعد میں ہے۔ اور پیشاب کے راستے سے خون آنا اس بات کی علامت ہے کہ مثانہ، یا گردے یا جگر میں مرض ہے۔ فضلات کے خارج ہونے کی جہت کی مثال یہ ہے کہ اگر کھانسنے سے خون آیا ہے تو یہ علامت

Marfat.com

پھیپھڑے سے خون آنے کی ہے، اور کھنکھارنے سے خون آنا مری سے خون آنے کی علامت ہے۔ نبض اور درد سے عضو مریض کا صحیح پتہ چلتا ہے، اگرچہ یہ دونوں افعال وانفعالات کے عوارض ہیں لیکن قوانین کلیہ کی طرح ان دونوں کی عمومی دلالت ہے۔ نبض منشاری عضو عصبی کے مرض کی علامت ہے، اور نبض موجی عضو لحمی کے مرض کی علامت ہے۔ درد اگر چبھن والا ہو اور چوڑائی میں گھومتا ہوا معلوم ہو تو عضو غشائی میں درد ہوگا۔ اگر ہلکا درد ہو تو گوشت کے مرض کی علامت ہے۔ ٹیس والا درد زیادہ شرائین والے عضو کے مرض کی علامت ہے۔ غیر عصب والے عضو یعنی جگر یا طحال کے مرض کی علامت ہے۔ اگر لمبائی میں کھنچاؤ والا درد ہو تو عصب یا رگ کے مرض کی علامت ہے۔ برما یا سُوا چبھونے کے مانند درد ہو تو کسی دبیز عضو مثلاً گردہ یا بڑی آنت میں مرض کی علامت ہے۔ توڑنے والا درد ہڈی والے عضو کے مرض کی علامت ہے۔ ان ذرائع سے عضو مریض کی واقفیت ہوتی ہے۔

یہاں عضو کے مخصوص اور مشترک افعال وانفعالات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ کتاب الصحت میں گزر چکے ہیں، اعضاء کے مقامات بھی نظر انداز کیے جائیں گے۔ یہاں صرف ایسی علامتیں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کی جائیں گی جو جسم سے خارج ہونے والی چیزوں سے ماخوذ ہیں، اور جو اعضاء کے حالات پر دلیل بنتی ہیں۔

جسم سے خارج ہونے والی چیزیں دو طرح کی ہوتی ہیں، کچھ طبیعی طور پر جیسے بول و براز اور تھوک، اور کچھ غیر طبیعی طور پر جیسے خون اور اعضاء کے اجزاء۔ طبیعی طور پر خارج ہونے والی چیزوں کے عوارض، بیماریوں اور ان کے اسباب پر دلیل بنتے ہیں، جو پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔ غیر طبیعی طور پر خارج ہونے والی چیزیں عضو مریض پر دلیل بنتی ہیں۔ نفس اعضاء کی حقیقت کتاب التشریح میں بیان کی جا چکی ہے۔ اب جسم سے خون نکلنے کی علامتیں بیان کی جائیں گی۔

خون بالائی یا زیریں جسم سے نکلتا ہے۔ بالائی جسم کا خون اگر منہ سے نکلتا ہے تو تھوک میں مل کر باہر آتا ہے۔ اگر حلق سے نکلتا ہے تو کھنکھارنے سے باہر آتا ہے۔ اگر معدہ سے نکلتا ہے تو قے کے ذریعہ باہر آتا ہے۔ اگر پھیپھڑے یا سینے سے نکلتا ہے تو کھانسنے سے باہر آتا ہے۔ پھیپھڑے سے نکلنے والے خون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، اور یکبارگی نکلتا ہے۔ یہ خون شریانی اور کف کے ساتھ ہوتا ہے اور اس میں درد نہیں ہوتا۔ البتہ سینے سے جو خون نکلتا ہے اس میں درد ہوتا ہے، اس کی

Marfat.com

مقدار بھی کم ہوتی ہے، اور یکبارگی نہیں نکلتا ہے۔ اس کا رنگ پھیپھڑے کے خون سے مختلف ہوتا ہے۔
اگر سینے کی شریان کے پھٹنے سے خون نہیں آرہا ہے تو بستہ خون نکلتا ہے۔ کبھی خون کا مرکز دماغ ہوتا ہے، اور چونکہ کھانسی ہونے سے خون گرتا ہے، اس لیے یہ گمان ہوتا ہے کہ پھیپھڑے سے آرہا ہے، حالانکہ دماغ سے آنے والا خون اپنے رنگ اور قوام میں پھیپھڑے کے خون سے مختلف ہوتا ہے۔
اکثر یہ خون بستہ ہوتا ہے اور دماغ میں امتلاء خون سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے، مری سے خون آنے کی علامت یہ ہے کہ دونوں شانوں کے درمیان مریض کو درد کا احساس ہوگا۔

زیریں جسم سے نکلنے والا خون کبھی فم مقعد کی رگوں کے کھلنے سے نکلتا ہے۔ جب خون زیادہ اور خراب ہوجاتا ہے تو طبیعت ایسے خون کو بطور استفراغ خارج کر دیتی ہے۔ اگر خون بہت زیادہ آنے لگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا آنا طبیعت کی وجہ سے نہیں ہے۔ فم مقعد کے عوارض سے اس بات کی واقفیت اچھی طرح ہوتی ہے۔ مقعد کے راستے سے خون نکلنے کے اسباب یہ ہیں: آنتوں کی خراش اور زخم، جگر کی قوتِ ماسکہ کا کمزور ہونا، خون کی کیفیت خراب ہونے سے قوتِ دافعہ کا دفع کرنا۔ یعنی قوتِ ماسکہ کے کمزور ہونے اور خراش کے سبب سے نکلنے والا خون، ان دونوں کی عام علامت یہ ہے کہ یہ خالص نہیں ہوتا، بلکہ اس کا رنگ گوشت کے دھوون جیسا ہوتا ہے۔ آنتوں کی خراش سے نکلنے والے خون کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض عضو میں درد محسوس کرتا ہے اور خون تھوڑا تھوڑا آنتوں کے چھلکے کے ساتھ مل کر نکلتا ہے۔ جگر سے نکلنے والے خون پر ضعفِ جگر کے عوارض دلیل بنتے ہیں، اور خون نکلنے کے وقت درد نہیں ہوتا۔ خراب خون کو اگر جگر دفع کرتا ہے تو اس کے رنگ سے معلوم کیا جاتا ہے۔ ایسا خون سیاہ اور سوختہ ہوتا ہے۔ پیشاب کے راستے سے نکلنے والا خون، مثانہ، گردہ اور مقعر جگر سے آتا ہے۔ گردے سے نکلنے کے دو اسباب ہیں، یا گردے کی رگ کھل جاتی ہے، یا پتھری پیدا ہونے سے رگ پھٹ جاتی ہے، کیونکہ جو پتھری جرم گردہ میں پیدا ہو وہ گوشت کو پھاڑ کر باہر نکلتی ہے، لیکن جب پتھری گردے کے جوف میں بننا شروع ہوتی ہے تو درد شروع ہوتا ہے۔
گردے سے خون نکلنے کا ایک سبب قوتِ غاذیہ کا کمزور ہونا ہے۔ گردے اس مائیتِ دمویہ سے غذا حاصل کرنا چھوڑ دیتے ہیں جو وہاں موجود ہوتی ہے۔ مقعر جگر سے خون آنے کی علامت ضعفِ جگر کے عوارض ہیں، نہ کہ ضعفِ گردہ کے۔ ضعفِ گردہ کے سبب اگر خون آرہا ہے تو ضعفِ گردہ کے عوارض ہوتے ہیں، مثلاً سوء مزاج کے سبب سے گردوں میں درد، جسم کی لاغری اور ضعفِ باہ۔
گردے کی رگ کھلنے کے سبب سے نکلنے والا خون، اس خون سے مختلف ہوتا ہے جو قوتِ غاذیہ

Marfat.com

کے کمزور ہونے سے نکلتا ہے، کیونکہ جب رگ کھلتی ہے تو خون کی مقدار شروع میں پیشاب پر غالب ہوتی ہے، اور پورا پیشاب خون ہی معلوم ہوتا ہے۔ ضعفِ گردہ میں خون غسالی ہوتا ہے۔ اس مرض میں ضعفِ گردہ کے عوارض شروع میں ظاہر نہیں ہوتے، لیکن ضعفِ قوتِ ہاضمہ کے سبب سے ہونے والے مرض کے عوارض ظاہر ہوجاتے ہیں۔ رگوں کے پھٹنے یا تآکل سے خون نکلنے کی علامت درد ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رگوں کے کھلنے کے سبب سے خون نکلنے میں اکثر درد نہیں ہوتا، جیسا کہ ناک سے خون جاری ہونے میں درد نہیں ہوتا، لیکن اگر رگ پھٹنے یا تآکل سے خون آتا ہے تو جب تک رگ میں سوءِ مزاج مستوی و مستحکم نہیں ہوتا اکثر درد ہوتا ہے۔ مثانہ سے خون نکلنے میں درد ہوتا ہے، کیونکہ اس عضو سے اکثر اس وقت خون نکلتا ہے جب اخلاط اس میں خراش پیدا کردیتے ہیں۔

جسم سے جن چیزوں کو نکلنا چاہیے ان میں ایک براز ہے۔ اگر یہ مقدار اور کیفیت میں غیر طبعی ہے تو مریض عضو کی علامت ہے اور اس کو اسہال کہا جاتا ہے۔ کتاب المرض میں بیان کیا جاچکا ہے کہ اس مرض کے اسباب ضعفِ امعاء، ضعفِ معدہ، ضعفِ جگر یا ضعفِ اعضاء ہیں۔ ضعفِ اعضاء سے مراد سوءِ مزاج غیر مادی ہے۔ کبھی ان اعضاء میں سے ایک یا ایک سے زائد میں سوءِ مزاج مادی کے لاحق ہونے سے یہ مرض ہوتا ہے۔ اس وقت یہ مرض صرف عضو مریض کی حالت نہیں بلکہ سببِ فاعل کی علامت بھی بنتا ہے۔ پہلے ہم اسہال کی وہ علامتیں بیان کریں گے جو عضو مریض پر دلیل بنتے ہیں۔ ان اعضاء میں سے ایک یا زیادہ اعضاء میں مرض مادی کے سبب سے اسہال کا فرق اس اسہال سے جو مرض غیر مادی کے سبب سے ہوتا ہے یہ ہے کہ پہلی صورت میں ثفل کے ساتھ اس مرض کا خلط فاعل بھی خارج ہوتا ہے۔ اگر معدہ کے سبب سے ہو تو امراضِ معدہ کے عوارض پائے جاتے ہیں۔ خواہ ان امراض کا سبب سوءِ مزاج مادی ہو یا غیر مادی۔ اس قسم کے اسہال کی خاص علامت یہ ہے کہ معدہ میں غذا کم ٹھہرتی ہے، کیونکہ اسہال معدی کے دو اسباب ہیں، ایک یہ کہ اس کی قوتِ دافعہ اس قدر قوی ہو کہ غذا کو دفع کردے، یا اس کی قوتِ ماسکہ کمزور ہو۔ بہرحال جو بھی صورت ہو غذا معدہ میں کم ٹھہرتی ہے۔ کبھی آنتوں کے سبب سے اسہال ہوتا ہے۔ اس صورت میں آنتوں کے کمزور ہونے کے عوارض پائے جاتے ہیں، اور معدہ میں کوئی خرابی نہیں ہوتی، بلکہ اس میں غذا اپنے طبعی وقت تک ٹھہرتی ہے۔ جگر یا عروق یا بعض دوسرے اعضاء، مثلاً سر وغیرہ کے سبب سے بھی اسہال ہوتا ہے۔ اگر مرض مادی ہوگا تو عضو میں غلبہ خلط کی علامات اور اس کے مخصوص عوارضات نمایاں ہوں گے۔ چنانچہ

Marfat.com

ایک طبیب نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص کو اسہال کا مرض تھا، اسہال میں نیند کے بعد شدت ہو جاتی تھی اور بیداری میں کمی۔ اس کیفیت سے انھوں نے سمجھا کہ اس مرض کا خلط فاصل دماغ میں ہے، چنانچہ انھوں نے دماغ کا علاج کیا جس سے صحت ہو گئی۔

اسہال کی ایک قسم ان نالیوں میں سُدّوں کی وجہ سے عارض ہوتی ہے جو آنت سے جگر تک جاتی ہیں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ناپختہ غذا خارج ہو، جو کہ معدہ اور آنتوں میں طبیعی یا تقریباً طبیعی وقت تک ٹھہری ہو۔ اسہال کی دوسری قسموں سے جتنی مدت میں لاغری ہوتی ہے اس سے کم مدت میں اسہال کی اس قسم سے جسم لاغر ہو جاتا ہے۔ جب اسہال کی ان قسموں میں تشابہ ہو جاتا ہے تو ان کی واقفیت دشوار ہوتی ہے۔ کیونکہ طبی اقوال سے اخذ کی جانے والی اکثر علامتیں محض تخمینی ہوتی ہیں، لہٰذا ان میں خوب غور و فکر کے بعد جس امر کی طرف گمان غالب ہو، اس کا علاج ہلکی اور لطیف دواؤں سے شروع کرنا چاہیے۔ پھر اگر خیال درست ثابت ہو اور علاج میں کامیابی ہو تو علاج جاری رکھا جائے، ورنہ اسے ترک کر دیا جائے۔ مثلاً جب یہ خیال ہو کہ اسہال کا سبب سُدّہ ہے تو ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو کچھ مفتح بھی ہوں، اگر کامیابی ہو تو اپنے خیال پر قائم رہیں، ورنہ پہلی تدبیر کے نقصانات کا تدارک کریں۔ اسی لیے علاج کے سبب سے چہرہ میں زردی پیدا ہونے کو امراض و اسباب کی علامتوں میں شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر مرض کا سبب حرارت معلوم ہو تو کچھ ٹھنڈک پہنچانے والی دواؤں سے علاج کرنا چاہیے۔ اگر فائدہ ہو تو اسی خیال پر قائم رہتے ہوئے استیصال مرض کی کوشش کرنا چاہیے۔ مریض اعضاء کو سمجھنے کے طریقے زیادہ تر یہی ہیں، لیکن کبھی کبھی عضو مریض کے مشارک اعضاء کے اعراض سے بھی اس کی واقفیت ہوتی ہے، مثلاً ذات الجنب اور ورم جگر کے سبب سے کھانسی اور ورم جگر کے سبب سے عظم ترقوہ کا کھنچ جانا۔ لیکن یہ علامات اس وقت قابلِ غور ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ دوسری علامتیں بھی پائی جائیں۔ مثلاً کھانسی اور بلغم اس وقت ذات الجنب کی علامت ہیں جب پہلو میں درد اور تیز بخار بھی ہو۔ اعضاء میں کبھی بجائے خود مرض ہوتا ہے اور کبھی دوسرے اعضاء کی مشارکت سے۔ چنانچہ طبی کتابوں میں مشارکتی امراض کی وضاحت کا بھی دستور ہے۔ مثلاً ایکائی۔ یا معدہ میں فسادِ غذا اور خلوِ معدہ کے وقت دردِ سر ہونا، ایسا دماغی مرض ہے جو معدہ کی مشارکت سے ہوتا ہے، لیکن یہ حقیقی بات نہیں ہے، کیونکہ کبھی کسی عضو کے مرض کا بڑھنا دوسرے عضو کے مرض کے بڑھنے سے کسی عارضہ کے سبب یا اس سبب سے ہوتا ہے کہ عضو میں دو قسم کے امراض ہوتے ہیں، ایک مرضِ خاص اور دوسرا مرضِ مشترک، لیکن عضو میں مرضِ مشارک کا

گمان ہوتا ہے، حالانکہ پہلے سے اس میں ایک مرض موجود تھا جو مرض مشارک کے سبب سے قوی و شدید ہو گیا۔ اگر کسی عضو کی صحت و مرض، دوسرے عضو کی صحت و مرض کے سبب سے ہوتا ہے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوسرا عضو اس کے مرض کا سبب ہے، لیکن یہ خیال درست نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دونوں اعضاء کا مرض کسی تیسرے عضو کے مرض کے تابع ہو۔ چونکہ یہ طریقۂ استدلال کمزور ہے اس لیے اس فن پر غور و خوض کرنے والوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ حتی الامکان زائد سے زائد دلائل و علامات فراہم کریں، پھر جس چیز کا قوی گمان ہو جائے اس کا علاج ہلکی دواؤں سے کیا جائے، اگر خیال درست ثابت ہو تو یکسو ہو کر علاج کیا جائے، ورنہ مرض کے لیے دلائل و علامات تلاش کیے جائیں۔ اعضاء آلہ کی علامتوں سے واقفیت کے بعد اب ہم امراض اور ان کے اسباب بیان کریں گے۔

سب سے پہلے سوء مزاج مادی اور غیر مادی کی علامات کو سمجھنا ضروری ہے۔ مادی بیماریاں کبھی ورم کے ساتھ اور کبھی بغیر ورم ہوتی ہیں۔ سوء مزاج مادی میں جسم یا عضو ماؤف پر غلبۂ خلط کی علامتیں موجود ہوتی ہیں۔ جس کا تذکرہ گذر چکا۔ جسم کے فضلات میں قے اور براز سے بھی سوء مزاج مادی کے خلط فاعل کا پتہ چلتا ہے۔

سبب فاعل کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے پیشاب بھی اچھی علامت ہے۔ اسی طرح منہ کے بلغم سے بھی سبب فاعل کی نوعیت معلوم کی جاتی ہے، مثلاً سرخ بلغم غلبۂ خون کی علامت ہے۔ زرد بلغم غلبۂ صفراء کی اور سیاہ بلغم سودا و سوختہ کے غلبہ کی علامت ہے۔ یہ سینے کی بیماریوں میں موت کی دلیل ہے۔ بلغموں میں بہتر وہ ہے جو سفید ہو، چکنا ہو، اجزاء یکساں ہوں اور آسانی سے خارج ہو۔

اورام میں غلبۂ خلط کی علامتوں سے خلط فاعل کا پتہ چلتا ہے۔ درد بھی سبب فاعل کی علامت ہے۔ تیز درد عموماً گرم اخلاط سے ہوتا ہے۔ برمایا سوا چبھنے جیسا درد خلط بارد سے ہوتا ہے۔ مثلاً قولنج کا درد، یا خلط متحجر سے ہوتا ہے، مثلاً سنگ گردہ اور مثانہ کا درد۔ اورام کے مزاج پر نبض بھی خاص علامت ہے، اس لیے بعض نبضوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اورام حارہ میں نبض صلب، صغیر، سریع، متواتر اور مختلف منشاری ہوتی ہے۔ صلب اس لیے کہ مادہ، شریان کو کھینچتا ہے، صغیر ہونے کی وجہ رگ کی سختی ہے۔ متواتر اور سریع ہونے کا سبب تعدیل کی ضرورت ہے، تاکہ عظیم نہ ہونے سے جو کمی پیدا ہوگئی ہے اُسے سرعت و تواتر

Marfat.com

پورا کرے۔ منشاری کا سبب یہ ہے کہ قوت، شریان کو پھیلنے کے لیے مجبور کرتی ہے، لیکن اس کے تمام اجزاء ایک ساتھ نہیں پھیلتے، کچھ اجزاء پہلے اور کچھ بعد میں پھیلتے ہیں، یہاں تک کہ منشار دآرہ چلنے کے مانند اس کی حرکت ہوجاتی ہے۔ ورم دموی میں نبض جتنی متواتر ہوتی ہے، اس سے زیادہ ورم صفراوی میں ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس میں حرارت شدید ہوتی ہے۔ اکثر یہ نبض منشاری ہوتی ہے، کیوں کہ صفرا کی یبوست شریان کو سخت کر دیتی ہے۔

اورام بلغمیہ میں نبض صغیر، متفاوت اور بطی ہوتی ہے۔ ان کا سبب برودت کا غلبہ اور قوت کا کمزور ہونا ہے۔ یہ نبض مختلف منشاری نہیں ہوتی، کیوں کہ ان اورام کے خلط فاعل میں رطوبت ہوتی ہے۔

اورام سوداویہ میں نبض صلب ہوتی ہے۔ اس کا سبب خلط سودا کی یبوست ہے ایسی حالت میں نبض منشاری ہوتی ہے۔ جس کا سبب ظاہر ہے اور ساتھ ہی متفاوت و بطی بھی ہوتی ہے۔ اعضاء شریفہ کے اورام میں بخار کا ہونا اورام کی خاص علامتوں میں ہے۔ لیکن بخار ان اورام میں ہوتا ہے جو پھوٹنے والے ہوتے ہیں، اور جو نہیں پھوٹتے ہیں، مثلاً اورام ریحی اور اورام صلب، ان میں حرارت غریبہ پیدا نہیں ہوتی۔ یہ اعضاء مشاہدہ کے مطابق دماغ، جگر، پھیپھڑا، معدہ، چھوٹی آنت، طحال، گردہ، مثانہ اور رحم ہیں۔

یہاں تک عضو ماؤف کی نوعیتِ مرض پر دلالت کرنے والی تمام علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ اگرچہ اندرونی اعضاء کی مخصوص علامات اور نفس اعضاء کی خاص علامتیں بیان نہیں کی گئی ہیں، لیکن مذکورہ علامتوں سے ان مخصوص علامات کا بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تاہم مشہور اعضاء کی علاماتِ امراض یہاں لکھی جاتی ہیں، کیوں کہ عمومی اقوال کبھی کبھی جزئیات پر پوری طرح منطبق نہیں ہوتے اس کے علاوہ مذکورہ علامتوں میں بھی ہر علامت تنہا دلیل نہیں بنتی، بلکہ اس کے ساتھ دوسری علامات کو ملانا پڑتا ہے کیونکہ تنہا علامت، مرض یا عضو مریض پر دلیل نہیں بنتی، اس لیے ہر مرض کے خاص عوارض بیان کرنا ضروری ہیں۔ مثلاً پہلو کے چبھن والے درد کے ساتھ، منہ سے بلغم نکلنا اور نبض منشاری ہونا، پسلیوں کے اندر کی غشاء میں ورم کی دلیل ہے۔

دماغ اندرونی اعضاء کی اکثر علامتیں اورام یا سوء مزاج مادی وغیر مادی سے معلوم ہوتی ہیں۔ دماغ میں واقع ہونے والے سوء مزاج حار، بارد، رطب اور یابس ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے سوء مزاج کی الگ الگ علامتیں ہوتی ہیں، مثلاً چہرہ کی سرخی اور لمس کا

Marfat.com

گرم ہونا غلبۂ خون کی علامت ہے۔ سوءِ مزاج حار یا بارد کی خاص علامت درد سر ہے، لیکن مزاج حار میں درد تیز ہوتا ہے۔ سوءِ مزاج رطب و یابس سے درد سر نہیں ہوتا، مزاج رطب میں گرانی ہوتی ہے۔ سر کی گرانی، نیند کی زیادتی اور حواس مکدر ہونا سوءِ مزاج رطب کی علامتیں ہیں۔ سوءِ مزاج یابس کی علامتیں ان عوارض کی ضد ہیں۔ سر میں یہ تمام سوءِ مزاج کبھی شروع ہی میں اور کبھی دوسرے اعضاء کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا معدہ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس کی علامت وہ درد سر ہے جو ابکائی یا معدہ خالی ہونے یا معدہ میں غذا فاسد ہونے سے ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ معدہ کا مرض زیادہ یا کم ہونے سے دماغ کا مرض کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ کبھی دونوں سباتی رگوں کی مشارکت سے درد سر ہوتا ہے، جیسے درد شقیقہ، اس کی دلیل گردن کے امتلاء کی علامتیں ہیں۔ کبھی درد سر پورے بدن کی مشارکت سے ہوتا ہے۔ اس حالت میں امتلاء کی دونوں قسموں میں سے کسی ایک کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ دماغ میں تمام اقسام کے اورام حارہ اور باردہ پیدا ہوتے ہیں، اس کے خاص افعال عضو مریض اور مرض پر علامت بنتے ہیں۔ دماغ میں جب اس قسم کا مرض لاحق ہوتا ہے تو ہر وقت اختلاط ذہن ہوتا ہے۔ دوسرے اعضاء کی مشارکت مثلاً ورم حجاب کے سبب سے عارض ہونے والے اختلاط ذہن ہمہ وقت نہیں ہوتے۔ افعال کے عوارض سے مرض کے سبب فاعل کی نوعیت اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ ورم صفراوی میں مریض کے تخیلات خراب ہو جاتے ہیں، اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لباس پر کھٹمل ہے جس کو وہ جھٹر اتار رہا ہے، نیز بے خوابی کی شکایت ہوتی ہے۔ بیداری کی حالت میں بد خلق اور تند مزاج ہو جاتا ہے۔ ورم دموی میں بے خوابی کم ہوتی ہے، مریض ہنستا ہے اور خوشی کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کے برعکس ورم صفراوی میں غصہ اور بد خلقی ہوتی ہے۔ ورم سوداوی میں ذہن کی خرابی، شدید گھبراہٹ، خوف اور گریہ وزاری ہوتی ہے۔ ورم بلغمی میں قوائے نفسانیہ نہ صرف زیادہ خراب بلکہ معطل ہو جاتے ہیں۔ دماغ میں ورم پیدا کرنے والے اخلاط میں ہر ایک خلط کے غلبہ کی خاص علامتیں ہیں، مثلاً چہرہ اور آنکھوں کا سرخ ہونا اور ان دونوں کے ملمس کا گرم ہونا اور نبض عظیم، یہ غلبۂ خون کی علامتیں ہیں، خصوصاً جب اس خلط کے مناسب تدبیر، عمر، مزاج اور موسم بھی ہوں۔ ان باتوں کے اعادہ کی ضرورت اس لیے نہیں کہ اس سے پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

ورم دموی جب غشاء دماغ میں ہو، اور شروع ہی میں پیدا ہوا نیز قوت قوی ہو تو خاص طور پر نبض مختلف اور منقطع ہوتی ہے۔ قوت اور صلابت شریان کے درمیان کشاکش ہونے کے سبب

Marfat.com

سے بعض میں ارتعاش ہوتا ہے۔ اورام حارہ میں یہ عوارض زیادہ نمایاں اور شدید ہوتے ہیں لیکن اورام بلغمی و سوداوی میں کم ہوتے ہیں، خصوصاً بلغمی میں، یہاں تک کہ عضو میں خلط کی رطوبت منتشر ہونے کے سبب سے ابتداءً ورم بلغمی میں نبض لین ہوتی ہے۔ دماغ کی غشاؤں میں سے غشاء رقیق یا کھوپڑی کے نیچے کی غشاء میں ورم ہوتا ہے، کبھی نفس دماغ میں ورم ہوتا ہے، اس میں زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور اس کے عوارض زیادہ قوی اور عظیم ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ورم دماغ کے ساتھ استرخاء ہوتا ہے۔ اکثر نبض کی حرکت معطل ہونے کے سبب موت بھی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کے قول کے مطابق شبکہ دماغی میں ورم ہو جاتا ہے۔ شرائین کی کثرت کے سبب اس ورم میں ٹیس ہوتی ہے۔ اس ورم کی خاص علامات یہ ہیں کہ آنکھ کی سفیدی میں شدید سرخی ہوتی ہے۔ پپوٹے موٹے ہو کر ان کی حرکت سست ہو جاتی ہے۔ ان تمام اورام میں بخار لازمی ہے۔ ورم حار میں تیز بخار اور ورم بارد میں نرم اور ہلکا بخار ہوتا ہے۔ یہی وہ امراض دماغی ہیں جن کی علامات جاننے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

سدر، سکتہ، مرگی وغیرہ تمام عصبی اور محسوس ہونے والی بیماریاں کتاب المرض میں مع اسباب بیان کی جا چکی ہیں۔ اب ان اسباب کی مخصوص علامتیں مزید بیان کرنا ہیں، جبکہ مرض کے اسباب ایک سے زیادہ ہوں، خواہ مرض شروع ہی میں پیدا ہوا ہو یا دوسرے اعضاء کی مشارکت سے مثلاً کتاب المرض میں بیان کیا گیا ہے کہ مرگی کا خلط فاعل کبھی بلغم اور کبھی سودا ہوتا ہے، کبھی یہ خلط دماغ میں ابتداءً پیدا ہوتی ہے، اور کبھی دوسرے اعضاء کی مشارکت سے۔ یہ علامتیں گذشتہ قوت کے ذریعہ معلوم کی جاتی ہیں، کیوں کہ جن امراض کے اسباب ایک سے زیادہ ہوتے ہیں، ان کی علامتیں وہی ہوتی ہیں جو غلبۂ خلط کی علامتیں ہیں۔ اور جو امراض دوسرے اعضاء کی مشارکت سے ہوتے ہیں ان کا طریقہ استدلال بیان کیا جا چکا ہے، یعنی اس عضو کے مرض کی کمی بیشی عضو مشارکت کے مرض کی کمی بیشی سے ہوتی ہے، اور عضو میں مسلسل تکلیف نہیں ہوتی۔ ایسے تمام عوارض اس بات کی دلیل ہیں کہ عضو میں ابتداءً مرض نہیں ہوا ہے۔

سوء مزاج مادی اور غیر مادی سے پیدا ہونے والے امراض کا فرق اس طرح جانا جا سکتا ہے کہ مادی میں غلبۂ خلط کی علامتیں پائی جاتی ہیں، اور غیر مادی میں کبھی سوء مزاج معمولی

Marfat.com

ہوتا ہے تو بیرونی چیزیں اسباب ہوتی ہیں، اور مرض کی مدت کم ہوتی ہے، مثلاً آفتاب کی حرارت کے سبب درد سر ہونا، اور اعضاء غذاء میں ٹھنڈی ہوا لگنے سے اسہال ہونا، لیکن اگر مرض دیر تک باقی رہے تو اکثر اس کا سبب مرض غیر مادی ہوتا ہے۔ مثلاً حمی دق اور وہ تشنج جو یبوست کے نتیجہ میں لاحق ہوتا ہے۔ سوء مزاج غیر مادی کی خاص علامت یہ ہے کہ مرض ہلکا اور معمولی ہوتا ہے۔

آنکھ آنکھ کی اکثر بیماریاں محسوس ہوتی ہیں۔ ان بیماریوں کو آنکھ کے معالجہ میں لکھا جاتے گا۔ یہاں جن امراض کی علامتیں بیان کرنا مقصود ہیں ان میں ایک مرض عصب مجوّف میں لاحق ہوتا ہے۔ عصب مجوف وہ عصب ہے جس سے روح نفسانی گذرتی ہوئی آنکھ میں پہنچتی ہے، اور آنکھ کو بینائی کی استعداد بخشتی ہے۔ یہ مرض نفس روح میں بھی ہو سکتا ہے۔ آنکھ تک پہنچنے والے عصب میں ضرر سوء مزاج مادی مع ورم یا سدّے سے، یا بغیر ورم اور بغیر سدّے کے سوء مزاج سے ہوتا ہے۔ عصب کے ورموں کی علامتیں آنکھوں میں ٹیس، سرخی اور حرارت ہیں۔ عصب کے سدّے میں صرف گرانی ہوتی ہے، اس میں سوء مزاج کے پیدا ہونے کی علامتیں وہی ہیں جو سوء مزاج مطلق کی علامتیں ہیں۔ آنکھ میں بھی سدہ ہو جاتا ہے، جس کو نزول الماء کہا جاتا ہے۔ یہ سدہ طبقۂ قرنیہ اور رطوبت جلیدیہ کے درمیان واقع ہوتا ہے اس سدّے کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، بعض سفید، بعض سبز اور بعض نیلے ہوتے ہیں۔ اس مرض کے پیدا ہونے سے پہلے آنکھوں کے سامنے فرضی چیزیں (یعنی چھوٹے نقطے یا مکھیوں یا مچھروں کی شکلیں) نظر آتی ہیں۔ یہ فرضی تصورات اگرچہ معدہ کی مشارکت سے بھی ہو سکتے ہیں، کیوں کہ معدہ کے بخارات دماغ تک پہنچتے ہیں، لیکن معدہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے خیالات اور نزول الماء کے باعث خیالات کا فرق یہ ہے کہ اول الذکر معدہ کے حالات کے اعتبار سے گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ بصورت دیگر خیالات یکساں رہتے ہیں۔

کان کان کے امراض سوء مزاج مادی اور غیر مادی دونوں اسباب سے ہوتے ہیں۔ اس میں سدّے اور اورام بھی ہوتے ہیں، درد اور پھوڑے وغیرہ کے سبب ہی اعراض کان میں ہوتے ہیں کان کی ان بیماریوں کی علامتیں وہی ہیں جو ان بیماریوں کی علامتیں عام طور پر جسم میں ہوتی ہیں۔ کان کے ورم حار میں چبھن پیدا کرنے والا درد ہوتا ہے، کیوں کہ یہ عصبی عضو ہے، اور بعض منشاری ہوتی ہے۔ ورم کے خلط فاسد کے غلبہ کی علامتیں بعینہٖ وہی

Marfat.com

ہیں جو اس خلط کے غلبہ کی علامتیں ہیں۔ کان میں ورم پیدا کرنے والے اخلاط اکثر رقیق ہوتے ہیں، کیوں کہ اس کا جوہر سخت اور کثیف ہے۔ اکثر ورم کے ساتھ متواتر بخار رہتا ہے، خصوصاً جب کان کی جڑ میں ورم ہوتا ہے اس کی مخصوص بیماریوں میں طنین[1] اور دوی[2] ہیں۔ یہ امراض کان کے اندرونی سوراخ میں ریاح کی گردش سے ہوتے ہیں۔ کبھی قوت سامعہ کے زیادہ تیز ہونے سے بھی ہوتے ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ ان میں غلبۂ اخلاط کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔

ناک ناک میں سدے، ورم اور سوء مزاج کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ اس میں ایک مخصوص ورم "ام اربع وار بعین" (یعنی کن کھجورا جیسا ورم) ہے۔ ان امراض کی علامتیں گذشتہ بیان سے واضح ہیں۔ منہ کی تمام بیماریوں مثلاً قلاع، ورم اور تاکل وغیرہ کا حال ظاہر ہے۔

حلق حلق میں پیدا ہونے والے ورم کو "ذبحہ" کہا جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ورم کے مقام پر درد ہوتا ہے، اور نگلنے میں دشواری ہوتی ہے۔ اگر ورم زیادہ ہوتا ہے تو سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے، کبھی کبھی سانس بند ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر غلبۂ خلط کی علامتوں سے سبب فاعل کا پتہ چلتا ہے۔ اس ورم میں نبض موجی ہوتی ہے، کیوں کہ یہ عضلاتی عضو ہے۔ یہ ورم کبھی بڑا اور کبھی چھوٹا ہوتا ہے، اسی لحاظ سے کبھی خطرناک اور کبھی بے خطر ہوتا ہے، لیکن بیرون حلق میں بھی ورم ہو جانا اچھی علامت ہے۔ خواہ بظاہر سوجن اور درد زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

پھیپھڑا پھیپھڑے میں امراض عامہ مثلاً ورم، پھوڑا اور تفرق اتصال، اور امراض خاصہ مثلاً کھانسی اور بہر (سانس کی تنگی) لاحق ہوتے ہیں۔ ورم کی علامت یہ ہے کہ سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے اور حمی مطبقہ ہوتا ہے، کیوں کہ یہ عضو قلب سے قریب ہے، سینہ میں گرانی ہوتی ہے، اور غلبۂ خون کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اس عضو میں اکثر ورم دموی ہوتا ہے، کیوں کہ اس عضو کا جوہر ڈھیلا ہوتا ہے، اس میں

---

[1] کان میں سنسناہٹ کی باریک اور تیز آواز۔
[2] کان میں سنسناہٹ کی ہلکی اور بھدی آواز۔

Marfat.com

صفرا ہو نہیں ٹھہرتا، اور بلغمی رطوبات چونکہ ترم اور رقیق ہو تی ہیں، اس لیے ان سے بھی پھیپھڑے میں ورم بلغمی نہیں ہوتا۔ اس ورم میں درد نہیں ہوتا، کیوں کہ اس عضو میں قوتِ حس نہیں ہے۔ نبض اورام حارہ جیسی ہوتی ہے، چونکہ یہ عضو ڈھیلا ہوتا ہے، اس لیے اس کے ورم میں نبض موجی ہوتی ہے۔ نزلہ یا سینے کی چوٹ یا دیگر بیرونی اسباب سے پھیپھڑے میں تفرقِ اتصال ہو جاتے تو اس کی علامت یہ ہے کہ کھانسی کے ساتھ دفعتاً کافی مقدار میں شریانی سرخ خون نکلتا ہے۔ پھیپھڑے کے ورم کی ایک علامت وہ بلغم ہے جو کھانسنے سے نکلتا ہے، جب کہ اس کے ساتھ دوسری علامتیں بھی موجود ہوں، کیوں کہ کبھی غشاء مستبطن الاضلاع کے ورم سے بھی بلغم نکلتا ہے۔ پھیپھڑے کے ورم میں ایسا بلغم جس کے اجزاء یکساں اور سفید ہوں، اور جو آسانی سے نکل جاتے، اچھی علامت ہے، لیکن اگر بلغم میں کسی خلط کے رنگ کا غلبہ ہو تو خراب علامت ہے۔ سب سے خراب سیاہ بلغم، اس کے بعد زرد پھر سرخ ہے۔ بقراط کا خیال ہے کہ پھیپھڑے کی بیماریوں میں بالکل خشک اور گول بلغم نکلنا خراب علامت ہے۔ کھانسی کے جو اسباب پہلے بیان کیے گئے ہیں ان سے اس کے سببِ فاعل کا بھی پتہ چلتا ہے۔

سینہ اس کی مشہور بیماریاں اورام اور سدّے ہیں۔ سینہ کی اندرونی جانب کی غشاء کے ورم کا نام شوصہ ہے۔ اس کی خاص علامتیں یہ ہیں: پھیلا ہوا چبھن والا درد، تیز بخار، بلغم نکلنا، کھانسی اور نبض منشاری۔ کبھی کبھی یہ ورم اس عضلہ میں ہوتا ہے جو اس غشاء کے نیچے ہے، اس ورم کو ذات الجنب کہتے ہیں۔ اس کی علامتیں شوصہ کی علامتوں کی ہی طرح ہیں، یعنی درد، بلغم اور بخار، لیکن اس میں عوارض خفیف ہوتے ہیں، خطرہ کم ہوتا ہے اور درد میں چبھن نہیں ہوتی، کیوں کہ ورم عضو غیر غشائی میں ہوتا ہے، اس کی نبض منشاری نہیں ہوتی ہے۔ کبھی ورم، سینہ کو دو حصّوں میں تقسیم کرنے والی غشاء میں ہوتا ہے۔ اس کے عوارض، غشاء مستبطنِ الاضلاع کے اورام کے عوارض کی طرح ہیں، البتہ اس کا درد لبّہ میں ہوتا ہے۔ کبھی یہ ورم نفس حجاب فاصل میں ہی ہوتا ہے۔ حجاب اور اغشیہ کے اورام سے اکثر اختلاط ذہنی بھی ہو جاتا ہے۔

معدہ معدہ میں جملہ اقسام کے سوءِ مزاج مادی اور اورام و قروح لاحق ہوتے ہیں، سوءِ مزاج غیر مادی اگر خفیف ہو تو اس کے اسباب بیرونی چیزیں ہوتی ہیں ایسی چیزیں بطورِ علامت ہوتی ہیں، مثلاً ٹھنڈی ہوا لگ جانا، یا ٹھنڈی غذا، لیکن اگر

Marfat.com

سوءِ مزاج غیر مادی جڑ پکڑ لے تو معدہ میں ضعف اور ذبول کے عوارض ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اس قسم کا سوءِ مزاج اگر حار یابس ہوگا تو تپ دق ہو جاتی گی، اور اگر بارد ہوگا تو شیخوخت نامی دق ہو جاتی ہے۔ ان دونوں امراض کی جو عمومی علامتیں ہیں وہی علامتیں ان کے معدہ میں واقع ہونے سے بھی پائی جاتی ہیں، مثلاً جرم معدہ پتلا اور خشک ہو جاتا ہے، اور جب مریض چت لیٹتا ہے تو معدہ کے مقام پر گڑھا معلوم ہوتا ہے، اور جلد سخت ہو جاتی ہے، اجابت غیر منہضم ہوتی ہے، اور معدہ کی ساری قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ معدہ کے سوءِ مزاج مادی میں کبھی مادہ اس کے جوف میں جمع رہتا ہے، اور کبھی اس کے جرم میں جذب رہتا ہے، کبھی دونوں امور مجتمع ہو جاتے ہیں، اور دونوں جگہ کبھی ایک ہی خلط اور کبھی ایک سے زیادہ اخلاط کا اجتماع ہوتا ہے۔ مثلاً یہ بھی ممکن ہے کہ جرم معدہ میں خلط صفراوی منجذب ہو، اور جوف معدہ میں خلط بلغمی جمع ہو۔ اگر معدہ میں خلط بلغمی جمع ہو تو کھٹی ڈکاریں آئیں گی، جب کہ خلط صفراوی میں دخانی ڈکاریں آتی ہیں۔ جرم معدہ میں منجذب خلط اور جوف معدہ میں جمع ہونے والے خلط کی علامت فارقہ یہ ہے کہ جمع شدہ خلط، قے اور براز میں ظاہر ہوتا ہے، اور منجذب خلط خارج نہیں ہوتا، اس میں صرف ابکائی آتی ہے، قے نہیں ہوتی۔ خلط صفراوی اور سوداوی کی خاص علامت ہونٹوں کا پھڑکنا ہے۔ معدہ پر خلط سوداوی کے غلبہ کی علامتیں یہ ہیں: بُرے خواب دیکھنا، آنکھوں کے سامنے فرضی تصویریں اور حلق میں سرکہ کی مانند ترش اور نمکین چیز کا احساس۔

سوءِ مزاج مادی اور غیر مادی کا فرق یہ ہے کہ مادی میں قے اور براز کے ذریعہ اخلاط خارج ہوتے ہیں، گاڑھا پیشاب معدہ کے سوءِ مزاج مادی کی علامت ہے۔ معدہ کے اورام کبھی اس کے زیریں حصہ اور کبھی بالائی حصہ میں ہوتے ہیں۔ ورم کبھی حار، کبھی بارد، کبھی از قسم دبیلہ، کبھی از قسم مستہ اور کبھی ریحی ہوتا ہے۔ معدہ کے جس ورم میں پیپ پڑنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس میں بخار اور چبھن والا درد لازمی طور پر ہوتا ہے، خصوصاً جب ورم بالائی حصہ میں ہو، کیوں کہ اس حصہ میں اعصاب زیادہ ہیں، اور قلب و دماغ سے مشارکت رکھنے کی وجہ سے یہ عضو شریف بھی ہے، اسی لیے ورم قعر معدہ کے عوارض کی بہ نسبت، ورم فم معدہ کے عوارض زیادہ خطرناک ہیں۔ ورم فم معدہ میں اکثر خفقان، غشی اور خرابی ذہن کے عوارض بھی ہوتے ہیں۔ ورم بارد میں معمولی درد اور ہلکا بخار ہوتا ہے۔ دبیلہ اور مستہ میں کبھی درد ہوتا ہے۔ بخار نہیں ہوتا، یا بخار حمی دق یا حمی الخلط کے مانند ہوتا ہے۔ اورام بارد کی خاص علامت

Marfat.com

ڈکاریں آتا ہے اور معدہ کے افعال کا کمزور ہو جانا، مثلاً غیر منہضم غذا کی اجابت ہونا، اس کے علاوہ دوسرے عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ غلبۂ اخلاط کی علامات سے بھی اکثر خلط فاعل کا پتہ چلتا ہے، اور اسی طرح مزاج، عمر، تدبیر اور ان کے علاوہ امور ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ معدہ میں پھوڑے کی علامت یہ ہے کہ جن چیزوں کے ذائقہ میں سوزش اور چبھن ہوتی ہے ان کے معدہ میں پہنچنے سے جلن کا احساس ہوتا ہے۔ عموماً معدہ کے اندر پھوڑے نہیں ہوتے، بلکہ حلق اور منہ میں ہوتے ہیں۔

جگر

جگر میں اورام، سدے اور سوء مزاج کی جملہ اقسام پیدا ہوتی ہیں۔ ورم کی علامات میں بخار، کھانسی، گرانی اور ترقوہ کا کھنچاؤ ہے۔ ورم اگر مدبب جگر میں ہو تو ترقوہ میں خاص طور سے کھنچاؤ محسوس ہوگا، نیز کھانسی اور بلغم عارض ہوتا ہے۔ ورم اضلاع اور ورم جگر کے عوارض اکثر ملتے جلتے ہوتے ہیں، کیوں کہ ورم جگر کا درد سب سے آخری چھوٹی پسلی تک پہنچتا ہے، جہاں تک غشاء مستبطن الاضلاع کے ورم کا درد ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مقام کا درد، ورم جگر کی مخصوص علامت نہیں ہوتا۔ ورم غشاء میں بھی ترقوہ میں کھنچاؤ ہوتا ہے۔ ورم جگر میں بلغم اس وقت آتا ہے جب ورم میں ریم بننا شروع ہوتی ہے۔ کبھی ورم غشاء میں بھی بلغم آتا ہے، اس لیے ابتدائے مرض میں بلغم آنا کوئی خاص علامت نہیں ہے۔ دونوں ورموں کا فرق درد کی نوعیت سے ہوتا ہے۔ شوصہ میں چبھن اور کھنچاؤ والا درد ہوتا ہے، اور ورم جگر کے درد میں گرانی ہوتی ہے۔ دونوں ورموں کی نبضیں بھی الگ الگ ہیں۔ شوصہ میں منشاری اور ورم جگر میں موجی نبض ہوتی ہے۔ ورم جگر کا مریض لیٹنے میں ورم کے مقام پر حرارت محسوس کرتا ہے۔ کبھی عضلات جگر میں ورم ہوتا ہے۔ ان دونوں کا فرق شکل کے اعتبار سے محسوس ہوتا ہے۔ ورم جگر کی شکل ہلالی اور ورم عضلات کی شکل مستطیل یا مربع ہوتی ہے۔ ورم عضلات کا ایک سرا موٹا اور دوسرا پتلا ہوتا ہے۔

طحال

طحال میں سوء مزاج کی تمام قسمیں، ورم، سدہ اور ریاح نافخہ پیدا ہوتے ہیں۔ ورم کی علامتیں یہ ہیں: گرانی والا درد، بخار اور اس مرض سے پیدا ہونے والے دوسرے عوارض۔ سدہ میں عوارض جسمانی کے ساتھ صرف گرانی ہوتی ہے۔ ریاح کی علامت کھنچاؤ والا درد ہے۔ ورم اور سدۂ طحال میں جسم لاغر ہو جاتا ہے، چنانچہ بقراط کہتا ہے کہ جب طحال بڑھتی ہے تو جسم لاغر ہو جاتا ہے، اور جب طحال لاغر ہوتی ہے تو جسم

Marfat.com

فربہ ہوجاتا ہے۔

گردے گردوں میں بھی سوءِ مزاج کی تمام بیماریاں اور اورام و قروح لاحق ہوتے ہیں۔ گردے اور مثانہ کے خاص امراض پتھری اور ریت کا پیدا ہونا ہیں۔ گردے کے سوءِ مزاج کی ایک قسم پر کار ہے۔ اس مرض میں شدید پیاس، پیشاب کی زیادتی اور بخار ہوتا ہے۔ گردے کے ورم حار کی علامت گرانی محسوس ہونا، کمر کا درد اور بخار ہے۔ پیشاب بمشکل ہوتا ہے۔ ورم گردہ کے آخر میں اگر مریض تندرست گردے کی طرف سے لیٹتا ہے تو اسے گردہ لٹکا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اورام کے آخر میں اکثر ایسا بخار ہوتا ہے، جس میں اکثر بے چینی پیدا کرنے والا تپ مختلطہ ہوتا ہے۔ ورم بارد میں بخار کے خفیف عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ اعضاءِ رئیسہ کے اُن اورام میں بخار ہوتا ہے جن میں پیپ بننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

گردے میں پتھری پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ جیسے ہی پتھری بننا شروع ہوتی ہے، چبھنے والا درد محسوس ہوتا ہے۔ اور یہ درد اس وقت تک رہتا ہے، جب تک طبیعت پتھری کو دفع نہ کر دے، کیوں کہ پتھری گردے کے جرم میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے جب پتھری باہر ہوتی ہے تو اکثر خون جاری ہو جاتا ہے۔ اس مرض میں درد کا مقام وہی ہوتا ہے جو درد قولنج کا مقام ہے۔ دونوں امراض کے اکثر مشترک ہوتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دونوں میں متلی، قے اور بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ ابتدائے مرض میں دونوں کے درمیان امتیاز مشکل ہوتا ہے۔ آخرِ مرض میں قولنج کا امتیاز اس طرح ہوتا ہے کہ قولنج کی صورت میں قبض، اجابت میں بلغمی اخلاط اور ریاحات کی کثرت ہوتی ہے۔ گردہ کی پتھری ہو تو پیشاب میں ریت ہوتی ہے، اور درد ایک ہی جگہ کمر کے کنارے پر قائم رہتا ہے، لیکن قولنج کا درد پھیلتا ہوا ہوتا ہے۔ حقنہ کے ذریعہ بھی قطعی پتہ لگایا جاتا ہے۔ کیوں کہ اگر حقنہ سے مریض کو افاقہ ہو تو یقیناً درد قولنج ہے، لیکن اگر حقنہ سے مریض کی حالت اور خراب ہو جاتے تو بلاشبہ درد گردہ ہے۔ دراصل حقنہ سے آنتیں پُر ہو جاتی ہیں اور گردوں پر آنتوں کا دباؤ پڑنے سے درد بڑھ جاتا ہے۔ گردے کے پھوڑے کی علامت یہ ہے کہ کمر کے درد میں گرانی اور کھنچاؤ نہیں ہوتا ہے۔ پیشاب میں ریم، خون اور پھوڑے کے چھلکے خارج ہوتے ہیں۔ جب گردوں کے جرم میں تاکل ہوتا ہے تو گوشت کے

Marfat.com

ٹکڑے خارج ہوتے ہیں۔

مثانہ مثانہ کی مشہور بیماریاں یہ ہیں: پتھری، ورم اور پھوڑا، پیشاب قطرے قطرے آنا، یا پیشاب بند ہو جانا، پیشاب بلا ارادہ آنا۔ پتھری کی علامتیں مثانہ کا درد، قضیب میں خارش، اور بلا سبب کبھی ایستادگی اور کبھی استرخاء ہوتا ہے۔ پیشاب خام اور سفید ہوتا ہے، پیشاب میں ریت ہوتی ہے، اور پیشاب مشکل سے ہوتا ہے۔ پیشاب کا بند ہونا یا گردے کے سبب سے ہوتا ہے، جہاں سے مثانہ کی طرف پیشاب آتا ہے، یا اس راستہ کے سبب سے ہوتا ہے جس سے پیشاب گذر کر گردے سے مثانہ میں آتا ہے۔ دونوں صورتوں میں پیشاب بند ہو جاتا ہے، اور مثانہ کو دبانے سے مثانہ خالی معلوم ہوتا ہے۔ دونوں گردوں میں اور مثانہ تک جانے والے راستوں (حالبین) میں درد اور گرانی ہوتی ہے۔ مثانہ اور حالبین میں پیشاب بھرا ہوا ہوتا ہے اور صرف مثانہ کے سبب سے پیشاب بند ہوتا ہے تو اس کے دبانے سے پیشاب خارج ہوتا ہے۔ اور اگر حالبین کے سدے کے سبب سے بند ہوتا ہے تو مثانہ کو دبانے سے پیشاب خارج نہیں ہوتا۔ حالبین میں سدے کے اسباب یہ ہیں: پتھری، گاڑھا خلط، بستہ خون یا ریم، برودت کے سبب سے سکڑ جانا، ورم اور مسہ۔ اگر اس کا سبب پتھری ہے تو اس کی علامتیں پائی جائیں گی۔ بستہ خون کی علامت یہ ہے کہ اس سے پہلے خون جاری ہوا ہو۔ ریم کے سدہ بننے کی علامت یہ ہے کہ پہلے پھوڑا رہ چکا ہو۔ گاڑھے خلط یا مسے کے سدہ بننے کی علامت یہ ہے کہ ایسی غذائیں استعمال کی گئی ہوں جو ان اسباب کی مسبب تھیں۔ جب ایک سے زیادہ اسباب جمع ہو جاتے ہیں تو ان کا معلوم کرنا دشوار ہو جاتا ہے، لیکن طبیب اس کا اندازہ کر کے اپنے غالب گمان کے مطابق دوائیں استعمال کرائے اگر کامیابی نظر آتے تو اپنے خیال پر قائم رہے ورنہ علاج بدل دے۔ مثانہ کے پھوڑے سے نکلنے والے اجزا بھوسی اور چھلکے کے مانند ہوتے ہیں جبکہ گردوں کے پھوڑوں کے اجزا گوشت کے ٹکڑوں کے مانند ہوتے ہیں۔

آنت آنتوں میں لاحق ہونے والے امراض یہ ہیں: قولنج، پھوڑا، سحج (خراش) اور خون نکلنا، خون سحج کے بعد نکلتا ہے۔ ابتداءً خون کے ساتھ چھلکے ملے ہوتے نکلتے ہیں، کبھی آنت کے جرم کے کچھ ٹکڑے بھی خارج ہوتے ہیں۔ سحج کی علامت درد ہے، نیز خلط فاعل اور آنوں بھی خارج ہوتی ہے۔ بڑی آنتوں میں پھوڑا ہونے سے جب

Marfat.com

مریض چبھن محسوس کرتا ہے تو فوراً پاخانہ ہو جاتا ہے، اور براز میں چھلکے ملے ہوتے نہیں ہوتے۔ اگر پاخانہ درد ہونے کے بعد کچھ وقفہ سے ہو تو پھوڑا چھوٹی آنتوں میں ہوتا ہے، اور براز میں پھوڑے کے اجزا ملے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ براز طویل راستہ سے گذر کر نکلتا ہے، چھوٹی آنتوں کا درد ناف کے چاروں طرف، اور بڑی آنتوں کا ناف کے نیچے ہوتا ہے۔ خلط بلغمی کے سبب سے ہونے والے قولنج کی علامتیں یہ ہیں کہ گرانی والا درد ہوتا ہے، کبھی ڈکاریں آتی ہیں، قے میں بلغم نکلتا ہے، سخت قبض ہوتا ہے، اور ریاح خارج نہیں ہوتے۔ مختصر یہ کہ جسم پر خلط بلغمی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ ریاح کے سبب سے ہونے والے قولنج کی علامتیں کھنچاؤ والا درد ہے، خصوصاً جب آنتوں میں پیچ پڑ جاتے اور اپنی جگہ سے آنت ہٹ جاتے۔ آنتوں کے ارد گرد درد اور قراقر بھی ریاح کی علامت ہے۔ براز میں بھی ریاح ہوتی ہے، اور براز گائے کے گوبر کے مانند پھولا ہوا ہوتا ہے۔ ورم کے سبب سے ہونے والے قولنج کی علامتیں یہ ہیں کہ درد، پیاس اور ورم کے خلط فاعل کے عوارض ہوتے ہیں۔ قولنج کی ایک شدید قسم بھی ہے، جسے قدماء نے "ایلاوس" کہا ہے، جس کے معنی ہیں "اسے خدا محفوظ رکھے"۔ اس میں جب عوارض سخت ہو جاتے ہیں۔ تو مریض، براز کی قے کرتا ہے۔ اکثر یہ قولنج چھوٹی آنت کے ورم سے ہوتا ہے، کبھی ان میں براز خشک ہونے سے اور کبھی گاڑھے خلط یا صفاق کے پھٹنے سے آنتوں کا باہر ہونا، اور کبھی زہریلی چیزوں کے استعمال سے ہوتا ہے۔ بہر حال یہ قولنج چھوٹی آنتوں میں ہی ہوتا ہے۔

رحم | رحم میں تمام بیماریاں سوء مزاج کی اقسام سے ہوتی ہیں، جن کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس میں ورم ہونے کی علامت، عصبی ہونے کے سبب، چبھن والا درد اور نبض منشاری ہے۔ اس کے علاوہ طمثور تیس ہونے کے سبب بخار بھی ہوتا ہے۔ رحم کا ایک مخصوص مرض "رحا" ہے۔ شروع میں اس مرض اور حمل کے درمیان فرق مشکل ہوتا ہے۔ اس کی قطعی علامت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب جنین شکم میں حرکت کرنے لگے۔ اگر عرصہ گذرنے کے بعد حرکت محسوس نہ ہو تو رحاء ہے۔ رحم میں اکثر ورم صلب ہو جاتا ہے، کبھی شروع میں اور کبھی ورم حار کے بعد ہوتا ہے۔ ورم صلب میں سے مرض "انقلاب فم رحم" بھی ہے۔ یعنی فم رحم میں کچھ ورم صلب باقی رہ جاتا ہے۔ رحم میں تمام اقسام کے سوء مزاج ہوتے ہیں۔ اگر سوء مزاج مادی ہوتا ہے تو رحم سے نکلنے والی رطوبت سے مادہ کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے۔ سوء مزاج غیر مادی کی علامت رحم میں خشکی پیدا ہونا ہے۔ مختصر یہ کہ

Marfat.com

وہ مزاج کی عام علامتیں مزاجِ رحم کی علامتیں ہیں۔ ان علامتوں سے ان اسباب کا پتہ چلتا ہے جو عقر (بانجھ پن) پیدا کرتے ہیں۔

علامات کا مختصر تذکرہ حسب ضرورت کرنے کے بعد کتاب العلامات ختم ہوئی۔

Marfat.com

کتاب الادویہ والاغذیہ

مناسب ہوگا کہ سب سے پہلے ہم دوا اور غذا کی تعریف ان کے افعال نیز نوعیتِ عمل کے بارے میں معلومات حاصل کریں، بالخصوص ادویہ کے سلسلہ میں کیونکہ نسبتاً اس کے افعال و اثرات زیادہ ہیں۔ جنھیں اطباء مثلاً قوی اول، ثوانی، ثوالث اور خواص وغیرہ سے یاد کرتے ہیں۔ افعال کے ساتھ ساتھ ہم ہر فعل کے لحاظ سے ادویہ کے مزاج بھی بیان کریں گے۔ اس کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے قابل ہوں گے کہ ادویہ کے افعال کی معلومات صرف کتابوں سے ممکن ہے یا صرف تجربہ سے یا دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ اسی کے ذیل میں یہ بھی بتایا جائے گا کہ تجربہ کے لیے کیا ذرائع ہونے چاہئیں۔ مذکورہ تمام مباحث علم طبیعی کے مسلمہ اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے پیش کیے جائیں گے۔ پھر ہم کچھ ایسی ادویہ و اغذیہ کے افعال لکھیں گے جن کا تجربہ معتدل علاقوں میں متعدد بار کیا جا چکا ہے۔ اور جنھیں اکثر اطباء نے بیان کیا ہے۔ آخر میں ادویہ کو مرکب بنانے کے لیے قوانین اور بعض مشہور مرکبات کا تذکرہ کیا جائے گا اور ان قوانین کے مطابق ان مرکبات کے مزاج بھی بیان کیے جائیں گے جس پر یہ حصہ ختم ہوگا۔

غذا و دواء کی تعریف

غذا وہ ہے جس کو طبیعت عضوِ مغتذی (غذا حاصل کرنے والے اعضاء) کا جزو بناتے اور وہ مغتذی کے تحلیل شدہ جزو کے بدل کے طور پر ہو۔ دوا وہ ہے جس کو طبیعت مغتذی کا جزو اس طرح بناتی ہے کہ وہ جزو درحقیقت بلحاظ نوع تحلیل شدہ جزو نہیں ہوتا بلکہ

Marfat.com

وہ ایک جداگانہ فعل و انفعال کو حاصل بن جاتا ہے۔ جب حالتِ مرض میں یہ متضاد کیفیت پہنچتی ہے تو یہ فعل تداوی اور مداوات کہلاتا ہے۔

ادویہ کی تاثیرات بلحاظ افعال

جسمِ انسانی میں اثر کرنے والی ادویہ کے کچھ افعال اوّلین حیثیت رکھتے ہیں یعنی حرارت، برودت، رطوبت، یبوست۔ کچھ افعال ثانوی حیثیت کے ہیں مثلاً انضاج، تلیین اور تحلیل و تفتیح وغیرہ جن کو ادویہ کی طبائع فاعلہ کے تحت بیان کیا جائے گا۔ کچھ افعال ثوالث ہیں جو کسی عضو کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں پہلے ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جسم انسانی میں یہ افعال اپنا اثر کس طرح کرتے ہیں اور جسم ان سے کس طرح منفعل ہوتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ عضوِ مغتذی غذا کس طرح سے حاصل کر رہا ہے۔

تغذیہ و استحالہ

علم طبیعی کی رُو سے اعضاء متشابہہ سب سے پہلے غذا اصل کرتے ہیں کیونکہ جسم مغتذی میں غذا کے درجات کے مطابق استحالہ ابتداً ایسی رطوبت کی طرف ہوتا ہے جو اعضاء متشابہہ کی رطوبت کے مانند ہوتی ہے۔ پھر تمام رطوبتیں اسی طرح مل جاتی ہیں جس طرح مرطوب چیزیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں کیونکہ ملنے کے علاوہ کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس کے ذریعے عضو کے تمام اقطار میں تحلیل شدہ اجزاء کے بدل میں طبیعت اس رطوبت کو رکھ سکے۔ نئی رطوبت کے پہنچنے سے اعضاء کی رطوبت میں شادابی و تازگی آجاتی ہے اور طبیعت اس رطوبت کو جسم کی رطوبت کے متشابہہ بنا دیتی ہے یعنی اس رطوبت کا قوام عضو کے قوام کے مشابہہ ہو جاتا ہے۔ علم طبیعی میں یہ بھی ہے کہ یہ فعل طبخ سے ہوتا ہے اور طبخ حرارت سے ہوتا ہے۔ حرارت اس مغتذی میں ہوتی ہے جو جاندار کے اعضاء متشابہہ میں سے ایک عضو ہے۔ لیکن حرارت اس فعل کا محرک اول نہیں ہے، بلکہ محرک اول قوتِ غاذیہ ہے۔ حرارت کے افعال محدود نہیں ہوتے۔

غذاء معتدل و دواء معتدل

ان تمام اصولوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کسی غذا یا دوا کو معتدل یا غیر معتدل کس لیے کہا

Marfat.com

سے کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اعتدال کو اولاً غذا کی طرف اور عدم اعتدال کو دوا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ غذا کی قوت وصلاحیت کے لحاظ سے اس کا استحالہ طبعاً ایسی رطوبت کی طرف ہوتا ہے جو اعضاء متشابہتہ الاجزاء کی رطوبت اصلیہ کے مشابہ ہوتی ہے اور اس حرارت غریزیہ کی طرف استحالہ ہوتا ہے جو مغتذی کی حرارت کے مشابہ ہوتی ہے۔ جب مزاج معتدل یا قریب الاعتدال میں یہ حرارت و رطوبت پیدا ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ غذا معتدل ہے مثلاً گیہوں کی عمدہ پکی ہوئی روٹی اور جوان مرغ کا گوشت جسم کے تحلیل شدہ سارے اجزاء کو پورا کرنے والی غذا ہے۔

اور دوا کے اعتدال سے بھی تقریباً یہی مراد ہے لیکن اتنا فرق ضرور ہے کہ اس میں ایسی قوت نہیں ہے کہ جسم کے تحلیل شدہ اجزاء کی مقدار کے مطابق اس کا بدل بن سکے۔ اسی لیے کسی دواء معتدل کو اگر غذا کی مقدار میں استعمال کیا جائے تو اس سے غذا حاصل کرنا ممکن ہے۔

دوا کے معتدل ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جسم کے تحلیل شدہ اجزاء کی مقدار کے لحاظ سے اگر تھوڑی مقدار میں دواء معتدل استعمال کی جائے تو جسم میں غیر معمولی کیفیت پیدا نہ ہو لیکن اگر کوئی شخص دواء معتدل کو غذا کی مقدار میں استعمال کرے تو اس کے جسم میں یقیناً غیر معمولی حالت پیدا ہوگی۔ نیز ایسی دواء کا وجود ممکن ہی نہیں ہے جو تمام افعال میں معتدل ہو۔ اسی مفہوم کے اعتبار سے کسی دواء کو حار یا بارد رطب یا یابس کہنا اور غذا کو حار، بارد اور رطب و یابس کہنا محض نام کا اشتراک ہے۔ مثلاً شراب اور زعفران کو دوسرے درجہ میں گرم کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ دونوں ایک درجہ کی چیزیں ہیں۔

غذاء معتدل اور دواء معتدل کی تعریف اور اس سے جسم پر مرتب ہونے والے مختلف اثرات جو اوپر بیان کیے گئے ہیں اس بات کا اندازہ لگانے کے لیے بھی کافی ہیں کہ غذاء معتدل اور دواء معتدل اپنی کیفیات اولیں میں کس طرح غیر معتدل ہو سکتی ہے۔

یعنی گرمی، سردی، خشکی اور تری دوا کے ذریعہ کن بنیادوں پر حاصل ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس دوا کا استحالہ غیر معتدل گرم کیلوس کی طرف ہوتا ہے وہ معدہ کو زیادہ گرم کرتی ہے۔ ایسے کیلوس سے پیدا ہونے والا خون بھی غیر معتدل ہو کر حرارت غریزیہ کی حرارت کو نیز رطوبت اصلیہ کی حرارت کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے۔ نتیجتاً اعضاء جسمانی کی حرارت بڑھ کر غیر معتدل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دواء بارد کا بھی یہی حال ہے یعنی مقامات ہضم میں اس کا استحالہ ایسی حرارت کی طرف ہوتا ہے جو جسم کی حرارت سے کم ہوتی ہے اور جس سے بننے والا کیلوس اعتدال سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے جس کی وجہ سے خون، حرارت غریزی اور رطوبت اعضاء حتیٰ کہ خود اعضاء میں ٹھنڈک سرایت کر جاتی ہے۔ اسی اصول پر دواء رطب اور دواء یابس کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔

دواء حار دواء بارد

اطبّاء نے جسم انسانی پر مختلف دوائی اثرات کے تجربات کے ذیل میں جسم کو گرمی اور سردی پہنچانے کے دوائی ضابطے بیان کیے ہیں لیکن گرمی پہنچانے کے اصول کو زیادہ واضح اور اسلوب میں بیان کیا ہے۔ اس کے برخلاف ٹھنڈک کے اثرات کو آسانی کے ساتھ بیان نہیں کر پاتے۔ چنانچہ جالینوس کہتا ہے کہ دواء کو چھوٹے اجزاء میں تقسیم کرنے سے ٹھنڈک پہنچانے کا عمل وجود میں آتا ہے۔ لیکن جو دوائیں غیر منقسم شکل میں یہ اثر انجام دیں وہ بارد بالفعل ہوں گی۔ بہرحال چھوٹے اجزاء میں تقسیم کا عمل دواء حار اور دواء بارد دونوں میں ہوتا ہے کیونکہ چھوٹے اجزاء کا استحالہ جلد ممکن ہے۔ جس طرح جسم دواء کا استحالہ کرتا ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی مسلّم ہے کہ دواء کے ذریعہ خود جسم کا استحالہ بھی ہوتا ہے۔ اور یہ صنف دواء سے زیادہ غذا میں موجود ہے۔ سُنا ہے کہ مصر سے ایک زہریلے درخت کو اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا گیا تو اس کے زہریلے اثرات زائل ہو گئے اور وہ بطور غذا استعمال کے قابل ہو گیا۔

ارسطو سے منقول ہے کہ روم کے علاقوں میں دو نہریں ایسی ہیں جن میں سے ایک کا پانی پی کر بکری سیاہ نر بچہ جنتی ہے اور دوسری نہر کا پانی پینے سے سفید مادہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تاویل اس طرح کی جا سکتی ہے کہ علم طبیعی کی رُو سے غذا میں ضدیت اور مشابہت کی جہات ہوتی ہیں۔ ضدیت کی جہت سے غذا کا فعل اور مشابہت کی جہت سے اس کا انفعال انجام پاتا ہے۔

ادویہ کے ان احوال کو اصطلاحاً حار بالقوی اور بارد بالقوی کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ادویہ میں حرارت و برودت پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مثلاً درخت صنوبر، جو حار بالقوی ہے کیونکہ سوائے حیوانات کے کسی مرکب چیز میں حرارت بالفعل

Marfat.com

یعنی محسوس حرارت نہیں ہوتی۔ حیوان میں یہ درجہ کمال پر ہوتی ہے۔ بقیہ موجودات کو حرارت بالفعل کے لیے بیرونی حرارت کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ جس تناسب اور اعتدال کے ساتھ تمام ارکان حیوانات میں پائے جاتے ہیں دیگر موجودات میں نہیں ہوتے۔ اشیائے بسیط یعنی ارکان اربعہ جن میں غذائیت نہیں ہے جب بیرون یا اندرون جسم سے ملتے ہیں تو جسم میں ان کی صرف کیفیات کا اثر ہوتا ہے چنانچہ جسم سے مل کر یہ حرکت دیتے ہیں نہ کہ خود متحرک ہوتے ہیں۔ یہ ارکان جن کیفیات کا عمل کرتے ہیں وہ کیفیات بالفعل موجود ہوتی ہیں جیسے آگ کی حرارت یا برف کی برودت۔

درجات ادویہ

جسم معتدل کے لحاظ سے اطباء نے قوی ادویہ کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ معالجہ میں رہبری حاصل ہو۔ مثلاً حار بدرجہ اوّل یا دوئم یا سوئم یا چہارم اسی طرح بارد، یابس اور رطب کے درجات ہیں۔

دوائے رطب تیسرے درجہ سے آگے نہیں ہوتی۔ کیونکہ چوتھے درجہ میں رطب ہونا زہر قاتل کے مماثل ہے۔ یہ تھے ادویہ کے افعال اوّلیں اور ان کی نوعیت فعل۔ اب ہم قوی ثوانی، و ثوالث، ادویہ کے مزاج اور کیفیات فعل کی طرف آتے ہیں۔

تاثیرات ادویہ بلحاظ افعال

جو ادویہ ارکان سے مل کر وجود میں آتی ہیں وہ جسم میں ایسا انفعالات پیدا کرتی ہیں جو ادویہ کے قوی اسطقسیہ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ مثلاً جسم میں ایسی حرارت یا برودت یا یبوست پیدا ہو جائے جو ادویہ کی حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست سے مشابہت رکھتی ہو یا جسم میں ایسے انفعالات ہوں جو ادویہ کے قوی اسطقسیہ کے مشابہ نہ ہوں بلکہ ایسی چیز ہو جو اس مقام کے لحاظ سے قوی اسطقسیہ کے تابع ہو جس میں ادویہ کا فعل ہوتا ہے۔ مثلاً تصلیب، تلیین، تسوید اور تحمیر۔ جس مقام میں یہ انفعالات ہوتے ہیں اگر ان کے لیے کسی عضو کی تخصیص نہ ہو تو ادویہ کے ایسے افعال کو قوی ثانیہ کہا جاتا ہے لیکن اگر عضو کی تخصیص ہو تو ایسے افعال کو قوی ثالثہ کہا جاتا ہے۔ جیسے مدر بول اور منقی ریہ دوائیں۔

Marfat.com

اس مفہوم کے بعد اب ان قوی کے مشہور افعال بیان کیے جاتے ہیں۔

قوی ثانیہ قوی ثانیہ کے لحاظ سے ادویہ کی قسمیں یہ ہیں۔ منضج، مقیح، ملین، مصلب، مسدد، مفتح، مخلخل، مکثف، موسع (رگوں کے منہ کو کشادہ کرنے والی) مضیق، قابض، مسکن، محرق، معفن، مذیب (گوشت کو گھلانے والی) دامل، منبت (گوشت پیدا کرنے والی) جاذب، مقوی اور صحی۔

یہی وہ افعال ہیں جنھیں اطباء بیان کرتے ہیں۔ اور ان افعال میں سے کسی فعل کا تعین جسم معتدل یا قریب المعتدل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

طبیب کے پاس جب غیر معتدل جسم والا مریض آتا ہے تو اس کے جسم کے حسب حال دواء کا انتخاب کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس انتخاب میں تجربہ کی بڑی ضرورت ہے مثلاً یہ معلوم ہونے کے بعد کہ دواء منضج وہ ہے جس کی حرارت جسم انسانی کی حرارت کے مساوی ہو تو ہر مریض کے مزاج پر غور و فکر کی ضرورت ہوگی اور اس کے مزاج کے لحاظ سے جس دوا کی طرف ذہن منتقل ہوا سے منتخب کیا جائے گا۔ لیکن مزاج انسانی پر غور و فکر اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کسی عضو میں، کیونکہ ران اور کان کے زخموں کو پکانے والی دوائیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ تمام چیزیں طبیب کی ذہانت پر ہی موقوف ہوتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بقراط مقدارِ دوا کو اہم چیز قرار نہیں دیتا۔ یہ ہوئے ادویہ کے افعال بلحاظ جسم انسانی۔ اب ہر دوا کے افعال الگ الگ بیان کیے جائیں گے۔

دواء منضج

نضج حرارت غریزیہ کا فعل ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے غذا کے طبخ کے درجات کے لحاظ سے نضج ہوتا ہے۔ یہ نضج معدہ، جگر اور اعضا میں ہوتا ہے۔ جب کسی عضو میں ایسا مادہ پیدا ہو جائے جو کمیت یا کیفیت یا دونوں میں غیر معتدل ہو کر متعفن ہو جائے تو وہاں ایسی حرارت پیدا ہوگی جو حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ کے درمیان ہوگی۔ اگر اس مادہ میں نضج کی صلاحیت ہے تو ریم بن جائے گی۔ سفید ریم ایسا مادہ ہے جو نضج کامل اور عدم نضج کے درمیان ہوتا ہے۔ اکثر وہی مادے نضج پاتے ہیں جو صرف کمیت میں معتدل ہوتے ہیں لیکن جب کیفیت میں بھی غیر معتدل ہوں تو ان کا نضج نہیں ہوتا۔ خصوصاً جب زیادہ خراب کیفیات

Marfat.com

پیدا ہو جائیں مثلاً اخلاط محترقہ اور ان کی مانند دوسرے اخلاط، تو ان حالات میں طبیعت کو سہارا دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جس عضو میں ایسا مادہ جمع رہتا ہے اس میں حرارتِ غریزیہ پوشیدہ رہتی ہے۔ لہٰذا دواء منضج کا مزاج ایسا ہونا چاہیے جس سے مادے کا نضج ہو سکے۔ اس قسم کی دوا وہی ہوگی جو حرارتِ غریزیہ سے مشابہت رکھتی ہو۔ ایسی دوا کا مزاج حرارت و رطوبت میں معتدل یا کچھ حرارت کی طرف مائل ہوگا۔ کیونکہ کثرت یا کیفیت مادہ کے سبب سے عضو کی حرارتِ غریزیہ میں برودت آجاتی ہے۔ جسمِ معتدل کے لحاظ سے اگر دوا میں یہ اوصاف موجود ہوں تو دواء معتدل کہلائے گی۔ اگر یہ اوصاف ارکان کے غلبہ کے لحاظ سے ہوں تو ان کو حار رطب کہا جاتا ہے۔ مثلاً نیم گرم پانی اور روغن زیتون شیریں سے ورموں کا نطول یا وہ لیپ جو آردِ گندم میں پانی اور روغن زیتون ملانے کے بعد پکا کر بنایا جائے۔ یہ ملحوظ رہے کہ ہر مزاج اور عضو کی دواء مقیح الگ الگ ہوتی ہیں اسی لیے طبیب کو چاہیے کہ دواء مقیح کے درجات کا لحاظ کرے۔ مثلاً ابھی جو لیپ بیان کیا گیا وہ پہلے درجہ کی دواء مقیح تھی۔ روٹی میں نمک اور خمیر میں پانی اور روغن زیتون ملا کر اکثر آردِ گندم کی طرح لیپ بنایا جاتا ہے۔ کبھی دواء مسدد کو بھی بالعرض دواء منضج کہا جاتا ہے مثلاً قیروطی روغنِ گل، کیونکہ مسامات کے بند ہونے سے عضو میں گرمی آجاتی ہے اور نضج کا عمل گرمی سے انجام پاتا ہے۔

جب مادے میں دوا کا فعل ایسا ہو کہ طبیعت بآسانی نضج پیدا کر سکے یا اس کے فعل سے مادہ میں بدرجۂ اولیٰ نضج ہو جائے۔ مثلاً مادے کی کیفیت کو معتدل بنا دے۔ یا اسے لطیف کر دے تو اسے بھی دواء منضج کہیں گے۔ چنانچہ اندرونی طور پر استعمال ہونے والی بہت سی دواؤں کو اسی اصول کی بنیاد پر منضج کہا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک ہی دوا میں نضج پیدا کرنے کی یہ تمام صورتیں موجود ہوں خواہ یہ دواء مرکب ہو یا مفرد۔

دوائے ملین

زیادہ تر ان دواؤں کو کہتے ہیں جو ورم صلب و بے حس متحجر اورام کو تحلیل کرتی ہیں۔ عموماً اس طرح کے اورام گاڑھے اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اخلاط مرہ سودا، گاڑھے بلغم یا دونوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ چونکہ ان اورام کی سختی کا سبب برودت ہوتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ گرم دوا کے ذریعہ نرمی پیدا کی جائے۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کو برودت نے منجمد کر دیا ہے اسے

Marfat.com

حرارت ہی نرم بنائے گی۔ اگر ورم انتہائی سخت قسم کا ہے تو دوا کی حرارت بھی اسی مقدار میں ہونی چاہیے جو ہڈی یا لوہے کو پگھلاتی ہو۔ اس کے برخلاف اگر اورام نرم ہوں تو ان میں رطوبت موجود ہوگی۔ اس لیے دوا کو گرم ہونے کے ساتھ ساتھ خشک بھی ہونا چاہیے تاکہ اس رطوبت کا بھی ازالہ ہوسکے۔ اس مقصد کے لیے دوسرے یا تیسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک دوائیں تجربہ میں زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہیں مثلاً اشق، مقل ازرق، میعہ، ہرن اور بچھڑے کی نلی کا گودہ۔ بکری اور گائے کی چربی۔

اگر دوائیں مذکورہ درجات سے زیادہ گرم و خشک ہوں گی تو ورم کو اتنی تیزی سے تحلیل کردیں گی کہ کچھ متحجر خلط تحلیل ہونے سے رہ جائے گی اس لیے ایسی دواؤں کے درجات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً چربیوں کی قوت اشق اور مقل سے کم ہے اور مرغ کی چربی بط کی چربی سے کمزور ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ ہر مزاج اور ہر عضو میں ایسی دواؤں کا فعل یکساں نہیں ہوتا۔

ادویہ مصلبہ

مصلب دوائیں بارد ہوتی ہیں کیونکہ صلابت نام ہی جمود کا ہے اور جمود برودت کے سبب سے ہوتا ہے۔

جالینوس کا ان ادویہ کو رطوبت کے ساتھ مشروط کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ مرطب دوائیں تری پہنچاتی ہیں سختی پیدا نہیں کرتیں۔ مناسب تھا کہ برودت کے ساتھ یبوست کی شرط لگائی جاتی لیکن یہ دونوں کیفیتیں منفعل ہوتی ہیں نہ کہ فاعل۔ فاعلی کیفیتیں حرارت اور برودت ہیں۔ اگرچہ یبوست اور رطوبت شامل ہونے سے ان کے افعال میں فرق واقع ہو جاتا ہے۔ جالینوس نے الآثار کے چوتھے باب میں اس قسم کی کیفیات کے افعال و انفعالات بہ تفصیل بیان کیے ہیں۔ مصلب ادویہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ جالینوس کے قول کی بنیاد پر ان کی مثالیں یہ ہیں۔ (۱) کاہی۔ (۲) سدا بہار۔ (۳) خرفہ۔ (۴) اسبغول۔ لیکن یہ دوائیں بارد ہونے کے سبب سے مصلب ہیں نہ کہ رطب ہونے کے سبب سے۔

مغری اور مسدد دوائیں

یہ دوائیں جسم کے مسامات اور سوراخوں پر چپک جاتی ہیں۔ ان کے مزاج میں ارضیت ہوتی

Marfat.com

ہے۔ یہ چبھن نہیں پیدا کرتیں۔ کیونکہ چبھن پیدا کرنے والی دوائیں مجاری میں جلد نفوذ کرتی ہیں۔ یا یہ دوائیں لیس دار ہوتی ہیں مثلاً گوند۔ دواء ارضی غیر لیس دار کی مثال نشاستہ ہے۔ ان دواؤں میں چبھن پیدا کرنے کی صلاحیت بالکل نہیں ہوتی۔ ایسی دواؤں کا مزاج معتدل یا مائل بہ برودت ہوتا ہے۔ یہ دوائیں جب اندرونی طور پر استعمال کی جاتی ہیں تو کس طرح مسدد بنتی ہیں اس بات کو دوا کے افعال کے بیان سے سمجھا جا سکتا ہے جو پہلے گزر چکا ہے کیونکہ دوا سے بننے والا کیلوس معدہ امعاء اور جگر میں سُدہ اور چیک پیدا کرتا ہے اور اس خون سے بنی ہوئی رطوبتیں اعضاء میں چیک پیدا کرتی ہیں۔ البتہ اعضاء کے مختلف مزاجوں کی وجہ سے ادویہ مسددہ کے افعال بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کھجوریں جگر میں سُدہ پیدا کرتی ہیں لیکن پھیپھڑے کے سُدوں کو کھولتی ہیں۔

مفتح اور جالی دوائیں

دونوں قسم کی دوائیں ایک ہی جنس سے تعلق رکھتی ہیں۔ صرف صفت کے اعتبار سے کمزور اور قوی کا فرق ہے۔ جالی دوا بیرونِ جسم کے میل کو دھوتی اور صاف کرتی ہے۔ اس میں مسامات میں نفوذ کر کے ان کو کھولنے کی قوت نہیں ہوتی مثلاً ماء العسل، تخم تربوز، باقلہ، جَو کا آٹا اگر ایسی دوائیں جزءِ ناری ہو اور مسامات میں نفوذ کر جائے تو یہ مفتح کہلائے گی۔ مفتح دواؤں میں بھی کچھ ایسی دوائیں ہوتی ہیں جن کا فعل اندرونِ جسم سے زیادہ بیرونِ جسم پر ہوتا ہے۔ کچھ ایسی ہیں جن کا فعل بیرونِ جسم سے زیادہ اندرونِ جسم پر ہوتا ہے اور بعض کا فعل اندرون و بیرون جسم پر یکساں ہوتا ہے۔ جن مفتح دواؤں کا فعل بیرونِ جسم پر زیادہ ہوتا ہے ان میں شوریت ہوتی ہے اور ان کے جوہر میں غلظت نہیں ہوتی بلکہ لطیف ہونے کے سبب سے بیرونِ جسم میں نفوذ کرتی ہیں۔ جب ایسی دوائیں اندرونِ جسم میں پہنچتی ہیں تو ان کے لطیف ہونے اور اندرونِ جسم کے مسامات کے کشادہ ہونے کے سبب سے نفوذ تو کرتی ہیں لیکن مسامات سے چپکی ہوئی چیزوں کو دُور نہیں کرتیں۔ اگر دواء میں قوتِ تفتیح کے ساتھ ساتھ قوت قبض ہو اور اس کے جوہر میں غلظت ہو تو اندرونِ جسم کے مجاری پر اس کا فعل زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی ارضیت اور غلظت قوت مفتحہ کے لیے بطور آلہ بن جاتی ہے جس سے اندرونِ جسم کے مجاری کی صفائی ہو جاتی ہے۔ نیز قوتِ قبض دواؤں کو اپنے فعل انجام دینے تک مسامات میں روکے رکھتی ہے۔ گزشتہ بیان سے یہ واضح ہو گیا کہ

Marfat.com

اندرونِ جسم پر دوا کا فعل کس طرح ہوتا ہے۔ ایسی دوائیں جب بیرونِ جسم پر لگائی جاتی ہیں تو چونکہ ان میں قبض وارضیت ہے اور بیرونِ جسم کے مسامات تنگ ہوتے ہیں اس لیے ان میں نفوذ نہیں کرتیں۔ مثلاً افسنتین جگر کے سُدوں کو کھولتی ہے لیکن بیرونِ جسم کے مسامات کو نہیں کھولتی۔ ایسی دواؤں کے مزے کڑوے اور کچھ کسیلے ہوتے ہیں۔ جن دواؤں کا فعل بیرون و اندرون جسم پر یکساں ہوتا ہے ان کا مزاج مذکورہ دونوں قسموں کے بین بین ہوتا ہے۔ ایسی دواؤں میں تلخی اور کافی شوریت ہوتی ہے قوتِ قبض نہیں ہوتی۔ مثلاً سوسن آسمان گونی اور شیبی وغیرہ۔ یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ہر عضو کی دواءِ مفتح الگ الگ ہوتی ہے اس لیے مفتح ادویہ کے افعال کے درجات معلوم کرنا ضروری ہیں نیز ادویہ کے تمام افعال و قوئی کو ذہن نشین رکھنا نہایت ضروری ہے۔

مخلخل دوائیں

عضو متخلخل میں زیادتی پیدا ہو جانے کو تخلخل کہتے ہیں اور یہ زیادتی عضو کی حرارت کے سبب سے وجود میں آتی ہے چنانچہ مخلخل دوائیں گرمی پیدا کرتی ہیں لیکن ان کی گرمی میں اعتدال ہوتا ہے کیونکہ زیادہ گرم دوائیں استفراغ اور خشکی لاتی ہیں۔ مخلخل دواؤں کا جوہر گاڑھا نہیں ہوتا۔ گاڑھے مادے کی حرارت تکلیف دہ ہوتی ہے خواہ اس کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو۔ مخلخل دواؤں کی مثال یہ ہے۔ بابونہ، خطمی، روغنِ زیتون کہنہ۔

مکثف دوائیں

مخلخل کے برعکس یہ دوائیں بارد ہوتی ہیں چونکہ برودت سے عضو کی مقدار گھٹتی ہے اور برودت کے سبب سے اس کا مزاج زمین کے مزاج سے قریب ہوتا ہے لیکن جب یہ گرم ہوتا ہے تو مقدار بھی بڑھ جاتی ہے اور اس کا مزاج ہوا کے مزاج سے قریب ہو جاتا ہے۔ عضو کی مقدار کسی بیرونی چیز سے کبھی نہیں بڑھتی اور نہ کسی چیز کے تحلیل ہونے سے اس کی مقدار کم ہوتی ہے۔ یہ علم طب کا اصول ہے۔ جو دوائیں تکاثف پیدا کرتی ہیں وہ مغلب بھی ہوتی ہیں۔ پہلے تکاثف کا فعل کرتی ہیں پھر اگر دیر تک عضو پر رکھی جائیں تو اس کو سخت کر دیتی ہیں۔ دیر تک رکھنے سے کبھی عضو مُردہ بھی ہو جاتا ہے لیکن ایسا آخری درجہ میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

ادویہ موسعہ عروق

یعنی رگوں کے منہ کو کشادہ کرنے والی دوائیں۔ یہ دوائیں زیادہ گرم، گاڑھے جوہر والی اور مفتح دواؤں کی جنس سے ہیں اگرچہ ان سے زیادہ قوی ہیں۔ ان دواؤں کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جالی، مفتح اور موسع عروق۔ مفتح دواؤں کی حرارت اتنی نہیں ہوتی کہ محرق کہی جا سکیں۔ احراق سے تکاثف ہوتا ہے۔ مثلاً لہسن، بیل کا پتہ اور روغن اقحوان۔

قابض و مضیق عروق دوائیں

(یعنی رگوں کے منہ کو تنگ کرنے اور سکیڑنے والی دوائیں)۔ ان دواؤں کا مزاج بارد ہوتا ہے۔ ان میں ارضیت اور خشکی زیادہ ہے اسی لیے ان کا مزہ کسیلا ہوتا ہے۔ دواء بارد ارضی سے رگوں کے منہ سکڑتے ہیں لیکن غیر ارضی کا فعل کمزور ہوتا ہے۔ دواء مکثف اور دواء قابض کا فرق یہ ہے کہ مکثف کا جوہر لطیف اور قابض کا جوہر گاڑھا ہوتا ہے۔ قابض ادویہ کی مثالیں یہ ہیں۔ مازو، گلنار اور اقاقیا وغیرہ۔

ادویہ مسکن اوجاع

(یعنی درد کو تسکین دینے والی دوائیں) یہ کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو درد کے سبب کو دور کرے۔ دوسری سُن کرنے والی دوائیں۔ مثلاً افیون۔ تیسری وہ جو ماؤف عضو کے سبب درد کی مخالف ہو۔ درحقیقت یہی مسکن دواء ہے۔ کیونکہ پہلی قسم میں کئی اقسام کی دوائیں شامل ہیں مثلاً مسہل دوائیں یا وہ دوائیں جو اخلاط کو کاٹتی اور پکاتی ہیں۔ دوسری قسم محض بالعرض مسکن ہے۔ کیونکہ یہ عضو میں بے حسی پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ شدید ضرورت کے ماسوا اس کا استعمال خطرناک ہے۔ اس کی تفصیل ہم حیلتہ البرء کے باب میں بیان کریں گے۔ تیسری قسم مسکن کی وہ شے ہے جس کا خاص کام ہی تسکین پہنچانا ہے اور درحقیقت یہی اصل مسکن دوا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عضو میں درد کے سبب کی مخالف ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسی دواؤں کا مزاج معتدل اور حرارت غریزیہ کا ہم مزاج ہوتا ہے یا اس سے کچھ زیادہ گرم ہوتا ہے۔ اسی لیے حرارت یا برودت کے سبب سے ہونے والے دردوں میں یہ دوائیں ایک ہی طرح

Marfat.com

سکون پیدا کرتی ہیں اور اس صورت میں ان دواؤں کا فعل اس طرح ہوتا ہے کہ یہ اس حرارتِ غریزیہ کو بڑھا دیتی ہیں جو شفا اور ازالۂ مرض میں طبیعت کا آلہ ہے۔ اور طبیعت اس سوءِ مزاج پر غالب آجاتی ہے جو درد کا سبب ہے، نیز دوا میں موجود قوتِ تلطیف ہونے کے سبب سے نضجِ مادہ میں معاون ہوتی ہیں اسی لیے ایسی دوائیں دو طرح سے مسکن ہوتی ہیں۔ (۱) یہ حرارتِ غریزی کو بڑھا دیتی ہیں۔ (۲) درد کے خلط فاعل میں نضج اور منفعل بہ طبیعت ہونے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔ ایسی دواؤں میں زیادہ موثر چربیاں اور روغنیات ہوتے ہیں۔ مثلاً مرغ کی چربی سب سے بہتر ہے۔ لیکن جالینوس کے خیال میں مرغابی کی چربی مرغ سے بھی بہتر ہے۔ اسی طرح زیتون اور بیضۂ مرغ کا تیل سب سے بہتر ہے۔ تمام بارد اور مسدد دوائیں درد کو بڑھا دیتی ہیں۔ کیونکہ یہ عضو کی تحلیل شدہ چیز کو نکلنے نہیں دیتیں۔ ان میں اور مسخف (سست کرنے والی) دواؤں میں فرق یہ ہے کہ مسخف کا جوہر زیادہ گاڑھا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ مسامات کو کھولتی اور عضو کو تحلیل کرتی ہیں۔ بہرحال مسخف دواؤں کا مزاج مسکن ادویہ کے مزاج سے قریب ہوتا ہے۔

منبت لحم

(گوشت لانے والی دوائیں) ان دواؤں میں کچھ جلا اور کچھ تجفیف پائی جاتی ہے۔ قوتِ جلاء زخم کا میل صاف کرنے کے لیے اور قوتِ تجفیف رطوبات کو صاف کرنے کے لیے ہوتی ہے کیونکہ ہر عضو میں ہضمِ غذاء کے وقت گاڑھے اور لطیف فضلات پائے جاتے ہیں۔

دامل قروح

(زخم کو مندمل کرنے والی دوائیں) یہ معتدل، قابض اور مجفف ہوتی ہیں کیونکہ گوشت آجانے کے بعد طبیعت اس گوشت پر کھال پیدا کرتی ہے اور کھال گوشت سے زیادہ خشک ہوتی ہے لہٰذا ایسی دواؤں کو قوی مجفف نہیں ہونا چاہیے مثلاً مازو، گلنار

محرق

(جلانے والی دوائیں) ان دواؤں کا مزاج بہت گرم اور جوہر گاڑھا ہوتا ہے کیونکہ یہ جسم

Marfat.com

میں دہکتی ہوئی چنگاری کی طرح کام کرتی ہیں ۔

اکال

(گوشت کو کھانے والی) اور مذیب (گوشت کو گھلانے والی) دوائیں ۔ یہ ادویہ گوشت میں تعفن پیدا کرتی ہیں لیکن محرق دواؤں کی طرح جلا کر نہیں سڑاتیں کیونکہ محرق کے مقابلہ میں ان کی حرارت کم اور جوہر لطیف ہے ۔ مذیب دوائیں اکال دواؤں سے کم موثر ہوتی ہیں ۔ ان کو اکال یا معفن کہنے کا سبب یہ ہے کہ یہ گوشت کو حرارت غریبہ کے باعث کھا جاتی ہیں اور حرارتِ غریبہ عفونی ہوتی ہے ۔ معفن کی مثال ہڑتال سرخ اور زرد ہے ۔ مذیب دوائیں زائد گوشت والے زخموں میں اور معفن دوائیں قروح آکلہ (بدگوشت والے زخموں) میں مستعمل ہیں ۔

جاذب دوائیں

جذب کا فعل کبھی کیفیت اولیں کے ذریعہ اور کبھی بالخاصہ ہوتا ہے ۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ کیفیتِ اولیں کے ذریعہ غیر متعین چیز کا جذب اور جذب بالخاصہ میں متعین چیز کا جذب ہوتا ہے ۔ مثلاً مقناطیس صرف لوہے کو جذب کرتا ہے ۔ دونوں اقسام میں فعل جذب حرارت ہی کے ذریعہ انجام پاتا ہے ۔ جذب بالخاصہ کے افعال آگے بیان کیے جائیں گے ۔ کیفیت کے ذریعہ جذب کرنے والی دوائیں (جن میں حرارت مطلقہ پائی جاتی ہے) دو قسم کی ہوتی ہیں ۔ پہلی قسم حرارت طبعی کے ذریعہ جذب کرتی ہے مثلاً مشک طرامشیع اور شہد کی مکھی کے چھتے کا تیل اور دوسری قسم حرارتِ عفونی کے ذریعہ جذب کرتی ہے مثلاً سداب اور کبوتر کی بیٹ ۔

فادزہری اور تریاقی دوائیں

اکثر یہ دوائیں اپنے پورے جوہر سے دافع زہر ہوتی ہیں ۔ یہ دوائیں بالخاصہ اپنا فعل انجام دیتی ہیں اور ان میں سے بعض اپنی کیفیت اولیں سے یہ کام کرتی ہیں ۔ ایسی دوائیں زہروں سے پیدا ہونے والی کیفیات کی مخالف ہوتی ہیں ۔ زہر بھی ان دواؤں کی طرح دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ یعنی ایک اپنی کیفیات اولیں سے اور دوسرا اپنے پورے جوہر سے اثر انداز ہوتا ہے جس کی تفصیلات بعد میں لکھی جائیں گی ۔ مانع تعفن دواؤں کو ادویہ حافظہ و مانعۃ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اخلاط و تعفن کی

مخالف یا سُدّوں کو کھولنے والی ہوتی ہیں۔ یہ دونوں صفات سے مزین ہوتی ہیں۔

مقوّی اعضاء دوائیں

مقوّی دواؤں کا مزاج اپنے پورے جوہر میں عضو کے مزاج سے مماثلت رکھتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ہر عضو مماثل عضو کو تقویت پہنچاتا ہے۔ لیکن مقوّی دوائیں بحیثیت مقوّی ہونے کے عضو سے کچھ زیادہ گرم و خشک ہوتی ہیں کیونکہ تمام اعضا میں بالخصوص اعضاء فاعلہ میں برودت و رطوبت کے سبب سے اکثر حالات میں استرخاء و ضعف ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ عضو کا فعل اکثر اس لحاظ سے کمزور ہوتا ہے کہ اس میں برودت و رطوبت کمزوری پیدا کرنے کے لیے موجود ہوتی ہے۔ دوا کے مزاج میں اس کی مخالف کیفیت ہوتی ہے۔ مثلاً مقوّیِ جگر ادویہ میں ادویہ قلبیہ سے زیادہ یبوست ہونا چاہیے۔

دواء مقوّی کبھی اپنے پورے جوہر سے مقوّی ہوتی ہے مثلاً قلب کے لیے سونا اور مروارید اور کبھی کیفیتِ اوّلیں و ثانوی سے ہوتی ہے۔ مثلاً گُلِ سرخ کا بکساپن اور خوشبودار دواؤں کی تلخی اور خوشبو اس بات کی دلیل ہیں کہ اعضاء رئیسہ کے لیے مقوّی دوائیں ہیں۔ اب تک جن ادویہ قلبیہ پر تجربہ کیا جا چکا ہے اس کے لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشک تمام خوشبودار دواؤں سے زیادہ مقوّی قلب ہے۔ کیونکہ اس میں سب سے زیادہ خوشبو موجود ہوتی ہے۔

یہاں تک دواؤں کے ثانوی افعال بیان کیے گئے۔ اب ثالثی افعال کی حامل ادویہ کے مزاج بیان کیے جائیں گے۔ ایسی دوائیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ (۱) مفتت حصاۃ (پتھری توڑنے والی)۔ (۲) مولد لبن (دودھ پیدا کرنے والی)۔ (۳) مدر حیض (حیض جاری کرنے والی)۔ (۴) مولد منی (منی پیدا کرنے والی)۔ (۵) قاطع منی و لبن (منی اور دودھ کو ختم کرنے والی)۔ (۶) منقی صدر (سینے کا تنقیہ کرنے والی)۔

مفتت حصاۃ دوائیں

جیسا کہ اطباء کا خیال ہے ان دواؤں کے مزاج میں کچھ حرارت پائی جاتی ہے۔ جہاں تک قوی حرارت کا سوال ہے تو ان کا کام تفتت اور تحجر کرنا ہے اس لیے پتھری بنانے والی حرارتِ غریبہ میں قوی حرارت پائی جاتی ہے۔ اس لیے مفتت حصاۃ دواؤں کے ساتھ تھوڑی حرارت کی

Marfat.com

شرط ضروری ہے ۔ یعنی ایسی حرارت جو پتھری بنانے والی حرارت سے کم ہو۔ یہ اصول ہے کہ جس چیز کو حرارت و یبوست نے بستہ کر دیا ہے ۔ اسے برودت و رطوبت تحلیل کر دیتی ہے۔ برودت و رطوبت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حرارت پتھری بنانے والی حرارت سے کم ہوتی ہے۔ یہ دوائیں پتھری میں گویا فنج کا کام کرتی ہیں جس کو حرارتِ غریزیہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہر کر دیتی ہے مثلاً ہلیون ، چنا ، بادام ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوا کا یہ فعل اس کے پورے جوہر سے انجام پائے۔

مدر بول دوائیں

ان ادویہ میں لطیف حرارت ہوتی ہے کیونکہ گُردوں میں مائیت کو جذب کرنے والی قوت کو لطیف حرارت مدد دیتی ہے ۔ نیز جگر کی اس قوت ممیزہ کی بھی معاون ہوتی ہے جو مائیت کو علیحدہ کرتی ہے ۔ جن دواؤں میں تیزی پائی جاتی ہے وہ پورے جوہر کے ساتھ اعضاء بول کے موافق ہوتی ہیں مثلاً کرفس ۔ بادیان ۔ دوقو (تخم گذر دشتی)۔

مدر لبن دوائیں

یہ بلغمی اخلاط کو گرم کرتی ہیں اور اس قوتِ ہاضمہ کی معاون ہوتی ہیں جو بلغمی اخلاط کا استحالہ خون کی طرف کرتی ہیں ۔ بعض غذائیں بھی ادرار لبن کے لیے بہت مناسب ہوتی ہیں۔ ان غذاؤں سے ایسا معتدل کیلوس پیدا ہوتا ہے جس کی حرارت و رطوبت خون کی حرارت و رطوبت سے مشابہ ہوتی ہے۔

مدر حیض دوائیں

یہ دوائیں مدر لبن ادویہ کی جنس سے ہوتی ہیں لیکن ان سے زیادہ گرم ہوتی ہیں ۔ وجہ یہ ہے کہ ادرار حیض میں رگوں کے مُنھ کو کھولنے اور خون کی تلطیف و تقطیع کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے احتباس طمث کی معمولی شکایت میں مدر لبن دوائیں کافی ہو جاتی ہیں لیکن اگر خونِ حیض بالکل رک جائے تو ادرار کے لیے پودینہ، مشکطرامشیع، قسط، تج اور زراوند وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

Marfat.com

منی پیدا کرنے والی دوائیں اور غذائیں

یہ گرم، رطب اور نفاخ ہوتی ہیں یعنی ان سے شریانوں میں نفخ اور روح کثیر پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً چنا، پیاز، صنوبر اور سقنقور۔

سینہ اور پھیپھڑے کا تنقیہ کرنے والی ادویہ

یہ دوائیں سینہ اور پھیپھڑے کی ریم کو خارج کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ ان میں نفخ، تقطیع اور تلطیف کی قوت پائی جاتی ہے۔ ان دواؤں میں زیادہ حرارت نہیں ہوتی کیونکہ زیادہ حرارت ریم کو سخت کر سکتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ریم کو خارج کرنے میں لزوجت اور غلظت والی دوائیں کارآمد ہوتی ہیں لیکن اس قسم کی دوائیں اس وقت مناسب ہیں جب مادہ رقیق اور متفرق ہونے کی وجہ سے خارج ہونے کے لائق نہ ہو۔ نفخ اور تلطیف پیدا کرنے والی دواؤں کی مثال۔ تازہ حبِ صنوبر، مکھن ہمراہ شکر اور بادام ہیں۔ ملحوظ رہے کہ ہر مزاج اور ہر عضو کی مناسبت سے ان دواؤں کے افعال میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ لہٰذا طبیب کو دواؤں کے درجات کا علم ہونا لازمی ہے جو بالعموم تجربہ ہی سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ بعض دواؤں میں ایسے افعال بالخاصہ ہوا کرتے ہیں۔

دوائے ذوالخاصہ

ادویہ کے قوی اولیہ و ثوانی و ثوالث کے تذکرہ کے بعد اب ہم ان ادویہ کے درمیان فرق بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جن کے افعال بالخاصہ یعنی پورے جوہر کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ادویہ کے افعال دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو ارکان کے قوی اولین کی طرف منسوب ہوتی ہے مثلاً حار ادویہ کا فعل تسخین اور بارد کا فعل تبرید۔ حار اور بارد ادویہ کے یہ افعال ذاتی اور ان کے جوہر کے تابع ہیں۔ اسی طرح تقطیع و تلطیف وغیرہ ادویہ کے افعال ثوانی و ثوالث میں سے ہیں۔ ایسے افعال کے تمام اسباب کو بیان کرنا ممکن ہے لیکن دوسری قسم میں ذاتی نسبت کے طور پر ان افعال کو ارکان کی قوتِ اولین کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا مثلاً مقناطیس کا لوہے کو جذب کرنا جاذب بحیثیت جاذب اگرچہ حرارت کی طرف منسوب ہوتا ہے

Marfat.com

لیکن جاذب مطلق ہونے کی حیثیت سے لوہے کو جذب نہیں کرتا بلکہ وہ ایک مخصوص جاذب ہے۔ یعنی لوہے اور مقناطیس کے درمیان نسبت و موافقت۔ یہ نسبت جاذب اور جذب ہونے والی چیز کے ارکان کی ملنے والی مقدار و کمیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے بے انتہا موجودات کے لحاظ سے کسی ایک چیز میں لامتناہی خواص کا پایا جانا ممکن ہے۔ بالخاصہ میں ارکان کے قوی اولیں کے لیے یہ فعل بطور عرض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قوی کے جوہر میں یہ فعل نہیں ہے۔ چنانچہ ارکان کے ملنے کی مقدار جس سے کسی چیز کا فعل ہوتا ہے، ہیولیٰ کی جانب سے ہونے والے افعال کی طرح ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے یہی مفہوم ہے بالخاصہ اور جملہ جوہر کا۔ یہاں مزاج کا مطلب افعال کی دوسری قسم ہے۔ ان افعال کے اقسام میں سے جذب کے ذریعہ ادویہ مسہلہ کا فعل ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ جب کوئی دوائے مسہل استعمال کی جاتی ہے تو جسم کے زیریں یا بالائی مقامات میں سے اسی خلط کو بذریعہ اسہال باہر کرتی ہے جو اس دواء کے ساتھ مخصوص ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پیر میں نملہ ہو تو سقمونیا اسی مقام پر کام کرے گی جہاں نملہ ہے۔ اسی بنا پر اندرون جسم کے خلط صفراوی کو باہر کی طرف حرکت دینے والی دوا کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہو سکتی۔ یہ حرکت جذب کرنے سے ہوتی ہے۔ دواؤں میں کسی خاص خلط کو جذب کرنے کا ہی صرف فعل نہیں ہوتا۔ جیسے سقمونیا صفرا کو اور حجر لاجورد سودا کو جذب کرتی ہے بلکہ بعض دوائیں مخصوص اعضاء سے بھی جذب کرتی ہیں۔ مثلاً گوند گاڑھے بلغمی اخلاط کو اوتار و مفاصل سے جذب کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوائیں جذب کے فعل کے ساتھ اخلاط کو ایک دوسرے سے جدا کرنے (عضو ماؤف کی طرف) بھیجنے کا فعل بھی انجام دیں کیونکہ خون میں اکثر اخلاط بالقوی موجود ہوتے ہیں۔ غذا کے راستے سے جب اخلاط جذب ہو کر معدہ اور آنتوں کی طرف جاتے ہیں تو قوت دافعہ ان کو نکالنے کے لیے حرکت میں آجاتی ہے۔ ممکن ہے کہ جس عضو میں خلط ہو اس کی قوت دافعہ دوا کے فعل کی معاون ہو یعنی جب دوا اس خلط کو جذب کرنا شروع کرے تو عضو کی قوت دافعہ بھی اس کو رفع کرنے کے لیے حرکت کرے چنانچہ جب قوت دافعہ کا فعل زیادہ ہوتا ہے تو شدید استفراغ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جذب کا فعل رگوں کا منہ کھلنے سے ہوتا ہے اور رگوں کے منہ حرارت سے ہی کھلتے ہیں۔ اس بحث سے ثابت ہوا کہ مسہل دوائیں اپنی مخصوص حرارت سے اخلاط کو جذب کرتی ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح مقناطیس صرف لوہے کو جذب کرتا ہے اسی طرح اگر سقمونیا صرف صفرا کو جذب کرتی تو یہ ممکن نہ ہوتا کہ جب مقدار خوراک سے زائد سقمونیا استعمال کی جائے تو تمام اخلاط کا اسہال کرے حالانکہ اطباء کہتے ہیں کہ جب زائد مقدار میں استعمال ہوتی ہے تو پہلے صفرا کا اسہال کرتی ہے پھر یکے بعد دیگرے بلغم سودا اور خون کا اسہال کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوائے مسہل جس حرارت کے

ذریعہ جذب کرتی ہے وہ بالفعل نہیں ہوتی یعنی حرارت کی صورت مزاجیہ موجود نہیں ہوتی بلکہ دوائے مسہل جسم سے حرارت حاصل کرتی ہے۔ جسم اس حرارت کو محدود مقدار میں پیدا کرتا ہے اسی لیے جب دوائے مسہل تھوڑی مقدار میں استعمال کی جائے اور جسم کی محدود حرارت اس کے ساتھ شامل ہو تو دوائے مسہل مخصوص خلط ہی جذب کرے گی۔ جب تک کسی دوائے مسہل کا تجربہ نہ کرلیا گیا ہو یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ کسی خاص خلط کو خارج کرتی ہے کیونکہ بہت سی دوائیں چند اخلاط کو بھی خارج کرتی ہیں جیسے غاریقون۔ نیز تمام اخلاط تقریباً ہم جنس ہوتے ہیں، اسی لیے یہ ممکن ہے کہ ایسی دوا جو کسی خلط کے لیے مخصوص ہو مقدار خوراک بڑھانے سے دوسری خلط کو بھی خارج کرنے لگے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جو دوائیں سودا کو جذب کرتی ہیں وہ سودا سے مماثل دوسرے بلغمی اخلاط بھی جذب کرتی ہیں۔

سموم جسم میں زہریلی چیزوں کا فعل دیگر افعال ادویہ کی طرح ہی ہوتا ہے یعنی بعض سموم اپنا فعل کیفیات اولیٰ سے کرتے ہیں مثلاً افیون اپنی برودت سے سُن کرتی ہے۔ اسی طرح کی چیزیں جب مصلح کے ساتھ تھوڑی مقدار میں استعمال کی جاتی ہیں تو دوائی کیفیات پیدا کرتی ہیں۔ بعض سموم اپنے پورے جوہر سے فعل انجام دیتے ہیں یعنی ان سے جسم کا استحالہ ہو جاتا ہے مثلاً مکلس سونا۔ ایسے سموم بطور دوا استعمال نہیں ہوتے۔ بعض سموم تیزی سے اخلاط کو جذب کرنے کی وجہ سے قاتل ہیں۔ ان کے استعمال سے فوراً موت ہو جاتی ہے۔ مثلاً خربق سفید۔ بعض سموم خونی اسہال لاتے ہیں۔

فادزہر دوائیں فادزہر دوائیں بھی مذکورہ افعال کی طرح کام کرکے شفا کا سبب بنتی ہیں یعنی ان میں سے بعض اپنی کیفیات سے سموم کا ازالہ کرتی ہیں کیونکہ دونوں کی کیفیات آپس میں متضاد ہوتی ہیں۔ بعض دوائیں اپنے پورے جوہر سے ازالۂ زہر کرتی ہیں۔ بعض جذب کرکے ازالہ کرتی ہیں۔ فادزہر سے شفا اسی وقت ممکن ہے جب کوئی زہریلی چیز جسم میں غیر طبعی حالت پیدا کر دے۔ یہ دوائیں ایسی کیفیت کا ازالہ اپنی مخالف تاثیر سے کرتی ہیں۔ جس سے بالعرض زہر سے نجات مل جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی تندرست آدمی فادزہر کھاتا ہے تو یہ خود زہر کا کام کرتی ہیں اسی لیے اطبا کا قول ہے کہ فادزہر چیزیں سموم اور ادویہ کے درمیان ہوتی ہیں۔ درمیان میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں طرف کی جنس میں سے ہیں اور جو چیز کسی کی جنس ہوتی ہے وہ اس کے مشابہ بھی ہوتی ہے حالانکہ درحقیقت فادزہر اور سموم ہم جنس نہیں ہیں بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ سموم کی ضد ہیں۔ تندرست آدمی کے کھا لینے سے فادزہر کے قاتل ہونے کا سبب یہ ہے کہ جسم انسانی میں یہ شفا کا کام اسی وقت کرتی ہے جب جسم کے مزاج میں سمیت ہوتی ہے۔ گویا جسم انسانی میں فادزہر ادویہ کے افعال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ فعل سمی: بہر ایں

Marfat.com

وقت ہوتا ہے جب جسم میں سمیت نہ ہونے کی صورت میں فادزہر کھایا جائے۔ ۲۔ فعل مخلص: یہ اس وقت ہوتا ہے جب جسم میں سمیت ہونے کی حالت میں فادزہر کھایا جاتا ہے۔ اس طرح فادزہر چیزیں ایک جہت سے سموم اور دوسری جہت سے ادویہ ہیں۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ جس جہت سے ادویہ ہیں اسی جہت سے سموم بھی ہوں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ مقامات کے مختلف حالات کے لحاظ سے ایک ہی فاعل کے مختلف افعال ہوں لہٰذا محافظ دوا جب تندرست جسم میں پہنچتی ہے تو زہر ہو جاتی ہے اور جب زہر والے جسم میں پہنچتی ہے تو شافی ہو جاتی ہے۔

مجہول ادویہ کی دریافت کے ذرائع : قیاس و تجربہ

جو ادویہ تجربہ و مشاہدہ میں آچکی ہیں ان کے افعال اور ان کی نوعیت عمل کے بارے میں جتنی ضروری باتیں تھیں ان کو واضح کر دیا گیا۔ اب ہمیں اس امر پر غور کرنا ہے کہ جن دواؤں کا تجربہ نہیں ہوا ہے، آیا ان کے افعال قیاس کے ذریعہ معلوم کیے جاسکتے ہیں یا ان کا فرداً فرداً تجربہ کیا جائے یا قیاس و تجربہ دونوں ہی طریقے اختیار کیے جائیں۔ اگر قیاس و تجربہ کو معیار قرار دیا جائے تو کیا اس مقصد کے لیے اطباء نے جو طریقے اختیار کیے ہیں وہ کافی ہیں؟

ادویہ کے افعال جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں چار قسموں پر منحصر ہیں:

۱۔ افعال اول۔ ۲۔ افعال دوم۔ ۳۔ افعال سوم۔ ۴۔ افعال بالخاصہ۔ لیکن غذائیں صرف ایک ہی فعل انجام دیتی ہیں اور وہ تغذیہ ہے (یعنی غذا کا جزو بدن بن جانا) طبعی غذائیں بلحاظ اپنے جوہر کے ہمارے بدن کے لیے سازگار ہوتی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ غذاؤں کی نوعیت عمل کے ادراک میں اسی قیاس کو کام میں لایا جائے جو خاصہ کی تحلیق میں شامل ہے۔

وہ قیاسات جو کسی چیز کے وجود کو پیش کرتے ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ قیاس جس سے کسی چیز کا وجود اور اس کا سبب دونوں حاصل ہوتے ہیں، ایسے قیاس میں "حد اوسط" مطلوبہ چیز کے وجود بالذات کے لیے اور ہماری معلومات کے لیے بھی سبب ہوتا ہے۔

۲۔ وہ قیاس جس سے صرف کسی چیز کا وجود معلوم ہوتا ہے ایسے قیاس کا "حد اوسط" مطلوبہ چیز کی صرف معلومات کے لیے سبب ہوتا ہے نہ کہ اس کے وجود کے لیے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اس قیاس میں حد اوسط مطلوبہ چیز کے درمیان حائل ہو جائے۔

۲۔ حد اوسط اور مطلوبہ چیز دونوں کسی ایک چیز سے متاثر ہو جائیں۔

Marfat.com

ادویہ کے ان افعال کی معلومات ان دونوں قسموں یعنی برھان سبب اور برھان وجود میں سے کسی ایک سے ہو سکتی ہیں، یا جن قیاسات کے نتائج سے ان افعال کا وجود حاصل ہوتا ہے۔ وہ قیاسات کی ان دونوں قسموں سے مرکب ہو یعنی پہلے امور متاخرہ سے ان امور متقدمہ کو معلوم کرنا جو افعال ادویہ کے اسباب ہیں۔ پھر ان اسباب سے ان افعال کو معلوم کرنا جو متاخر ہیں۔ ان قیاسات میں پہلی قسم دلائل کے اقسام میں اور دوسری قسم براھین مطلقہ کے اقسام میں شمار ہوگی۔ یہ تمام باتیں اس شخص کے لیے نہایت واضح ہیں جس نے فنِ منطق کی تھوڑی بہت مشق کی ہو۔ ان مباحث کے بعد اب ہم 'خاصہ' کا بیان شروع کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں اگر خاصہ کے وجود کی معلومات کسی چیز کے تعلق سے ممکن ہیں، مثلاً بدن انسان، جبکہ یہی تعلق مقصود بھی ہے تو دو صورتوں میں ایک صورت ضرور ہوگی۔

۱۔ وہ طبیعت جس سے اس فعل کا ظہور ہو رہا ہے ہمارے علم میں ہو، خواہ یہ واقفیت پہلے سے ہو یا دلیل کی بنیاد پر حاصل ہوئی ہو۔

۲۔ یا طبیعت سے متعلق کچھ کیفیات بعد میں ظاہر ہوں یہاں تک کہ وہ کیفیات اور خاصہ دونوں مساوی طور پر محمول ہو رہے ہوں، اور یہی بعد میں ظاہر ہونے والی کیفیات ہمارے نزدیک خواص سے زیادہ معروف و مشہور ہیں، اور ممکن ہے کہ بلا واسطہ خواص کے بیان میں شامل کر دیا جائے، کیونکہ اس قسم کی چیزیں دلائل سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اگرچہ بعض قسم کے دلائل عارضی ہوتے ہیں لیکن ان کی صداقت کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایسی ہی دلیلوں پر اتفاق ناگزیر ہے۔

خاصہ کی تعریف میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ وہ طبیعت جس سے یہ فعل سرزد ہو رہا ہے ہمیں اس کا علم حاصل نہیں، کیونکہ 'خاصہ' ایک ایسا فعل ہے جو کسی موجود سے اس کے ارکان کی مقداروں کے لحاظ سے صادر ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس مقدار کو نہ تو قیاس کے ذریعہ (نظری طور پر) معلوم کیا جا سکتا ہے اور نہ ان نامعلوم مقداروں کی پوری واقفیت حاصل ہو سکتی ہے ــــ یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی خاص کیفیت پیدا ہو جائے جو اس طبیعت کو مکمل یا ناقص دلیل کے طور پر پیش کرے۔ ہاں! اس طبیعت کو صرف خاصہ ہی بذاتِ خود پیش کر سکتا ہے جب کہ وہ محسوس ہو جائے (مشاہدہ میں آ جائے) یہی خاصہ جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں، مجمل دلیل بن کر اس طبیعت کی نشاندہی کرتا ہے۔ جب یہ ممکن نہیں ہے تو یہ بھی ناممکن ہے کہ ذوالخاصہ میں کوئی ایسی کیفیت ہو جو خاصہ کے مساوی ہو اور اس پر دلیل بنے اور یہ کیفیت 'خاصہ' کی بہ نسبت ہمارے نزدیک زیادہ جانی پہچانی ہو، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب

Marfat.com

کوئی کیفیت پوری طرح اس طبیعت پر دلالت کرے، جو خاصیتہ کا فعل کرتی ہے ــــ خاصہ، کسی موجود کے تابع ہوتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ کسی ایک چیز میں بے انتہا خواص پائے جائیں، لہٰذا ایسی شے کو حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے اور نہ ایسے خواص و دلائل کے وجود کی کوئی راہ، جو بالذات اس طبیعت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز بالذات ہوتی ہے وہ اپنی صورت کی وجہ سے موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح جو چیز بالعرض ہوتی ہے وہ اپنے ہیولیٰ کی وجہ سے پائی جاتی ہے۔

اس اصول کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ خاصہ کے وجود کی معلومات مشاہدہ کے علاوہ کسی دوسرے ذریعہ سے نہیں ہوسکتیں، پھر جس طرح ممکن ہوگا اس کے اسباب بیان کیے جائیں گے۔ خاصیتہ کے بارے میں جب یہ بات واضح ہوچکی کہ قیاس کے ذریعہ اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا تو اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ ادویہ کے افعال اولیں بذریعہ قیاس معلوم کیے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ اس بارے میں بھی تحقیق وجستجو کا طریقہ بالکل وہی ہوگا جسے ہم نے خواص کی تحقیق کے لیے اختیار کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ دوا ر معتدل یا غیر معتدل کو قیاس کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس بات کی ضرورت ہو کہ اس میں جو طبیعت موثرہ ہے اس کو حاصل کیا جائے۔ کسی دوا کے بارے میں حار یا بارد یا معتدل کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جسم انسانی میں دوا کے استحالہ کے بعد ایسی کیفیت پیدا ہوجائے جو جسم کے لحاظ سے معتدل یا غیر معتدل ہو۔ لہٰذا دوا کا مزاج جو بھی ہو اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ جسم انسانی کو منفعل و متاثر کرے۔ ادویہ کا فاعل و مؤثر ہونا ان کے ارکان کی مقداروں کو جسم انسانی پر قیاس کرنے سے ہوتا ہے، اس لیے یہ ظاہر ہے کہ دوا ر یا غذا کے مزاج کو انسان کے مزاج پر قیاس کیا جائے گا۔ اگر دوا یا غذا کے ارکان کی مقداریں جسم انسانی کے مزاج کے مساوی ہیں تو دوا معتدل ہوگی اور اگر کسی کیفیت میں زائد یا کم ہیں تو غیر معتدل ہوگی۔ اس قاعدے کی بنا پر یہ لازم آتا ہے کہ انسان کے لیے غذار معتدل انسان ہی کا گوشت ہے، مرغ اور بکری کے بچے جیسی معتدل غذاؤں کا مزاج بھی انسانی مزاج کے مساوی ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ نباتات معتدل نہ ہوں، چہ جائیکہ وہ انسان سے زیادہ گرم ہوں، کیونکہ ظاہر ہے کہ حیوانات بالعموم نباتات سے زیادہ گرم ہوتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ نباتات میں حرارت بالفعل کا احساس نہیں ہوتا۔

جب اس جہت سے یعنی طبیعت اور مزاج کی رُو سے جس کے ذریعہ یہ دوا اپنا فعل انجام دیتی ہے، اس طبیعت کی معلومات حاصل نہیں ہوتیں تو شاید یہ نفس دوا میں موجود ارکان کی

Marfat.com

مقداروں کو قیاس کرنے کی جہت سے ہو سکتی ہوں۔ چنانچہ دوا پر حرارت کا غلبہ ہو تو دوا حار اور برودت کا غلبہ ہو تو بارد ہوگی۔ اسی طرح دوا رطب اور دوا یابس میں بھی ہوتا ہے مثلاً کسی دوا پر اگر ناریت کا غلبہ ہے تو اس میں زیادہ حرارت پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے مثلاً گندھک اور اسی طرح کی دوسری چیزوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ اصول اس وقت ٹوٹ جاتا ہے جبکہ بعض چیزیں ایسی ملتی ہیں جن کا مزاج بہت گرم ہوتا ہے لیکن جب انسان انھیں استعمال کرتا ہے تو ان کے جسم کے لحاظ سے بارد ہو جاتی ہیں، اسی طرح بعض چیزیں بنفسہ بارد ہوتی ہیں لیکن جسم انسانی میں پہنچ کر گرم ہو جاتی ہیں مثلاً نئی اور پرانی شراب، نئی شراب پرانی شراب سے زیادہ گرم ہوتی ہے، کیونکہ نئی شراب میں غلیان اور جوش ہوتا ہے، لیکن جسم انسانی کے لحاظ سے پرانی شراب زیادہ گرم ہوتی ہے۔ پرانی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شراب پوری طرح بن گئی ہو اور زیادہ عرصہ کی نہ ہو۔ نئے اور پرانے روغنِ زیتون میں بھی یہی صورت ہوتی ہے۔ صرف روغنِ زیتون پر ہی یہ بات منحصر نہیں بلکہ نباتات و حیوانات سب کے اجزاء پر حرارت کا غلبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں بعض ایسے ہیں جو جسم انسانی کے لحاظ سے گرم ہیں اور بعض ٹھنڈے (بارد)۔ یہ نہ صرف بارد ہوتے ہیں بلکہ اپنی برودت کی بنا پر مہلک بھی۔ روغنِ زیتون ان چیزوں میں ہے جن پر حرارت و رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں ہوائیت کا ہونا بالکل ظاہر ہے۔

یہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ روغنِ زیتون میں ہوائیت کا غلبہ کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ یہ برودت سے ابال میں آجاتا ہے۔ کیونکہ برودت اور مائیت کے جم جانے سے بھی اُبال آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روغنِ زیتون میں برودت سے اس لیے اُبال آتا ہے کہ اکثر اجزائے ہوائیہ جن میں پانی ہوتا ہے ان کے استحالہ سے یہی کیفیت ہوتی ہے۔ روغنِ زیتون اور اس کے مزاج کے بارے میں آثار کے مقالۂ رابعہ میں مکمل بیان ہے۔
ان امور کی بنا پر ایسے قیاسات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس سلسلہ میں حتمی چیز تجربہ ہے کیونکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جب ان کو آگ پر رکھا جاتا ہے تو بہت جلد ان کا استحالہ نہیں ہوتا اور جب کوئی جانور کھا لیتا ہے تو اس کی حرارتِ غریزی سے اس میں فوراً استحالہ ہو جاتا ہے جیسا کہ شتر مرغ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر وہ سونے کو نگل جائے اور فوراً سونے کو اس کے پیٹ سے نکال لیا جائے تو سونے کا وزن کم ہو جائے گا حالانکہ آگ سے دیر میں اثر ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس حیوان کی حرارت آگ کی حرارت سے زیادہ ہے بلکہ یہ چیز اس حیوان کی حرارت کے پورے جوہر میں ہوتی ہے اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ادویہ سے زیادہ اغذیہ میں یہ بات ظاہر ہے کیونکہ جب غذا کے مزاج میں یہ چیز داخل ہے کہ وہ تبدیل ہو کر غذا حاصل کرنے

Marfat.com

والے کے جُز اور نوع میں سے ہو جائے تو ظاہر ہے کہ مغتذی سے غذا کی یہ موافقت اس کے پورے جوہر میں ہے اس لیے بعض حیوانات کے لیے یہ چیز غذا بن جاتی ہے جو دوسرے حیوانات کے لیے زہر ہے مثلاً خربق (کُشکی) بٹیر کی غذا اور بچھناک مینا کی غذا ہے لیکن جو دوا جسم میں کیفیات اولیٰ کا فعل کرتی ہے، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ بذریعۂ قیاس معلوم کی جا سکتی ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود جالینوس اور دوسرے اطبا نے ایسے قوانین وضع کیے ہیں جو جسم انسانی میں ادویہ کے افعال پر دلیل بنتے ہیں۔ یہ قوانین اگرچہ ظنی ہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اکثری ہیں کلی نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان قوانین کے فوائد بھی ہیں کہ ان سے انسان تجربہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر ظنی قانون کے موافق کر تجربہ بھی ثابت ہوا تو وہ قطعی ہو جاتا ہے۔ اس لیے جالینوس کہتا ہے کہ جن دو ذرائع سے اس فن کا استنباط ہوتا ہے وہ تجربہ اور قیاس ہے نیز جن غذائی یا دوائی چیزوں پر تجربہ ہو چکا ہے ان کو ایک دوسرے پر قیاس کرنے میں یہ قوانین و دلائل مفید ہوتے ہیں مثلاً جب دو قسم کی غذا ہو [illegible] ایک بھربھری اور دوسری لیسدار تو فوراً بھربھری کا استحالہ جلد ہوگا کیونکہ [illegible] ہو کر جلد منفعل ہو جاتی ہے نیز ان چیزوں میں غور و خوض کرنا اور ان کے وجود و سبب کو بیان کرنا مشکل ہے جب کسی چیز کا تجربہ ہو جاتا تو اس کا سبب بیان کرنا آسان ہے غرض یہ کہ اسی لحاظ سے یہ فن قیاسی ہے اور معالجہ میں جب کسی دوا یا غذا کو معلوم کرنا ہو تو ایک دوا سے دوسری دوا کو قیاس کرنا یا ایک غذا سے دوسری غذا کو قیاس کرنا ممکن ہے لیکن جس شخص کی معلومات محض تجربہ پر موقوف ہوں اور ادویہ سے متعلق دوسری معلومات نہ ہوں اس کے لیے قیاس کرنا ممکن نہیں ہے۔ دونوں قوتوں کے فرق کے بیان میں جالینوس نے طویل بحث کی ہے لیکن جس قدر دلائل و قیاسات بیان کرنا ممکن تھا اس سے کم ہی جالینوس اور اس کے متبعین اطبا نے بیان کیا ہے کیونکہ انھوں نے ادویہ کے مزاج کو معلوم کرنے کے ذرائع میں سے صرف مزا، بُو اور آگ میں جلد استحالہ پر اکتفا کیا ہے۔ یہ چیزیں اگر دلائل قرار دی جائیں تو ان مزاجوں کے ساتھ خاص ہوں گی جن سے جسم انسانی میں یہ افعال ہوتے ہیں لیکن ادویہ کے ذاتی دلائل ان مزاجوں کے مساوی ہوتے ہیں جن سے افعال ہوتے ہیں۔ اس وقت یہ ممکن ہے کہ متاخر سے متقدم کو معلوم کیا جائے پھر متقدم سے متاخر کو معلوم کیا جائے جو مطلوب و مقصود ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس فن میں اس طریقہ پر تحقیق نہ کرے تو دوائے حار اور دوائے بارد کے مزاج اسے معلوم نہ ہو سکیں گے مثلاً کسی طبیب کی معلومات صرف اتنی ہوں کہ دوائے حار وہ ہے جس کا مزہ تیز، تلخ اور نمکین ہو اور حرارت کا فعل حار مزاج والی دوا سے ہی ہوتا ہے تو ایسے طبیب کو تمام گرم دواؤں کے مزاج معلوم نہیں ہوتے اور اس فن میں اس کی معلومات ناقص ہے کیونکہ بعض گرم چیزیں تلخ و تیز نہیں ہوتیں۔ مثلاً چربی،

Marfat.com

رنج کے جوڑے اور بہت سے حیوانات کے گوشت، کیونکہ تمام ادویہ و اغذیہ نباتی یا حیوانی یا معدنی ہوتی ہیں یا قسم معدنی ہوتا ہے (مثلاً صدف اور مروارید وغیرہ) بعض نباتات کے مزے نمایاں طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ اب ادویہ کے مزاج اور ان کے دلائل بیان کیے جائیں گے، بدرست وہ دلائل بیان کیے جاتے ہیں جن سے ادویہ کے مزاجوں کی مقداریں معلوم ہوتی ہیں۔

امزجہ کی نامعلوم مقداروں کی معلومات ان اعراض سے ہوتی ہیں جو ممتزج کی کیفیات میں سے کسی کیفیت کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ ممتزج ہونے کی حیثیت سے عضو متشابہۃ الاجزاء ہوا کرتا ہے۔ یہ اعراض وہ امتیازات ہیں جو امزجۂ ادویہ کی مقداروں سے لاحق ہوتے ہیں۔ بعض امتیازات تمام اعضائے متشابہۃ الاجزاء کے لیے عام ہوتے ہیں یعنی کوئی نہ کوئی امتیاز ضرور ہوگا۔ یہ امتیازات آثار کے مقالۂ رابعہ میں بیان کیے گئے ہیں مثلاً جامد اور غیر جامد ہونا۔ پگھلنے والا اور نہ پگھلنے والا ہونا، لیسدار اور بغیر لیس کے ہونا۔ ان کے علاوہ دوسرے امتیازات جنھیں آئندہ بیان کیا جائے گا۔ کچھ امتیازات بعض مزے، تیز بو اور رنگ، بعض اعضاء متشابہۃ الاجزاء کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ کبھی عضو متشابہۃ الاجزاء کو جب چھوکر معلوم کیا جاتا ہے کہ یہ گرم یا ٹھنڈا ہے تو اس میں کسی ایک رکن کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا ان چیزوں میں ہوتا ہے جن میں حرارت و برودت بالفعل موجود ہوتی ہے لیکن جب اغذیہ و ادویہ میں اس حیثیت سے غور کیا جائے کہ یہ کسی مرکب کے اجزاء ہیں (اور یہ ایسی چیز ہے جو ادویہ و اغذیہ کے ساتھ مخصوص ہے) اگر یہ نباتات کے اجزاء ہیں تو ان پر ان کے افعال و مقامات سے دلیل قائم کی جاتی ہے اور اگر کسی حیوان کے اجزاء ہیں تو اس حیوان کی تدبیر اور نوعیت غذا سے دلیل قائم کی جاتی ہے مختصر یہ کہ حیوان کی ان ہی چیزوں کو اخذ کیا جائے گا جو انسان کے مزاج کو معلوم کرنے کے لیے اخذ کی جاتی ہیں یعنی افعال، تدابیر اور مقامات۔ افعال کا مطلب افعال نفسانیہ ہیں جو غاذیہ، حسّیہ اور نزوعیہ وغیرہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

یہی وہ اصول ہیں جو اس فن میں بیان کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ اصول مضبوط نہیں ہیں لیکن ان کے علاوہ دوسرے اصول نہیں ہیں اس لیے انھیں ترک نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر ایک کے متعلق حتی الامکان بیان کیا جائے گا جیسا کہ ارسطو بھی کہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ خطیب سے ہر بات کی دلیل، یا مہندس سے واضح قول کی امید کی جائے۔ ان چیزوں سے متعلق جو کچھ بیان کرنا ہے وہ علم طبیعی کے مسلمات میں سے ہوں گے۔ جو کچھ بیان کرنا ہے ان پر بہ تکلف برہان پیش کرنا اس فن میں مناسب نہیں ہے۔

کچھ مشہور علامتیں جن سے مفردات کے مزاج معلوم کیے جاتے ہیں، یہ

Marfat.com

ہیں۔ ع۱ منجمد ہونا ع۲ گاڑھا ہونا ع۳ تر ہونا ع۴ تحلیل ہونا ع۵ پگھلنا ع۶ لیسدار ہونا ع۷ بھربھرا ہونا ع۸ پتلا ہونا ع۹ غلیظ ہونا ع۱۰ نرم ہونا ع۱۱ سخت ہونا ع۱۲ جلنے کی صلاحیت ہونا یا نہ ہونا ع۱۳ کثیف و متخلخل ہونا۔ منجمد ہونے والی چیزوں میں سے کچھ حرارت سے اور کچھ برودت سے جمتی ہیں برودت سے جمنے والی چیزوں میں کچھ ایسی ہیں جن کو حرارت نے پہلے گاڑھا کر دیا ہو اور بعض ایسی نہیں ہوتیں بعض چیزیں حرارت سے بعض برودت سے اور بعض دونوں سے گاڑھی ہوتی ہیں، پگھلنے والی چیزیں بھی کچھ حرارت اور کچھ برودت و رطوبت سے پگھلتی ہیں تر ہونے والی چیزوں میں کچھ حرارت سے اور کچھ برودت سے تر ہوتی ہیں۔ جس چیز کو حرارت منجمد کر دیتی ہے اس میں حرارت و یبوست کا غلبہ ہوتا ہے مثلاً نمک اور اس کی قسمیں۔ اور جس چیز کو برودت نے منجمد کر دیا ہے اگر پہلے اس کو حرارت نے گاڑھا کر دیا ہے اور تقریباً ایسا جماؤ ہو جائے جو ہوائیت اور مائیت کے سبب سے ہوتا ہے مثلاً مکھن اور چربی کا جمنا تو یہ ضرور گرم ہے اسی طرح گوند اور روغن کی قسمیں بھی گرم ہیں، جس چیز کو برودت نے منجمد کر دیا ہے اور ارضیت اس پر غالب ہے نیز حرارت نے اس کو گاڑھا کر دیا تھا تو ایسی چیز بارد یابس ہوتی ہے مثلاً ہڈیاں اور سینگ وغیرہ اور جس چیز کو برودت نے منجمد کر دیا ہے اور حرارت نے زیادہ گاڑھا نہیں کیا ہے تو اس کا مزاج بارد رطب ہوگا مثلاً پارہ وغیرہ جن چیزوں کو حرارت نے گاڑھا اور برودت نے منجمد کر دیا ہے وہ قریب بہ اعتدال یا گرم ہوتی ہیں مثلاً اقلیمیا یا اس کی مانند دوسری چیزیں۔ جو چیزیں حرارت سے پگھل جاتی ہیں وہ برودت سے ضرور منجمد ہو جاتی ہیں اور جو چیزیں برودت سے پگھل جاتی ہیں وہ حرارت سے منجمد ہو جاتی ہیں اسی لیے ایسی چیزوں کے مزاج پر حرارت و برودت میں کسی ایک سے دلیل قائم کرنا درست ہوتا ہے کیوں کہ جب پگھلنے والی چیزوں میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر برودت نے ان کو منجمد کر دیا ہے اور حرارت نے گاڑھا نہیں کیا ہے تو قطعاً ایسی چیزوں کا مزاج بارد رطب ہوتا ہے لیکن اگر حرارت نے ان کو گاڑھا کر دیا ہے اور ان میں ارضیت بھی زیادہ ہے تو ان کا مزاج بارد یابس ہوگا مثلاً لوہا اور اکثر معدنیات۔ اور اگر ہوائیت نے ان کو گاڑھا کیا ہے تو ان کا مزاج گرم و تر ہوگا مثلاً سیمین اور ثرب اسی طرح ان چیزوں کو بھی قیاس کرنا چاہیے جو برودت اور رطوبت سے تحلیل ہوتی ہیں مثلاً نمک کی قسمیں۔ حرارت سے گاڑھی ہونے والی چیزوں کا مزاج گرم ہوتا ہے لیکن ہوائیت سے گاڑھی ہونے والی چیزیں مثلاً منی حار رطب یا معتدل ہوتی ہیں مثلاً جوش دیا ہوا دودھ۔ جو چیزیں برودت سے گاڑھی ہوتی ہیں اگر اس سے

پہلے حرارت سے کچھ گاڑھی ہو چکی ہیں تو ان کا مزاج رطب حار ہے مثلاً چربیلے شوربے۔ اور اگر حرارت کے بغیر برودت سے گاڑھی ہوتی ہیں تو ان کا مزاج بارد رطب ہے مثلاً ٹھنڈک سے جما ہوا دودھ۔ اشیاء میں اپنا فعل کرنے والی حرارت و برودت کبھی عرضی اور کبھی طبعی ہوتی ہے۔ جب طبعی ہوتی ہے تو دوا کا مزاج قطعاً طبعی ہوتا ہے مثلاً مٹی کا گاڑھا ہونا۔ اور غیر طبعی ہونے پر دوا کا مزاج عرضی ہوتا ہے مثلاً جوشش دینے سے شیرۂ انگور کا گاڑھا ہونا۔ جو چیزیں حرارت و برودت دونوں سے گاڑھی ہوتی ہیں ان میں ہوائیت و مائیت بالکل ملی ہوتی ہے۔ مثلاً روغن زیتون اور دوسرے وہ روغن جن میں اس کا امکان ہے۔ برودت کے سبب سے اس لیے گاڑھی ہو جاتی ہیں کہ اجزائے ہوائیہ کے استحالہ کے سبب منجمد ہو جاتی ہیں۔ حرارت سے گاڑھے ہونے کا سبب یہ ہے کہ اجزائے مائیہ تحلیل ہو جاتے ہیں اور ارضیت غالب ہو جاتی ہے۔

جن چیزوں میں مائیت اور تھوڑی ارضیت ہوتی ہے وہ حرارت و برودت سے گاڑھی نہیں ہوتیں حرارت کے سبب سے گاڑھی ہونے سے پہلے وہ فنا ہو جاتی ہیں اور برودت کے سبب سے منجمد بھی نہیں ہو سکتیں کیونکہ برودت اس وقت منجمد کرتی ہے جب کسی چیز کی حرارت کو نکال دیتی ہے اور اس کی رطوبت بھی فنا ہو جاتی ہے پھر یبوست کے پیدا ہونے سے وہ چیز گاڑھی یا منجمد ہو جاتی ہے جب دو چیزیں ایک ساتھ ایک ہی محرک سے منجمد ہوں اور دونوں رقت و غلظت میں بھی یکساں ہوں تو برودت و حرارت میں ایک ہی درجہ پر ہونگے لیکن جب ان میں سے ایک زیادہ گاڑھا یا اس کا محرک زیادہ قوی یا اس کا مزاج زیادہ بارد ہو تو وہ جلد منجمد ہو جاتے گی لیسدار چیزوں میں مائیت اور ارضیت زیادہ ہوتی ہے اس لیے یہ بارد اور گاڑھی ہوتی ہیں۔ بھربھری چیزوں میں اجزائے ہوائیہ زیادہ اور کچھ ارضیت ہوتی ہے چونکہ ان میں ہوائیت ملی ہوتی ہے اس لیے بہ آسانی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں رطب ہونے کی جہت سے ایسی چیزیں دوسری اشیاء کی بہ نسبت تقسیم کو قبول کرتی ہیں اور بھربھری چیزوں میں یبوست ہونے کی جہت سے ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ لیسدار چیزوں میں رطوبت مائیہ ہونے کی جہت سے ان میں کھنچاؤ ہوتا ہے اور ارضیت کے زیادہ ہونے کی جہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ان کا منقسم ہونا دشوار ہوتا ہے اس لیے بھربھری چیزیں جلد ہضم ہو جاتی ہیں کیونکہ حرارت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں جلد منقسم ہو جاتی ہیں۔ کسی

Marfat.com

چیز کا بھر بھرا ہونا بھی ہضم میں معاون ہوتا ہے لیسدار چیزوں کا منقسم ہونا چونکہ دشوار ہوتا ہے
اس لیے یہ طبیعت کو کند کر دیتی ہیں اور اسی وجہ سے دیر ہضم بھی ہوتی ہیں۔ گاڑھا ہونا اس بات
کی دلیل ہے کہ ادویہ کے مزاج میں یبوست ہے کیوں کہ اس میں ارضیت ہوتی ہے اور
جب ایسی چیز غذا ہوتی ہے تو اس کا ہضم ہونا دشوار ہوتا ہے کیوں کہ جوہر ارضی کے مادے
سے اس کی صورت کا علیحدہ ہونا دشوار ہوتا ہے لطیف چیزوں میں اگر ہوائیت ہوتی ہے تو
حرارت و رطوبت کی دلیل بنتی ہے اور اگر یہ اشیاء نرم ہوتی ہیں تو یہ رطوبت کی دلیل
ہے اسی لیے نرم چیزیں آسانی سے منفعل ہوتی ہیں مثلاً کچے پھل۔ سخت ہونا نرم ہونے کے
برعکس حالت یعنی جوہر ارضی یا یبس کی دلیل ہے۔ جس چیز میں رطوبت یا یبوست ہوتی ہے
اس کے قوی منفعلہ پر نہ کہ قوی فاعلہ پر غلظت و لطافت اور لینت و صلابت دلیل
بنتی ہے۔

تکاثف و تخلخل دو مفاہیم پر منطبق ہوتے ہیں۔

(۱) کسی چیز کا مقدار کے لحاظ سے کم و بیش ہونا۔ اس مفہوم کو تکاثف و تخلخل سے تعبیر کرنا زیادہ
مناسب ہے اس کی مثال یہ ہے کہ شیرہ انگور کو اگر روغنی مٹکے میں بھر کر بند کر دیا جائے
تو کچھ عرصہ بعد اس کی مقدار بڑھے گی یہاں تک کہ بعض اوقات مٹکا پھوٹ سکتا ہے۔ اسی طرح
بخارات میں اگر کثافت پیدا ہو جائے تو مقدار گھٹ جائے گی۔ اس طرح شئے متکاثف سے
کوئی چیز کم ہوئے بغیر اس کی مقدار گھٹتی ہے اور شئے متخلخل میں کوئی چیز اضافہ کے بغیر اس کی
مقدار بڑھتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہوا، پانی اور مٹی سے مقدار میں نسبتاً زیادہ ہوتی ہے
جب کسی چیز کا مزاج ہوا کے مزاج سے نسبتاً قریب ہو تو اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے
متخلخل چیزیں ہوتی یعنی حار رطب اور متکاثف چیزیں بارد یابس یا بارد رطب ہوتی ہیں چونکہ
متخلخل چیزوں میں اجزائے ہوائیہ زیادہ ہوتے ہیں اس لیے روٹی پکاتے وقت آٹا خمیر کیا
جاتا ہے تاکہ بآسانی ہضم ہو سکے۔ کیوں کہ رطب ہونے کی جہت سے جوہر ہوائی جلد
منفعل ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرطوب چیزیں بآسانی سے جمع ہو جاتی ہیں اس
کے برخلاف خشک چیزیں بہ مشکل جمع ہوتی ہیں اسی لیے یہ دیر ہضم بھی
ہوتی ہیں۔

Marfat.com

(۲) جن چیزوں کے مسامات کشادہ ہوں وہ متخلخل اور جن کے مسامات تنگ ہوں وہ متکاثف ہیں۔ جرم کے لحاظ سے ان کے مزاج بنتے ہیں نہ کہ ان کے مسامات کے کشادہ یا تنگ ہونے کے لحاظ سے۔ اگرچہ کسی چیز کے مسامات کا کشادہ ہونا اس کے ہضم کے لیے معاون ہوتا ہے کشادہ مسامات والی چیز کا ٹوٹنا آسان ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل متکاثف (تنگ مسامات والی) چیز ہے۔

جلنے والی چیزیں یا ناری ہوتی ہیں مثلاً گندھک آبی قسمیں یا ہوائی ہوتی ہیں مثلاً گھاس اسی لیے ہضم میں ان کا استحالہ جلد ہو جاتا ہے ان میں کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو جسم کو چھیدتی ہیں۔ جالینوس کہتا ہے کہ یہ اصول اسی وقت صحیح ہوگا جب دوا میں کثیف یا لطیف کی شرط لگائی جائے کیوں کہ کبھی کوئی چیز غلیظ اور متخلخل ہوتی ہے یعنی ان میں بڑے مسامات ہوتے ہیں جن میں آگ نفوذ کر کے جاگزیں ہو جاتی اور جلانے کا سبب بنتی ہے۔ حرارت غریزیہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ جلانے کا کام کر سکے کیوں کہ اس میں رطوبت ہوتی ہے اور اس کی حرارت آگ کی حرارت سے کم ہوتی ہے کیوں کہ کسی چیز کا آسانی سے جلنا کسی عرض یعنی مسامات کے کشادہ ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مثلاً بانس۔ اور جس چیز کے نفس جوہر میں جلنے کی صلاحیت ہو تو اس میں آگ کو حرارت غریزیہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے مثلاً چراتہ۔ نہ جلنے والی چیزیں وہ ہوتی ہیں جن میں ارضیت یا مائیت یا دونوں ہوتی ہیں۔ مفرد اشیاء کے مزاجوں پر دلیل جلنے والی عام علامات کا تذکرہ کر دیا گیا اب مزے بو اور رنگ کے لحاظ سے ادویہ کے مزاج بیان کیے جائیں گے۔ اطباء عموماً ان ہی چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مزے کی مشہور قسمیں یہ ہیں شیریں، چربیلا، نمکین، تلخ، تیز، بکٹھا، کسیلا، ترش اور پھیکا۔

شیریں | یہ مزاج حار معتدل الحرارت کی دلیل ہے یہ عموماً مزاج انسانی کے مناسب ہوتا ہے جیسا کہ جالینوس کا قول ہے۔

چربیلا | اس میں ہوائیت زیادہ اور کچھ مائیت ہوتی ہے اسی لیے شیریں کی بہ نسبت اس میں حرارت کم ہوتی ہے۔

Marfat.com

نمکین | اس کے مزاج میں جوہر یابس سوختہ زیادہ ہوتا ہے جس میں کچھ رطوبت کی آمیزش ہوتی ہے اس میں شیرینی سے زیادہ حرارت ہوتی ہے۔

تلخ | اس کے مزاج میں جوہر یابس ارضی زیادہ ہوتا ہے جس کے ساتھ کبھی برودت اور کبھی حرارت ہوتی ہے۔ برودت کی علامت یہ ہے کہ شروع میں اس کا مزہ تلخ معلوم ہوتا ہے اس کے بعد شیریں معلوم ہوتا ہے ایسا طبیعت کے سبب سے ہوتا ہے مثلاً بلوط، کدو اور بہت سے دوسرے نباتات۔ اور جس میں حرارت وارضیت ہوتی ہے اس کا مزہ شروع میں شیریں اس کے بعد تلخ معلوم ہوتا ہے اس طرح کی تلخی اس بات کی دلیل ہے کہ دو مزاجوں میں سے کوئی ایک یعنی بارد یابس یا حار یابس ہوگا۔ اسی طرح تلخ چیزوں کا سیاہ ہونا حرارت یا برودت سے ہوتا ہے۔
تلخ چیزوں کے متعلق اطباء نے اس چیز کو فروگذاشت کیا ہے اور تلخ چیزوں کو صرف حار کہا ہے، حالانکہ افیون زیادہ تلخ ہے (بارد) اور مخدر ہے کسی شخص کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ افیون کا جز بارد، تلخ نہیں ہے کیونکہ ایسے مسائل کو علم طبیعی سے تسلیم کرلینا چاہئے۔ تلخ چیزوں کے متعلق جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ "کتاب النبات" میں ہے۔ تلخی کی وہ قسم جو حرارت کے سبب سے ہوتی ہے وہ نمکین سے زیادہ گرم ہے کیونکہ نمکین چیز میں کچھ رطوبت بھی ہوتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سمندر کے پانی میں جب نمکینیت زیادہ ہوجاتی ہے تو تلخ ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ بحر مردار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پانی کے تلخ ہونے کے سبب سے کوئی جانور اس میں نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ مزاج حیوان کے مزاج کی بالکل ضد ہے مختصر یہ کہ یبوست کے سبب سے تلخ چیز شیریں کے بالمقابل اور ضد ہے۔ اسی لیے ایسی چیز ان بچوں کے لیے زیادہ قاتل ہے جن میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ بہرکیف جوہر غذائی میں تلخی نہیں ہوتی بلکہ ادویہ میں تلخی ہوتی ہے لیکن شیریں چیز میں جوہر غذائی یا غذا سے دوائی ہوتی ہے۔

حریف (تیز مزہ والی چیز) | اس کے مزاج میں حرارت و یبوست زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی لطافت ہوتی ہے۔

یہ مزے وہ ہیں جو حرارت کی قسموں پر دلیل بنتے ہیں، ان کے درجات ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا۔ پھر ہر نوع کے بھی درجات ہیں۔ کچھ شیریں چیزیں ایسی ہیں جو پہلے درجہ میں گرم ہیں اور کچھ دوسرے درجہ میں گرم ہیں اسی طرح نمکین چیزوں میں کچھ دوسرے درجہ میں گرم اور کچھ اس سے زیادہ گرم ہیں۔

Marfat.com

دواؤں کے مزاج بارد پر دلیل بننے والے مزے یہ ہیں: عفص (بکھٹا) قابض (کسیلا) حامض (ترش) تفہ (پھیکا) اگرچہ پھیکی چیزوں میں کوئی مزہ نہیں ہوتا، مزہ نہ ہونا بھی ایک مزہ ہے، کیوں کہ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہر قوت حاسہ اپنے خاص محسوسات کا ادراک کرتی ہے اور کسی محسوس کے نہ ہونے کا بھی ادراک کرتی ہے۔ عفص اور قابض ایک ہی قسم میں ہے، صرف کم وبیش کا فرق ہے۔ دونوں کسی چیز کے مزاج میں زیادہ یبوست اور برودت کی دلیل بنتے ہیں عفص میں قابض سے زیادہ یبوست و برودت ہوتی ہے۔

ترش یہ مزاج بارد کی دلیل ہے جس میں کچھ رطوبت بھی ہوتی ہے۔ لیکن برودت کے ساتھ کچھ حرارت بھی ہوتی ہے اسی لیے یہ مقطع و ملطف ہوتی ہے اور عفص و قابض سے برودت میں کم نہیں ہوتی۔

تفہ پھیکی چیزوں کا مزاج مائی (رطب) اور بارد ہوتا ہے۔

تمام مزوں کے دلائل بیان کر دیتے گئے یہ مزے کسی چیز کے جوہر پر کبھی پوری دلیل نہیں بنتے، کیوں کہ مرکب دوا میں ایک سے زیادہ اجزاء ہوتے ہیں، ان اجزاء میں بعض کا مزہ نہیں ہوتا اور بعض کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جو مرکب دوا میں ملائی جائے اس کا مزہ بھی ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا دواتے مرکب میں تمام اجزاء کے لحاظ سے مزاج متعین کیا جاتا ہے۔ تمام بے مزہ اور پھیکی چیزیں بارد نہیں ہوتیں کیوں کہ بہت سی گوند والی چیزیں پھیکی ہونے کے باوجود گرم ہوتی ہیں۔

روائح (بو) مزے کے مانند بو کی قسمیں واضح نہیں ہیں۔ اسی لیے خوشبودار اور بدبودار کے علاوہ بو کے نام نہیں ہیں۔ لیکن ہر مزے کے نام ہیں۔ بو کے اکثر نام مزوں سے اخذ کیے جاتے ہیں، مثلاً ترش بو، تیز بو اور تلخ بو وغیرہ۔ اسی لیے اس قسم کی بو کا مزاج وہی ہوتا ہے جو اس کے مزے کا مزاج ہوتا ہے۔ خوشبودار چیزوں کا مزاج گرم ہوتا ہے۔ جس چیز کے مزاج میں رطوبت غریبہ اور حرارت عفونی ہوتی ہے وہ بدبودار ہوتی ہے۔ بو کے دلائل بہت کمزور ہوتے ہیں۔ کیوں کہ کبھی مرکب دوا کے بعض اجزاء میں بو نہیں ہوتی اور بعض میں ہوتی ہے۔ اس لیے بو کے لحاظ سے پوری مرکب دوا کا مزاج متعین کرنا غلط ہوگا کیوں کہ بعض اجزاء کے لحاظ سے تمام اجزاء کا مزاج متعین ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کا پیٹ

Marfat.com

خیال غلط ہے کہ گل سرخ گرم ہے، کیوں کہ یہ خوشبودار ہے۔

الوان (رنگ) رنگوں کے دلائل بو سے بھی زیادہ کمزور ہوتے ہیں، کیوں کہ رنگ چیز کی سطح پر ہوتا ہے، اس لیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جزء (سطح) کا مزاج رنگ والے مزاج کے برخلاف ہوتا ہے۔ کبھی سرد اور گرم دونوں قسم کی چیزوں کا رنگ ایک ہی ہوتا ہے، مثلاً نمک اور کافور دونوں میں سفیدی ہوتی ہے۔ لیکن ایک نوع کے افراد کو ایک دوسرے پر قیاس کرتے ہوتے رنگ کی دلالت درست ہوتی ہے۔ مثلاً سفید وسیاہ مرغ اور سفید وسیاہ چنے کے درمیان قیاس کرنا۔ رنگوں کی قسمیں بہت ہیں، لیکن عموماً سیاہ، سفید اور ان دونوں سے ملے ہوتے مثلاً غمامی (بادل کا رنگ) زرد اور گہرے سرخ ہوتے ہیں۔ سیاہ رنگ جو ہر ارضی یابس سے ہوتا ہے، کبھی اس کا فاعل حرارت ہوتی ہے مثلاً حبشیوں کے رنگ، اور کبھی برودت ہوتی ہے مثلاً سیاہ مشروبات۔ سفید رنگ اگر ارضیت اور ہوائیت کے ملنے کے سبب سے ہو تو وہ حار یا معتدل ہوتا ہے۔ مثلاً وہ لوگ جن کا رنگ سفید ہوتا ہے، اور اگر مائیت اور ارضیت کے ملنے کے سبب سے ہو، جیسا کہ سیال چیزوں میں، تو یہ بارد رطب مزاج کی دلیل ہے۔ سرخ رنگ کی تمام قسمیں حرارت پر دلیل بنتی ہیں، کیوں کہ ان میں جزء ناری ہوتا ہے۔ زرد رنگ کا مزاج ان رنگوں کے درمیان ہے۔ سبز رنگ کا مزاج، سیاہ رنگ کے مزاج کے قریب ہوتا ہے، اور زرد رنگ کا مزاج سفید رنگ کے مزاج کے قریب ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ درمیانی رنگوں کا مزاج سیاہ وسفید کے مزاجوں سے ملا ہوتا ہے۔ اعضاء متشابہتہ الاجزاء کے اعراض وملحقات کے لحاظ سے قوی ادویہ کے دلائل بیان کر دیتے گئے۔

نباتات وحیوانات کے مزاج

اب وہ دلائل بیان کیے جائیں گے جو کسی نبات یا حیوان کے جزء کی حیثیت سے مخصوص ہوتے ہیں۔ چند چیزوں سے نباتات کے مزاج معلوم کیے جاتے ہیں۔

(۱) مقام (۲) شہر

(۳) موسم (۴) افعال

یہ دلائل زیادہ قوی اس وقت ہوتے ہیں جب گذشتہ دلائل بھی شامل کر لیے جاتے ہیں۔ ان دلائل سے جس طرح دواؤں کے مزاج معلوم کیے جاتے ہیں اسی طرح ایک نوع کی دو دواؤں

Marfat.com

کے درمیان قیاس کرنے کے طریقے بھی معلوم کیے جاتے ہیں۔ جس طرح قیاس کرنے کے طریقے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

کچھ نباتات کامل اور کچھ ناقص ہوتے ہیں۔ ناقص وہ ہے جس میں دو ارکان (پانی اور مٹی) میں سے کوئی ایک زیادہ ہو۔ پانی زیادہ ہونے کی مثال وہ نباتات ہیں جو پانی میں پیدا ہوتے ہیں، مٹی زیادہ ہونے کی مثال وہ نباتات ہیں جو سخت زمینوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایسے نباتات ناقص ہوتے ہیں، یعنی ان میں پھول اور پتے نہیں ہوتے۔ ایسے نباتات کے مزاج میں یا جوہر بارد رطب زیادہ ہوتا ہے ، مثلاً کائی، یا جوہر بارد یابس مثلاً کماۃ (کھمبی)۔ کامل نباتات معتدل پہاڑوں میں پیدا ہوتے ہیں، ایسے پہاڑوں میں نباتات زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ متخلخل ہوتے ہیں، ان میں حرارت و رطوبت ملی ہوتی ہے، ہوا سے نباتات میں حرکت ہوتی رہتی ہے اور اجرام سماویہ کے قریب ہوتے ہیں، اسی لیے ایسے نباتات میں پھل، پھول اور پتے ہوتے ہیں۔ نیز بعض نباتات صحرائی اور بعض بستانی ہوتے ہیں۔ نباتات کی ایک قسم یعنی بستانی صحرائی سے زیادہ بارد و رطب ہوتی ہے مثلاً کاسنی صحرائی اور کاسنی بستانی جسے سرفی کہا جاتا ہے۔ ممالک کے لحاظ سے نباتات کے مزاج پر اس طرح دلیل قائم کی جاتی ہے کہ کچھ نباتات صرف سرد ممالک میں اور کچھ صرف گرم ممالک میں پیدا ہوتے ہیں گرم ممالک میں پیدا ہونے والے نباتات اکثر گرم ہوتے ہیں، مثلاً گرم مصالح جو ہندوستان اور دوسرے گرم ممالک سے لاتے جاتے ہیں، سرد ممالک میں پیدا ہونے والے نباتات اکثر سرد ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی بالعرض سرد ممالک میں گرم نباتات مثلاً صنوبر، اور گرم ممالک میں سرد نباتات پیدا ہوتے ہیں مثلاً تمر ہندی (املی) جو ممالک عرب میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ ایسے نباتات کا بیرونی حصہ سخت ہوتا ہے یا اس سبب سے کہ وہ زمین کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے نباتات سرد ممالک میں گرم ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ٹھنڈک کے سبب سے حرارت غریزیہ اندر چلی جاتی ہے، اور گرم ممالک میں سرد نباتات کی برودت بھی کم ہو جاتی ہے۔ نباتات کے مزاج پر جس طرح ممالک سے دلیل قائم کی جاتی ہے اسی طرح موسم اور وقت سے بھی قائم کی جاتی ہے موسم سرما میں گرم سبزیاں وہ ہوتی ہیں جن کے زیادہ حصے زمین کے اندر ہوتے ہیں، مثلاً کرم کلا اور شلجم وغیرہ۔ گرم موسموں میں کبھی بارد اس لیے ہو جاتی ہے کہ اس میں بہت تھوڑی حرارت ہوتی ہے جو ہوا کی معمولی ٹھنڈک سے زائل ہو جاتی ہے۔ مثلاً موسم گرما

Marfat.com

کی بہت سی سبزیاں۔

جن نباتات کے افعال سے مزاج پر دلیل قائم کی جاتی ہے ان کی تعداد زیادہ ہے۔کچھ نباتات جلد بڑھتے اور کچھ دیر سے بڑھتے ہیں۔ جلد بڑھنا عموماً حرارت یا لطافت یا دونوں کی دلیل ہے۔ دیر سے بڑھنا حرارت و لطافت کی ضد پر دلیل ہے۔ اسی طرح نباتات میں جلد پھل آنے اور دیر سے پھل آنے سے بھی دلیل قائم کی جاتی ہے۔ نیز بعض نباتات میں پتے پھول اور پھل ہوتے ہیں اور بعض میں نہیں ہوتے۔ پہلی قسم غلیظ ارضی یا مائی ہوتی ہے۔ پتے اور پھول والے نباتات معتدل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ نباتات ایسے ہیں جن میں کانٹے اور گرہیں زیادہ ہوتی ہیں، یہ عموماً ارضی ہوتے ہیں، اور کچھ نباتات میں کانٹے نہیں ہوتے۔ یہ پہلی قسم کے بالمقابل ہیں۔ مختصر یہ کہ نباتات کے وہ امتیازات بہت ہیں جن سے ان کے مزاج معلوم کیے جاتے ہیں۔ ہم نے بالاختصار ان کی طرف محض اشارات کر دیے ہیں۔

حیوانات کے وہ امتیازات بہت ہیں جن سے ان کے مزاج پر دلیل قائم کی جاتی ہے۔ مثلاً کچھ پانی کے اور کچھ خشکی کے حیوانات ہیں۔ پانی والے بارد رطب اور خشکی والے حار یابس ہیں۔ حیوانات میں کچھ اڑنے والے اور کچھ چلنے والے بھی ہیں۔ پرندے، چلنے والوں سے زیادہ ہوائیت کے حامل ہیں۔ نیز بعض حیوانات میں خون ہوتا اور بعض میں نہیں ہوتا ہے۔ خون والے حار رطب اور بغیر خون والے بارد یابس ہوتے ہیں۔ بعض حیوانات سانس لینے والے اور بعض سانس لینے والے نہیں ہوتے۔ سانس لینے والے حار اور سانس نہ لینے والے بارد ہوتے ہیں۔ بعض حیوانات صرف گرم ممالک میں ہوتے ہیں، جن میں اکثر حار یابس ہوتے ہیں، مثلاً اونٹ اور ہرن وغیرہ اور بعض حیوانات صرف سرد ممالک میں ہوتے ہیں۔ ایک نوع یا متعدد انواع کے حیوانات کے مزاج، چراگاہ، پانی پینے کی جگہ اور آبادی کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں مثلاً پتھریلی زمین والی مچھلی کا مزاج زیادہ لطیف اور اس میں فضلات کم ہوتے ہیں، بہ نسبت اس مچھلی کے جو کیچڑ میں رہتی ہے۔ بعض حیوانات تیز دوڑنے والے اور زیادہ محنت کرنے والے ہوتے ہیں، ان کا مزاج حار اور کچھ رطب ہے۔ اور بعض حیوانات آہستہ دوڑنے والے اور کم محنت کرنے والے ہوتے ہیں، ان کا مزاج بارد ہوتا ہے۔ چلنے والے حیوانات میں بعض پیدا ہوتے ہی چلتے ہیں اور بعض کچھ عرصہ کے بعد۔ بعض حیوانات ایک حمل سے بہت سے بچے پیدا کرتے ہیں اور بعض صرف ایک بچہ، اور بعض حیوانات میں دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ خوراک

Marfat.com

کے لحاظ سے بھی حیوانات مختلف ہوتے ہیں۔ گوشت خور حیوانات کا مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ اسی لیے شریعت میں اکثر ایسے حیوانات حرام ہیں۔ سبزی خور حیوانات کا مزاج معتدل ہوتا ہے، مثلاً چوپایوں میں بکری اور گائے اور پرندوں میں کبوتر اور مرغیاں۔ جثہ کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے لحاظ سے بھی حیوانات مختلف ہوتے ہیں۔ خشکی کے حیوانات میں بڑے جثہ والے ارضی ہوتے ہیں اور چھوٹے جثے والے میں ارضیت کم ہوتی ہے۔ پانی کے جانوروں میں بڑا جثہ ہونا زیادہ رطوبت کی دلیل ہے۔ اسی لیے چھوٹے جثہ والی مچھلیوں کو اطباء نے ناپسندیدہ کہا ہے۔ سخت ہڈی والے حیوانات اور جن میں اجسام ارضی مثلاً کھر، سینگ، فلوس (سفنے) اور پَر زیادہ ہوتے ہیں ان میں ارضیت زیادہ ہوتی ہے اسی لیے مچھلیوں میں فلوس اور کانٹوں کا زیادہ ہونا اس کی عمدگی کی دلیل ہے۔ کیوں کہ یہ ایسے مزاج کی دلیل ہے جو اس کے مزاج کی ضد ہے۔ حیوانات کا بہادر اور بزدل ہونا بھی ان کے مزاج کی دلیل ہے۔ بہادر حیوانات کے مزاج گرم اور بزدل حیوانات کے مزاج سرد ہوتے ہیں۔

ایسے امتیازات جن کے ذریعہ حیوانات کے مزاج پر دلیل لائی جاتی ہے بکثرت ہیں۔ لیکن ہم نے صرف اس قدر بیان کیا ہے کہ اس کو وقت فرصت مستحضر کیا جا سکے، اس کتاب کو ایجاز و اختصار کے ساتھ بیان کرنا بھی مقصود ہے۔ اجسام متشابہۃ الاجزاء میں لاحق ہونے والے اعراض کے یہ تمام دلائل ہیں۔ اجسام مرکبہ کے مزاج اسی وقت معلوم ہو سکتے ہیں جب تمام دلائل اکٹھے کیے جائیں اور متضاد دلائل کو ایک دوسرے پر قیاس کرتے ہوتے جس مزاج کا غلبہ ہو وہ متعین کیا جاتے۔ ان تمام دلائل سے اغذیہ و ادویہ کے افعال اولیٰ کی معلومات حاصل ہوتی ہیں، انہی سے ادویہ کے افعال ثوانی بھی معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ جب یہ معلوم ہو جاتے گا کہ کسی دوا کا مزاج حار یابس ہے تو اس کے افعال ثوانی بھی معلوم ہو جائیں گے۔ اگرچہ کبھی کسی دوا کے افعال ثوانی اس کے مزاج کے مطابق نہیں ہوتے۔ مثلاً زیادہ گرم چیزیں تلطیف و تقطیع کے افعال ہوتے ہیں، لیکن کبھی معتدل دواؤں میں بھی یہ افعال ہوتے ہیں مثلاً گشنیز خشک صحرائی اور اذخر وغیرہ۔ اور سرکہ غایت درجہ کا ملطف و مقطع ہے حالانکہ یہ بارد ہے۔ یہ اس لیے کہ سرکہ کی حرارت کو اس کی برودت اندر لے جاتی اور کسی چیز کے اندرونی حصہ میں نفوذ کراتی ہے۔ مندرجہ بالا دواؤں کا بھی یہی حال ہے یعنی ان میں زیادہ لطافت ہو یا کوئی عارضی سبب ہو جس سے فعل لطیف ہو جاتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے پورے

Marfat.com

جوہر میں لطافت ہو۔ لیکن افعال ثوالث کو افعال اولیٰ پر قیاس کرنا ضعیف ہے، کیوں کہ یہ افعال دوا کے پورے جوہر میں ہوتے ہیں۔

افعال اغذیہ وادویہ

ادویہ واغذیہ سے متعلق تمام ضروری اصول کلیہ بیان کردیے گئے اب ہر دوا وغذا کے افعال کا تذکرہ ہوگا۔ صرف ان دواؤں کا ہی بیان ہوگا جو زیادہ مشہور ہیں، مشہور بھی وہ جن کی تائید جالینوس نے کی ہے۔ کیوں کہ اس فن میں یہ شخص قابل اعتماد اور ماہر ہے۔ دوسرے اطباء کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے جانے پہچانے شخص کو دور سے آواز دے لیکن جب وہ قریب آجائے تو اس کو پہچان نہ سکے۔ ترتیب یہ ہوگی کہ پہلے ایسی چیزیں بیان کی جائیں گی جو محض غذاء ہیں، پھر ایسی چیزیں جن میں غذائیت و دوائیت دونوں پائی جاتی ہیں۔ پھر ایسی چیزیں جن میں محض دوائیت ہوتی ہے۔

غذائیں

تمام اطباء کا اتفاق ہے کہ معتدل المزاج اشخاص (جو اکثر چوتھے اور پانچویں اقلیم کے رہنے والے ہیں) کے لیے نباتی غذاؤں میں سب سے مناسب "گیہوں" ہے جس سے کوئی چیز بنائی جاتے۔ اس کے استعمال کے چند طریقے ہیں۔

(۱) روٹی بناکر جو بغیر خمیر کے ہو یا خمیری۔

(۲) حلوا بناکر۔

(۳) ہریسہ بناکر۔

(۴) اس کے آٹے کا حریرہ بناکر۔

(۵) اس کے دانوں کو بھون کر۔

(۶) اس کو پانی میں بھگو کر بھوننے کے بعد پیس لیا جاتے جس کو ستو کہا جاتا ہے۔

(۷) پیسے بغیر پانی میں پکا کر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جس گیہوں سے یہ غذائیں تیار کی جاتی ہیں اس کی چند قسمیں ہیں، سب سے عمدہ وہ ہے جس کا دانہ وزنی اور ٹھوس ہو۔ گیہوں سے تیار ہونے والی چیزوں میں سب سے بہتر عمدہ قسم کے گیہوں کے آٹے سے بنی ہوتی

Marfat.com

روٹی ہے۔ اس کو فطیر (چپاتی) کہا جاتا ہے گیہوں کی بھوسی نکالے بغیر اس کے آٹے کی روٹی کو خشکار
اور ہمارے یہاں اندلس میں "مدہوق" کہا جاتا ہے۔ میدہ کی روٹی سے یہ کم ثقیل اور دیر ہضم
ہوتی ہے۔ اگرچہ میدہ کی روٹی میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے، اور اس میں خشکار جیسی یبوست
بھی نہیں ہوتی اور نہ اس کا استحالہ سوداء کی طرف ہوتا ہے خشکار میں یبوست اس لیے
زیادہ ہوتی ہے کہ ہر غلہ کی بھوسی ارضی اور بارد یابس ہوتی ہے، یہ روٹی زود ہضم ہوتی ہے کیونکہ
گیہوں کی بھوسی میں جلاء کی صفت ہے پھر مناسب مقدار میں نمک اور زیادہ پانی ملا کر آٹے کو
اتنا گوندھا جاتے کہ اسفنج کے مانند متخلخل ہو جاتے پھر اس کی معتدل خمیر بنا کر تنور میں پکایا جاتے
بے خمیر والی روٹی میں غلظت ولزوجت ہوتی ہے، اور زائد خمیر والی کا استحالہ متعفن اخلاط کی
طرف ہوتا ہے کیوں کہ اس میں حرارت غریبہ ہوتی ہے۔ روٹی کے بعد عمدگی میں وہ رقیق
حریرہ ہے جو روٹی کے ٹکڑوں سے بنایا جاتا ہے، لیکن اس میں پانی ہونے کی وجہ سے کچھ
بارد رطب ہوتا ہے۔ روٹی کے ٹکڑوں کو چند بار گرم پانی میں ڈالا جاتے تو بہت ہلکی اور
زود ہضم ہو جاتی ہے۔ امراض حادہ کے مریضوں کے لیے یہ خاص غذاء ہے۔ گیہوں کا ستو بھی
اچھی غذاء ہے جب کہ اس کے ساتھ ٹھنڈا پانی زیادہ مقدار میں ملا کر استعمال کیا جاتے
کیوں کہ پانی میں بھگونے اور بھوننے سے ستو کا جوہر متخلخل اور لطیف ہو جاتا ہے روٹی کے
ٹکڑوں کو شہد کے ساتھ گوندھنے سے گرمی پیدا کرتی ہے اور اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے۔
حلوے اور ہریسے میں غلظت ولزوجت ہوتی ہے اور یہ سدے پیدا کرتے ہیں۔ پانی میں پکایا
ہوا گیہوں اس سے بھی زیادہ ثقیل اور سدہ پیدا کرنے والا ہے۔ بلکہ یہ گیہوں کی تمام غذاؤں
سے زیادہ دیر ہضم ہے۔ گیہوں کے آٹے کا حریرہ کبھی ثقیل ہوتا ہے۔ خمیر سے بنا ہوا حریرہ بہت
لطیف ہوتا اور ٹھنڈک پیدا کرتا ہے، کیوں کہ اس میں ترشی ہوتی ہے، لیکن متعفن اخلاط کی
طرف اس کے استحالہ کا اندیشہ رہتا ہے، اسی لیے عفونتی بیماریوں میں اس سے پرہیز کرنا
چاہیے۔ جو کی روٹی اگر گیہوں کی روٹی کی طرح پکائی جاتے تو عمدگی میں گیہوں کی روٹی کے بعد
ہے۔ لیکن اس میں کچھ برودت ہوتی ہے۔ جو کے ستو کا استحالہ بہت جلد ہوتا ہے یہ ٹھنڈک
پیدا کرتا ہے خصوصاً جب پانی کے ساتھ استعمال کیا جاتے۔ یہ پہلے درجہ میں بارد ہے۔ ماء الشعیر
(آب جو) غذاؤں سے زیادہ دواؤں میں شامل ہے۔ امراض حادہ یابسہ میں اس کا استعمال
بہت بہتر ہے۔ اس فن کی تھوڑی معلومات رکھنے والوں سے بھی یہ بات پوشیدہ نہیں ہے

Marfat.com

کیوں کہ یہ مبرد اور مرطب ہے۔ اعتدال اور جلاء پیدا کرتا ہے، اس کا کیموس بہتر ہوتا ہے۔ نفاخ اور دیر ہضم ہے۔ ان صفات کا تجربہ ہو چکا ہے۔ بازاری چیزوں میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں۔ ماء الشعیر کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کے مسلم دانوں کو پانی میں بھگو کر چار گھنٹے رکھ چھوڑا جاتے۔ جو کی مقدار سے بیس گنا پانی ہونا چاہتے۔ پھر اتنا جوش دیا جاتے کہ پانی سرخ ہو جاتے۔ اس طریقہ پر بنانے سے نفع نہیں کرتا۔ مسلم دانوں میں چونکہ قوت جاذبہ ہوتی ہے اس لیے وہ پانی کو جذب کرتے ہیں اور زمین میں بونے سے اُگ آتے ہیں۔ ابو مروان بن زہر نے اپنی کتاب "تیسیر" میں اس کو بیان کرتے ہوتے کہا ہے کہ وہ اطباء غلطی پر ہیں جو دانوں کو کوٹ کر بھگونے کے لیے کہتے ہیں۔ بقیہ تمام اقسام کے غلوں کی روٹی کی قوت وہی ہے جو اس غلہ کی قوت ہوتی ہے جس سے وہ بنائی جائیں۔ غذائے دوائی کے باب میں ایسے ہی غلوں کا تذکرہ ہوگا۔ ماء الشعیر کو شروع ہی میں بیان کر دیا گیا حالانکہ سبب یہ تھا کہ اس کو اسی باب میں بیان کیا جاتا۔

گوشت گوشت میں جوان اور تندرست مرغ کا گوشت تمام لوگوں کے لیے زیادہ عمدہ ہے اس کے بعد عمدگی میں بکرے کا گوشت ہے۔ تعدیل مزاج کے لیے مرغ کے گوشت کی عجیب خاصیت ہے۔ اسی لیے اس کا شوربا جذامیوں کے لیے مفید ہے، اور اس کا مغز جوہر دماغ کو زیادہ کرتا اور فکر کو بہتر بناتا ہے۔ بکرے کے بعد جوان بھیڑ کا گوشت عمدہ ہے۔ یہ قدماء کے خیالات ہیں۔ لیکن رازی کی رائے ہے کہ عمدہ ہونے میں بکرے کے گوشت کے بعد بکری کے بچے کا گوشت ہے۔ ظاہر ہے کہ بکری کے بچے کے گوشت میں فضلات زیادہ ہوتے ہیں۔ رازی کا علاقہ چونکہ گرم ہے اس لیے یہ گوشت معتدل ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جنوبی علاقوں میں بکری کے بال گھنگریالے، خشک اور چھوٹے ہوتے ہیں، اور ان علاقوں (اطراف اندلس) میں اس کے بال لمبے اور سیدھے ہوتے ہیں۔ بچھڑے کا گوشت زیادہ عمدہ ہوتا ہے، کیوں کہ عمر دراز کی طرح اس میں غلاظت، برودت اور یبوست نہیں ہوتی۔ بچھڑے کا گوشت دوسرے حیوانات کے گوشت کی نسبت خوشبودار ہوتا ہے، اس لحاظ سے بکرے کے گوشت سے بہتر ہے، کیوں کہ پکاتے وقت بکرے کے گوشت میں کچھ بو معلوم ہوتی ہے، لیکن اچھے کیموس کے لحاظ سے یہ بچھڑے کے گوشت سے بہتر ہے۔ پرندوں میں چکور کا گوشت بہتر ہے۔ یہ کچھ حابس ہوتا ہے۔ چکور گویا جنگلی مرغی ہے۔ یہ اسہال کو بند کرتا ہے، خصوصاً جب اسے تل کر

Marfat.com

کھایا جاتا ہے۔ پہ بدنوں میں جنگلی کبوتر میں غذائیت ہوتی ہے لیکن یہ کچھ گرم وخشک ہوتا ہے۔ یہ بالخاصہ طبیعت میں تیزی پیدا کرتا ہے۔ کبوتر کا گوشت گرم وخشک ہے، جنگلی کبوتر سے اس کا گوشت زیادہ ثقیل ہوتا ہے۔ اس کے مزاج میں رطوبت فضلیہ بھی ہوتی ہے، اس کی دلیل اس کی بوجھل حرکت ہے، اور اس کی حرارت کی دلیل اس کا ملمس اور اس کے پوٹے میں غذا کا جلد ہضم ہونا ہے۔ اسی لیے جو لوگ جواہرات کو صاف کرنا چاہتے ہیں وہ کبوتر کے بچے کو جواہرات کھلا دیتے ہیں، پھر فوراً بچے کو ذبح کر دیتے ہیں، جواہرات صاف ہو کر نکلتے ہیں، لیکن اس کی مقدار کچھ کم ہو جاتی ہے خصوصاً جب ذبح کرنے میں دیر کی جاتے۔ کہا جاتا ہے کہ سن بہری اور فالج کے مریضوں کے لیے کبوتر کا گوشت بالخاصہ مفید ہے۔ قمری (کبوتر کی طرح کا ایک خوش آواز پرندہ ہے) کا گوشت ثقیل اور گرم وخشک ہے۔ فختش اس سے زیادہ لطیف ولذیذ ہوتا ہے۔ یہ کچھ خوشبودار بھی ہوتا ہے۔ چڑیوں کا گوشت گرم وخشک ہوتا ہے، اس میں گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ بٹیر کا گوشت معتدل یا کچھ گرم ہوتا ہے، اس کا جوہر لطیف اور کیموس اچھا ہوتا ہے، تندرستوں اور بیماری سے اٹھے ہوئے کمزور لوگوں کے لیے مناسب چیز ہے۔ زرزور (ایک قسم کا پرندہ جو چڑیا سے بڑا ہوتا ہے اور کالے وچتکبرے دو رنگوں میں پایا جاتا ہے) کا گوشت گرم وخشک، دیر ہضم اور اس کا جوہر غلیظ ہوتا ہے۔

مچھلیوں میں ان مچھلیوں کا گوشت سب سے بہتر ہوتا ہے جو پتھریلی زمین کے پار میں رہتی ہیں، جن میں فلس (جلد پر چھلکے) زیادہ ہوتے ہیں، نہ زیادہ چھوٹی ہوں اور نہ بہت بڑی، نیز حرکت کرنے والی ہوں اور ان میں بدبو کم ہو۔ ہمارے یہاں (اندلس) میں اچھی مچھلیوں کی قسموں میں "بوری" اور پھر "شابل" ہے، لیکن شابل جثہ کا بڑا ہوتا ہے، اگر ایسی ندیوں سے اس کا شکار کیا جاتے جو سمندر سے دور ہوں تو اس میں فضلات کم ہوتے ہیں، کیوں کہ اس مچھلی کا مزاج ایسا ہے کہ سرد پانی کی تلاش میں چلتی رہتی ہے۔

طبعی غذاؤں میں دودھ اور انڈے ہیں۔ جانداروں میں سب سے بہتر عورتوں کا دودھ پھر گدھی کا دودھ، اس کے بعد بھیڑ کا دودھ ہے دودھ کی یہ تمام قسمیں بہت لطیف ہیں لیکن بکری کے دودھ میں غلظت ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ اکثر معدہ میں بستہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ غلظت گائے کے دودھ میں ہوتی ہے لیکن اس میں روغنیت زیادہ ہوتی ہے۔ تازہ پنیر بارد رطب اور اس کا جوہر غلیظ ہوتا ہے۔ زیادہ دنوں کا پنیر حار یابس ہوتا ہے کیونکہ

Marfat.com

اس میں نمک ہوتا ہے۔ انڈوں میں سب سے بہتر مرغی کا انڈا ہے۔ اس کی سفیدی کی بہ نسبت زردی زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔ لیکن سفیدی کو اگر اتنا نہ پکایا جائے کہ بالکل بستہ ہو جائے تو زیادہ ردی الغذاء نہیں ہوتی ہے۔ اسی لیے اطباء نے اسے نیمبرشت پکانے کے لیے کہا ہے۔ یعنی بستہ نہ ہو بلکہ بالکل نرم ہو۔ اس میں کانجی، سرکہ اور روغن زیتون ڈال کر پکایا جاتا ہے۔ غذائی عصارات میں روغن زیتون ہے۔ یہ معتدل یا کچھ گرم ہے جگر کو فربہ کرتا ہے، یہ اپنے پورے جوہر سے انسان کے لیے بہت مناسب چیز ہے، اسی لیے ہمارے شہروں (اندلس) میں اسی کے ساتھ گوشت پکایا جاتا ہے۔ اس کے شوربے میں بھی مذکورہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ گوشت پکانے کا معتدل اور سادہ طریقہ یہ ہے کہ اس میں پانی، روغن زیتون، تھوڑا نمک اور پیاز ڈال کر پکایا جائے، اس کو "نفایا" کہا جاتا ہے اس کے علاوہ بھنا ہوا گوشت پوری طرح پکا ہوا نہیں ہوتا ہے، اسی طرح روغن زیتون ملا کر پکائی ہوئی روٹی اچھی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ پکاتے وقت بن جاتی ہے اور اس میں کبریت کی بو آجاتی ہے۔ تمام قسم کے ربوب حار یابس ہوتے ہیں، جو خشونت قبول کرنے والے اعضاء کے لیے مفید ہیں، لیکن اگر تھوڑے بھی ہوتے ہوں تو ہضم میں معاون ہوتے ہیں۔

فواکہ پھلوں میں سب سے بہتر انجیر اور انگور ہے۔ انجیر کا مزاج حار رطب ہے، معدہ کے لیے مضر اور ملین ہے، اس میں قوت جلاء ہے کیوں کہ اس میں لینیت ہوتی ہے۔ خوب پکا ہوا بہتر ہوتا ہے۔ انگور تھوڑا گرم ہے اور اعتدال کے ساتھ رطب ہے، جسم کو جلد فربہ کرتا ہے، لیکن تمام اعضاء ہضم میں ریاح پیدا کرتا ہے۔ اس کے برخلاف انجیر صرف معدہ اور آنتوں میں ریاح پیدا کرتا ہے۔ مویز حار رطب ہے اور منضج اخلاط ہے، اپنے پورے جوہر سے جگر کے لیے مفید ہے۔ اس کی نبیذ کے افعال شراب سے کمتر ہیں، لیکن عموماً اس کے قائم مقام ہوتی ہے۔

پانی بقراط اور تمام قدماء کے خیالات کی بناء پر سب سے بہتر ان چشموں کا پانی ہے جو مشرقی جانب ایسی زمینوں پر بہنے والے ہوں جو نہ سخت اور پتھریلی ہوں اور نہ نرم اور شور ہوں۔ بلکہ معتدل ہوں۔ یہ پانی تمام پانیوں سے شیریں اور بہتر ہوتا ہے، کیوں کہ یہ وزن میں سب سے ہلکا ہوتا ہے، لیکن یہ حرارت اور برودت سے جلد متاثر ہو جاتا ہے رازی کا خیال ہے کہ بڑی ندیوں کا شیریں پانی سب سے بہتر ہے۔ اور بقراط کہتا ہے کہ ندیوں کا پانی چونکہ مختلف قسم کی زمینوں سے

Marfat.com

گذرتا ہے اس لیے اس کا جوہر مشتبہ ہے، نیز چھوٹی ندیوں کا پانی اکثر بڑے دریاؤں میں گرتا ہے، اور اس طرح کے پانی ضرور مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رازی نے بڑی ندیوں کو اس لیے بہتر کہا ہے کہ ان میں آفتاب کی حرارت کا عمل ہوتا ہے، کیونکہ پانی میں حرارت کا عمل یہ ہے کہ حرارت اس کے رقیق اجزاء سے گاڑھی چیزوں کو علیحدہ کر دیتی ہے۔ اسی لیے ضعف معدہ اور جگر کے مریضوں کو اطباء جوش دیا ہوا پانی استعمال کرنے کے لیے بتاتے ہیں۔ اس بناء پر اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ بڑی ندیوں میں مختلف قسم کے پانی مختلف زمینوں کے ہوتے ہیں، نیز یہ ضروری ہے کہ موسم سرما میں اس کے ساتھ بارش کا پانی اور برف بھی مل جاتے ایسے پانی کے خراب ہونے پر سب ہی کا اتفاق ہے، اسی لیے بڑی ندیاں اپنے منبع سے جتنا دور ہوتی ہیں اتنا ہی ان کا پانی زیادہ خراب ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں قرطبہ کی بڑی ندی سے اشبیلیہ کی ندی زیادہ بہتر ہے۔ اشبیلیہ کی ندی کی مزید خوبی یہ ہے کہ اس میں مدوجزر ہوتا ہے۔ سمندر کی قربت سے بڑی ندیوں میں کچھ شور پانی بھی مل جاتا ہے، اگرچہ مزے سے کچھ پتہ نہیں چلتا ہے۔ بہرحال بڑی ندیوں کے پانی میں گدلاپن ضرور ہوتا ہے، اسی لیے کسی خشک میدان میں ندی کا پانی جمع کیا جاتا ہے تو اس میں ریت اور بہت سی مٹی ملتی ہے۔ ہمارے یہاں ایسا ہی دیکھا جاتا ہے۔ لیکن چشموں کا پانی ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ استعمال ہونے والی طبعی غذائیں اور مشروبات یہی ہیں۔ اب دوائی غذائیں بیان کی جائیں گی۔ ان میں کچھ نباتات کچھ حیوانات اور ان کے فضلات اور کچھ مشروبات ہیں۔ نباتات میں غلے، پھل اور سبزیاں ہیں۔

باقلی | یہ حرارت اور برودت میں معتدل یا کچھ مائل بحرارت ہے، اس میں قوت جلاء ہوتی ہے جو ورم کو تحلیل کرتی اور پکاتی ہے۔ چونکہ اس میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے اس سے ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ خوب پکانے سے بھی نفخ کی تاثیر ختم نہیں ہوتی، جیسا کہ جالینوس کہتا ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ قوت فکر کو خصوصاً نقصان پہنچاتا ہے۔ چنانچہ زیادہ کھاتے رہنے سے خواب پریشاں دکھائی دیتے ہیں۔

حمص (چنا) | یہ حرارت میں معتدل ہے، رطب اور نفاخ بھی ہے۔ اس کے افعال تو الٹ یہ ہیں کہ منی کو زیادہ کرتا اور مدر بول و حیض ہے سیاہ چنا پتھری کو توڑتا ہے۔ ہرے چنوں کو استعمال کرنے سے معدہ اور آنتوں میں زیادہ فضلات پیدا ہوتے ہیں۔ تلے ہوتے چنے اور باقلی میں نفخ کم ہوتا ہے لیکن دیر ہضم ہوتے ہیں ہاں اگر تلنے سے پہلے بھگو لیا جائے

Marfat.com

تو دیر ہضم نہیں ہوتے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے استعمال سے چہرہ و بشرہ میں سرخی آجاتی ہے۔ کیوں کہ یہ روح زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے یہ مقوی باہ ہے۔

عدس (مسور) یہ سرد و خشک ہے، سوداوی خون پیدا کرتی ہے۔ خون کی گرمی کو ختم کرتی ہے، خصوصاً جب سرکہ کے ساتھ پکائی جائے۔ اس کے افعال ثوالث یہ ہیں کہ یہ قاطع باہ ہے، آنکھوں میں دھند پیدا کرتی ہے۔ پانی میں پکا کر استعمال کرنا حابس شکم ہے۔

ترمس (باقلائے مصری) یہ حابس اور تلخ ہے۔ جب اسے پانی میں اتنی دیر بھگویا جاتے کہ اس کی تلخی دور ہو جاتے تو اچھی غذا ہو جاتی ہے۔ جب تلخ استعمال کیا جاتے تو قاتل جنین اور مخرج کرم شکم ہے۔ مدر بول ہے اور بوّاب کے منہ کو کھولتی ہے۔

اُرز (چاول) اس کا جوہر غلیظ ہے، حرارت و برودت میں اعتدال کے قریب ہے۔ اسہال کو بند کرتا ہے۔ دودھ کے ساتھ پکانے سے لذیذ ہو جاتا ہے۔

لوبیا اس میں کچھ حرارت اور رطوبت ہے۔ جسم کو فربہ کرتا ہے۔ مدر بول و حیض اور ملین شکم ہے، خصوصاً اس کی سرخ قسم۔ اس کو استعمال کرنے سے سر چکراتا اور خواب پریشان دکھائی دیتے ہیں۔

دُخن (چینہ) سرد و خشک اور حابس شکم ہے۔ اس میں غذائیت کم ہے۔

ذرہ (جوار) سرد و خشک ہے، اس میں غذائیت کم ہے۔

جلبان (مٹر کابلی) یہ سرد اور مجفف ہے، اس میں غذائیت کم ہے۔

پھلوں کا بیان

تفاح (سیب) سیب شیریں اعتدال کے ساتھ حار اور رطب ہے اور سیب ترش سرد و خشک ہے۔ یہ بالخاصہ اعضاء رئیسہ خصوصاً قلب کو قوی کرتا ہے۔ اس کا سونگھنا مقوی دماغ ہے۔ یہ تمام تاثیرات اس کے خوشبودار ہونے کے سبب سے ہیں۔ دوسرے اور تیسرے ہضم کے مقام پر اس قدر ریاح غلیظ پیدا کرتا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ

Marfat.com

یہ کبھی مرض سل کا سبب ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس سے پیدا ہونے والی ریاح پھیپھڑے کی شریانوں کو پھاڑ دیتی ہے ابو مروان بن زہر نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ لیکن اس کے شربت سے نفخ نہیں پیدا ہوتا ہے۔

کمثری (ناشپاتی) ناشپاتی خام سرد و خشک اور پختہ معتدل یا کچھ سرد ہے، کیوں کہ اس میں مٹھاس، ترشی اور کسیلا پن ہے۔ اس کے افعال ثوالث میں سے ایک فعل قبض شکم ہے۔ بالخاصہ یہ پیاس کو دور کرتی ہے۔

سفرجل (بہی) ناشپاتی سے اس کا جوہر زیادہ غلیظ اور زیادہ قابض ہے، اسی لیے اس میں برودت زیادہ ہوتی ہے۔ بالخاصہ یہ سانس کو قوی کرتا ہے، اس کو سونگھنا خفقان میں مفید ہے۔ جس طرح ناشپاتی کا سونگھنا مفید ہے۔ اس فائدہ میں بہی زیادہ قوی ہے۔

رمان (انار) اس کی ایک قسم شیریں اور ایک ترش ہے۔ دونوں قسمیں رطب ہیں، لیکن شیریں زیادہ رطب و حار ہے اس سے تھوڑا نفخ ہوتا ہے۔ بالخاصہ غذاؤں کو معدہ میں فاسد ہونے سے روکتا ہے۔

خوخ (شفتالو) یہ سرد و تر ہے بلغم زجاجی پیدا کرتا ہے۔ اس کا سونگھنا غشی میں مفید ہے۔ اس کا کھانا معدہ کے بخارات کے لیے مفید ہے۔ اس کے بیج کا مغز چہرہ کو صاف کرتا ہے۔ اس کا روغن ثقل سماعت میں مفید ہے۔ اس کا عصارہ قاتل کرم شکم ہے۔

مشمش (زردالو) اس کا مزاج شفتالو کے مزاج سے قریب ہوتا ہے لیکن اس میں شفتالو کے خواص نہیں ہوتے۔

عیقر (سوسن) اس کی دو قسمیں ہیں، سیاہ اور سفید۔ دونوں قسموں میں پختہ ہونے پر سردی و تری آجاتی ہے۔ زیادتی صفرا کو کم کرتا ہے۔ ملین شکم ہے اور فم معدہ کو کچھ ڈھیلا کرتا ہے۔

جوز (اخروٹ) گرم و خشک ہے متلی پیدا کرتا ہے اور ملین شکم ہے۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بالخاصہ اس کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو کثرت سے استعمال کرے تو اس کی زبان میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ انجیر ملا کر کھانے سے زہروں سے

Marfat.com

شفا ہو جاتی ہے۔ بوڑھوں کے لیے یہ مفید ہے، اور گرم مزاجوں کے لیے مضر ہے۔ سخت سردیوں کے موسم میں مضر نہیں ہے۔

بندق (فندق) یہ جلوز کے نام سے مشہور ہے۔ تمام اوصاف میں یہ اخروٹ کے مانند ہے لیکن اس سے مستی کم ہوتی ہے۔

لوز (بادام) یہ کچھ گرم اور رطب ہے، لذیذ ہوتا ہے اس کے بہت سے خواص ہیں۔ مثلاً جوہر دماغ کو بڑھاتا، معتدل نیند لاتا اور پیشاب کے راستوں کو صاف کرتا ہے، ہضم عروقی کی کمزوری اور جسمانی لاغری میں عموماً مناسب چیز ہے۔ اس کا روغن ترطیب کے فعل میں تشنج یابس کے مریضوں کے لیے تمام روغنوں سے بہتر ہے۔ روغن کنجد سے یہ بہت بہتر ہے، کیوں کہ اس میں قوت قبض ہے اور روغن کنجد میں قوت ارخاء زیادہ ہے، نیز روغن کنجد میں حرارت زیادہ ہے اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ منہ کو بدبودار کر دیتا ہے، لیکن اطباء کی روش یہ ہے کہ اس کو روغن بادام کے بدل میں استعمال کرتے ہیں۔

صنوبر یہ حار یابس ہے، اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے اس کا روغن فالج اور استرخاء میں مفید ہے۔

فستق (پستہ) یہ حار یابس ہے اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے اس کا روغن اپنے پورے جوہر سے اعتدال کے ساتھ معدہ و جگر کو قوی کرتا ہے۔ بہرحال یہ ان دواؤں میں ہے جن کے بڑے فوائد ہیں۔

سبزیاں

تمام سبزیاں اپنی طبیعت اور پورے جوہر سے کچھ سوداوی اخلاط پیدا کرتی ہیں، لیکن خس کا یہ مزاج نہیں ہے، کیوں کہ اس میں برودت و رطوبت ہوتی ہے۔ وہ پودا جسے اندلس میں "کحیلا" کہا جاتا ہے گاؤزبان ہے۔

کرنب (کرم کلہ) یہ حار یابس ہے، خلط سوداوی پیدا کرتا ہے۔ اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ اس کا نچوڑا ہوا پانی آواز کو صاف کرتا ہے۔

Marfat.com

قرع (کدو) اطباء کا خیال ہے کہ یہ بارد رطب مائی ہے اور اس سے پیدا ہونے والا خلط بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب اس کو پکا کر کھایا جاتا ہے تو معدہ سے جلد نکل جاتا ہے۔ اکثر یہ معدہ [illegible] سد ہو جاتا ہے اور خراب استحالہ ہوتا ہے۔ جیساکہ رطب چیزوں کا حال ہے جن میں قوت [illegible]ض اور ارضیت نہیں ہوتی۔ اطباء اس کو توت اور تربوز کے مثل قرار دیتے ہیں، لیکن ہمارے یہاں (اندلس) کا کدو ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ دیر ہضم ہوتا ہے نیز اس کا جوہر بہت غلیظ ہوتا ہے۔ زیادہ پکانے ہی سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔ ان تمام باتوں کے ساتھ اس کا کیموس بھی خراب ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ بارد رطب ہے لیکن اس میں ایسی قوت نہیں ہے کہ بہ آسانی معدہ سے نکل جاتے، یعنی اس میں قوت جلاء تھوڑی بہت بھی نہیں۔

بطیخ (خربزہ) بارد ہے، نیز رطب زیادہ ہے، اس میں قوت جلاء ہے، اس کے افعال میں سے ادرار بول ہے، یہاں تک کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر کچھ دنوں تک اس کا پانی استعمال کیا جاتے تو پتھری سے حفاظت رہتی ہے۔ خربزہ سے ککڑی زیادہ بارد اور کم رطب ہے، خربزہ کی نسبت اس سے ادرار بول بھی کم ہوتا ہے۔ اس میں رطوبت کم ہونے کے سبب سے معدہ میں اتنی جلد فاسد بھی نہیں ہوتی جس قدر جلد خربزہ فاسد ہوتا ہے۔

البقلۃ الحمقا (خرفہ) تیسرے درجہ میں بارد اور دوسرے درجہ میں رطب ہے، لیسدار ہوتا ہے۔ پیاس کو بجھاتا اور حابس شکم ہے۔ دانت ند ہو جانے میں مفید ہے۔

قطف (بتھوا) یہ سرد و تر اور ملین شکم ہے۔ یرقان اور گرم جگر والوں کو مفید ہے۔

اسفیناخ (پالک) یہ معتدل ہے، حلق، پھیپھڑے اور معدہ کے لیے اچھی چیز ہے، ملین شکم ہے۔ یہ دوسرے درجہ میں بارد و رطب ہے۔

البقلۃ الیمانیہ (چولائی) اس کا مزاج بتھوا کے قریب ہے، لیکن یہ گرم ہوتا ہے اور اس میں رطوبت کم ہوتی ہے۔ اندلس میں یہ بربوز کہا

Marfat.com

جاتا ہے۔

لفت (شلجم) یہ حار رطب ہے، نفخ پیدا کرتا اور باہ میں ہیجان لاتا ہے، گردے اور پشت کو گرمی پہنچاتا ہے۔ ایک خیال کے مطابق بینائی کو بالخاصہ تیز کرتا ہے۔

باذنجان (بینگن) ہمارے یہاں یہ سبزی بطور غذا بہ کثرت استعمال کی جاتی ہے۔ اس کو تلنے کے بعد گوشت کے ساتھ پکانے سے بہت لذیذ ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں تلنے کے بعد اس کی حرارت معتدل ہو جاتی ہے، کیوں کہ تلنے سے اس کا تیز حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں خشکی بہت ہوتی ہے کیوں کہ اس کے جوہر میں غلظت اور قوت قبض ہے جیسا کہ ابھی ہم نے کہا کہ گوشت اس کی یبوست میں بہت اعتدال پیدا کر دیتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اس سے خلط سوداوی پیدا ہوتا ہے، جو کرم کلہ سے پیدا ہونے والے خلط کے مانند ہوتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ ایک پسندیدہ غذا ہے۔ اسی لیے عرصہ تک استعمال کرنے کے بعد ہی اس کا مضر ظاہر ہوتا ہے۔

ہمارے یہاں استعمال ہونے والی مشہور غذائیں یہی ہیں، ان میں کچھ دوائیت بھی ہوتی ہے اب ادویہ کا بیان شروع ہوگا۔

قیصوم (برنجاسف) اس کی قوت اولی یہ ہے کہ تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے، کیوں کہ اس میں جوہر ارضی سوختہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بہت تلخ دوا ہے۔ اس کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ یہ مقطع، محلل اور مفتح سدد ہے، افسنتین سے زیادہ اس میں قوت تفتیح ہے، کیوں کہ افسنتین میں قوت قبض ہے۔ اس کی قوت ثالثہ یہ ہے کہ فم معدہ کے لیے مضر ہے، کیوں کہ اس میں تلخی ہوتی ہے اور قوت قبض نہیں ہوتی۔ اس پودے کی ٹہنیاں اور پھول دواءً مستعمل ہیں۔ جلانے سے اس کی خشکی اور حرارت مزید بڑھ جاتی ہے۔ کوئی گرم روغن مثلاً روغن ارنڈ اس میں ملا کر داء الثعلب پر لیپ کرنا مفید ہے۔ بہر حال اس کی راکھ، خشک کدو اور بیخ شبت کی راکھ سے بہت زیادہ گرم وخشک ہے، کیوں کہ ان دونوں چیزوں کے مزاج اور اس دوا کے مزاج میں کافی بُعد ہے۔ اسی لیے کدو اور بیخ شبت کی راکھ ان زخموں کے لیے مناسب ہے جن میں سختی ہوتی ہے مثلاً عضو تناسل کی کھال کے زخم میں مفید ہے جب کہ اس میں ورم نہ ہو۔

فنجنکشت (بنجنکشت) اسے اندلس میں شجرۃ ابراہیم کہا جاتا ہے۔ اس کی قوت اولی یہ ہے کہ تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے، کیوں کہ اس کے مزاج میں جوہر ارضی سوختہ غالب ہوتا ہے، جس میں جوہر ارضی بادو بھی ملا ہوتا ہے۔ اس کی دلیل

Marfat.com

یہ ہے کہ اس دوا کا مزا تیز اور کچھ کسیلا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے افعال ثوانی تقطیع اور تفتیح ہیں۔ اس کا کسیلا پن اندرونی اعضا مثلاً جگر و طحال کی تفتیح میں معاون ہوتا ہے۔ اس کے افعال ثوالث میں ایک یہ ہے کہ قاطع باہ ہے، اسی لیے اس کے بیج کو "حب الفقد" کہا جاتا ہے۔ اسی سبب سے مقام "ایتھنا"[1] کی عورتیں اپنے بڑے تیوہاروں میں اسے اپنے بستر پر بچھاتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اس کی قوت وہی ہے جو سداب کی قوت ہے، لیکن سداب اس سے زیادہ گرم و خشک ہے، سداب میں قوت قبض بھی نہیں ہے۔

شیل اس کا نام نجیل بھی ہے۔ اس پودے کی جڑ کی قوت اولی یہ ہے کہ اعتدال کے ساتھ گرم و خشک ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس میں جوہر مائی، جوہر ارضی اور کچھ ناریت ہوتی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بے مزہ کچھ کسیلا اور کچھ تیز ہوتا ہے۔ لیکن اس کے پتے اور ٹہنیاں صرف بے مزہ ہوتی ہیں، اسی لیے اس کی قوت اولی اعتدال کے ساتھ بارد یابس ہے۔ اس کی قوت ثانوی یہ ہے کہ تازہ زخم سے خون جاری ہونے کو روکتا ہے اور اس زخم کو بھرتا ہے۔ اس کی جڑ کی قوت ثالثہ یہ ہے کہ پتھری کو توڑتی ہے اس پودے کے اس مزاج کی دلیل یہ ہے کہ یہ نرم اور نم زمینوں میں اگتا ہے۔

شنجار (ورتن جوت) اندلس میں اسے "رجل الحمامہ" کہا جاتا ہے۔ اس کی چار قسمیں ہیں جو ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہوتی ہیں۔ جالینوس نے اس دوا کے درجہ کو بیان نہیں کیا ہے۔ لیکن جو کچھ اس کا مزاج معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ پہلے درجہ میں بارد اور دوسرے درجہ میں یابس ہے۔ کیوں کہ اس دواء کے اجزاء میں جوہر ارضی بارد اور جوہر ارضی سوختہ کا غلبہ ہے اسی لیے اس کا مزہ کسیلا اور کچھ تلخ ہے۔ اگر تلخی، کسیلا پن کے برابر ہوتی تو اس کو معتدل کہا جاتا اور اگر صرف کسیلا ہوتا تو بارد کہا جاتا۔ چونکہ یبوست پر دلالت کرنے میں کسیلے پن کا معاون اس کی تلخی ہے اس لیے اس کو دوسرے درجہ میں ہی یابس کہا گیا ہے کیوں کہ یہ زیادہ کسیلا اور تلخ نہیں ہے جس دوا کا ایسا مزاج ہے اس کے افعال ثوانی و ثوالث ظاہر ہیں اسی لیے یہ درد گردہ اور درد طحال کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔ سرکہ میں پیس کر عضو ماؤف پر لگانے سے جلد کی بھوسی اور بہق کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔ ۸

---

[1] دارالسلطنت یونان۔

Marfat.com

الغاریقون

جالینوس نے اس دوا کے درجہ کو بیان نہیں کیا ہے لیکن جہاں تک معلوم ہے اس کا مزاج پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ کے آخر میں خشک ہے کیوں کہ اس میں بارد ارضی، حار ارضی حار ناری اور حار رطب اجزاء ہیں جن کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کو کھاتا ہے تو پہلے مٹھاس محسوس کرتا ہے اس کے بعد تلخی، پھر اسے تیزی اور کچھ کسیلے پن کا احساس ہوتا ہے کیوں کہ یہ تمام مزے حرارت کی دلیل ہیں سوائے اس کے کہ کسیلا پن اس کی کچھ حرارت کو توڑ دے، اور یبوست کی بھی دلیل ہیں لیکن یہ کہ اس کی مٹھاس یبوست میں کچھ اعتدال پیدا کردے۔ لیکن مٹھاس اپنی قوت ترطیب کے ذریعہ جس قدر یبوست کو توڑتی ہے اس سے زیادہ کسیلا پن اپنی یبوست سے حرارت کو توڑتا ہے۔ اسی لیے اس کو حار سے زیادہ یابس کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ بوطی درخت کی جڑ کے مانند ہوتا ہے اس لیے اس پر ارضیت کا غلبہ ہوتا ہے، یہ بھربھرا ٹوٹنے والا اور سفید بھی ہوتا ہے یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اس میں خاصی ہوائیت ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں تین مزے ایسے ہیں جو حرارت کی دلیل ہیں لیکن اس کو پہلے درجہ میں گرم اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ مزے قوی اور ظاہر نہیں ہوتے۔ مختصر یہ کہ اس دوا کی درجہ بندی کے لیے تجربہ ہی پر اعتماد کرنا چاہئے۔ افعال اولین کے علاوہ اس کے دوسرے افعال یہ ہیں کہ یہ محلل اور اخلاط غلیظہ کا مقطع ہے۔ جگر، طحال، گردے اور سر کے سدوں کو کھولتا ہے۔ اس کے خواص یہ ہیں کہ زہریلے جانوروں کے ڈسنے میں مفید ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے زہر سے برودت کے اعراض ظاہر ہوتے ہیں۔ گزیدہ کے لیے اس کی مقدار خوراک ساڑھے چار ماشہ ہے۔ اخلاط غلیظہ کے اسہال کے لیے بھی یہ اچھی دوا ہے۔ دوسری مسہل دواؤں کی طرح اس میں مضر بھی نہیں ہے اطراف بدن سے (فاسد مادوں کو) جذب کرنے والی اعلی درجہ کی دوا ہے۔ بالخاصہ یہ دماغ کا تنقیہ کرتی ہے اسی لیے مرگی اور نزول الماء میں مفید ہے اس کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ سے سات ماشہ تک ہے سوائے یبوست کے اور کسی چیز میں مصلح کی محتاج نہیں ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ چونکہ یہ قوی اخلاط کی تلطیف وتقطیع کرتی ہے اس لیے اس میں قوی حرارت ہوگی جیسا کہ اکثر نے اطباء نے غلطی کی ہے۔

Marfat.com

برشاوشاں (پرسیاوشاں)

یہ جنگلی دھنیے کی ایک قسم ہے۔ بقول جالینوس قوی اولی میں یہ دوا معتدل ہے، اس کے بہت سے ثانوی اور ثوالث افعال بھی ہیں، جن میں کچھ یہ ہیں کہ یہ ملطف اور محلل ہے، داءالثعلب میں بالوں کو اگاتا ہے، خنازیر اور دبیلوں کو تحلیل کرتا ہے، پتھریوں کو توڑتا ہے سینہ اور پھیپھڑے کے گاڑھے اخلاط کو نکالتا ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ یہ حابس شکم ہے جب کہ متاخرین اطبا کہتے ہیں کہ اس میں قوت مسہلہ ہے۔ اس طرح کی دواؤں کو افعال ثوانی کی حامل دواؤں کے ساتھ ملاکر استعمال کرنا چاہیے تاکہ اس میں اعتدال آجائے جس کا سبب بعد میں بیان ہوگا۔

حیاالعالم (سدابہار)

اس پودے کی کئی قسمیں ہیں، ایک قسم کا نام (شمان) ہے جو گھر کی دیواروں پر اگتا ہے۔ دوسری قسم کو معفقات، اور تیسری کو عنب السقف کہا جاتا ہے۔ یہ قسمیں تیسرے درجہ میں بارد ہیں کیوں کہ یہ بے مزہ ہیں اور ان میں مائیت زیادہ ہے، نیز یہ سرد مقامات اور موسم سرما میں اگتے ہیں۔ پہلی دو قسموں میں کچھ قوت تجفیف بھی ہے۔

اقاقیا

یہ ببول کی پھلی کا رُب ہے۔ اقاقیا مغسول ذوسرے درجہ میں سرد اور تیسرے درجہ میں خشک اور غیر مغسول پہلے درجہ میں سرد ہے۔ یہ مزاج اس لیے ہے کہ اس میں جوہر ارضی بارد کا غلبہ ہے۔ اسی لیے اس کا مزہ کسیلا ہوتا ہے، اس میں کچھ جرم لطیف حار بھی ہوتا ہے جو دھونے سے ختم ہو جاتا ہے۔

انجرہ (اوٹنگن)

اس کو حرّین بھی کہا جاتا ہے۔ جالینوس کا خیال ہے کہ اس پودے کے پھل اور پتے زیادہ گرم نہیں ہوتے۔ اس کے بہت سے افعال ثوانی اور ثوالث بھی ہیں، جن میں کچھ یہ ہیں کہ یہ بڑے پھوڑوں اور ان اورام کی تحلیل کرتا ہے جو کان کی جڑ میں ہوتے ہیں،

Marfat.com

سینہ اور پھیپھڑے کے گاڑھے اخلاط کو باہر کرتا ہے تیز سڑے ہوتے پھوڑوں کے لیے مفید ہے مختصر یہ کہ ایسے تمام پھوڑوں کے لیے مفید ہے جن میں بغیر چبھن پیدا کیے ہوئے تجفیف کی ضرورت ہوتی ہے اس کی حرارت کے کم ہونے پر یہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ یہ مدر بول اور مہیج باہ بھی ہے۔ یہ بھی اس کے نفاخ ہونے کی دلیل ہے۔ تخم اوٹنگن کی خاصیت اسہال بلغم ہے۔ اس فعل میں اس کی قوت تخم قرطم کے مانند ہے لیکن اس کا یہ فعل تخم قرطم سے زیادہ قوی ہے۔ اس کی مقدار خوراک ساڑھے سترہ ماشہ سے ۳۵ ماشہ تک ہے۔ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ یہ ناری ہے کیوں کہ اس کا پتہ چبھن پیدا کرتا ہے تو وہ غلطی پر ہے کیوں کہ اس کے پتے کا جزء ناری اس قدر لطیف ہے کہ محض پونچھنے سے ختم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کو دھویا جائے

بادآورد اور شکاعی

دونوں پودے سرد و خشک ہیں، ان میں برودت سے زیادہ یبوست ہوتی ہے، خصوصاً شکاعی میں۔ چونکہ ان میں قوت قبض ہے اس لیے اسہال شکم اور نزف الدم میں مفید ہیں۔ کوا اور مقعد کے اورام میں بھی مفید ہیں۔ بادآورد کی جڑ اور شکاعی کا پھل اور جڑ دواءً مستعمل ہیں۔

وج (بچ)

عجمی زبان میں اسے "اشتالہ" کہا جاتا ہے۔ اس پودے کی جڑ استعمال کی جاتی ہے۔ قوی اولی یہ ہے کہ یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ کیوں کہ اس کے اجزاء میں جو ہر ناری لطیف کا غلبہ ہوتا ہے کبھی اس کے ساتھ ارضیت سوختہ بھی ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تیز اور کچھ تلخ ہے۔ اس کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ یہ جالی، مقطع، ملطف، اور محلل سردہے۔ اس کے افعال ثوالث یہ ہیں کہ یہ مدر بول ہے، طحال کی سختی میں مفید ہے۔ آنکھ کے طبقۂ قرنیہ کی غلظت کو دور کرتا ہے خصوصاً اس کی جڑ کا نچوڑا ہوا پانی۔

صبر (ایلوا)

اس کی قوت اولی یہ ہے کہ پہلے درجہ کے آخر میں یا دوسرے درجہ کے شروع میں گرم

Marfat.com

اور تیسرے درجہ میں خشک ہے۔ کیوں کہ اس میں جو ہرارضی سوختہ ہوتا ہے جس کے ساتھ جو ہرارضی بارد بھی ہوتا ہے جو اس کی حرارت کو توڑتا ہے، یبوست کی صفت میں دونوں جوہر شریک ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بہت تلخ اور کسیلا ہوتا ہے۔ اس کے مزاج گرم کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ عرب اور ہندوستان، جیسے گرم ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔ سرد ممالک میں پیدا ہونے والے کی قوت کمزور ہوتی ہے۔ اس کے قوی ثوانی یہ ہیں کہ یہ قابض، رادع اور جالی ہے۔ انہی قوی کے ذریعہ یہ نیا گوشت لانے میں مفید ہے۔ قوی ثوالث یہ ہیں کہ نواصیر اور ذکر و دبر کے زخموں کے منہ کو چپکاتا ہے۔ اور منہ و ناک کے سوراخ اور آنکھ کے اورام کا رادع ہے۔ بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ صفراء رقیق و غلیظ کا اسہال کرتا ہے۔ یہ ان دواؤں میں ہے جن کے استعمال سے کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے کیوں کہ اس میں قوت قبض ہے اس لیے یہ فم معدہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے اسہال لانے میں اس کا درجہ تقریباً وہی ہے جو غاریقون کا ہے لیکن غاریقون کی بہ نسبت اس میں قوت جذب کم ہے کیوں کہ غاریقون اقصائے بدن سے جذب کرتا ہے اور ایلوا صرف طبقات معدہ اور عروق کبد کے مواد کو جذب کرتا ہے، اسی لیے تنقیہ معدہ کے لیے مخصوص ہے۔ اس کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ سے ساڑھے چار ماشہ تک ہے۔

ودین (کھمبی)

اس کی قوت اولی یہ ہے کہ یہ پہلے درجہ کے آخر یا دوسرے درجہ کے شروع میں گرم وخشک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ کچھ جالی اور مجفف ہے۔ گردوں کا تنقیہ کرتا ہے اور چہرہ کی چھائیں کو دور کرتا ہے بالخاصہ فائدہ (جس کا مشاہدہ ہوا ہے) یہ ہے کہ پاگل کتے کے کاٹے میں مفید ہے۔

نانوخہ[1]

اکثر اس کا بیج استعمال کیا جاتا ہے اس کی قوت اولی یہ ہے کہ تیسرے درجہ کے آخر میں

---

[1] اس نام کی دوا دوسری کتابوں میں نہیں مل سکی۔

Marfat.com

گرم و خشک ہے۔ کیوں کہ اس میں جوہر ناری اور جوہر ارضی سوختہ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تیز اور کچھ تلخ ہوتا ہے قوت ثانی اس کے مزاج سے ظاہر ہے کہ یہ مفتح اور محلل ہے۔ اس کی قوت ثالث ادرار بول ہے۔

اللوز المر (بادام تلخ)

اس کی قوت اولی یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرے درجہ کے آخر میں گرم اور دوسرے درجہ کے شروع یا پہلے درجہ میں خشک ہو۔ کیوں کہ بادام میں رطوبت کا ہونا ظاہر ہے۔ اس لیے کہ اس میں روغنیت ہوتی ہے۔ جس سبب سے اس کا مزاج گرم ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس میں کچھ ارضیت ہے اس کی دلیل اس کا مزہ ہے۔ اس کے قویٰ ثوالث یہ ہیں کہ یہ جگر کے سدوں کو کھولتا ہے۔ پسلیوں، طحال اور گردوں کے درد میں مفید ہے۔ پھیپھڑے اور سینہ کے گاڑھے اور لیسدار اخلاط کو باہر کرتا ہے۔ اس کے اکثر افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں زیادہ حرارت نہیں ہے حرارت میں اعتدال کا سبب یہ بھی ہے کہ اس میں روغنی رطوبت ہوتی ہے۔ اسی لیے پھیپھڑے اور سینہ کے سدوں کو کھولنے کے لیے یہ سب سے مناسب دوا ہے۔ کیوں کہ یہ اعضاء ایسے ہیں کہ خشونت سے انہیں ضرر پہنچتا ہے۔

اشق

اس گوند کے افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گرم و خشک ہے تیسرے درجہ کے اوّل میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے گوند ہونے کی حیثیت سے یہ گرم ہے کیوں کہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حرارت ہر قسم کے گوند کو منجمد اور گاڑھا کر دیتی ہے کیوں کہ یہ نباتات کا فضلہ ہے لیکن اس درجہ کی حرارت اس لیے ہے کہ یہ نرمی پیدا کرتا ہے۔ یبوست میں یہ کم درجہ پر اس لیے ہے کہ یہ لیسدار ہوتا ہے گوند کی تمام قسموں میں ان باتوں کا پایا جانا ظاہر ہے۔ اس کی قوت ثانیہ اور ثالثہ یہ ہے کہ یہ نرمی پیدا کرتا ہے اور بواسیر ثولولیہ کی سختی کو تحلیل کرتا ہے طحال کی سختی میں مفید ہے اور خنازیر کو زائل کرتا ہے۔

Marfat.com

حماما

اس کی قوتیں وج کے مانند ہیں لیکن وج زیادہ مجفف ہے اور حماما میں قوت انضاج زیادہ ہے۔

شقائق النعمان (گلِ لالہ)

یہ تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ اس کی جڑ کا چبانا مخرج بلغم ہے اس کا نچوڑا ہوا پانی نتھنوں کے راستے سے دماغ کا تنقیہ کرتا ہے اس کے قوی ثوانی اور ثوالث اس بات سے ظاہر ہیں کہ آنکھوں میں جلن کے سبب ہونے والے نشانات کو صاف کرتا ہے جسم سے بھوسی چھوٹنے کے عارضہ کو دور کرتا ہے اور مدر حیض ہے۔

شبت (سویا)

یہ پہلے درجے کے آخر یا دوسرے درجہ کے شروع میں گرم، اور دوسرے درجہ کے شروع یا پہلے درجے کے آخر میں خشک ہے چنانچہ اس میں پکا ہوا روغن زیتون محلل اور مسکن درد ہوتا ہے۔ اور ورم لبنی کو پکاتا اور نیند لاتا ہے۔ کیوں کہ شبت کے ساتھ روغن پکائے ہوئے زیتون کا مزاج تقریباً وہی ہو جاتا ہے جو ادویہ منضجہ کا مزاج ہے۔ لیکن ان سے یہ کچھ زیادہ گرم محلل وملطف ہوتا ہے شبت سوختہ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ اسی لیے یہ زیادہ رطب زخموں خصوصاً اعضاء تناسل کے زخموں کے لیے مفید ہے۔ خشک کی بہ نسبت تازہ شبت کم گرم اور زیادہ رطب ہے، اسی لیے یہ خواب آور ہے اور خشک سے زیادہ نضج پیدا کرتا ہے، لیکن خشک زیادہ محلل ہے۔ اسی لیے جالینوس کہتا ہے کہ پہلے کے لوگ اس کا تاج بناتے تھے اور شراب پینے کے اوقات میں اپنے سروں پر رکھتے تھے۔

بابونج (بابونہ)

یہ پہلے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ اس کے قوی ثوانی یہ ہیں کہ یہ محلل ومرخی ہے۔

Marfat.com

مسامات جسم کو کشادہ کرتا اور تعنج پیدا کرتا ہے۔ اندرون جسم کے درد کو سکون دینے میں یہ بالخاصہ مفید ہے۔

انیسون

اس پودے کا بیج زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ کیوں کہ اس میں جو ہر ناری زیادہ ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تیز اور شیریں ہوتا ہے۔ اس کے افعال ثوانی اور ثوالث یہ ہیں کہ یہ شکم کے نفخ کو دور کرتا، پیشاب لاتا اور سدوں کو کھولتا ہے۔

زراوند

اس پودے کی جڑ استعمال کی جاتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں، زراوند مدحرج اور زراوند طویل۔ مدحرج میں قوت تقطیع و تلطیف زیادہ ہوتی ہے اور طویل جلا بخشتا ہے اور زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ دونوں قسمیں تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہیں۔ کیوں کہ ان میں جو ہر ارضی سوختہ اور کچھ جو ہر ناری ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مزے میں تلخی کے ساتھ تیزی بھی ہوتی ہے۔ اس کے افعال ثوانی، خصوصاً مدحرج کے یہ ہیں کہ گاڑھے اخلاط کی اچھی طرح تلطیف کرتا ہے، اسی لیے ایسے اخلاط اور سدوں کے سبب سے ہونے والے درد کو دور کرتا ہے سلاء کو خارج کرتا ہے۔ عفونت کو دور کرتا ہے میلے زخموں کو صاف کر کے مندمل کرتا ہے۔ اس کے افعال ثوالث یہ ہیں کہ دانت اور مسوڑھوں کو صاف کرتا ہے، اس کو پانی کے ساتھ استعمال کرنا ربو، ہچکی، مرگی اور نقرس کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔ اطراف عضلہ کے تفرق اتصال میں مفید ہے۔ ہمارے یہاں عجمی زبان میں اس پودے کو مسمقورہ کہا جاتا ہے۔

لسان الحمل (بارتنگ)

یہ دوا اور اس کے تازہ پتے کی قوت اولی یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں بارد یابس ہے۔ لیکن اس کی جڑ اور اس کے خشک پتوں میں برودت کم اور یبوست زیادہ ہوتی

Marfat.com

ہے۔ اس کا ایسا مزاج اس لیے ہے کہ اس میں جوہر مائی اور جوہر ارضی بارد ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ پھیکا اور کسیلا ہوتا ہے۔ اس کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ مجفف اور رادع ہے تمام خراب زخموں اور متعفن مواد کے لیے مفید ہے، نواصیر کا اندمال کرتا ہے۔ اس کے افعال ثوالث یہ ہیں کہ یہ آنتوں اور رحم کے زخموں کے لیے مفید ہے اور ان سے خون جاری ہونے کو روکتا ہے اس کی جڑ دانتوں کے درد کے لیے مفید، نیز جگر اور گردوں کے سدوں کو کھولتی ہے، کیوں کہ ہر پودے کی جڑ اس کے پتوں سے زیادہ گرم ہوتی ہے اگرچہ اس پودے کے پتوں میں بھی حرارت ہوتی ہے کیوں کہ یہ زخموں کو صاف کرتے ہیں۔ اس کی تاثیر تجربہ کرنے والوں پر ظاہر ہے۔

اسارون

اس پودے کی جڑ دواءً استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی قوت، وج کی قوت کی مانند ہے، لیکن وج زیادہ قوی ہے۔

دارشیشعان (کانٹے پھل)

اس کی قوت اولی یہ ہے کہ پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے کیوں کہ اس میں جوہر ناری اور جوہر ارضی بارد ہے۔ اسی لیے اس کا مزہ تیز اور کسیلا ہوتا ہے۔ اس کے قوی ثوانی یہ ہیں کہ متعفن پھوڑوں اور جمع شدہ مادوں میں مفید ہے۔

لوف (ہشت کند)

اس کو "ارون" اور اندلس میں "صارہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پودہ پہلے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ اس کی جڑ زیادہ مفید ہے اس کی قوت ثانی یہ ہے کہ معتدل طور پر گاڑھے اخلاط کا قاطع ہے۔ قوت ثالث یہ ہے کہ سینہ سے بہ آسانی بلغم کو خارج کرتا ہے قحط کے دنوں میں اندلس کے باشندے اس پودے کی روٹی پکا کر کھاتے ہیں لیکن اس کے استعمال سے انہیں بہت نقصان ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہلیون

یہ پودا معتدل یا کچھ گرم ہے، کیوں کہ اس کے مزے میں تھوڑی سی تلخی ہوتی ہے، اسی لیے پکانے سے ختم ہو جاتی ہے یہ پودا کھایا بھی جاتا ہے اس کی قوت ثالث یہ ہے کہ گردے کے سدوں کو کھولتا ہے، خصوصاً اس کی جڑ اور بیج۔ نیز دردِ دنداں میں مفید ہے۔

جعدہ

اس کی چند قسمیں ہیں، سب گرم و خشک ہیں۔ یہ مدر بول و حیض ہے۔ ساڑھے چار ماشہ کی مقدار میں نبیذ کے ساتھ کھانا بچھو کے کاٹنے میں مفید ہے۔

سقولوقندریون (حشیشۃ الطحال)

یہ پودا حرارت میں معتدل اور کچھ خشک ہے۔ جس طرح غافث ورم جگر کی مشہور دوا ہے اسی طرح یہ بھی طحال کی سختی کو تحلیل کرنے اور اس کے سدوں کو کھولنے میں مشہور ہے۔ نیز پتھری کو توڑتا ہے۔

خنثیٰ

اندلس میں بزبان عجمی اسے "ابج" کہا جاتا ہے اس کی جڑ استعمال کی جاتی ہے جس طرح لوف کی جڑ مستعمل ہے یہ جالی اور محلل ہے۔ جلانے کے بعد اس کی راکھ زیادہ گرم اور زیادہ محلل و ملطف ہے، اسی لیے یہ داء الثعلب میں مفید ہے۔

قرطم (کسنبہ)

اس کا بیج استعمال کیا جاتا ہے بغیر کسی ضرر کے اسہال بلغم کے لیے یہ مشہور دواؤں میں سے ہے ادویہ مسہلہ میں یہ پہلے درجہ کی دواء مسہل ہے۔ اس کی مقدار خوراک ۲۵ ماشہ سے ۴۲ ماشہ تک ہے۔ غذا سے پہلے انجیر کے ساتھ استعمال کرنا بوڑھوں کے لیے مفید ہے جالینوس نے ادویہ مفردہ کے پہلے مقالہ میں اس کے متعلق کہا ہے کہ

Marfat.com

اس میں قوت مجفف ہے اور اعتدال کے ساتھ مسخن ہے، اور دوسرے مقالہ میں کہا ہے کہ یہ بیرونی استعمال میں تیسرے درجہ کی گرم دوا ہے پہلے مقالہ میں عمومی بات کہی ہے اور دوسرے مقالہ میں اس کے بیج کا مزاج بیان کیا ہے۔

افسنتین

یہ پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے میں خشک ہے، اس کے پتوں کا عصارہ بہت زیادہ تلخ ہوتا ہے۔ اس کا یہ مزاج اس لیے ہے کہ اس میں جوہر ارضی بارد اور جوہر ارضی سوختہ وناری ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ کسیلا، کڑوا اور تیز ہوتا ہے۔ اس کے قوی ثوالث یہ ہیں کہ مقوی معدہ ہے اور اس میں جمع شدہ صفرا کو بذریعۂ اسہال خارج کرتی ہے۔ اس کا یہ فعل قوت جاذبہ کے سبب سے ہے۔ معدہ کو صفرا سے صاف کر دیتی ہے۔ یہ جگر کے سدوں کو کھولتی ہے اور مدر بول ہے۔ چونکہ اس کا ذائقہ کسیلا ہے اس لیے معدہ میں بلغم موجود ہونے کی حالت میں اس کا استعمال مفید نہیں ہے۔ اس دوا کی چند قسمیں ہیں۔ سب سے بہتر وہ ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اسی لیے یہ مقوی معدہ و جگر ہے مختصر یہ کہ معدہ و جگر کی مخصوص دوا ہونے کی حیثیت سے یہ بہت مشہور ہے۔

حب البان (تخم بکائن)

اس کے مغز کا عصارہ (روغن) استعمال کیا جاتا ہے، کیوں کہ ہمارے یہاں روغن ہی دستیاب ہوتا ہے۔ یہ خوشبودار دواؤں میں ہے۔ اس کا مزاج پہلے درجہ کے آخر یا دوسرے درجہ کے شروع میں گرم ہے۔ کیوں کہ اس میں جو ہر ارضی سوختہ اور جوہر ارضی بارد ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تلخ اور کسیلا ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں تلخی، خوشبو اور کسیلا پن ہے اس لیے معدۂ باردہ اور جگر کے لیے استعمال ہونے والے روغنوں میں یہ یہ سب سے مفید روغن ہے۔ ہمارے یہاں اس کو داخلی طور پر استعمال کرنے کا طریقہ رائج نہیں ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا داخلی استعمال مقی و مسہل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ایسی دوا اندرون بدن پہنچے گی تو اس کے افعال کیا ہوں گے۔ اس روغن کے مذکورہ افعال ثوانی اور ثوالث ہیں۔

Marfat.com

جلنار (گلنار)

یہ انار دشتی کا پھول ہے اور جلنبذ الرمان انار بستانی کا پھول ہے۔ یہ دوسرے درجہ کے آخر میں یا تیسرے درجہ کے شروع میں سرد ہے اور یبوست میں بلا شبہ تیسرے درجہ میں ہے کیوں کہ اس کا جوہر ارضی بارد ہے اور مٹی میں برودت سے زیادہ یبوست ہوتی ہے۔ ایسی دواء کے افعال ظاہر ہیں کہ یہ قابض مجفف، خون کو روکنے والی اور زخم کو بھرنے والی ہے۔ اسی لیے نفث الدم اور قرحۂ امعاء کے علاج میں لوگ اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ نیز جس کے شکم میں مواد جمع ہو کر بذریعہ اسہال خارج ہوتے ہیں اور جن عورتوں کے رحم سے خون جاری ہوتا ہے اُن کے لیے مفید ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ صاحب تصانیف اطباء میں سے ہر ایک اس دوا کو استعمال کرتا ہے۔

علیق (اچھو)

اس پودے کے پتے، ٹہنیاں، پھول اور پھل سب ہی بارد یابس ہیں، اگرچہ برودت و یبوست میں یہ کم و بیش ہیں۔ پتے سب سے زیادہ رطب ہیں۔ کیوں کہ ان میں مائیت ہوتی ہے۔ اسی لیے قلاع اور منہ کے زخموں میں مفید ہے۔ اس کا خام پھل بارد و یابس ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس میں کسیلا پن ہوتا ہے، اور پختہ پھل اعتدال کے قریب ہے کیوں کہ اس میں مٹھاس ہوتی ہے۔ اس کے پھول کی قوت وہی ہے جو اس کے پھل کی قوت ہے۔ آنتوں کے زخم، اسہال شکم، معدہ اور آنتوں کے ضعف اور نفث الدم میں دونوں مفید ہیں۔ اس کی جڑ میں جوہر حار و لطیف ہے اسی لیے گردے کی پتھری کو توڑتی ہے۔

مقل (گوگل)

اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) مقل جو سیاہ ہوتا ہے۔ اس کی قوت ثانیہ ملین ہے، اس میں تلیین کی پوری قوت ہوتی ہے۔ اس فعل سے اس کی قوت اولی بھی ظاہر ہے۔

Marfat.com

(۲) دوسری قسم عربی ہے، یہ پہلی قسم سے زیادہ صاف اور دوسری مالی دواؤں سے زیادہ خشک ہوتا ہے لیکن نئے عربی کی قوت وہی ہے جو صقلی کی قوت ہے مقل عربی مفتت حصاة، مدر بول، کاسر ریاح غلیظہ خام ہے۔ اور پسلیوں کے درد اور عضلات کے تفرق اتصال میں مفید ہے۔ بہرحال مقل ان دواؤں میں سے ہے جو گاڑھے بلغم کا اسہال کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اوتار و مفاصل سے مواد کو جذب کرتا ہے مسہل دواؤں میں یہ درمیانی درجہ پر ہے۔ اس کی مقدار خوراک ساڑھے چار ماشہ ہے۔

قرصعنہ

جالینوس کا خیال ہے کہ گل سرخ کے مانند یہ پودا مرکب القویٰ ہے لیکن یہ قابض نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ پھیکا کچھ شیریں اور کچھ تیز ہوتا ہے۔ خصوصاً اس کے ریشہ میں ـــ لہٰذا یہ معتدل یا کچھ بارد ہوگا جس دوا کا یہ مزاج ہوتا ہے اس کے فوائد بہت ہوتے ہیں اسی لیے یہ محلل اور رادع ہے۔ اس کی مشہور خاصیت یہ ہے کہ یہ حالبین کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا یونانی نام ایسا ہے جو حالب سے مشتق ہے ورم حالبین پر ضماد کرنے اور لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ نئے اطبا کا خیال ہے کہ یہ تمام اورام میں مفید ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا نچوڑا ہوا پانی پیا جاتے تو اندرون جسم کے اورام سے حفاظت ہوتی ہے۔

بلسان

اس کی قوت اولیٰ یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ یہ خوشبودار ہوتا ہے اس کا روغن زیادہ لطیف ہے۔ اور اس درجہ میں گرم نہیں ہے جیساکہ جالینوس اور دوسرے اطبا کہتے ہیں، یہ غلط فہمی اس سبب سے ہوتی کہ اس میں لطافت اور قوت نفوذ ہے۔ بلساں کے پھل کی قوت بھی ایسی ہی ہے لیکن روغن سے کم لطیف ہے اس روغن کے بہت خواص اور عجیب افعال ہیں۔ اس کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ دیر سے ختم ہونے والے بلغمی امراض کو دور کرتا ہے۔ گاڑھے اخلاط اور نفخ پیدا کرنے والی ریاح سے ہونے والے درد کے اسباب کا استیصال کرتا ہے۔ نیز پتھری کو توڑتا ہے اگر سدہ کے سبب سے کوئی

Marfat.com

عورت حاملہ نہ ہو سکے اور وہ اس کا حمول کرے تو حاملہ ہو جاتے گی۔ اس کا بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ زہروں کو دور کرتا ہے اسی لیے افیون، خانق النمر اور کھمبی کھانے والے اس سے شفا پاتے ہیں۔ اس کی مقدار درہم کی ایک چوتھائی (تقریباً ایک ماشہ) سے تین چوتھائی (تقریباً ۳ ماشہ) تک ہے۔

ابہل

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے نیز یہ بہت لطیف ہے۔ کیوں کہ اس میں جوہر ناری زیادہ ہے اس میں جوہر ارضی سوختہ اور کچھ جوہر ارضی بارد بھی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مزے میں تلخی کے ساتھ بہت تیزی اور کچھ کسیلا پن ہے۔ اس کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ قروح خبیثہ کے سڑے ہوئے گوشت کو کھاتا ہے لیکن جن زخموں میں عفونت نہیں ہوتی وہ ایسی دواؤں کو برداشت نہیں کرتے اور متعفن زخموں میں جب شہد ملا کر لیپ کیا جاتا ہے تو ان کو صاف کر دیتا ہے۔ اس کے افعال ثوالث یہ ہیں کہ یہ مدر بول ہے اور تمام مدر دواؤں سے زیادہ ادرار حیض کرتا ہے۔ خون کا پیشاب لاتا ہے، جنین کو خراب کرتا اور مردہ جنین کو باہر کرتا ہے اس کے لطیف اور خوشبودار ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ دارچینی کے بدل میں دارچینی سے دوگنے وزن میں استعمال کرتے ہیں۔

بہار

اس پودے کا پھول گل بابونہ سے زیادہ قوی ہے، اسی لیے اس سے زیادہ محلل ہے۔ روغن میں پگھلایا ہوا موم اس کے ساتھ ملا کر اگر سخت ورموں پر لیپ کیا جائے تو انہیں بھی تحلیل کر دیتا ہے۔

اُشنہ (چھڑیلہ)

یہ پودا بلوط، صنوبر اور اخروٹ کے درخت پر اگا ہوا پایا جاتا ہے۔ یہ پہلے درجہ میں سرد ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مزے میں معتدل کسیلا پن ہوتا ہے۔

Marfat.com

لیکن اس میں قوت تحلیل و تلیین بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً جو اشنہ درخت صنوبر پر پایا جاتا ہے کیوں کہ یہ درخت گرم ہے۔ پہلے کہا جا چکا ہے کہ پودے میں جن چیزوں سے تاثیرات بڑھتی ہیں ان میں ایک وہ مادہ بھی ہے جس سے پودا غذا حاصل کرتا ہے۔

جنطیانا

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس میں نمایاں تلخی ہوتی ہے اس کی جڑ میں تلطیف، تنقیہ اور تفتیح سدد کی قوتیں بہت قوی ہوتی ہیں۔

عجم الزبیب (مویز کا بیج)

یہ پہلے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ اس کے کسیلا ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جوہر ارضی اور غلیظ ہے۔ اسہال شکم میں یہ بہت مفید ہے۔

شاہترج (شاہترہ)

یہ پہلے درجہ میں گرم یا پہلے درجہ کے آخر میں گرم ہے۔ کیوں کہ اس میں جوہر ارضی سوختہ اور جوہر ارضی بارد بھی ہوتا ہے گویا حرارت کی جہت سے اس کی قوتیں ایک دوسرے کی مخالف اور یبوست کی جہت سے معاون ہوتی ہیں۔ اسی لیے یہ دوسرے درجہ میں خشک ہے ان جوہروں سے مرکب ہونے کی دلیل اس کا مزہ ہے کیوں کہ یہ کسیلا اور تلخ ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کا مزاج ایسا ہوگا اس کے افعال اولی و ثوانی تفتیح، تلطیف اور ادرار بول وغیرہ ہوں گے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں قوت مسہلہ ہوتی ہے نیز یہ کہ معدہ کی عمدہ دوا ہے، کیوں کہ اس میں کسیلا پن ہوتا ہے اور اپنی حرارت سے معدہ کو صاف کرتی ہے ایسی دوائیں معدہ کے لیے خاص طور پر مفید ہوتی ہیں۔ خصوصاً جب یہ خوشبودار بھی ہوں جیسا کہ خوشبودار افستین معدہ کی اچھی دوا ہے۔

Marfat.com

ماميثا

یہ پہلے درجہ میں سرد ہے، کیوں کہ یہ حمرہ (سرخبادہ) میں مفید ہوتا ہے جب کہ یہ مرض قوی نہ ہو۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا مزاج جوہر مائی اور جوہر ارضی سے مرکب ہے۔ اور دونوں جوہر بارد ہیں۔ لیکن جیسا کہ جالینوس کہتا ہے ان میں برودت زیادہ نہیں ہوتی بلکہ تالابوں کے پانی کے مانند ہے۔

فودنج بری (پودینہ دشتی)

یہ غبیرا ہے۔ تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے کیوں کہ اس میں جوہر ناری اور ارضیت سوختہ زیادہ ہے۔ جس دوا کا ایسا مزاج ہے اس کے افعال ثوانی و ثوالث ظاہر ہیں۔

عروق السوس (اصل السوس)

یہ پہلے درجہ میں رطب ہے اور حرارت میں مزاج معتدل سے کچھ زیادہ ہے۔ اس کا جوہر جیسا کہ جالینوس کہتا ہے جوہر انسان کے مانند ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ شیریں اور کچھ کسیلا ہے۔ کیوں کہ معتدل شیرینیت حرارت و رطوبت کی دلیل ہوتی ہے اس کا کسیلا پن کچھ حرارت اور کچھ رطوبت کو توڑتا ہے۔ لیکن رطوبت اس میں زیادہ ہے۔ مری، مثانہ، معدہ اور دوسرے وہ اعضاء جن میں خشونت پیدا ہو سکتی ہے، انہیں چکنا کرتا ہے۔ اس کے افعال ثوالث میں سے یہ ہیں کہ اگر اس کی خشک جڑ کو کوٹ کر خوب باریک کر کے حل کر لیا جائے تو آنکھ کے ظفرہ (ناخنہ) اور ناخن کی جڑ میں نکلنے والے زائد گوشت کے لیے بہترین دوا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جڑ اس کے عصارہ سے زیادہ گرم ہے۔ اس کا جو مزاج یہاں بیان کیا گیا ہے وہ در اصل اس کے عصارہ کا مزاج ہے۔ اس کی جڑ جب خشک کر لی جاتی ہے تو اس میں کچھ تلخی پائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں خشک جڑیں لائی جاتی ہیں۔ اسی لیے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ تازہ جڑیں ویسی ہی ہیں جیسی پرانی جڑیں ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر اس کے عصارہ میں ملاوٹ ہو تو اس کی جڑ سے یہ زیادہ رطب و معتدل ہوتا ہے۔

Marfat.com

فاوانیا

اس پودے کی جڑ پہلے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے اس کے مزاج کا تجربہ ایسا ہی ہوا ہے۔ کیوں کہ اس میں جوہر ارضی بارد، جوہر ارضی سوختہ اور جوہر ناری ہے۔ یہ زیادہ خشک ہے اسی لیے اس کا مزہ کسیلا اور شیریں ہوتا ہے۔ پھر دیر تک چبانے سے تیز و تلخ معلوم ہوتا ہے اس کے افعال ثوانی و ثوالث اس کے مزاج سے ظاہر ہیں۔ یعنی یہ جگر اور گردوں کے سدوں کو خارج کرتا ہے۔ اور کسیلا ہونے کے سبب سے اسہال شکم روکتا ہے۔ اس کے بالخاصہ فائدہ سے متعلق جالینوس کہتا ہے کہ اس کو بچوں کے گلے میں لٹکانے سے ان کی مرگی میں مفید ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ پودا وہی ہے جسے ہمارے یہاں "ورد الحمیر" کہا جاتا ہے، اس کا تجربہ کیا گیا لیکن یہ خاصیت نہیں پائی گئی۔

جذر (گاجر)

اس کی دو قسمیں ہیں دشتی اور بستانی۔ تمام تاثیرات میں بستانی سے زیادہ قوی دشتی ہے۔ دونوں کی قوت حاد اور مسخن ہے، دونوں ملطف ہیں۔ دونوں کی جڑوں میں قوت نافخہ ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ مدر بول وحیض ہے۔ گاجر دشتی کو "دوقو" کہا جاتا ہے یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔

شجر الغا

اس درخت کا پتہ اور اس کا پھل، جو حب الغار ہے دونوں قوی مسخن ومجفف ہیں، خصوصاً حب الغار۔ لیکن اس کی جڑ کے ریشوں میں تیزی کم اور حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں کچھ کسیلا جوہر بھی ہوتا ہے اسی لیے یہ پتھری کو توڑتا ہے۔ اس سے ساڑھے چار دانگ لے کر شراب ریحانی کے ساتھ کھانا، امراض جگر میں مفید ہے اس کی جڑ دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے اور اس کا پھل تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔

Marfat.com

مشکطرامشیع

اس کی قوتیں بعینہ وہی ہیں جو پودینہ دشتی کی ہیں لیکن یہ اس سے زیادہ لطیف ہے اس کے افعال ثوانی میں سے جذب کرنا ہے۔

بلوط

اس درخت کا سرد وخشک ہونا ظاہر ہے، کیوں کہ اس میں کسیلا پن ہوتا ہے لیکن جرم بلوط پر جو ریشے ہوتے ہیں وہ کسیلے نہیں ہوتے۔ درخت بلوط اور جفت بلوط دونوں میں قوت قبض اور لطافت ہوتی ہے جن کے سبب سے یہ بہت مفید چیزوں میں ہیں۔ اسی لیے عورتوں کے نزف العارض (استحاضہ) نزف الدم، خروج امعاء اور اسہال شکم میں جفت بلوط مفید ہے۔

خطمی

اس پودے کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ یہ محلل و مرخی ہے ورم پیدا ہونے کو روکتا ہے۔ دردوں میں سکون پیدا کرتا ہے۔ بہ مشکل پکنے والے پھوڑوں کو پکاتا ہے۔ اس کی جڑ اور بیج کے افعال وہی ہیں جو اس کے تازہ پتے اور تازہ ٹہنیوں کے افعال ہیں۔ لیکن جڑ اور بیج زیادہ لطیف اور مجفف کم ہیں۔ تمام پودوں کی جڑ اور بیج کی صفات ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اسی لیے یہ دونوں چیزیں اس قدر زیادہ جالی ہوتی ہیں۔ کہ بہق میں مفید ہوتی ہیں نیز اس کا بیج گردوں کی پتھری کو توڑتا ہے جڑ میں ان افعال کے ساتھ قوت قابضہ بھی ہے اسی لیے بیج خطمی کا جوشاندہ کڑوا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے پتے اور ٹہنیاں پہلے درجہ میں گرم و خشک اور جڑ دوسرے درجہ کے شروع میں گرم و خشک ہے۔

زیت (روغن زیتون)

بغیر نمک ملاتے ہوتے زیتون سے نچوڑا ہوا روغن منفج ہے۔ مختصر یہ کہ روغن نکالنے کے مختلف طریقوں سے اس کے مزاج میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کا جوہر اجوہر انسان

Marfat.com

کے مانند ہے، اغذیہ کے بیان میں بھی اس روغن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ زیتون خام سے نچوڑے ہوتے روغن میں کچھ قوت قبض ہوتی ہے۔ جس قدر قوت قبض ہوتی ہے اسی لحاظ سے اس میں برودت ہوتی ہے روغن زیتون معتدل سے زیادہ روغن زیتون کہنہ گرم ولطیف ہوتا ہے۔ اسی لیے اس میں قوت تحلیل ہے اور دردوں کو سکون دیتا ہے۔ روغنی چیزوں سے نکالے ہوتے روغن کا مزاج وہی ہوتا ہے جو اس چیز کا مزاج ہے جس سے روغن نکالا گیا ہے۔ دواؤں کے اثر کو تیل میں ملانے کا طریقہ بھی رائج ہے۔ اس صورت میں تیل کا مزاج وہی ہوگا جو ان دواؤں کا مزاج ہے۔ جن چیزوں سے روغن نکالا جاتا ہے ان میں مشہور یہ ہیں، روغن ارنڈ، روغن کنجد، روغن بادام، روغن تخم ترب، روغن اخروٹ روغن حب الغار، روغن حب البان، روغن شونیز، روغن خردل، روغن آس، روغن مصطگی اور روغن حبۃ الخضراء۔

روغنِ ارنڈ

یہ روغن زیتون سے زیادہ محلل اور زیادہ لطیف ہے اسی لیے یہ روغن زیتون کہنہ
۲ سے زیادہ مشابہ ہے۔ جب یہ موجود نہیں ہوتا تو اس کے بدل میں روغن زیتون کہنہ استعمال کیا جاتا ہے اس سے زیادہ گرم روغن ترب' اور روغن ترب سے زیادہ گرم روغن خردل ہے۔ روغن آس کا مزاج اس کے بالکل برعکس ہے۔ کیوں کہ یہ بارد قابض ہے۔ روغن حب البان ان دونوں کے درمیان ہے کیوں کہ یہ مرکب القویٰ ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا۔ روغن کنجد اور روغن بادام حار رطب ہے۔ لیکن روغن بادام حرارت میں معتدل یا کچھ گرم ہے۔ اور اس کی رطوبت میں کچھ قوت قبض ہے، اسی لیے بغیر ارخاء اور گرمی پیدا کیے ہوئے مرطب ہے۔ اسی لیے روغن کنجد سے یہ بہتر ہے۔ روغن اذخر، روغن حبۃ الخضراء اور روغن مصطگی میں سے ہر ایک میں قوت قبض اور قوت تحلیل ہے۔ اسی لیے معدہ وجگر کے لیے یہ بہت مفید ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں اطباء کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ مصطگی، آس اور اذخر سے روغن نکالتے ہوں بلکہ ان کی قوتوں کو کسی روغن میں لیتے ہیں لیکن جالینوس نے اپنی کتاب میں صراحتاً لکھا ہے کہ ہمارے یہاں اطباء کا طریقہ یہ ہے کہ آس مصطگی اور اذخر ہی سے روغن نکالتے ہیں ظاہر ہے کہ قوت وفعل میں ایسا روغن

Marfat.com

اس روغن سے بہتر ہے جس میں ان چیزوں کی قوتیں لی جاتی ہیں۔

روغن شیریں میں دواؤں کی قوتوں کے لینے کا طریقہ قدماء اور متاخرین اطباء میں رائج ہے۔ ایسے روغنوں میں مثلاً روغن گل، روغن سفرجل، روغن سوسن، روغن بنفشہ، روغن نیلوفر اور روغن یاسمین ہے۔ ان روغنوں کی قوتیں ان ادویہ کی قوتوں سے معلوم کی جائینگی، لیکن جس روغن میں ان ادویہ کو ڈالا جاتے وہ روغن شیریں یعنی ایسا روغن جس کی کوئی کیفیت بالکل ظاہر نہ ہو، بطور مادۃ (اور زمین) جو روغن استعمال کیا جاتے اس کو ایسا ہی ہونا چاہتے، اور اگر اس کی کوئی کیفیت ظاہر ہو تو وہ کیفیت دوا کے مشابہ ہو جب کہ دوا کے فعل کو قوی کرنا مقصود ہو، یا کیفیت دوا کے مخالف کیفیت ہو جب کہ دوا کی قوت توڑنا مقصود ہو۔ مثلاً جب روغن گل کے فعل تحلیل کی معاونت مقصود ہو تو گل سرخ کو پرانے روغن زیتون میں ترکیا جاتے گا، اور جب یہ ارادہ ہو کہ اس کی قوت کو توڑا جاتے تو روغن زیتون خام میں ترکیا جاتے گا، اور جب یہ ارادہ ہو کہ روغن کی قوت وہی ہو جو گل سرخ کی قوت ہے تو روغن شیریں میں ترکیا جاتے گا۔

راسن

یہ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ان لعوقات کے اجزا میں ڈالا جاتا ہے جو سینہ اور پھیپھڑے سے گاڑھے اور لیسدار اخلاط کو باہر کرتے ہیں تو لعوقات میں یہ دوا اچھا اثر ڈالتی ہے۔ اس کے افعالِ ثوانی میں سے یہ ہے کہ ان اعضاء میں گرمی پہنچاتی ہے جن میں ٹھنڈک آجاتی ہے مثلاً عرق النسا وغیرہ۔

خربق (کٹکی)

اس کی دو قسمیں ہیں، سیاہ وسفید۔ دونوں قسموں کی قوت ثانی جلاء پیدا کرنا ہے، اسی لیے یہ بہق، داد، خارش تر اور اس مرض میں مفید ہیں جس میں جلد کی بھوسیاں نکلتی ہیں۔ خربق سفید کا اندرونی استعمال خطرہ سے خالی نہیں ہے، بلکہ یہ زہریلی دواؤں کے شمار میں ہے، اور خربق سیاہ کو مرۃ سودا کے استفراغ کے لیے قدماء استعمال کرتے

Marfat.com

تھے۔ یہ بہت قوی دوا ہے جو جگر اور معدہ کو نقصان پہنچاتی ہے۔ متاخرین نے اس مادہ کے استفراغ کے لیے دوسری دواؤں سے کام لیا ہے ان میں سب سے بہتر اس مادہ کے لیے سنگ لاجورد ہے، کیوں کہ اس کے استعمال میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور قوی الجذب بھی ہے۔ افتیمون اور بسفائج اگرچہ سودا کے خارج کرنے میں اچھی دوائیں ہیں، لیکن قوت میں خربق کے قریب نہیں ہیں۔ سنگ مقناطیس کی قوت اسہال بھی خربق کی جیسی ہے، لیکن یہ پتھر ہونے کی جہت سے قوی الجذب ہے، کیوں کہ اس میں یبوست پائی جاتی ہے اور سنگ لاجورد میں یبوست نہیں ہوتی ہے۔

افتیمون

اس پودے کی قوت ماشا کی قوت کے مانند ہے۔ یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے سودا کو خارج کرنے میں یہ اچھی دوا ہے۔ اس کی مقدار خوراک نسات ماشہ سے ساڑھے دس ماشہ تک اور جوشاندہ میں ساڑھے سترہ ماشہ سے ساڑھے چوبیس ماشہ تک ہے۔ چونکہ یہ بے چینی اور یبوست پیدا کرتی ہے اس لیے اس کی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیلوفر اس کے لیے اچھی مصلح دوا ہے کیوں کہ خوشبودار ہونے کی وجہ سے بے چینی کو دور کرتی ہے، اور رطب ہونے کے سبب سے افتیمون کی خشکی کو دور کرتی ہے، لیکن یہ اس کی حرارت کو توڑتی ہے مصلح دوا ایسی ہونا چاہئے جو تمام جہات سے نقصانات کو دفع کرے۔ اگر بخار نہ ہو تو سیب ہمارے نزدیک بہتر مصلح ہے بادام اور اسطوخودوس سے بھی اصلاح ہو سکتی ہے۔

فوۃ الصباغین (مجیٹھ)

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے۔ کیوں کہ اس میں جوہر ارضی سوختہ اور جوہر ارضی بارد ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ کسیلا ہے۔ ایسے مزاج کی دوا سے صادر ہونے والے افعال ثوانی و ثوالث یہ ہیں کہ یہ جگر اور طحال کے سدوں کو کھولتی ہے۔ پیشاب لانے اور حیض جاری کرنے میں قوی ہے۔ کبھی خون کا پیشاب بھی لاتی ہے۔ ان تمام چیزوں میں اعتدال کے ساتھ جلاء کرتی ہے جن میں جلاء کی ضرورت ہوتی ہے۔

Marfat.com

اسی لیے جب اس میں سرکہ ملاکر بہق پر لیپ کیا جاتا ہے تو مفید ہوتی ہے۔ عرق النساء، درد کمر اور استرخاء اعضاء کے مریضوں کے لیے ماءالعسل کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔

غافث

جگر کی تقویت اور اس کے سدوں کو کھولنے کے لیے یہ بہت مشہور دوا ہے، کیونکہ اس میں جوہر قبض اور جوہر تلخ ہوتا ہے اسی لیے یہ پہلے درجہ میں گرم ہے، کیوں کہ کسیلے پن سے زیادہ اس میں تلخی ہے۔

زنجبیل (سونٹھ)

یہ ایک پودے کی جڑ ہے جو ہندوستان سے لائی جاتی ہے۔ یہ تیسرے درجہ میں گرم ہے اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے، جس کے سبب سے یہ بدن کو دیر میں گرم کرتی ہے اس کے برخلاف سیاہ مرچ جلد گرم کرتی ہے۔ بدن سے سونٹھ اور سیاہ مرچ کے استحالہ کا فرق بالکل ویسا ہی ہے جیسے آگ سے تر اور خشک لکڑی کے استحالہ کا فرق ہے۔ دار فلفل (پیپل) کا مزاج زنجبیل کے مانند ہے زنجبیل پہلے درجہ میں رطب ہے۔

نعنع

یہ پودینہ بستانی ہے، اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے، جس سے جماع کی تحریک ہوتی ہے، ایسی تمام چیزیں محرک جماع ہوتی ہیں جن میں ایسی رطوبت فضلیہ ہوتی ہے جس میں نفخ تام نہیں ہوتا ہے۔ اس کا مزہ تلخ اور کسیلا ہوتا ہے یہ پودینہ دشتی سے کم گرم ہوتا ہے۔ یہ دوسرے درجہ کے آخر یا تیسرے درجہ کے شروع میں گرم وخشک ہے۔

ثافسیا

اس پودے میں قوت جاذبہ ہے، اور قوی و مسخن ہونے کے سبب سے تیسرے

Marfat.com

درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہے۔اس کی رطوبت کی دلیل یہ ہے کہ یہ جلد خراب ہو جاتا ہے، اور زنجبیل کی طرح کچھ دیر کے بعد بدن سے منفعل ہوتا ہے۔ اندرونِ بدن سے جذب کرنے اور جذب شدہ چیز کو تحلیل کرنے کی قوت اس میں ہے۔

ترمس

جب اس کو پانی میں اتنا پکایا جاتے کہ اس کی تلخی دور ہو جاتے تو یہ دواتے غذاتی ہو جاتی ہے۔لیکن اگر اس میں تلخی موجود ہو تو اس کے افعال تلخ دواؤں کی مانند ہوتے ہیں یعنی جالی مجفف، محلل اور جگر و طحال کے سدوں کو کھولتی ہے، مدر حیض، قاتل کرم شکم، مخرج جنین، بہق کو صاف کرتی، اعضاء کے میلے پن اور سبزی کو دور کرتی اور خنازیر کو تحلیل کرتی ہے۔لہٰذا یہ تیسرے درجہ کے شروع یا دوسرے درجہ کے آخر میں گرم و خشک ہے۔

خس (کاہو)

جالینوس کہتا ہے کہ اس سبزی کی برودت، تالابوں کے پانی کی مانند ہے۔دلیل یہ ہے کہ شدید حرہ میں یہ مفید نہیں ہوتی البتہ خفیف حرہ میں اس سے فائدہ ہوتا ہے اس بناء پر یہ پہلے درجے کے آخر یا دوسرے درجہ کے شروع میں سرد و تر ہے۔اعلیٰ درجہ کی خواب آور ہے اس کے بیج کا استعمال منی کو ختم کر دیتا ہے۔

حاشا

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے اس کے افعال یہ ہیں کہ یہ مدر حیض ہے، پیشاب لاتا ہے، جنین کو باہر کرتا ہے، سدوں کو کھولتا ہے۔جالینوس نے کہا ہے کہ یہ سینہ اور پھیپھڑے کے لیے مفید ہے۔

دفق

یہ گوند ہے، افعال اولی و توانی میں اس کی قوت ثافسیا کے مانند ہے۔یہ بہت گرم

Marfat.com

ہے، اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے، یہ بھی اندرون بدن سے مواد کو جذب کرتا ہے۔ اس کا اثر دیر میں ہوتا ہے کیوں کہ اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے۔

بنفسج (بنفشہ)

اس پودے کے پھول اور پتے دوسرے درجہ میں سرد و تر ہیں اس کا بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ نیند لاتا ہے اور ملین ہے۔

ذنب الخیل

اس پودے میں قوت قابضہ اور تلخی ہے، اسی لیے بغیر چبھن پیدا کیے ہوتے بہت مجفف ہے۔ اسی سبب سے یہ بڑے زخموں کو بھرتا ہے۔ اور وہ فتق جس میں آنتیں اتر آتی ہیں، نفث الدم، عورتوں کے رحم سے خارج ہونے والی چیز خصوصاً جو سرخ ہو، آنتوں کے پھوڑوں اور اسہال شکم کی تمام قسموں میں مفید ہے۔ کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات مثانہ کا زخم بھی اس سے مندمل ہوا ہے۔

نیل

یہ وہی چیز ہے جسے رنگریز استعمال کرتے ہیں۔ بغیر چبھن پیدا کیے ہوتے یہ قوی مجفف ہے، کیونکہ یہ تلخ اور کسیلا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، بستانی اور دشتی۔ قوت تجفیف میں بستانی سے زیادہ قوی دشتی ہے۔ اس کے افعال یہ ہیں کہ سخت اعضاء کے زخموں کو بھرتا ہے اگرچہ عضلات کے سروں میں ہوں۔ جاری خون کو روکتا ہے، خراب زخم جو متعفن یا متاکل ہوں ان کا مقابلہ کرتا ہے، متعفن زخموں میں دشتی کا فعل زیادہ قوی ہے کیوں کہ اس میں قوت تجفیف ہے، لیکن دوسرے زخموں میں بستانی سے اس کا فعل کم ہے۔ کیوں کہ یہ چبھن پیدا کرتا ہے۔ دشتی طحال کے لیے مفید ہے۔ یہ دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے، اور بستانی پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔

Marfat.com

صفصاف (بید کی ایک قسم)

اس پودے کے پتے اور پھول دونوں چبھن پیدا کیے بغیر قوی مجفف ہیں۔ اور جس کی ایسی قوت ہوگی اس کا کثیر المنافع ہونا ظاہر ہے۔ یہ زخموں کو بھرتا ہے اس کی جلائی ہوئی چھال قوی مجفف ہے، اسی لیے یہ مسوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ خصوصاً جو گول، سفید اور میخ کے سر کے مشابہ ہوں، اور ایسے مسے جو اوندھے اور جلد کے اندر جمے ہوتے ہوں، ایسے تمام مستوں پر جب درخت صفصاف کی راکھ کو سرکہ میں گوندھ کر لیپ کیا جاتا ہے تو ان کو کاٹ دیتی ہے اس درخت کا گوند ان تمام چیزوں کو صاف کرتا ہے جو حدقہ پر جم جاتی ہیں جس سے بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ گوند جالی اور ملطف ہے۔

الفودنج النہری (پودینہ نہری)

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے کیوں کہ اس میں جوہر ناری اور کچھ جوہر ارضی سوختہ ہوتا ہے اس کی دلیل اس کا مزہ ہے، کیوں کہ اس کے مزے میں زیادہ تیزی اور کچھ تلخی ہوتی ہے۔ اور جس چیز کا مزاج ایسا ہوگا اس کے افعال ثوانی و ثوالث ظاہر ہیں۔ افعال ثوانی میں تحلیل، تلطیف اور تجفیف ہے افعال ثوالث میں پیشاب لانا اور خون حیض جاری کرنا ہے۔ نیز جذام کے مریض اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے میں مفید ہے کان اور دوسرے اعضاء کے کیڑوں کو مارتا ہے ان تمام افعال میں نہری سے زیادہ پودینہ کوہی قوی اور مفید ہے۔

قصب الذریرۃ (چرائتہ)

ہمارے یہاں جزیرۃ اندلس میں یہ قصب ناپید ہے۔ یہ دوسرے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ کے آخر میں خشک ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس میں جوہر ارضی اور ہوائی دونوں ملے ہوتے ہیں، جیسا کہ جالینوس کہتا ہے کہ دونوں جوہر اعتدال میں متوسط ہیں۔ اس میں جوہر لطیف ناری بھی ہے، جس کے سبب سے یہ خوشبودار

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اس میں جوہر ارضی اور ہوائی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مزے میں کسیلا پن اور کچھ تیزی ہوتی ہے۔ نیز قصب ہونے کے لحاظ سے اس میں ہوائیت زیادہ ہے قصب کی کیفیت سے یہ بات ظاہر ہے۔ اس کے افعال ثوانی یہ ہیں کہ یہ کچھ پیشاب لاتا ہے، اور جگر و معدہ میں مفید ہونے والے لیپ کی دواؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ ان دواؤں میں سے ہے جن کی خوشبو اور تیزی میں کسیلا پن بھی ملا ہوا ہے۔ اور جس کا ایسا مزاج ہوگا وہ تمام اعضاء رئیسہ کے لیے مقوی ہوگا۔ جالینوس نے کہا ہے کہ اس میں جو جزء لطیف پایا جاتا ہے وہ تمام خوشبودار مصالحوں سے کم ہے۔

کبر

اس پودے کی جڑ دوسرے درجہ کے آخر میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ متضاد قوتوں سے مرکب ہے، کیوں کہ اس میں جوہر ارضی بارد، جوہر ارضی سوختہ اور جوہر ناری لطیف ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ شروع میں اس کا مزہ زیادہ تلخ ہوتا ہے، اور پھر تیز ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کے بعد کسیلا ہو جاتا ہے۔ گزشتہ بیان سے واضح ہو کہ جس دواء کا ایسا مزاج ہوگا اس کے افعال ثوانی و ثوالث کیا ہونگے۔ طحال کے لیے مفید ہونے اور اس کے سُددوں کو کھولنے میں اس پودے کی کچھ خصوصیت ہے، کیوں کہ اس کے استعمال سے براز کے ساتھ ایسی چیز نکلتی ہے جس میں خون ملا ہوتا ہے۔ جس کے بعد طحال کے درد میں سکون ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تمام گاڑھے اخلاط کو پیشاب کے ذریعہ خارج کرتا ہے یہ مدر حیض ہے اس کا غرغرہ کرنے اور اس کو چبانے سے بلغم خارج ہوتا ہے عضلہ کے سددوں کے کھلنے میں یہ مفید ہے اس کی کلی کرنے سے درد دنداں میں فائدہ ہوتا ہے۔

خرف (بالون)

یہ چوتھے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ اس کی قوت رائی کے مانند ہے اس کی تازہ ٹہنیاں اس کے بیج سے قوت میں زیادہ کمزور ہوتی ہیں کیوں اس میں مائیت ہوتی ہے۔ اسی لیے روٹی کے ساتھ (بطور سبزی) لوگ اسے کھاتے ہیں۔

Marfat.com

قردمانا

یہ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ یہ پودا خوشبودار ہوتا ہے۔ جس چیز کا ایسا مزاج ہوگا اس کے افعال ثوانی اور ثوالث کو ہر جگہ مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ یہ بتائی ہوئی چیز کی تکرار ہو جاتے گی۔ بلکہ اب کسی دوا کے بالخاصہ اور بہت مشہور افعال بیان کیے جائیں گے، جو اس دوا کے لیے مخصوص ہوں اور دوسری دوا میں نہ ہوں۔ شروع ہی سے یہ انداز تحریر اختیار کرنا چاہیے تھا، لیکن جو طرز بیان اختیار کیا ہے یہ بھی ایک کوشش ہے۔ اس پودے کے مزے میں تیزی اور کچھ تلخی ہوتی ہے۔

کرویا (شاہ زیرہ)

یہ تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ کاسر ریاح ہے اور پیشاب لاتا ہے صرف اس کے بیج کے نہیں بلکہ اس پودے کے تمام اجزاء کے یہی افعال ہیں۔

سلیخہ (تج)

یہ تیسرے درجہ میں گرم وخشک اور بہت لطیف ہے اس میں جوہر ناری زیادہ اور جوہر ارضی کم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تیز اور کچھ کسیلا ہوتا ہے۔ خوشبودار مصالح ہونے کے سبب سے یہ مقوی اعضاء رئیسہ ہے، نیز یہ جگر کے سدّوں کو کھولتا اور مدر حیض ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے وہ افعال ہیں جو ایسے مزاج کی دوا ہو سکتے ہیں

جوز (اخروٹ)

یہ درخت دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے اس کے پتے اور ٹہنیوں میں کچھ قوت قبض ہے۔ لیکن چونکہ اس کے مزاج میں لطافت بھی ہے۔ اس لیے اس کا جزو لطیف، جوہر قابض کو پوشیدہ کر دیتا ہے اور اس کے ایسے افعال ہوتے ہیں جو زیادہ قابض دواؤں کے نہیں ہوتے۔ اسی لیے اس کا عصارہ، عجزہ اور متورم لہات دوا کے لیے عمدہ ہے۔ مغز اخروٹ کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

Marfat.com

کبابہ

اس دوا میں جوہر ناری اور جوہر ارضی ہوتا ہے نیز خوشبو دار ہوتا ہے ایسی دوا سے کے افعال ظاہر ہیں اس میں ایسی لطافت نہیں ہوتی کہ دارچینی کے بدل میں استعمال کیا جا سکے۔

صنوبر

یہ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ اس کے روغن کو قطران کہا جاتا ہے جو تقریباً چوتھے درجہ میں گرم وخشک ہے اس کی قوت ثانیہ یہ ہے کہ جسم کے نرم گوشت کو اس طرح سڑاتا ہے کہ کچھ بھی درد نہیں ہوتا ہے اسی لیے سڑانے والی دواؤں میں یہ پہلے درجہ پر ہے۔ اسی سبب سے یہ مردہ گوشت کو سڑنے سے محفوظ رکھتا ہے کیوں کہ اس کو خشک کر دیتا ہے۔ لیکن دوسری چیز (یعنی قطران) کا فعل چونکہ قوی ہے اس لیے نہ صرف رطوبات فضلیہ بلکہ سخت اعضاء کو بھی فاسد و خراب کر دیتا ہے۔ قطران کی دھونی کر کے اس کی بو کو سونگھنا ہوا تے وباتی میں اچھا علاج ہے۔ دواؤں میں یہ سب سے زیادہ مانع حمل ہے۔ اگر عورت اس کا حمول کرے یا مرد اپنے سر ذکر پر اس کو لگا کر جماع کرے تو استقاط حمل ہو جاتا ہے۔ کیڑوں، جوؤں اور شکم کے لیے کیڑوں کو مارتا ہے۔ اگر سڑے ہوتے دانت پر لگایا جاتے تو درد میں فوراً سکون ہو جاتا ہے۔ قطران کے اجزاء میں سب سے چربیلا وہ روغن ہوتا ہے جو اس صوف میں جمع ہوتا ہے جو صنوبر کو پکانے کے وقت ڈھانپا جاتا ہے۔ لیکن پکانے کے بعد جو ثفل باقی رہتا ہے وہ چونکہ گاڑھا ہوتا ہے۔ اسی لیے زخموں میں چبھن پیدا کرتا ہے۔ زفت کے مانند اس کی قوت ہے اسی لیے خارش تر کے علاج میں دونوں ہی استعمال کیے جاتے ہیں۔

قنطریون

اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کو جلیل (کبیر) اور دوسری کو دقیق (صغیر) کہا جاتا ہے۔ دونوں قسموں کا مزاج مرکب القوی ہے اور دونوں کے افعال متضاد ہوتے ہیں۔ قسم جلیل کے مزے میں حدت، تیزی، کسیلا پن اور کچھ شیرینیت ہوتی ہے اس کی جڑ استعمال کی جاتی

Marfat.com

ہے اور قسم دقیق کے پتے اور پھل استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کے مزے میں بہت واضح تلخی اور کچھ کسیلا پن ہوتا ہے اسی لیے اس میں جوہر ارضی سوختہ اور کچھ جوہر ارضی بارد ہوتا ہے ہمارے یہاں (اندلس میں) قنطوریون کی یہی قسم پائی جاتی ہے۔ ایسی دوا کے افعال ظاہر ہیں کہ یہ سدوں کو کھولتی اور گاڑھے اخلاط کے ٹکڑے کرتی ہے۔ خصوصاً اندرونی اعضاء مثلاً جگر اور طحال کے سدوں کو کھولتی ہے۔ یہ گاڑھے اخلاط کی مسہل بھی ہے اس دوا سے کبھی اتنا زیادہ اسہال ہوتا ہے کہ خونی مواد بھی خارج ہو جاتے ہیں، اس وقت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ یہ قوی مدر حیض ہے اور جنین کو خارج کرتی ہے۔ یہ زخموں کو بھرتی ہے کیوں کہ اس میں قوت قبض ہے۔

صمغۃ القراسیا (قراسیا کا گوند)

اس گوند کا مزہ پھیکا ہوتا ہے، لیکن اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ پتھری کو توڑتا ہے۔ گوند ہونے کے لحاظ سے اس فائدہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ تمام اقسام کے گوند کا مزاج زیادہ گرم ہوتا ہے اگرچہ یہ بعید نہیں ہے کہ گوند کی کچھ قسمیں جسم انسانی کے لحاظ سے سرد ہوں مثلاً کہربا۔

قسطرن

اس کا مزاج گرم و خشک ہے دلیل یہ ہے کہ اس کے مزاج میں تلخی اور تیزی ہوتی ہے اسی لیے یہ گاڑھے اخلاط کے ٹکڑے کرتی، گردوں کی پتھری کو توڑتی، پھیپھڑے اور سینہ کو صاف کرتی، جگر کے سدوں کو کھولتی، حیض لاتی اور مرگی زدہ کے لیے مفید ہے۔ نیز جوڑوں کے ٹوٹنے اور خراب ہونے میں فائدہ کرتی ہے بعض زہریلے کیڑوں کے ڈنک کے مقام پر اس کا لیپ کرنا مفید ہے عرق النساء اور کھٹی ڈکار میں اس کے کھانے سے فائدہ ہوتا ہے چنانچہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔

عفص (کسیلی چیز)

کسیلی چیزوں میں انگور خام ہے یہ دوسرے درجہ میں سرد اور تیسرے درجہ میں

Marfat.com

خشک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ بہت بکسا ہوتا ہے پختہ انگور برودت و یبوست میں کم ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی دوا رادع و قابض ہوگی۔ انگور خام کے خاکستر میں تیزی، خشکی اور لطافت، ناسوختہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور جب اس کو حابس دم بنانا مقصود ہو تو اس کو کوئلوں پر بریان کر کے سرکہ یا شراب میں بجھایا جائے۔

موم

یہ زرد رنگ کی روغنی جامد چیز ہے۔ حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست میں یہ معتدل ہے۔ چونکہ اس کا ایسا مزاج ہے، نیز گاڑھا اور چپکدار ہوتا ہے اس لیے یہ اعضاء میں چپک جاتا ہے تمام مبرد و مسخن ضمادوں میں اطباء اس کو بطور ہیولی ملاتے ہیں۔ مثلاً قیروطی ترید ہے، جس میں قیر (موم) کو اس طرح دھویا جاتا ہے کہ کھرل میں موم رکھ کر اس میں تھوڑا ٹھنڈا پانی ڈال دیا جاتا ہے، کچھ دیر کے بعد پانی پھینک کر دوسرا پانی ڈال دیا جاتا ہے، اس طرح چند بار کرنے سے موم میں برودت کی کیفیت آجاتی ہے۔ امراض حادہ میں قیروطی کے استعمال کو جالینوس نے پسندیدہ قرار دیا ہے موم میں پھوڑوں کو پکانے کی قوت ہے اس طرح کہ یہ مسامات کو بند کر دیتا ہے۔ یہ اندرونی استعمال کی دواؤں میں نہیں ہے۔ اس میں کچھ تحلیل کی قوت ہے جو شہد سے اس میں آجاتی ہے، اسی لیے جب اس کی زردی دور کر دی جاتی ہے تو صرف مادہ رہ جاتا ہے، جس کو قیر مقصر کہا جاتا ہے۔

خروع (ارنڈ)

اس کا بیج مسہل ہے، نیز اس میں قوت جلاء و تحلیل ہے۔ اس لیے یہ دوسرے درجہ کے آخر میں گرم و خشک ہے۔

دارصینی (دارچینی)

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے یہ افاویہ نامی خوشبودار دواؤں سے بہتر ہے۔ تمام افاویہ میں یہ بات عموماً پائی جاتی ہے کہ عفونت کا مقابلہ کرتیں اور ریم والے مواد

Marfat.com

کو ختم کرتی ہیں۔ اس فعل میں تمام افاویہ میں دار چینی سب سے بڑھ کر ہے۔ اور قرفتہ الدار صینی درج) گویا ایسی دار چینی ہے جس کی قوت کمزور ہے۔ دار چینی ہمارے یہاں (اندلس میں) نہیں پائی جاتی۔

لحیتہ التیس

یہ طراثیث ہے۔ تیسرے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ کیوں کہ اس کے مزاج میں جوہر ارضی قابض زیادہ ہوتا ہے۔ اس پودے کے پتے سے اس کے پھول کا فعل زیادہ قوی ہوتا ہے۔ یہ زخموں کو بھرتا ہے۔ آنتوں کے زخم اور ضعف معدہ میں مفید ہے اور ان کے رطوبات وغیرہ کو کھینچتا ہے۔ متعفن زخموں میں مفید ہے۔ کیوں کہ اس میں قوت تجفیف ہے۔ مختصر یہ کہ اس کا فعل وہی ہے جو قابض دواؤں کا فعل ہے اور ایسی قوت قبض ہے کہ دوسری قوتوں میں کمی نہیں ہوتی ہے یعنی اسہال شکم آنتوں کے زخم اور خون حیض کے زیادہ جاری ہونے میں بھی مفید ہے۔

لادن

یہ پہلے درجہ کے آخر میں بلکہ تقریباً دوسرے درجہ میں گرم ہے۔ اس میں کچھ قوت قبض ہے، اس کا جوہر لطیف ہوتا ہے جس میں حدت ہوتی ہے۔ پس یہ معتدل ملین ہے۔ محلل و منضج اور رحم کی خرابیوں میں مفید ہے، کیوں کہ ان صفات کے ساتھ اس میں کچھ قوت قبض بھی ہے، جس سے یہ بالوں کو قوی کرتا اور گرے ہوتے بالوں کی جگہ پرنئے بال اگاتا ہے، کیوں کہ بالوں کی جڑوں کی رطوبت غریبہ کو ختم کر کے اپنی قوت قبض سے ان راستوں کو سکیڑتا ہے جن میں بال اگتے ہیں، لیکن داڑھی کے بال اور داء الثعلب پر بال اگانے میں تنہا یہ دوا کافی نہیں ہے اگرچہ یہ محلل ہے لیکن اس کے ساتھ ایسی دواؤں کو ملانے کی ضرورت ہوتی ہے جو زیادہ محلل ہوتی ہیں کیونکہ رطوبت غریبہ گاڑھے اور لیسدار رطوبت سے پیدا ہوتی ہے۔

لبلاب (عشق پیچاں)

یہ پہلے درجہ میں گرم و خشک ہے، خصوصاً تازہ لبلاب۔ کیوں کہ اس میں متضاد جوہر

Marfat.com

پائے جاتے ہیں۔ جب تکسیہ تازہ ہوتا ہے اس میں قابض اور تیز جوہر ہوتا ہے۔ یہ بآسانی اسہال لاتا ہے اور مسہل دواؤں میں پہلے درجہ پر ہے، اسی لیے یہ بخاروں کے شروع میں نضج مادہ کے پہلے استعمال کیا جاتا ہے، جس طرح دوسری کمزور مسہل دوائیں مثلاً مغز خیار شنبر اور املی وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا نچوڑا ہوا پانی ۱۸ تولہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بلغم طبیعی یا گاڑھے بلغم کا اسہال کرتا ہے۔ تازہ لبلاب کو شراب کے ساتھ پکا کر ضماد کرنا بڑے زخموں کو مندمل کرتا اور خراب زخموں کو اچھا کرتا ہے۔ اور ان زخموں میں کھرنڈ پیدا کرتا ہے جو آگ سے جلنے کے سبب سے ہو جاتے ہیں۔ اس کے پتوں کو سرکہ کے ساتھ پکا کر کھانا طحال میں مفید ہے اس فعل میں اس کا پھول زیادہ قوی ہے۔ اس کا نچوڑا ہوا پانی بطور سعوط بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ سر سے کان کی طرف گرنے والے مواد اور ناک اور کان کے پرانے زخموں میں مفید ہے۔

حنظل

یہ بہت تلخ دوا ہے لیکن اس کے کھانے سے تلخی کے افعال نہیں ہوتے کیوں کہ یہ بذریعہ اسہال جلد خارج ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اسہال بلغم کی قوی دواؤں میں سے ہے۔ یہ مسہل دواؤں کے درجات میں سب سے آخری درجہ پر ہے۔ اندرون بدن کے مواد کو قوت کے ساتھ جذب کرتی ہے حدت کے سبب سے یہ دوا مضر بھی ہے یہاں تک کہ خراش پیدا کر دیتی ہے، اسی لیے بطور مصلح کتیرا اور مغز بادام کا استعمال ضروری ہے۔ اس کے استعمال سے بے چینی اور خلل پیدا ہوتا ہے اس کی اصلاح کے لیے مذکورہ مصلحات کے ساتھ بسد اور کبھی کبھی استعمال کیا جاتا ہے۔ دونوں حالتوں میں پستہ سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے اگر اس کا استعمال ہو سکے۔ اس کی مقدار خوراک ۴ رتی سے ۶ رتی تک ہے۔

صمغ (گوند)

یہ مغری اور مجفف ہے۔ اسی لیے سحج (آنتوں کی خراش) میں استعمال کیا جاتا ہے خصوصاً ایسا گوند جس میں تیز کیفیت نہ ہو، مثلاً کہربا اور گوند ببول۔

Marfat.com

کزبرۃ (دھنیا)

یہ پہلے درجہ میں گرم ہے کیوں کہ یہ متضاد جوہروں سے مرکب ہے، اس میں جزو تلخ، رطوبت مائیہ اور کچھ قوت قبض ہے اس لحاظ سے اس کے افعال مختلف اقسام کے ہوتے ہیں، مثلاً اگر آرد جو ملا کر لیپ کیا جاتے تو اس حمرہ میں فائدہ کرتا ہے جو انحطاط میں ہو، اور اگر آرد باقلا ملا کر لیپ بنایا جاتے تو خنازیر کو تحلیل کرتا ہے اس کا نچوڑا ہوا پانی غذاؤں میں بہت استعمال کیا جاتا ہے اس سے سالن اور شور بے سبز ہو جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ایسی تمام غذاؤں میں استعمال کیا جاتا ہے جن میں سرکہ اور کانجی نہیں ڈالی جاتی اس کا بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ کا ہاضم ہے دھنیا ڈال کر گوشت پکایا ہوا خوشبودار ہوتا ہے اس کا نچوڑا ہوا پانی ۱۸ تولہ استعمال کرنا زہر قاتل ہے۔

قُسط

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ کیوں کہ اس میں جوہر ارضی سوختہ اور جوہر ناری ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس میں بہت تلخی اور تیزی ہوتی ہے۔ اس مزاج کی حامل ادویہ کا ضماد اعضاء کو سرخ بناتا اور اخلاط کو بیرون بدن جذب کرتا ہے اسی لیے لرزہ، پیشاب کے زیادہ ہونے، خونِ حیض کے زیادہ جاری ہونے میں مفید ہے، کرم شکم کو مارتا اور جھائیں کو دور کرتا ہے نیز عضلات کے پھٹنے اور خراب ہونے اور درد پہلو میں فائدہ کرتا ہے۔

سوسن ابیض (سفید سوسن)

یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے کیوں کہ اس میں تلخی اور معتدل مائیت ہوتی ہے، اسی لیے اس کا روغن بغیر چبھن پیدا کیے ورموں کو تحلیل اور نرم کرتا ہے اسی سبب سے صلابت رحم کو تحلیل کرنے میں تمام دواؤں سے زیادہ مفید ہے۔ گرم پانی سے جلنے میں اس کے پتے کو پیس کر روغن گل ملا کر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑ اس کے پتوں سے زیادہ قوی ہے اسی لیے یہ مدر حیض ہے اور صلابت رحم کو تحلیل کرتا ہے۔

Marfat.com

زعفران

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے منضج اور مقوی قلب ہے اس میں جوہر قبض اور جوہر گرم خوشبودار ہے۔ مسامات اور جلد کے مواد کو پکانے میں اس کی قوت قبض معاون ہوتی ہے۔

بصل (پیاز)

یہ چوتھے درجہ میں گرم ہے۔ اس کا جوہر گاڑھا ہوتا ہے اسی لیے جب مقعد میں ڈالی جاتی ہے تو اس کی رگوں کے منہ کو کھول دیتی ہے۔ اس کا نچوڑا ہوا پانی نزول الماء اور اس دھند میں مفید ہے جو گاڑھے اخلاط کے سبب سے ہو۔ اس میں رطوبت فضلیہ بھی ہے جس سے یہ جماع کے لیے ہیجان پیدا کرتی ہے۔

سرو

یہ پہلے درجہ کی ابتدا میں سرد یا معتدل ہے کیوں کہ کسامٹ اس میں بہت زیادہ ہے البتہ حرارت اور تیزی بھی کسی قدر موجود ہوتی ہے چنانچہ ان سب قوتوں سے مرکب ہو کر یہ انتہائی نفع بخش دوا بن جاتی ہے۔ کیوں کہ بغیر حرارت اور چبھن پیدا کیے ہوتے اس کی حرارت، قوت قبض کو اندرون جسم تک پہنچاتی ہے اسی لیے ارخاء اور تعفن پیدا کرنے والی بیماریوں میں اندرون جسم جمع شدہ مواد کو ختم کرتی اور اس طرح دور کرتی ہے کہ تکلیف نہیں ہوتی اور آخر کار صحت ہو جاتی ہے۔ دوسری گرم و خشک دواؤں میں بھی اس طرح کے فعل کی قوت موجود ہے لیکن یہ اس مقام پر دوسری رطوبات کو بھی جذب کرتی ہے۔ اسی لیے یہ دوا فتق کے لیے بہت مفید ہے۔ مختصر یہ کہ اس کی حرارت، قوت قابضہ کے لیے گویا سہارا ہے۔

سُعد (موتھہ)

اسی بوٹے کی جڑ استعمال کی جاتی ہے یہ پہلے درجہ کے آخر میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ کیوں کہ اس کا مزہ تیز اور کچھ کسیلا ہوتا ہے۔ اس کے قوی توانی میں سے یہ

Marfat.com

ہے کہ رطوبت کے سبب سے جن زخموں کا بھرنا مشکل ہوتا ہے ان میں یہ عجیب طور پر فائدہ کرتی ہے اسی لیے یہ منہ کے زخموں میں بھی مفید ہے۔ نیز پتھری کو توڑتی، پیشاب لاتی اور حیض جاری کرتی ہے۔

حنا (مہندی)

اس درخت کے پتے اور ٹہنیاں مستعمل ہیں۔ اس میں جوہر ارضی بارد اور حار دونوں ہوتے ہیں اسی لیے یہ بغیر چبھن پیدا کیے مجفف ہے۔ یہاں تک کہ ان زخموں میں فائدہ کرتی ہے جو قلاع کی جنس سے ہوتے ہیں تیز قلاع (منہ آنے) میں مفید ہے۔ اس [illegible] فائدہ آگ سے جلنے اور سوزش والے ورموں کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شوکران

اس کی کیفیت سے ظاہر ہے کہ یہ بہت ٹھنڈی دوا ہے۔

ماہودانہ

یہ یتوعات کی قسموں میں سے ہے تمام یتوعات کی طرح اس کا بیج بھی مسہل ہے یہ مسہل صفرا ہے اس کی مقدار خوراک سات سے پندرہ بیجوں تک ہے۔ جس کا معدہ بہتر اور قوی ہو اور اسے استفراغ کی ضرورت ہو وہ بیجوں کو چبا کر کھاتے اور جس کا معدہ کمزور ہو وہ مسلّم بیجوں کو نگل جاتے۔

حماض

یہ مرکب القوی ہے اس کا ذائقہ کسیلا اور ترش ہوتا ہے اسہال شکم اور آنتوں کے زخم میں مفید ہے۔

شیطرج (چیتا)

یہ چوتھے درجہ میں گرم ہے اس کی بو قوت اور مزہ "ہالون" کے مانند ہے لیکن یہ اس

Marfat.com

سے کم مجفف ہے۔

خیری (شب بو)

یہ دوسرے درجہ میں گرم ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تلخ ہے۔ یہ مشیمہ کو نکالتا اور اسقاط حمل کرتا ہے۔ اس کا بیج اس کے پھول سے زیادہ قوی ہے۔ پھول کے سونگھنے سے دماغ کے سدے کھلتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ گردن میں لٹکانے سے مرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔

کُندر

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے۔ کیوں کہ اس کا مزہ تلخ اور کسیلا ہے۔ نرم اعضاء میں گوشت کو اگانے والی دوا ہے۔ اس میں زخم کو پکانے کی کچھ قوت بھی ہے قشار کندر میں قوت قبض نمایاں طور پر ہوتی ہے، یہاں تک کہ ادویہ مجففہ میں یہ تیسرے درجہ کی خشک دوا ہے، اس میں تیزی اور گرمی نہیں ہوتی ہے۔ اسی لیے نفث الدم، معدہ رطبہ، نزف الدم اور آنتوں کے زخم کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔

حضض (رسوت)

اس میں اعتدال کے ساتھ قوت رادع اور قوت محلل ہے۔ اس میں کچھ یبوست بھی ہوتی ہے۔ یہ آنکھ اور کان کی مخصوص دواؤں میں ہے۔ اس کے افعال بہت اور مختلف نوعیت کے ہیں جیسا کہ ایسے مزاج کی دواؤں میں پائے جاتے ہیں۔

لوسیماخیوس

ہمارے یہاں اندلس میں اس دوا سے لوگ واقف ہیں یہ بالکل خون کو روکتا ہے خواہ کسی جگہ سے خون جاری ہو۔ اس کا مزاج سرد و خشک ہے۔ اس کا پودا نالوں اور ندیوں کے کنارے اگتا ہے۔

Marfat.com

بسباسہ (جاوتری)

یہ ایک پوست ہے جو ہندوستان کے شہروں سے لائی جاتی ہے۔ اس میں مختلف قسم کے جوہر ہیں، جوہر ارضی زیادہ اور جوہر لطیف حار کم ہے۔ ہندوستان سے لائے جانے والے تمام خوشبودار مصالحہ جات کی طرح یہ بھی خوشبودار ہے۔ اس کا مزہ بہت کسیلا ہوتا ہے۔ نیز کچھ خوشبودار ہوتا ہے اس کی قوت اولی یہ ہے کہ تیسرے درجہ میں خشک ہے لیکن اس دوا کا کوئی ایسا واضح فعل نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کس درجہ کی گرمی وسردی ہے۔ اس کی قوت ثانیہ یہ ہے کہ سکیڑتی اور مضبوط کرتی ہے اس کی قوت ثالثہ یہ ہے کہ اسہال شکم اور آنتوں کے زخم میں مفید ہے ابن وافد نے جالینوس سے نقل کرتے ہوتے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

ساذج (تیزپات)

اس کی قوت سنبل الطیب کی قوت کی مانند ہے۔

خبازا

اس میں ورموں کو تحلیل اور نرم کرنے کی قوت ہے۔

لفاح (لچھمنا لچھمی)

یہ تیسرے درجہ میں سرد ہے۔ اس میں حرارت بھی ہوتی ہے۔ اس کے پھل (جو درہ اصل لفاح ہے) میں رطوبت ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ مرض سبات پیدا کرتا ہے۔ اس کی جڑ کے پوست میں قوت مجففہ ہے۔ جڑ کی قوت کمزور ہوتی ہے۔

رازیانج (سونف)

یہ تیسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے اسی لیے یہ دودھ جاری کرتا ہے پیشاب لاتا، اور خون حیض جاری کرتا ہے یہ نزلاوی مزاج والوں کے لیے مفید ہے اس کی

Marfat.com

دو قسمیں ہیں، بستانی اور دشتی، بستانی زیادہ رطب اور دشتی زیادہ خشک ہے۔ چونکہ اس میں تیزی ہوتی ہے اس لیے اعضاء بول کی تقویت و اصلاح کے لیے مخصوص دوا ہے۔

مصطگی

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے، کیوں کہ اس میں قوتِ قابضہ اور قوت محللہ ہوتی ہے۔ تمام اعضاء کے لیے عموماً اور معدہ کے لیے خصوصاً اس دوا کے مفید ہونے کی شہرت ایسی ہے کہ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شونیز (کلونجی)

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ بہت تلخ نیز لطیف ہوتا ہے۔ اس کی پوٹلی بنا کر سونگھنا زکام بارد میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی اور نفخ کو تحلیل کرتی ہے۔ تمام اقسام کے مسوں کو دور کرتی، حیض جاری کرتی اور تنفس انتصابی میں مفید ہے۔

اکلیل الملک (ناخنہ)

یہ دوا ورم کو تحلیل کرتی اور پکاتی ہے اس میں قوت رادعہ ہے یہ پہلے درجہ میں گرم و خشک ہے۔

عسل (شہد)

یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ یہ غذا، دوائی ہے، خصوصاً بوڑھوں کے لیے یہ بہت مفید غذا ہے کیوں کہ ان میں اس سے اچھا خون بنتا ہے اور "شکر" ایک قسم کا شہد ہے لیکن یہ شہد سے کم گرم ہے اور اس میں قوت جلاء بھی کم ہے، شہد کی طرح اس میں چبھن پیدا کرنے کی کیفیت نہیں ہے۔ اسی لیے ان اعضاء کے لیے شہد سے زیادہ مفید ہے جنہیں قوت جلاء نقصان پہنچاتی ہے مثلاً معدہ، پھیپھڑا اور مثانہ۔ یہ دونوں چیزیں چونکہ لذیذ اور طبیعت کے لیے مناسب ہوتی ہیں اس لیے اطباء نے شربتوں اور معجونوں کے لیے ان دونوں کو

Marfat.com

بطور مادہ (زمین) بتایا ہے۔ شہد ان اعضاء کے لیے زیادہ مفید ہے جن میں زیادہ جلاء اور تقطیع کی ضرورت ہوتی ہے۔ تازہ شہد کا فعل تقریباً وہی ہے جو شکر کا فعل ہے۔

خشخاش

خشخاش کی قسمیں زیادہ ہیں، تمام قسمیں سرد و تر ہیں۔ سفید قسم تیسرے درجہ میں اور سیاہ قسم چوتھے درجہ میں سرد و تر ہے۔ تخم خشخاش سفید، گرم مادوں سے ہونے والی کھانسی میں فائدہ کرتا ہے اور گرم اخلاط سے پیدا ہونے والے تاکل سے پھیپھڑوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ خواب آور بھی ہے خشخاش سیاہ تنہا مخدر ہے اور مرض سبات پیدا کرتا ہے۔

اُترج (بجورا)

اس پھل کا چھلکا معدہ وجگر کو قوی کرنے میں مشہور ہے۔ یہ حرارت میں معتدل یا پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ اس کے مزاج میں تیزی اس کے گرم ہونے کی دلیل نہیں ہے کیوں کہ تھوڑی حرارت میں جب یبوست ملتی ہے تو زیادہ چبھن پیدا کرتی ہے۔ جالینوس نے کہا ہے کہ یبوست جب زیادہ ہو جاتی ہے تو حرافت (تیزی) کا کام کرتی ہے۔ اس کا بیج سرد اور بہت مجفف ہے اس کا مغز سرد و تر ہے یہ گاڑھے اخلاط پیدا کرتا ہے۔

مُو

اس کی جڑ استعمال کی جاتی ہے۔ یہ تیسرے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ یہ پیشاب لاتی اور حیض جاری کرتی ہے۔ اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے، جب کوئی شخص زیادہ تعداد میں لے کھالیتا ہے تو رطوبت دماغ کی طرف چڑھ کر درد سر پیدا کرتی ہے۔

طرفا (جھاؤ)

اس دوا میں متضاد جوہر ہوتے ہیں، کیوں کہ اس میں قوت قبض اور قوت تحلیل ہوتی

Marfat.com

ہے۔ یہ طحال کے لیے تمام دواؤں سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اسی لیے لوگ کہتے ہیں کہ اس کی لکڑی کے برتن میں پانی پینے سے طحال کی بیماریاں نہیں ہوتیں اس کے پھل میں قوت قبض زیادہ ہوتی ہے، جو مازو کی قوت قبض کے قریب ہوتی ہے۔

آس (مورد)

اس پودے میں جوہرارضی بارد زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ کسیلا ہوتا ہے اس کا حابس ہونا بہت مشہور ہے۔

حرمل (اسپند)

یہ دوا دوسرے درجہ میں گرم ہے، اگاڑھے اخلاط کو کاٹتی، پیشاب لاتی اور حیض جاری کرتی ہے۔ معدہ وپشت کے درد میں مفید ہے بلغم کا تنقیہ واسہال کرتی ہے۔

سُنبل

اس کی چند قسمیں ہیں ان میں بہتر ہندی ہے یہ پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس میں جوہرارضی بارد زیادہ، اور جوہر ناری اور جوہرارضی سوختہ تھوڑی سی مقدار میں ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں یہ قوتیں پائی جاتی ہیں اور خوشبودار بھی ہے اس لیے یہ جگر اور معدہ کے لیے بطور ضماد یا مشروب بہت مفید ہے، کیونکہ یہ معدہ وجگر کو قوی کرتا اور ان مادوں کو خشک کرتا ہے، جو ان کی اور آنتوں کی طرف گرتے ہیں۔

خل (سرکہ)

اس کی کیفیت سے ظاہر ہے کہ اس میں جوہرِ مائی زیادہ ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں ترشی ہوتی ہے۔ اس میں جزء ناری بھی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مزے میں تیزی ہوتی ہے۔ اس کا زیادہ مقطع ہونا اس کے گرم ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ کیوں کہ فعل تقطیع میں اس کی لطافت معاون ہوتی ہے اور ترش چیز ترش ہونے کی حیثیت سے

Marfat.com

مقطع ہوتی ہے۔ خصوصاً جب اس میں کیفیت حارہ بھی موجود ہو بس یہ دوسرے درجہ میں سرد اور تیسرے درجہ میں خشک ہے، خصوصاً پرانا سرکہ۔ سرکہ میں عفونت کو روکنے، اخلاط کو کاٹنے اور لطیف بنانے کی قوتیں مشہور ہیں۔

برباریس

اس درخت کے پھل میں قوت قبض اور کچھ قوت تقطیع و تلطیف ہے۔ وہ تمام بیماریاں جن میں سیال مادے جاری ہوتے ہیں، یہ دوا انہیں روکتی اور بند کرتی ہے۔

البان الشجر (درختوں کے دودھ)

(یتوعات کے علاوہ) تمام درختوں کے دودھ میں سب سے زیادہ گرم و لطیف ہینگ ہے۔ اسی لیے یہ بہت محلل ہے۔ اس کو گردن میں لٹکانا بالخاصہ الحاۃ (کوا) کے لیے مفید ہے۔

کرسنہ (مٹر)

یہ دوسرے درجہ کے آخر میں خشک اور پہلے درجہ میں گرم ہے۔ اس کی کثرت استعمال سے بول الدم ہو جاتا ہے سخت اجسام و اعضاء کے زخموں میں گوشت بھرتا ہے۔

جاوشیر

گوند تیسرے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔ بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ اوتار اور جوڑوں سے بلغم کو نکالتا ہے۔ یہ فائدہ ان گوندوں میں عام ہے جو مسہل اور خوشبودار ہیں۔ اس کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ سے ساڑھے چار ماشہ تک ہے۔

فلفل (مرچ)

درخت مرچ کی جڑ قسط کے مانند ہوتی ہے۔ اس کا پھل جب شروع میں نکلتا ہے

Marfat.com

تو اس کو دار فلفل کہا جاتا ہے یہ فلفل سے زیادہ رطب ہے۔ فلفل کے خام پھل کو فلفل سفید، اور پختہ پھل کو فلفل سیاہ کہا جاتا ہے۔ دونوں قسمیں تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہیں۔

بسبایج (کھنگالی)

اس کا نام "برزیہ" بھی ہے۔ یہ دوا کیفیت اولیٰ میں تقریباً معتدل یا گویا معتدل ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ زیادہ شیریں اور کسیلا ہوتا ہے۔ بغیر چبھن پیدا کیے مجفف ہے۔ بالخاصہ سودا کا اسہال کرتی ہے یہ ان دواؤں میں سے ہے جن کے استعمال سے قطعاً کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ یہ افتیمون سے بہتر اس لحاظ سے ہے کہ اس میں کوئی غیر معتدل کیفیت نہیں ہوتی اس کی مقدار خوراک[1] دس درہم (۳۵ ماشہ) سے بیس درہم (۷۰ ماشہ) تک ہے۔

فراسیون (گندناکوہی)

یہ دوسرے درجہ کے آخر میں گرم اور تیسرے درجہ کے درمیان یا آخر میں خشک ہے۔ یہ جگر و طحال کے سدوں کو کھولتا، پھیپھڑے کا تنقیہ کرتا اور حیض لاتا ہے۔ اس کے تمام افعال وہی ہیں جو تلخ دواؤں کے ہوتے ہیں۔ اس کا نچوڑا ہوا پانی شہد ملا کر بینائی کو تیز کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یرقان کے مریض اسے ناک میں سڑکتے ہیں۔ کان کا درد جب زیادہ عرصہ کا اور پرانا ہو جاتے اور سماعت کے راستہ کو صاف کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس کے علاج میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

وسخ الکور (شہد کی مکھی کے چھتہ کا میل)

یہ دوسرے درجہ کے آخر میں یا تیسرے درجہ کے شروع میں گرم ہے اس کی قوت ثانیہ یہ ہے کہ بہت جذب کرنے والی دوا ہے۔

---

[1] یہ مقدار خوراک بہت زیادہ ہے حالانکہ دوسری طبی کتابوں میں زیادہ سے زیادہ خوراک چھ یا سات درہم ہے۔ غالباً یہ ناقل کی غلطی ہے۔

Marfat.com

عاقر قرحا (اکرکرہ)

اس پودے کی جڑ خصوصاً زیادہ استعمال کی جاتی ہے اس میں جلن پیدا کرنے کی قوت ہے۔ اس لیے یہ چوتھے درجہ میں گرم ہے، اسی لیے یہ داڑھ کے درد میں سکون پیدا کرتا اور اس کو ملنے سے جسم کی سستی دور ہوتی ہے نیز خدر اور استرخاء میں مفید ہے۔ مختصر یہ کہ اس کا مقوی ہونا مشہور ہے۔

فجل (مولی)

یہ تیسرے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے اس کے تمام اجزاء میں اس کا بیج زیادہ قوی ہے، چہرے کے دھبے اور جسم کے کسی حصہ میں جلد کے سبز ہونے میں مفید ہے۔ ان افعال میں جنگلی مولی بستانی سے زیادہ قوی ہے۔

الراوند (ریوند چینی)

یہ مرکب القوی ہے، کیوں کہ اس میں کچھ جوہر ارضی بارد ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ کسیلا ہے۔ اس میں جزء ناری بھی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تیز ہوتا ہے نیز اس میں جزء ہوائی ہے۔ اس کی دلیل اس کا نرم اور متخلخل ہونا ہے جگر کے لیے مفید ہونے میں یہ بہت مشہور دوا ہے۔ جگر کے سدوں کو کھولتی اور اس کو قوی کرتی ہے۔ معدہ میں بھی اس کے افعال ایسے ہی ہیں۔ جالینوس اور دوسرے اطباء ریوند کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ حابس شکم ہے، حالانکہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسہل ہے۔ دوسری مسہل دواؤں کی اصلاح کے لیے یہ عجیب و غریب دوا مسہل ہے، کیوں کہ اس دواء کے علاوہ تمام مسہل دواؤں میں کچھ سمیت ہوتی ہے۔ یہ مسہل ہونے کے ساتھ تمام اعضاء کی مقوی بھی ہے۔ لہٰذا یہ دوا مسہل کی اصلاح اس طرح کرتی ہے کہ اس کے فعل میں معاون ہوتی اور اس کے ضرر کو روکتی ہے۔

کرفس

کرفس کوہی دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے، کیوں کہ اس کا مزہ تلخ و تیز ہے

Marfat.com

یہ پیشاب لاتا، حیض جاری کرتا، نفخ کو تحلیل اور دور کرتا ہے۔ کرفس بستانی ان افعال میں اس سے کمزور ہے۔

انذراسیون

یہ بربطورہ ہے اس پودے کی جڑ استعمال کی جاتی ہے یہ تیسرے درجے کے تقریباً آخر میں گرم اور اسی درجہ کے آخر میں خشک ہے۔ عصبی بیماریوں اور گاڑھے اخلاط کے سبب سے سینے اور پھیپھڑے میں ہونے والی بیماریوں میں مفید ہے۔ اس کی دھونی، دماغ کے گاڑھے اخلاط کو ٹکڑے کرتی اور اس کے سدوں کو کھولتی ہے۔ سڑے ہوتے دانت میں رکھنے سے اس کے درد میں سکون ہوتا ہے نیز تازہ زخم میں مفید ہے اس پودے سے نچوڑے ہوتے پانی کی قوت بھی وہی ہے جو اس پودے کی ہے۔ ان تمام افعال میں اس کا دودھ زیادہ قوی ہے۔

سُذاب

سداب دشتی چوتھے درجہ میں اور بستانی تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ کیوں کہ اس کے مزے میں حدت، تیزی اور تلخی ہے۔ اس کے تمام افعال وہی ہیں جو ایسے مزاج کی دواؤں کے افعال ہوتے ہیں نفخ و ریاح کو تحلیل کرنے کے لیے یہ بہت مفید دوا ہے۔ لیکن باہ کو کمزور کرتی ہے۔

زفت

زفت یابس تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے اس میں گرمی سے زیادہ خشکی ہوتی ہے اور زفت رطب میں خشکی سے زیادہ گرمی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ لطافت ہوتی ہے جس سے یہ ربو کے مریض اور صفرا کی قے کرنے والے کے لیے مفید ہے۔ اس کی مقدار خوراک حسب ضرورت ۱½ اوقیہ شہد کے ساتھ ہے۔ دونوں قسموں میں جلاء، نضج اور تحلیل کی قوتیں ہوتی ہیں۔ زفت رطب میں قوت نضج زیادہ ہوتی ہے۔ دونوں قسمیں ناخنوں کی سفیدی کو دور کرتی اور داد میں مفید ہیں بیپ کی دواؤں میں ملانے سے سخت ورموں کو پکاتی ہیں اس فعل میں زفت رطب زیادہ قوی ہے۔

Marfat.com

دُلب (درخت چنار)

یہ پہلے درجہ میں سرد و تر ہے۔ اس کے پتوں کو پیس کر لیپ کرنا گھٹنوں کے ورم میں مفید ہے۔ اس کی بیج اور پھل میں قوت تجفیف ہے۔ اسی لیے سرکہ میں پکا کر کلی کرنا دانت کے درد میں مفید ہے اسس کی راکھ اس مرض میں مفید ہے جس میں جلد سے چھلکے نکلتے ہیں۔ اس کے پتے پر جو غبار جم جاتا ہے اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے کیوں کہ یہ قصبہ ریہ، بینائی اور سماعت کے آلات کے لیے مضر ہے، دلب کو ہم لوگ "صفیرا" کہتے ہیں۔

عصی الراعی

یہ پودا دوسرے درجہ میں یا تیسرے درجہ کے شروع میں سرد ہے۔ کیوں کہ اسس میں جوہر ارضی بارد اور جوہر مائی ہے۔ یہ معدہ کی سوزش اور قرحہ میں مفید ہے۔ ریزش ہونے والے مادوں کو روکتا اور پھیرتا ہے۔ اسی لیے عورتوں کی کثرت حیض کو روکتا اور آنتوں کے زخم کو اچھا کرتا ہے۔ نیز نفث الدم اور کسی جگہ سے بھی زیادہ خون خارج ہونے کو روکتا ہے۔

وَرد (گلِ سرخ)

اسس دوا میں جوہر ارضی بارد و لطیف، جوہر ہوائی حار، اور جوہر مائی ہے۔ اسس کی دلیل اس کا مزہ ہے۔ اس کے عصارہ اور بیج میں قوت قبض ہے۔ یہ پہلے درجہ میں سرد و خشک ہے۔ معدہ جگر اور تمام اعضاء کی تقویت کے لیے یہ خاص دوا ہے۔ اس میں اس کی اتنی شہرت ہے کہ تحریر کی ضرورت نہیں ہے۔

سماق

اسس کے درخت میں قوت قبض و تجفیف زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے اجزاء میں اسس کا پھل اور عصارہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان دونوں میں قوت قبض ظاہر ہے۔ یہ دوسرے درجہ میں سرد اور تیسرے درجہ میں خشک ہے۔ اس کے افعال ثوانی ظاہر ہیں کہ حابس شکم

Marfat.com

ہے اور جریان خون کو روکتا ہے، اور اسی کے مانند اس کے دوسرے افعال ہیں۔

سکبینج

دوسرے گوند کی طرح یہ گوند بھی مسخن، ملطف اور جالی ہے نزول الماء اور گاڑھے اخلاط کے سبب سے ہونے والی آنکھوں کی دھند میں بہترین دوا ہے۔ مقل، جاؤشیر اور انزروت کے مانند اوتار سے بلغم کو جذب کرتا ہے۔ یہ بات گوندوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس بات میں مقل اسہال کے لیے پہلے درجہ میں ہے۔ اس کے بعد سکبینج اور جاؤشیر کا درجہ ہے پھر انزروت ہے سکبینج کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ سے ساڑھے چار ماشہ تک ہے۔ اور بغیر چبھن پیدا کیے ہوئے انزروت میں قوت تجفیف ہے اسی لیے چوٹ کے زخموں کو بھر دیتا ہے۔

خصی الثعلب (ثعلب مصری)

اس پودے کا مزاج گرم و تر ہے اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے اسی لیے یہ جماع کے لیے برانگیختہ کرتی ہے۔ اس کو شراب سیاہ قابض کے ساتھ استعمال کرنے سے اس تشنج میں فائدہ ہوتا ہے جو جسم کے پیچھے جانب ہوتا ہے۔

کرفس

کرفس خصوصا اس کا بیج اس درجہ کی گرم دوا ہے کہ یہ حیض لاتی، پیشاب جاری کرتی اور ریاح و نفخ کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کی چند قسمیں ہیں جن میں بعض زیادہ قوی ہیں۔ سب سے قوی وہ قسم ہے جس کا نام بطرسالیون ہے۔

ہندباء (کاسنی)

یہ پودا بستانی اور دشتی ہوتا ہے دشتی پہلے درجہ میں سرد و خشک اور بستانی سرد و تر ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ کسیلا اور تلخ ہے۔ اس میں تلخی سے زیادہ کسیلا پن ہے۔ جگر کے لیے مفید ہونے میں اس دوا کی بہت شہرت ہے۔ یہ ایسے جو ہر سے جگر کے لیے مفید ہوتی ہے کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جگر گرم اور جگر سرد

Marfat.com

دونوں کے لیے مفید ہے لیکن جگر گرم کے لیے زیادہ موافق ہے کیوں کہ یہ اپنے پورے جوہر سے مفید ہوتی ہے۔ بغیر کسی قسم کی گرمی پیدا کیے ہوتے یہ جگر کے صفرا کو صاف کرتی اور رگوں کے منہ کو کھولتی ہے۔

شیح (درمنہ)

یہ بہت تلخ دوا ہے اس میں قوت قبض نہیں ہے اس لیے یہ معدہ کے لیے مضر ہے تلخ ہونے کے سبب سے یہ کرم شکم کو مارتا ہے دوسرے درجہ کے آخر میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے۔

سیسالیوس

اس پودے کی جڑ اور اس کے بیج اس درجہ کی گرم دوا ہے کہ خوب پیشاب لاتی ہے نیز اس قدر لطیف ہے کہ مرگی اور تنفس انتصابی میں مفید ہے۔

سمسم (تل)

یہ پہلے درجہ کے آخر میں یا دوسرے درجہ کے شروع میں گرم اور تیسرے درجہ میں گرم وتر ہے اس کے روغن (شیرج) کا مزاج وہی ہے جو تل کا مزاج ہے۔

عنصل (پیاز دشتی)

پیاز کی اس قسم میں غایت درجہ کی قوت تقطیع ہے لیکن زیادہ گرم نہیں ہے بلکہ دوسرے درجہ میں ہے اسے بریاں کرکے یا پکا کر استعمال کرنا چاہیے۔

حرشف

اس پودے کی جڑ کو تل کر شراب کے ساتھ کھائیں تو بہت بدبودار پیشاب آتا ہے۔ اسی لیے بغلوں اور جسم کی بدبو کو دور کرتی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ اپنے پورے جوہر سے عفونت کی ضد میں ہے یہ دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے یہ دوا غذائی

Marfat.com

ہے اور بیگن کی طرح گوشت کے مزے کو اپنے اندر جذب کرتی ہے گوشت کے ساتھ پکانے سے لذیذ ہو جاتی ہے۔

ثوم (لہسن)

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔

مُر

یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ اس کے قوی ثوالث یہ ہیں کہ یہ شکم کے کیڑوں اور جنین کو مارتا ہے اس میں قوت جلاء ہے۔ اسی لیے ان سرموں میں ملایا جاتا ہے جو آنکھ کے جالے پھولے کو دور کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ ان دواؤں میں بھی ملایا جاتا ہے جو پرانی کھانسی اور ربو میں استعمال کی جاتی ہیں۔ کیوں کہ یہ بغیر خشونت پیدا کیے ہوتے اعتدال کے ساتھ جلاء کرتا ہے فعل انضاج میں یہ مشہور ہے۔ کیوں کہ یہ مادہ کو لطیف بنا دیتا ہے۔ اور مادہ میں اتنی غلظت و یبوست نہیں پیدا کرتا کہ باقی مادہ کا انضاج مشکل ہو جاتے۔ اسی فعل کی وجہ سے اس کو دواء منضج کہا جاتا ہے کیوں کہ مر کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تجربہ کے ذریعہ منضج ہے جبکہ یہ جالی ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مزاج حرارت انسانیہ کے مانند ہے کیونکہ یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔

جزر (گاجر)

بستانی کا فعل کمزور اور دشتی کا قوی ہوتا ہے یہ پیشاب لاتا اور حیض جاری کرتا ہے اس کے تازہ پتے کا لیپ آکلہ میں مفید ہے۔

اسطوخدوس

یہ پودا چند جوہروں سے مرکب ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس میں یکسانیت تلخی اور خوشبو ہے یہ پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے اس کے افعال ثوانی و ثوالث یہ ہیں تفتیح، جلاء، تمام اندرونی اعضاء اور پورے جسم کا قوی کرنا ہے۔ اسی لیے اعیاء (اعضاء شکنی) کے مریض کے لیے یہ مفید ترین دوا ہے۔ خصوصا وہ اعضاء شکنی جو اخلاط کے غلبہ کی وجہ سے ہو

Marfat.com

کُندس

یہ اعلیٰ درجہ کی گرم ہے اور اس میں خشکی بھی ہے چھینک لانے والی دوا ہے۔ یہ زہر ہے اندرونی طور پر استعمال کے لیے نہیں ہے۔

میعہ

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ ملین ہے۔ کھانسی زکام اور آواز بیٹھنے میں فائدہ کرتا ہے اس کا پینا اور حمول کرنا مدر حیض ہے۔ دخان میعہ، دخان کندر کے مانند ہے۔

تین (انجیر)

غذا کے لحاظ سے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے دوائی افعال یہ ہیں کہ خشک انجیر کا ... ورم کو پکاتا اور تحلیل کرتا ہے۔ انجیر کی تمام قسمیں ملین شکم ہیں۔ خام انجیر میں قوت کم اور انجیر دمشتی میں زیادہ ہوتی ہے۔ جس پانی میں انجیر کو خوب جوش دیا جاتا ... شہد کے مانند ہو جاتا ہے اس کے درخت کا مزاج گرم و لطیف ہے۔ خصوصاً اس کا دودھ اور عصارہ۔ اسی لیے یہ خیلان نامی مسوں کو صاف کر دیتا ہے۔ یہ مسہل شکم ہے، اس فعل میں انجیر دمشتی بستانی سے زیادہ قوی ہے۔

سلق (چقندر)

اس میں بورقیت ہوتی ہے، یہ جالی، محلّل اور دماغ کے فضلات کو نتھنوں سے خارج کرتا ہے۔ پکانے سے اس کی بورقیت ختم ہو جاتی ہے۔ سفید چقندر میں قوت جلاء سیاہ سے زیادہ ہوتی ہے لیکن سیاہ میں کچھ قوت قبض بھی ہوتی ہے۔

حُلبہ (میتھی)

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے اسی لیے یہ ورموں کو نرم کرتی

Marfat.com

ہے۔ خصوصاً رحم کے سخت ورموں کو۔

یتوع (تیز دودھ والا پودا)

یتوع کی تمام قسمیں بہت گرم ہیں دودھ سب سے زیادہ گرم ہوتا ہے۔ اس سے کم اس کے بیج، پھر اس کے پتے پھر ان کی جڑیں۔ یتوع کی جڑ کو سرکہ میں جوش دیکر کلی کرنے سے دانت کا درد خصوصاً سڑے ہوتے دانت کا درد دور ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اگر یتوع کا دودھ استعمال کیا جاتے تو چونکہ یہ بہت تیز ہے اس لیے اس سے منہ اور صحیح دانتوں کو بچانا چاہیئے کیوں کہ اگر منہ میں کسی جگہ گر گیا تو اس کو جلا دے گا اس لیے سڑے ہوتے دانت پر اگر دودھ رکھنے کا ارادہ ہو تو پہلے اس کے اردگرد موم کا حلقہ بنا لیا جاتے۔ اسی بنا پر تیوع کا دودھ چوتھے درجہ میں گرم ہے۔ اگر بدن پر اس کو لگایا جاتے تو بال کو صاف کر دیتا ہے۔ اگر چند بار لگایا جاتے تو اس جگہ کے بال کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتا ہے۔ ہر قسم کے مسّہ کو زائل کرتا ہے۔ سڑے ہوتے زخموں میں مفید ہے یہی افعال اس کے بیج کے بھی ہیں لیکن اس کا پتہ ضعیف ہوتا ہے۔

کثیرا (کتیرا)

کثیرا میں چپک پیدا کرنے کی قوت ہے۔ گرم چیزوں کی حدت سے ٹوٹتا ہے تمام گوندوں کی طرح اس کا مزاج بھی خشک ہے۔

حسک (خار خسک)

اس پودے میں جوہر رطب کے ساتھ کچھ برودت اور جوہر یابس بارد ہوتا ہے خشکی میں پیدا ہونے والے میں یبوست زیادہ اور پانی میں پیدا ہونے والے میں جوہر مائی زیادہ ہوتا ہے۔ دونوں قسمیں ورموں کی رادع ہیں۔ اس کا پھل گردوں میں پیدا ہونے والی پتھری کو توڑتا ہے۔ یہ پہلے درجہ میں بارد اور رطوبت و یبوست میں معتدل ہے۔

عنب الثعلب (مکو)

یہ دوسرے درجہ میں سرد و خشک ہے۔

Marfat.com

ریوفاریقون

یہ مسخن ہے اس کا جوہر لطیف ہوتا ہے اس لیے یہ پیشاب لاتا ہے جب کوئی شخص اس کو کھانا چاہے تو صرف بیج نہ کھاتے بلکہ اس میں اس کے پھل کو ملا کر استعمال کرے۔ آگ سے جلنے کے مقام اور پھوڑوں پر بطور ضماد استعمال کرنے سے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس کو باریک کر کے متعفن پھوڑوں پر بطور ذرور استعمال مفید ہے مگر کے درد میں بھی کچھ لوگوں نے مفید پایا ہے۔

الزوفا

یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک اور لطیف ہے جس دوا کا ایسا مزاج ہو گا اس کے افعال ظاہر ہیں۔ اسی لیے یہ سدّوں کو کھولنے اور اخلاط کو لطیف کرنے میں بہت مفید چیز ہے۔

العدس (مسور)

یہ قبض پیدا کرتا ہے لیکن زیادہ نہیں۔ یہ حرارت و برودت کے درمیان اور دوسرے درجہ میں خشک ہے مسور کا صرف جرم حابس شکم ہے۔ اس کو پکا کر استعمال کرنا ملین شکم ہے جب تلیین کا ارادہ ہو تو چند بار پانی میں پکائیں، ہر بار پانی کو پھینکا جاتے۔

الطحلب (کائی)

یہ دوسرے درجہ میں سرد و تر ہے۔

النخلة (درخت کھجور)

درخت کھجور کے تمام اجزا کا قابض ہونا ظاہر ہے لیکن اس کا پھل پکنے پر گرم ہوتا ہے اور شگوفہ کے پوست میں قوت تجفیف زیادہ ہوتی ہے۔

الفُوّ

یہ پودا خوشبودار ہوتا ہے اس کی قوت سنبل کے مانند ہوتی ہے لیکن اکثر چیزوں میں

Marfat.com

اس سے بہتر ہوتی ہے کیوں کہ یہ سنبل الطیب اور سنبل شامی سے زیادہ مدر بول ہے۔

القنۃ (بہروز)

اس گوند میں قوت ملینہ و محللہ ہوتی ہے یہ تیسرے درجہ کے شروع میں گرم اور دوسرے درجہ کے شروع میں خشک ہوتا ہے۔

کماذریوس

یہ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ خشکی سے کچھ زیادہ اس میں گرمی ہوتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مزہ تلخ و تیز ہوتا ہے۔ یہ طحال کو گھلاتا، حیض اور پیشاب جاری کرتا، اخلاط کو کاٹتا اور اندرونی اعضاء کے سدوں کو صاف کرتا ہے۔

کمافیطوس

یہ دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک ہے اس کے مزے میں تلخی اور تیزی ہوتی ہے سدوں کے سبب سے ہونے والے یرقان میں مفید ہے، حیض جاری کرتا اور پیشاب لاتا ہے۔

البزر قطونا (اسپغول)

یہ تیسرے درجہ میں سرد اور رطوبت و یبوست کے درمیان ہے۔

الارمدۃ (راکھ)

اس میں متضاد کیفیات ہوتی ہیں کیونکہ اس میں اجزاء ارضی اور ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو دھوئیں کے مزاج کے قریب ہوتے ہیں۔ یہ اجزاء دھونے سے ختم ہو جاتے ہیں دھونے کے بعد صرف جزء ارضی باقی رہتا ہے جو بغیر چبھن کے خشکی پیدا کرتا ہے۔ جن چیزوں کی راکھ ہوتی ہے انہی کے لحاظ سے اس کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔

الدخان (دھواں)

ہر قسم کا دھواں گرم و خشک اور مجفف ہے۔ اس کے اس مزاج کے ساتھ اس میں اس

Marfat.com

چیز کی قوت بھی ہوتی ہے جس کا دھواں ہے۔ اسی لیے کندر کے دھویں کو اطباء آنکھ پر گوشت لانے، آنکھ کے ورم، آنکھ کی طرف رطوبت کے آنے اور پلکوں کے اگانے میں استعمال کرتے ہیں۔ کندر تلخ کا دھواں کندر کے دھویں کے مانند ہے۔ میعہ کا دھواں زیادہ قوی ہے۔ قطران کا دھواں زفت کے دھویں سے زیادہ قوی ہے۔ قوی دھوئیں مرض سلاق میں استعمال کیے جاتے ہیں۔

فن طب میں زیادہ تر استعمال ہونے والی بناتی دوائیں یہی ہیں جن کا تجربہ جالینوس نے بھی کیا ہے۔

معدنی دوائیں

ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں:

الطین المختوم (گل مختوم)

یہ سرد و خشک اور مجفف ہے، معتدل قابض ہے زہروں میں مفید ہے، نفث الدم کو روکتی ہے آنتوں یا جگر کے اسہال دموی میں مفید ہے۔ اس کا ضماد زخموں کو خشک کرتا ہے۔

الطین الارمینی (گل ارمنی)

یہ بھی سرد و خشک اور قوی و مجفف ہے۔ اسہال شکم اور نفث الدم میں مفید ہے۔ پھیپھڑے اور سینے کے زخم کو خشک کرتی ہے، یہاں تک کہ پھیپھڑے کا زخم سخت ہو جاتا ہے اور مریض اسی حال پر زندہ رہتا ہے، خصوصاً جب وہ گرم علاقوں میں منتقل ہو جاتے۔ وبائی بیماریوں کے مریض کے لیے مفید ہے یہ مٹیاں ہمارے یہاں نہیں پائی جاتی ہیں، البتہ وہ مٹی جس سے ہمارے یہاں کتابوں پر مہر لگائی جاتی ہے جب چھان کر صاف کر لی جاتی ہے تو اکثر ان افعال کا ہونا بعید نہیں، اسی طرح انجبار کے بھی افعال ہیں۔

Marfat.com

الشادنتہ (شادنج)

یہ بھی سرد و خشک ہے پپوٹوں کے کھردرے ہونے میں مفید ہے شادنج مغسول آنکھ کے زخموں کو خشک کرتا ہے۔

طین الکوکب (گلِ کوکب)

اعتدال کے ساتھ سرد و خشک ہے مٹیوں میں اس کا جوہر سب سے زیادہ نرم ہے۔

المغرۃ (گیرو)

سرد و خشک ہے اس کو کھانے سے آنتوں کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

الجبسین (گچ)

یہ مجفف اور چپکنے والا ہے۔ اس کے ساتھ سفیدی بیضہ، چکی کا غبار اور خرگوش کے نرم بال اور مکڑے کا جال ملاکر شریان کے کٹنے کی جگہ پر لیپ کرنا مفید ہے۔

اسفیداج الرصاص (سفیدہ سیسہ)

یہ سرد و خشک ہے، بغیر چبھن پیدا کیے ہوتے مجفف ہے۔

النورۃ (چونا)

یہ بہت گرم ہے گوشت کو گھلاتا ہے۔ اسے چند بار دھو کر زخموں پر لگانے سے چبھن پیدا کیے بغیر زخموں کو خشک کر دیتا ہے۔

حجر اللازورد (سنگ لاجورد)

مرۃ سودا کا اسہال کرتا ہے مالیخولیا کے مریض کے لیے مفید ہے۔ بے ضرر قوی مسہل

Marfat.com

ہے۔ اس کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ سے پونے پانچ ماشہ تک ہے اس کو باریک کر کے ایسی پلکوں پر چھڑکا جائے جن کے بال گرم اخلاط کے سبب سے گرے ہیں تو بالوں کو اگا دیتا ہے۔ یہ کچھ جالی اور کچھ قابض ہے چونکہ یہ گرم اخلاط کو ختم کر دیتا ہے اس لیے بالوں کو اگاتا اور عضو کو اس کے اصل مزاج پر لوٹا دیتا ہے۔

حجارۃ الاسفنج (سنگِ اسفنج)

گردے کی پتھری کو توڑنے میں بالخاصہ مفید ہے۔

اثمد (سنگِ سُرمہ)

سرد اور قابض ہے آنکھ کی حرارت و رطوبت کے لیے مفید ہے آنسو کو خشک کرتا اور آنکھ کے زخموں کو صاف کرتا ہے گویا یہ اپنے پورے جوہر سے آنکھ کا مقوی ہے۔

التوتیا

تانبہ گلانے کی بھٹی میں پایا جاتا ہے اور کبھی اقلیمیا پگھلانے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ توتیا مغسول کا مزاج خشک ہے اور خاص طور پر بغیر چبھن کے خشک ہے یہ بھی آنکھ کی مشہور دوا ہے آنسو کو خشک کرتا، دھند کو صاف کرتا اور اس کی طرف مواد گرنے کو روکتا ہے۔

مرداسنج (مرداسنگ)

یہ مرکب ہے حرارت و برودت میں معتدل اور مجفف ہے اس میں کچھ جلاء ہے جس سے تر زخموں کا اندمال کرتا ہے۔

اقلیمیاء الذہب والفضۃ (سونے اور چاندی کا میل)

دونوں بارد، یابس، مجفف اور جالی ہیں۔ لیکن سونے کا میل زیادہ مجفف اور جالی ہے۔ چاندی کا میل سوختہ کرنے پر بغیر چبھن پیدا کیے ہوتے مجفف ہے اور آنکھ کے زخموں کو مندمل کرتا

Marfat.com

ہے۔ یہ دونوں عموماً اس دھوئیں سے پیدا ہوتے ہیں جو تانبے یا چاندی کے پکنے کے وقت اٹھتا ہے۔

خبث الحدید (لوہے کا میل)

یہ بہت مجفف ہے۔ اس کو خوب باریک کرکے سرکہ میں بھگویا جاتے پھر پیا جاتے تو معدہ کے اسہال، طحال کے درد اور مقعد کی بیماریوں میں مفید ہے۔ اسی طرح جب مسلسل باریک کیا جاتے تو ایسی دوا ہوجاتی ہے جسے کان میں ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

الملح (نمک)

اس کی چند قسمیں ہیں سب گرم و خشک ہیں ان میں قوتِ قبض و جلاء ہے بورہ نمک کی ایک قسم میں قوت جلاء زیادہ ہے اسی لیے یہ زیادہ ملیّن ہے۔

الزرنیخ الاصفر (ہڑتال زرد)

اس میں جلانے کی قوت ہے جب اس کو سوختہ کیا جاتا ہے تو زیادہ لطیف ہوجاتا ہے، لوگ اسے بال مونڈنے میں استعمال کرتے ہیں۔

الکبریت (گندھک)

گندھک کی تمام قسموں میں قوت جاذبہ ہے کیوں کہ اس کا مزاج گرم اور اس کا جوہر لطیف ہے اسی لیے یہ حشرات الارض کے زہر کو دور کرتا ہے۔ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو باریک کرکے ڈسنے کے مقام پر چھڑکا جاتے، یا اس میں تھوک ملاکر اس پر رکھا جاتے، یا پیشاب، روغن زیتون، شہد اور صمغ البطم میں سے کوئی ایک ملاکر اس پر رکھا جاتے۔ خارش تر، داد اور جلد سے بھوسی نکلنے میں بھی مفید ہے۔

الزنجار (زنگار)

اس کا مزاج گرم و خشک ہے گوشت کو گھلاتا اور کاٹ ڈالتا ہے اسی لیے ان زخموں

Marfat.com

پر رکھا جاتا ہے جن میں زائد یا فاسد گوشت کو گھلانے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن سادہ زخموں کا اندمال نہیں کرتا۔

الزاج (کسیس)

اس کی تین قسمیں ہیں زاج سرخ، قلقطار اور زاج سبز۔ ان قسموں میں جلانے اور قبض کی قوت ہے ان کی لطافت و غلظت بھی ایک دوسرے سے جداگانہ ہے سب سے غلیظ سرخ، اس کے بعد قلقطار پھر سبز ہے۔ گویا سرخ قسم قلقطار کا مادہ یا قلقطار کے بننے کی حالت ہے۔ اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا ہے کہ قلقطار کا استحالہ سبز کی طرف اور سرخ کا استحالہ قلقطار کی طرف ہے۔ جالینوس نے کہا ہے کہ جب وہ جزیرۂ قبرص کی کان میں داخل ہوا تو تین لمبی چھڑیں پائیں۔ سب سے نیچے سرخ اس کے اوپر قلقطار اور سب سے اوپر سبز تھا۔ یہ ترتیب ہمارے قول کی دلیل ہے۔ گویا سبز کی نسبت قلقطار کی طرف ویسی ہی ہے جو زنگار کی نسبت تانبے سے ہے۔ زاج سرخ گوشت میں کم چبھن پیدا کرتا ہے، کیوں کہ اس کا جوہر غلیظ ہے قلقطار اور سبز زیادہ چبھن پیدا کرتے ہیں۔ سرخ اور سبز نہیں پگھلتے اور قلقطار پگھلتا ہے کیوں کہ سرخ، پتھر کی طرح منجمد ہوتا ہے اور سبز میں پختگی زیادہ ہوتی ہے۔

الاسرب

یہ سیسہ ہے جس کے اجزاء میں جوہر بارد اور رطب زیادہ ہوتا ہے کیوں کہ برودت نے اس کو منجمد کر دیا ہے۔ اسی لیے جب سیسہ کو بعض عصارات مثلاً روغن گل یا روغن زیتون خام کے ساتھ ملاکر ہاون میں پیسا جاتے تو ان دونوں سے مل کر ٹھنڈک پہنچانے والی دوا بن جاتی ہے۔ یہ دوا عضو تناسل، پیڑو اور مقعد کے ورموں میں مفید ہے۔ نیز سرطانی پھوڑوں اور ان مواد کے لوٹانے میں مفید ہے جو کان اور قدم کی طرف ریزش کرتے ہیں۔ اس کا پتر پیڑو پر باندھنے سے احتلام کی شکایت دور ہو جاتی ہے لیکن آلات منی کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کا باریک پتر مڑے ہوئے عصب کو تحلیل کرتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی گوشت کے لحاظ سے اس میں قوت تحلیل ہے اگرچہ اس کے مزاج میں برودت زیادہ ہے۔

Marfat.com

الخزف (ٹھیکری)

اس میں قوت جلاء و تجفیف ہے۔ ٹھیکری کی خاصیت.........
نوٹ : اصل کتاب میں یہاں عبارت چھوٹ گئی ہے۔ کاتب نے تصحیح کا نشان بتایا ہے۔ لیکن حاشیہ پر کوئی عبارت نہیں ہے۔

الزرنیخ الاحمر (ہڑتال سُرخ)

اس میں جلانے کی قوت ہے ۔

الشّب (پھٹکری)

اس میں شدید قوت قبض ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے یونانی زبان میں اس کا نام "ستن" ہے اس کی چند قسمیں ہیں سب میں غلظت ہوتی ہے ان میں زیادہ بعیف سب یمانی ہے۔

النحاس المحرق (تانبہ سوختہ)

اس میں حدت اور قوت قبض ہے اسی لیے جب مغسول کیا جاتا ہے اور اس سے دخانی جز نکل جاتا ہے تو زخم کو بھرنے والی دوا ہو جاتی ہے کبھی غیر مغسول بھی جسم کی سخت جگہوں میں زخم کو مندمل کرتا ہے۔

توبال النحاس (دیگ جوش = تانبے کا میل)

یہ تانبہ سوختہ اور تانبے کے برادہ سے زیادہ لطیف ہے اسی لیے جن شیافات میں استعمال کیا جاتا ہے وہ بہت کھردرے پپوٹوں کو تحلیل اور جلا کرتے ہیں۔

لزاق الذہب

یہ سہاگہ ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ معدنی اور مصنوعی۔ مصنوعی کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ موسم گرما میں تانبے کے ہاون دستے میں بچوں کا پیشاب ڈال کر پیسا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے

Marfat.com

کہ ہاون دستہ سرخ تانبہ کا بنا ہوا ہو۔ عموماً اس میں کھلانے کا مزاج ہوتا ہے لیکن زیادہ چبھن نہیں پیدا کرتا اور مجفف ہے۔ منھوجی، معدنی سے زیادہ مجفف اور کم چمکدار ہے معدنی کو جب جلایا جاتا ہے تو زیادہ لطیف ہو جاتا ہے۔

گوشت اور حیوانی رطوبتیں

اللّبن (دودھ)

اچھا اور میٹھا دودھ، تیز اور چبھن پیدا کرنے والے نزلہ میں مفید ہے، نیز اعضاء کے خراب کیموس کو صاف کرتا ہے اعضاء میں لیس پیدا کرتا ہے، جس سے تیز اخلاط وہاں تک نہیں پہنچتے جیسا کہ سفیدی بیضہ کا فعل ہے۔ یہ فوائد اس وقت ہوتے ہیں جب دودھ نکال کر فوراً پیا جائے، یا اگر ہو سکے تو پستان سے پیا جائے، کیوں کہ ہوا کی حرارت سے بہت جلد اس کی حالت بدل جاتی ہے۔ اسی لیے خراب اخلاط والے اجسام میں ترشی کی طرف اس کا استحالہ جلد ہو جاتا ہے۔ معدہ بارد میں منجمد ہو جاتا ہے اور دماغ میں امتلاء پیدا کرتا ہے۔ لیکن، اعضائے اصلیہ کی رطوبت کے تحلیل ہونے کے بدل میں دودھ کی طرح کوئی دوسری چیز نہیں ہے، خصوصاً عورتوں کا دودھ، اس کے بعد گدھی کا دودھ، پھر بکری کا دودھ۔ اسی لیے یہ تمام دودھ سل کے مریضوں کے لیے بہت مفید ہیں۔ کیوں کہ یہ ایسا مادہ ہے جو اس مادہ اولی کے مانند ہے جس سے رطوبت اصلیہ بنتی ہے۔ اسی لیے پیدائش کے بعد بچوں کی یہ طبیعی غذا ہے۔ دودھ کے یہ افعال یعنی تغذیہ، کچھ جلاء اور ترطیب اسی سبب سے ہیں کہ یہ مختلف جوہروں سے مرکب ہے۔ مثلاً اس میں ارضی چیز یعنی جبنیت ہوتی ہے، یہ چپکنے والا جزء ہے۔ اسی طرح اس میں جزء ہوائی یعنی جھاگ ہے جس کے سبب سے یہ مرطب ہے۔ اس میں پانی جیسا رقیق جزء بھی ہے، (اسی مائیت کے سبب یہ جالی ہوتا) ہے، جب اس جزء کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے تو صرف قوت جلاء نہیں رہتی۔ یہ ایسا ملین طبع ہے جو ادویہ مسہلہ کا مادہ بن سکتا ہے، احشاء کے متعفن فضلات اور ریم والے زخموں کو دھوتا اور صاف کرتا ہے جب ٹھوس لوہے یا وزنی پتھر کو دودھ میں چند بار بجھایا جاتا ہے تو اسہال شکم کے لیے مفید ہوتا ہے اس میں لوہا زیادہ مفید ہے کیوں کہ اس میں قوت قبض ہے۔ ہر قسم کا

Marfat.com

دودھ عموماً اس آشوب چشم کے لیے مفید ہے جو نزلہ حار سے ہوا چبھن پیدا کرنے والے خلط سے رحم اور مقعد میں ہونے والے زخموں میں بھی مفید ہے۔ جب اس کے ساتھ مسکن دوا میں ملائی جاتی ہیں مثلاً تانبہ کی بھٹی سے حاصل ہونے والی ہر دوا تو اس وقت سرطانی پھوڑوں کے لیے مفید ہے۔ اس سے غرغرہ کرنا منہ کے زخموں کے درد میں سکون پیدا کرتا ہے اور لوزتین اور کوے کے لیے مفید ہے مختصر یہ کہ اس کا جوہر نرم ہونے کے سبب سے چبھن نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ دردوں میں سکون پیدا کرتا ہے، خصوصاً جب جوش دیا ہوا ہو۔ اسی لیے تیلنی مکھی کے کھانے میں یہ مفید ہے۔

الجبن (پنیر)

پرانا پنیر گرم و خشک ہے کیوں کہ اس میں نمک اور پنیر مایہ دونوں ہیں یہ جوڑوں کے درد میں مفید ہے مکھن میں ورم کو پکانے کی قوت ہے گھی اس سے زیادہ گرم ہے۔ یہ سخت جگہوں کے ورموں کو مکھن سے زیادہ پکاتا ہے۔ کیوں کہ اس کو پکا کر بنانے کے وقت اس میں نمک ڈالا جاتا ہے۔ مکھن کان کی جڑ اور کنج ران کے ورموں کو پکاتا ہے نیز دیگر نرم مقامات کے ورموں کو نضج دیتا ہے اس میں شہد ملا کر بطور لعوق استعمال کرنا سینہ اور پھیپھڑے سے بلغم نکالنے میں مفید ہے۔

الانفحتہ

پنیر مایہ کی تمام اقسام گرم لطیف اور خشک ہیں۔ معدہ میں منجمد خون اور دودھ کو تحلیل کرتا ہے حابس معدہ ہے خصوصاً جب نامعلوم اسباب کی بناء پر اسہال ہو رہا ہو۔ اکثر لوگ بچوں کے اسہال میں ان کے پیٹ پر اسے گرم کر کے رکھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کی یہ خاصیت اخلاط کو ٹکڑے کرنے اور خشک کرنے کی جہت سے ہو۔

البیض (انڈا)

غذائی لحاظ سے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے دواءً اس کے چند فوائد ہیں۔ بیضۂ مرغ کی سفیدی چبھن کو سکون دینے میں سب سے قوی دوا ہے اسی لیے آنکھ کے درد میں استعمال

Marfat.com

کی جاتی ہے یہ عموماً ان تمام چیزوں میں استعمال کی جاتی ہے جن میں چبھن کو سکون دینا مقصود ہو۔ مثلاً وہ پھوڑے جو مقعد اور پیڑو میں ہوتے ہیں نیز تمام خراب پھوڑے۔ کبھی ان دواؤں میں ملایا جاتا ہے جو اس شگاف کو بند کرتی ہیں جو پردہ دماغ کے پھٹنے سے ہوتا ہے زردی بیضہ کا جوہر بھی سفیدی بیضہ کے جوہر کے مانند ہوتا ہے اسی لیے پورے بیضہ میں روغن گل ملاکر مقعد اور اس ورم کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے جو پپوٹوں، کان اور پستان میں ہوتا ہے۔ یہ عموماً عصبی اعضاء مثلاً کہنی، انگلیوں کے وترات اور ہاتھ پیر کے جوڑوں کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اطباء متاخرین اس قسم کے علاج میں سفیدی کے بغیر صرف زردی بیضہ استعمال کرتے ہیں اس کے استعمال کا مقصد درد میں سکون پیدا کرنا اور تشنج ہے روغن زردی بیضہ اعصاب کے درد کو سکون دینے میں دوسری دواؤں سے زیادہ مفید ہے یہاں تک کہ لوگوں کے بیان کے مطابق بط اور مرغی کی چربی سے بڑھ کر ہے مسلم بیضہ کو سرکہ کے ساتھ پکاکر کھانا ان مادوں کے لیے مفید ہے جو معدے کی طرف جاری ہوتے اور گرتے ہیں۔ بیضہ کے ساتھ کچھ حابس شکم دوائیں ملاکر پکایا جاتے اور اسہال شکم کے مریض کو کھلایا جاتے تو اس کے لیے مفید ہوتا ہے۔ ان مواقع میں جو دوائیں ملائی جاتی ہیں ان میں زیادہ مفید شیرۂ انگور خام، سماق اور اس کا عصارہ، مازو، پوست انار اور حب الآس ہے۔ ان سے بھی زیادہ قوی گل انار دشتی ہے۔ آگ سے جلنے کی جگہ پر بیضہ خام رکھنا مفید ہوتا ہے۔ سینے اور دوسرے اعضاء کی خشونت کے لیے بیضہ نیم برشت مفید ہوتا ہے۔ خاکستر پوست بیضہ مرغ پیس کر چھاننے کے بعد بیاض چشم میں استعمال کرنا مفید ہے۔

المرارات (پتے)

تمام پتے گرم و خشک ہیں۔ حیوانات کے مزاج کے لحاظ سے ان کا دواتی فائدہ کم و بیش ہوتا ہے عموماً یہ ان شیافات میں ڈالے جاتے ہیں جن میں جلاء پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ خصوصاً پرندوں کے پتے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایسے حیوان کا پتہ استعمال کرنا چاہیے جس کو کوئی ایسا مرض نہ ہو جس سے اس کے پتے میں تغیر واقع ہوگیا ہو معالجہ میں اکثر مرغ کے پتے شیافات میں ڈالے جاتے ہیں۔

Marfat.com

البول (پیشاب)

اس میں تیزی اور قوت جلاء ہوتی ہے اسی لیے پرانے اور گندے زخموں میں مفید ہے۔

الزبل (گوبر)

سفید کتے کا براز خناق میں خاص طور پر مفید ہے۔ جو بھی تنگی سے ان بچوں کو حقنہ کیا جاتا ہے جنہیں قبض ہوتا ہے۔ استسقاء کے مریضوں کے لیے گائے کے گوبر کا لیپ مفید ہے۔ مرغیوں کی بیٹ اس خناق کے لیے مفید ہے جو کھمبی کے کھانے سے عارض ہوتا ہے کیوں کہ اس سے قے ہوتی ہے۔ اس کو سرکہ اور پانی میں پیس کر پینا چاہیے۔ مرض قولنج میں درندوں کا براز کھلانا اور ران پر باندھنا مفید ہوتا ہے۔ کبوتر کی بیٹ امراض باردہ مثلاً نقرس، شقیقہ بارد، درد سر بارد، دوار، اور پہلو، شانوں، پشت، کلائی، گردے اور جوڑوں کے درد وں میں مفید ہے۔

اللحوم (گوشت)

جالینوس اور جمہور اطباء نے کہا ہے کہ افعی (کالا سانپ) کے گوشت کو تریاق فاروق میں ملانے سے جذامیوں کو فائدہ ہوتا ہے اس گوشت کی قوت اولی تسخین و تجفیف ہے۔ اس گوشت سے اس مرض کے دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرض پیدا کرنے والے خلط کو یہ بیرون بدن کی طرف دفع کرتا ہے لہٰذا جو شخص اس کو کھاتا ہے اس کی حالت میں یہ تبدیلی ہوتی ہے کہ اس کی جلد سے چھلکے نکلتے ہیں پھر وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

الشحوم (چربی)

ظاہر ہے کہ اس میں حرارت و رطوبت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ حیوان کے مزاج کے مختلف ہونے سے چربیوں کا مزاج بھی مختلف ہوتا ہے۔ چربیوں میں سب سے زیادہ گرم و خشک شیر کی چربی ہے بیل کی چربی گرمی و خشکی میں متوسط ہے۔ بچھڑے کی چربی زیادہ رطب ہے۔ بکرے کی چربی حقنہ کے لیے بہتر چیز ہے یہ بیل کی چربی سے زیادہ رطب ہے۔ بکری کے بچے

Marfat.com

کی چربی زیادہ رطب ہے۔ مرغی اور بط کی چربی تمام چربیوں میں زیادہ لطیف ہے۔ اسی لیے دردوں کو سکون دینے میں اس کی قوت زیادہ ہے۔

المخ (مغز)

اعضاء صلبہ کے سخت اورام کو تحلیل کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے بارہ سنگھاتے کی ہڈی کا سرخ گودا اور اس سے کم مفید بچھڑے کی ہڈی کا گودا ہے۔ بوڑھے مرغ کا شوربہ ملین شکم ہے۔ سرطانوں کا گوشت مزاج میں اعتدال پیدا کرتا ہے۔ سرطان سوختہ دلوانے کتے کے کاٹنے میں بالخاصہ مفید ہے۔ مرغ کا گوشت سنگریزے کو توڑتا ہے۔ چکاوک کا گوشت جب سبزیوں کے ساتھ پکاکر برابر کھایا جاتے تو درد قولنج میں مفید ہے۔ خیرالطیور جسے لوگ ہاں طاؤ نا کھاتا ہے، اُسے کچل کر کٹے ہوتے عصب پر رکھنے سے فوراً فائدہ ہوتا ہے۔ سمندر میں پیدا ہونے والی وہ چیزیں جن کے فوائد مشہور ہیں، ان میں اسفنج اور قفرالیھود ہے۔ یہ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے تازہ زخموں کو چپکاتا ہے جس سے خون بند ہو جاتا ہے۔ اسفنج البحر میں قوت تجفیف ہے۔ بیرونی اعضاء پر رکھنے سے رطوبات کو اچھی طرح بند کرتا ہے۔ کف دریا کی تمام قسموں میں قوت جلاء و تحلیل ہے اور اس کا مزاج گرم ہے۔

یہ خاص خاص دوائیں ہیں جن کو جالینوس نے بیان کیا ہے اور جن کا تجربہ کیا ہے ان کے علاوہ مندرج ذیل کچھ مشہور دوائیں ہیں، اگرچہ جالینوس نے انہیں بیان نہیں کیا ہے۔

الاہلیلجات (ہلیلہ جات)

اس کی پانچ قسمیں ہیں، ہلیلہ زرد، ہلیلہ کابلی، ہلیلہ ہندی، آملہ اور بلیلہ۔ ان کی قوی اولی یہ ہیں کہ یہ پہلے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہیں۔ کیوں کہ یہ جو ہر ارضی بارد اور جو ہر ارضی سوختہ سے مرکب ہیں ان میں برودت زیادہ نہیں ہوتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مزے میں کسیلا پن اور تلخی ہوتی ہے۔ ہلیلہ کابلی خصوصاً بہ آسانی اسہال سودا کرتا اور اپنی کیفیت سے بلغم کو خشک کرتا ہے۔ اس خلط کی . . . ہے یہ پہلے درجہ کی دوا ہے۔ ہلیلہ ہندی کی بھی یہی خاصیت ہے، لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ

Marfat.com

سوداء محترقہ کو جذب کرنے اور نکالنے کے لیے یہ مخصوص ہے۔ اس فعل کے ذریعہ یہ سر کی ان بیماریوں کو دور کرتا ہے جو معدہ کے سبب سے ہوتی ہیں کیوں کہ یہ جسم کی گہرائیوں سے جذب نہیں کرتا ہے۔ بلکہ صرف آلاتِ غذا سے جذب کرتا ہے۔ اسی لیے اس کا برابر استعمال حواس اور فکر کو تیز کرتا اور بڑھاپا دیر میں لاتا ہے۔

ہلیلہ زرد

اس کی خاصیت یہ ہے کہ بہ آسانی صفرا کا اسہال کرتا ہے ان دونوں قسموں کی مقدار خوراک سفوف کے طور پر ۱۴ ماشہ سے ساڑھے سترہ ماشہ تک اور خیساندہ کے طور پر ۳۵ ماشہ سے ساڑھے اڑتیس ۳۸ ماشہ تک ہے۔

ہلیلہ

اس کے متعلق بھی لوگوں کا خیال ہے کہ یہ صرف صفرا کا اسہال کرتا ہے۔

آملہ

لوگوں نے اسے مسہل نہیں کہا ہے یہ اشتہاء غذا کو قوی کرتا تھوک اور قے کو روکتا اور ذہن کو بہتر بناتا اور بواسیر کے لیے مفید ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ پیاس کو روکتا اور باہ کو بڑھاتا ہے۔ اس بناء پر اس میں کچھ رطوبت ہوتی ہے۔

کشوث

اس کی قوت، افسنتین کی قوت جیسی ہے لیکن بالکل اس کے مانند نہیں ہے یہ جوہر قابض اور جوہر تلخ سے مرکب ہے، افسنتین کی طرح یہ بھی نضج مادہ کے بعد بخاروں میں مفید ہے۔

بلاذر (بھلانوہ)

یہ چوتھے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ کے آخر میں خشک ہے۔ فالج اور استرخاء میں

Marfat.com

مفید ہے رطوبت کے سبب سے اگر قوت حافظہ میں خلل واقع ہو تو اس میں اور قوت ذاکرہ میں فائدہ پہنچاتا ہے

بہمن

یہ گرم و تر ہے معدہ اور آلات تناسل کو اعتدال کے ساتھ حرارت بخشتا ہے شہوت کو قوی کرتا اور منی کو بڑھاتا ہے نیز سوداوی اخلاط میں مفید ہے۔

ترنجبین

یہ ایک رطوبت ہے جو خراسان اور اطراف ہند میں آسمان سے (جوانسے کے پودوں پر) گرتی ہے۔ یہ عموماً (منجمد ہوکر) شکر کے مانند ہو جاتی ہے یہ پہلے درجہ میں گرم و تر ہے۔ یہ بالخاصہ بہ آسانی صفرا کا اسہال کرتی ہے، لیکن یہ کمزور مسہل صفرا ہے، اسی لیے گرم بیماریوں میں نضج مادہ کے انتظار کے بغیر استعمال کرائی جاتی ہے۔ یہ دوسری ادویۂ مسہلہ کی طرح نہیں ہے کہ نضج مادّہ کے بعد بیماریوں میں استفراغ کے لیے استعمال کی جاتے۔

تمر ہندی (املی)

یہ تیسرے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اس میں جوہر مائی ہے چونکہ اس میں تھوڑی سی حرارت بھی ملی ہوتی ہے جس سے اس کی مائیت لطیف ہو جاتی ہے، مائیت کے نفوذ کے لیے یہ حرارت گویا آلہ ہے اسی لیے اس کا مزہ بہت ترش ہے بہ آسانی صفراء کا اسہال کرتی ہے بطور خیسانده اس کی مقدار خوراک دس درہم سے پندرہ درہم تک ہے۔ اس کی ترشی میں کچھ کسیلا پن بھی ہوتا ہے اسی لیے صفراوی معدہ کے لیے مفید ہوتی اور صفراوی قے کو دور کرتی ہے۔

جوزبوا (جائپھل)

یہ تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے، خوشبودار ہوتا ہے معدہ کے اندرونی طبقات کو طاقت بخشتا اور متعفن اخلاط سے ان کا تنقیہ کرتا ہے سرد جگر و طحال کے لیے مفید ہے۔

Marfat.com

حجر الباز ہر (سنگ باد زہر)

تمام زہروں خصوصاً بچھو کے زہر میں اس کا فائدہ بہت مشہور ہے۔ اس کی مقدار خوراک چوتھائی درہم ہے۔

حجر الزبرجد (سنگ زبرجد)

یہ خون جاری ہونے میں خواہ کسی جگہ سے ہو مفید ہے۔ جس شخص کو زہریلے جانور نے ڈس لیا ہو اور اس کا زہر قلب تک نہ پہنچا ہو تو اس کو کھلانے سے قلب تک زہر کا اثر نہیں پہنچتا ہے اس کی مقدار خوراک ایک مثقال کا چھٹا حصہ ہے۔

زمرّد (پنّا)

اس کے متعلق بھی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ یہ تمام زہروں خصوصاً کالے سانپ کے زہر میں مفید ہے۔ ۹ دانے اس کی مقدار خوراک ہے اس کو کھانے والا ابتداءً اپنے جسم میں بہت درد اور اپنی قوت کے تحلیل ہونے کا احساس کرتا ہے۔ پھر اس سے افاقہ ہو کر فائدہ ہوتا ہے اس کے کھانے سے اسہال مزمن دور ہوتا ہے اور معدہ پر لٹکانے سے بھی یہی فائدہ ہوتا ہے۔

حجر العقیق (سنگ عقیق)

اس کا مزاج معتدل ہے کثرت الطمث اور دوسرے جریانِ خون کو روکتا ہے دانتوں میں مفید ہے اس کے حفرہ کو بھرتا ہے۔

لوء لوء (موتی)

اس کا مزاج خشک و لطیف ہے۔ یہ وجع القلب میں نافع ہے۔ یہ اپنے پورے جوہر سے کراہٹ کو دور کرتا اور مقوی قلب ہے۔ برطوب آنکھوں کو قوت بخشتا ہے۔

Marfat.com

خیارشنبر (املتاس)

یہ بالخاصہ صفراء محترقہ کا مسہل ہے، خون کی حدت کو ختم کرتا اور ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ آسانی سے اسہال لاتا ہے، املی کے مانند یا اس سے کچھ قوی مسہل ہے۔ اس کی مقدار خوراک وہی ہے جو املی کی ہے۔

خولنجان (کلنجن)

دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ معدہ رطبہ کے لیے مفید ہے منہ کو خوشبودار کرتا ہے اور ہاضم غذا ہے، اعصاب کو حرارت بخشتا ہے اور مقوی باہ ہے۔

حجر البجادی (سنگ بجادی)

مقوی بصر ہے اور بصارت کا محافظ۔ شب کوری اور دھند کو زائل کرتا ہے۔

زرنباد (نرکچور)

تیسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے کاسر ریاح غلیظہ ہے۔ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کے زہر میں مفید ہے۔ بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ یہ ریاح کو توڑتا ہے اور قے کو روکتا ہے۔ اس کے پتے خوشبودار ہوتے ہیں۔ بولس نے کہا ہے کہ یہ دارچینی کا بدل ہے۔

سبستان (سپستان)

یہ لحیلا ہے۔ پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے میں تر ہے۔ صفراوی فضلات کا بہ آسانی اسہال کرتا ہے اپنی قوت ترطیب سے خون کی حدت کو سکون دیتا اور قصبۂ ریہ کی خشونت کو دور کرتا ہے۔ ضیق النفس (دمہ) میں مفید ہے۔ اس کے جوشاندہ کو گاڑھا پکا کر داء الثعلب یا داء الحیہ پر لیپ کرنا بال کو اگاتا ہے۔

سُندرُوس (چندوس)

دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے اس کے دھوئیں کو سونگھنے سے دماغ کے فضلات

Marfat.com

تحلیل ہوتے ہیں۔ یہ بالخاصہ اپنے پورے جوہر سے نزلات کے لیے مفید ہے آنکھ میں اس کا قطور جالے وغیرہ کو عجیب طور پر صاف کرتا ہے دانت کے درد اور مسوڑھے کے ہلنے میں مفید ہے۔

سنا

دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے اخلاط محترقہ اور رطوبات کے لیے معتدل مسہل ہے، لیکن گاڑھے اور سخت اخلاط کا اسہال نہیں کرتا۔ اسہال میں اس کی قوت جذب تقریباً وہی ہے جو غاریقون کی ہے لیکن غاریقون گاڑھے اخلاط کو نکالنے کے لیے مخصوص ہے۔ اس کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ سے ۷ ماشہ تک اور جوشاندوں میں ساڑھے سترہ ماشہ سے ساڑھے چوبیس ماشہ تک ہے۔

سک المسک

گرم وخشک ہے۔ قابض اور مقوی اعضاء ہے اسہال اور قے کو روکتا ہے۔

سک العفص وسک البلح (مازو اور خرمہ خام کا سک)

دونوں کا مزاج سرد ہے اور دونوں اسہال اور قے کو روکتے ہیں۔

شقاقل

گرم وتر ہے۔ منی کو بڑھاتا ہے اور محرک شہوت ہے۔

صندل

اس کی سرخ قسم زیادہ سرد ہے کیوں کہ یہ تیسرے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہے اور زرد قسم جسے مقاصری کہا جاتا ہے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے، دوسرے درجہ میں سرد اور پہلے درجہ میں خشک ہے۔ شدت حرارت اور اس سے ہونے والے خفقان میں اس کا استعمال مفید ہے۔ حدت معدہ اور گرم ورم پر اس کا لیپ مفید ہوتا ہے۔

Marfat.com

طباشیر (بنسلوچن)

یہ بانس کی گرہ کی راکھ ہے۔ تیسرے درجہ میں سرد و خشک ہے حرارت، سوزش، مرۃ صفراء اور تقویت معدہ کے لیے اس کا بالخاصہ فائدہ ہے خفقان، بے چینی اور گھبراہٹ میں مفید ہے۔

عود الطیب (اگر)

تیسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ جالینوس نے اپنی کتاب "تجربہ طبیہ" میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی قوت دارچینی کی طرح ہے۔ بلکہ یہ دارچینی سے بڑھ کر ہے کیوں کہ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ معدہ کی رطوبت کو خشک کرتا ہے تلخی کسیلاپن اور زیادہ خوشبو دار ہونے سے یہ دوا تمام اعضاء رئیسہ یعنی قلب، دماغ، جگر اور معدہ کے لیے دوسری دواؤں سے زیادہ مفید ہے گھبراہٹ اور رطوبت سے ہونے والے خفقان کو دور کرتا ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوی کرنے کے سبب سے زہروں میں مفید ہے۔ اس کا دھواں تمام دھوؤں سے زیادہ خوشبودار ہے۔ نزلات کے لیے مفید ہے۔

عنبر

یہ قفر الیہود کی ایک قسم ہے، کیوں کہ یہ بھی سمندر کے اندر پیدا ہو کر پانی کے اوپر تیرتا ہے۔ اس میں بہتر وہ ہے جو اشہب (سفید سیاہی مائل) ہوتا ہے۔ دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ دماغ، قلب، معدہ اور حواس کا مقوی ہے۔ سرد مزاج بوڑھوں کو فائدہ کرتا ہے۔ اور معدہ، آنتوں کی گاڑھی ریاح اور سدّوں میں مفید ہے۔ بیرون جسم پر لیپ کرنے سے تمام اعضاء خصوصاً اعصاب قوی ہوتے ہیں اور اس کا مستقل استعمال مہلک وبائی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

عنّاب

جالینوس نے اس دوا کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس کا خاص فائدہ بیان نہیں کیا ہے۔ اطباء عراق نے اس کے فوائد کو بیان کرتے ہوتے کہا ہے کہ یہ خون اور صفرا کی حدت کو دور کرتا ہے، سینہ اور پھیپھڑے کی خشونت میں مفید ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ اپنے پورے جوہر سے

Marfat.com

اس کے لیے نافع ہے۔ یہ پہلے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں تر ہے۔ یہ اپنی قوت ترطیب سے خون کی حدت کو دور کرتا ہے۔

فوفل (ڈلی)

اس کی چند قسمیں ہیں، اس کی قوت صندل جیسی ہے۔ ساڑھے تین ماشہ سے سات ماشہ تک کھانے سے اعتدال کے ساتھ اسہال ہو جاتا ہے۔

قرنفل (لونگ)

دوسرے درجہ کے آخر یا تیسرے درجہ کے شروع میں گرم وخشک ہے۔ تمام اعضاء رئیسہ کا مقوی اور سرد بیماریوں میں مفید ہے۔ قابض بھی ہے۔ تجربہ طبیہ میں جالینوس نے اس دوا کا تذکرہ کرتے ہوتے کہا ہے کہ پوست قرنفل کا بالخاصہ فائدہ یہ ہے کہ قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔

الحبق القرنفلی (رام تلسی)

اس کو فرنجمشک کہتے ہیں۔ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ دماغ کے سدوں کو کھولتی ہے۔ بلغم وسودا سے ہونے والے خفقان اور بواسیر کے لیے مفید ہے۔

قاقلہ صغیرۃ وکبیرۃ (الائچی خورد وکلاں)

دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ جگر کے سدوں، سنگ گردہ، مرگی اور سرد دردوں میں مفید ہے۔ یہ خوشبودار مصالحہ میں سے ہے۔ معدہ کے لیے مفید ہے اور ہاضم غذا ہے۔ آب انار کے ساتھ کھانا متلی اور کثرت قے میں مفید ہے۔

کافور

تیسرے درجہ میں سرد اور خشک اور بہت لطیف ہے۔ عفونت اور

Marfat.com

گرم مادّوں کا مقابلہ کرتا اور اسہال صفراوی کو روکتا ہے۔ باہ کو بالکل ختم کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اس کا استعمال کرنے والا اپاہج ہو جاتا ہے۔ جس معدہ میں حرارت نہ ہو اُسے بہت نقصان پہنچاتا ہے۔

لُک (لاکھ)

یہ ایک قسم کا گوند ہے۔ دوسرے درجہ کے شروع میں گرم و خشک ہے۔ تقویت معدہ اور اس کے سدوں کو کھولنے کے لیے بہت مشہور ہے، نیز معدہ و طحال اور درد گردہ و مثانہ میں فائدہ کرتا ہے۔ باہ کو بڑھاتا ہے۔ اس کی مقدار خوراک پونے دو ماشہ سے ساڑھے تین ماشہ تک ہے۔

مسک

تیسرے درجہ کے آخر میں گرم و خشک ہے۔ خوشبودار چیزوں میں یہ سب سے قوی ہے۔ تقویت قلب اور رنج و خوف کو دور کرنے میں اس کی عجیب خاصیت ہے۔ مرگی، اختناق الرحم، غشی کی تمام بیماریوں، آنتوں کی غلیظ ریاح، مالیخولیا اور سوداوی بیماریوں میں مفید ہے۔

لسان العصافیر (اندرجو)

خفقان میں فائدہ کرتا اور باہ کو بڑھاتا ہے۔

یاسمین (چنبیلی)

دوسرے درجہ کے آخر میں گرم و خشک ہے رطوبات اور بلغم کے لیے فائدہ مند ہے۔ بوڑھوں اور سرد مزاجوں کے لیے بہتر ہے، اگر مے اخلاط سے ہونے والے درد سر میں مفید ہے۔

اس مختصر کتاب میں مشہور دواؤں میں سے جو کچھ بیان کرنا تھا وہ ہم نے تحریر کر دیا ہے اب ترکیب ادویہ کے قوانین بیان کیے جائیں گے۔

(نوٹ: بعض ادویہ کی مقدار خوراک موجودہ مروجہ اور ان کی نسبت زیادہ بیان کی گئی ہے۔)

Marfat.com

قوانین ترکیب ادویہ

ادویہ مفردہ کو مرکب کرنے کی ضرورت تین اسباب کی بنا پر ہوتی ہے۔ (۱) اکثر مواقع میں کسی دواء مفرد میں ایسی تمام قوتیں نہیں پائی جاتیں جن سے معالجہ یا حفظانِ صحت ہو سکے۔ (۲) ایسی قوتیں دواء مفرد میں موجود ہوتی ہیں، لیکن ان سے کم یا زیادہ مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔ (۳) دواء مفرد میں ایسی قوتیں بھی پائی جاتی ہیں جن کے استعمال کی ضرورت معالجہ اور حفظانِ صحت میں مقصود نہیں ہے، یا ایسی قوتیں بھی ہوتی ہیں کہ معالجہ اور حفظانِ صحت میں ان کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی۔

پہلی قسم ان مواقع میں استعمال کی جاتی ہے جن میں متضاد یا مختلف کیفیات کے پیش نظر معالجہ پورا ہوتا ہے۔ اس کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) مرض اور عرض کی طبیعتیں متضاد ہوں۔ (۲) مرض اور سبب متضاد ہوں۔ (۳) چند امراض ایک ساتھ ہوں، جن کی طبیعتیں متضاد ہوں۔ (۴) چند متضاد اسباب ایک ساتھ ہوں۔ (۵) مرض اور عضو کی طبیعتیں مختلف ہوں۔ عضو اپنے مزاج، شرافت وضع اور مشارکت کی جہت سے مختلف ہوتا ہے۔

سبب اور مرض کے درمیان اختلاف کی مثال تپ عفونی ہے کیوں کہ اس حیثیت سے کہ یہ گرم و خشک مرض ہے اس کے لئے دواء مرطب کی ضرورت ہوگی، اور اس حیثیت سے کہ یہ متعفن خلط کے سبب سے ہے اس کے لئے مجفف اور ملطف دوا کی ضرورت ہوگی۔ اسی قسم میں وہ رادع اور محلل دوائیں بھی شامل ہیں جو اورام کے زمانہ تزید میں استعمال کی جاتی ہیں۔ طبیب ایسے موقع پر مجبور ہوتا ہے کہ دواء رادع کے ساتھ دواء محلل کو بھی شامل کرے۔

متضاد قوتوں سے مرکب دواؤں کے فعل میں یہ شک ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جسم انسانی میں دو متضاد فعل ایک ساتھ ہوں۔ اس لئے کہ اگر دونوں فعل طاقت میں یکساں ہیں تو ہر ایک دوسرے کا مقابلہ کرے گا اور ان دونوں کا اثر جسم انسانی میں نہیں ہوگا اور دونوں معتدل ہو جائیں گے۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک فعل زیادہ قوی ہے تو قوی کا فعل ہو جائے گا اور کمزور کا فعل وہاں محسوس نہیں ہوگا۔ قوی ثوانی میں یہ شک واقع ہوتا ہے، قوی اولی میں نہیں، کیوں کہ جب ایک درم بابونہ کو ایک درم گل سرخ کے ساتھ ملا یا جائے گا تو یہ دوا اپنی کیفیات اولی میں معتدل اور اس میں قوت ردع و تحلیل بھی ہوگی۔ اس صورت میں حالت ایک ہی ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے کہا اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دوا اپنی کیفیات اولی میں معتدل ہے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ یہ دوا جسم میں ایسی حرارت پیدا کرتی ہے جو پہلے درجہ کی حرارت

Marfat.com

وبرودت کے درمیان ہوتی ہے۔ اسی طرح کا حال قوی ثوانی میں بھی سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک درم بابونہ کو مثلاً ایک درم گل سرخ کے ساتھ ملایا جائے گا تو اس دوا میں ردع وتحلیل کا فعل ایسا ہوگا جو بابونہ کی قوت تحلیل اور گل سرخ کی قوت ردع کے درمیان ہوگا۔ یہ فروگذاشت اس وجہ سے ہوئی کہ لوگوں نے قوی ثوانی کو داخل نہیں کیا، کہ ان قوتوں سے فعل معتدل یا غیر معتدل کی معلومات ہوتی۔ دوا مرکب کا یہ فعل ایک ہی ہوسکتا ہے خواہ اس کے مزاج صناعی ہوں یا طبیعی، ایک سے زیادہ فعل نہیں ہوتا۔ کہ یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ ایک دوا کی دو متضاد کیفیتیں ایک جگہ میں کیسے ہوسکتی ہیں، اور نہ یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ اس کا حال ویسا ہی ہے جیسا کہ قوت حس کا اپنے محسوسات کے ساتھ ہے کیوں کہ قوت حس ایک ہی ساتھ دو متضاد فعل ایک موضوع کی وساطت سے کرتی ہے، مثلاً رطوبت جلیدیہ کے ذریعہ سیاہ وسفید کا ایک ساتھ ادراک کیا جاتا ہے، اسی طرح تمام اعضاء میں ایک ہی حصہ سے گرمی اور سردی کا احساس کیا جاتا ہے، جبکہ عضو کے ایک حصہ کو سرد پانی اور ایک حصہ کو گرم پانی میں ڈالا جائے، جیسا کہ جالینوس کہتا ہے۔ اس طرح کے قیاس سے یہ شک حل نہیں ہوتا جبکہ یہ فرض کیا جائے کہ دوا مرکب کے دو متضاد فعل ہیں کیوں کہ حواس سے دو متضاد فعل اس جہت سے ہوتے ہیں کہ وہ ہیولانی نہیں ہیں۔ اس کا سبب دوسرے فن میں بیان کیا گیا ہے۔ ادویہ سے جسم پر جو انفعالات مرتب ہوتے ہیں وہ ہیولانی ضرور ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک وقت میں ایک ہی جگہ میں دو متضاد انفعالات موجود نہیں ہوسکتے، لیکن اس جہت سے موجود ہوسکتے ہیں کہ متضاد انفعالات مل کر کوئی اور شکل اختیار کرلیں، جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زرد رنگ میں سفید وسیاہ موجود ہوتے ہیں۔ ورنہ دونوں اضداد کے عمل میں رکاوٹ ضرور ہوگی اگر دونوں میں مساوی یا اغلب کا فعل ہوا۔ دوا مرکب کی نوعیت عمل واضح ہوجانے کے بعد اب باقی اقسام کی مثالیں سمجھنا ضروری ہیں۔

مرض وعرض کے تضاد کی مثال عفونی بخار اور غشی ہے، کیوں کہ بخار استفراغ وتبرید کا اقتضاء کرتا ہے اور غشی استفراغ وتبرید کے خلاف کا اقتضاء کرتی ہے۔ مختلف مادوں سے مرکب بخار کی مثال وہ بخار ہے جسے شطر الغب کہا جاتا ہے جو صفرا اور بلغم سے مرکب ہوتا ہے۔ مختلف اسباب کے جمع ہونے میں ادویہ کو مرکب کرنے کی ضرورت کی مثال وہ امراض ہیں جن کا سبب ایک سے زیادہ اخلاط ہوتے ہیں اس بناء پر ضرورت ہے کہ ایسی دواؤں کا مرکب تیار کیا جائے جو ایک سے زیادہ خلط کا استفراغ کرسکیں۔ ادویۂ مسہلہ کے مرکبات تیار کرنے کی پہلی ضرورت یہی ہوتی ہے۔ ان دونوں قسموں یعنی امراض واسباب کے مرکب ہونے میں تریاقی دواؤں کا مرکب ہونا بھی داخل ہے کیونکہ تریاق کے ذریعہ بہت سی بیماریوں کا مقابلہ اور ان سے تحفظ مقصود ہوتا ہے اس لیے تریاق کو ایسی دواؤں سے مرکب کیا جاتا ہے جن میں مختلف قوتیں اور زہروں سے مقابلہ کرنے کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں۔

Marfat.com

ترکیب ادویہ کی ضرورت کی مثال مرض اور معدہ کی طبیعتوں کا اختلاف ہے، جبکہ معدہ میں تپ دق ہو جائے کیونکہ اس حیثیت سے کہ معدہ میں تپ دق ہے تبرید و ترطیب کا اقتضاء ہوتا ہے اور اس حیثیت سے کہ یہ معدہ ہے تسخین و قبض کا اقتضاء ہوتا ہے۔ ایسا ہی اس کھانسی کا حال ہے جو قصبہ ریہ میں چپکنے والے مادہ سے ہوتی ہے، کیوں کہ یہ مادہ تلطیف و تقطیع چاہتا ہے اور یہ خشن دواؤں سے ہوتی ہے اور پھیپھڑا ہونے کی حیثیت سے تملیس کا اقتضاء ہوتا ہے۔

مرض اور عضو شریف کی طبیعتوں کے اختلاف کے وقت ترکیب ادویہ کی ضرورت کی مثال وہ ورم ہے جو جگر میں درجۂ انتہا کو پہنچ جائے۔ کیوں کہ اس حیثیت سے کہ یہ ورم درجۂ انتہا میں ہے اس میں استفراغ کا تقاضا ہوتا ہے، جیسا کہ اس کتاب کے باب حیلۃ البرء میں عنقریب بیان کیا جائے گا۔ کیوں کہ اکثر چیزوں کا سبب یہاں بیان نہیں کیا جارہا ہے بلکہ جزء علاجی میں بیان کرنے کے لئے باقی رکھا جاتا ہے اسی لئے جالینوس کہتا ہے کہ ترکیب ادویہ کا علم، حیلۃ البرء کے علم کے بعد ہوتا ہے۔ شاید اس سلسلہ میں صورت حال اس کے برعکس ہے، کیوں کہ معالجہ کے وقت قوی اور ترکیب ادویہ کا علم ہونا چاہئے ورنہ ہمارے لئے علاج کرنا ممکن نہیں ہوگا چنانچہ یا تو فن ترکیب ادویہ کو فن معالجہ کا جزء قرار دیا جائے لیکن یہ ممتنع ہے۔ یا فن معالجہ کو پہلے بیان کیا جائے اور جو کچھ جزء علاج میں حسب ضرورت بیان کیا گیا ہے اس کے بعد فن ترکیب کو بیان کیا جائے۔ اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ ورم اس حیثیت سے کہ عضو رئیس میں ہے اس میں زیادہ فائدہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی قوت کو زیادہ کیا جائے اور یہ قابض دواؤں کے ذریعہ ہوتا ہے یہ بات مرض اور عضو کی طبیعتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔

عضو کی وضع سے ترکیب ادویہ کی ضرورت کی مثال یہ ہے کہ جب یہ ارادہ ہو کہ جوہر قابض کو جسم کی گہرائی تک پہنچایا جائے تو جگہ کے دور ہونے کے سبب سے اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جاتی ہے جو لطیف ہوتی ہے تاکہ جوہر قابض معاون ہو جائے۔ ادویۂ مثانہ میں تھوڑی سی ذراریح (تیلنی مکھی) اور ادویہ قلب میں زعفران ملانا اسی قسم میں سے ہے۔ نیز اسی قسم میں سے مرہموں میں (موم وغیرہ) ملانا ہے جو جسم کے بیرونی اعضاء پر رکھے جاتے ہیں کیوں کہ بیرون اعضاء پر دوا نہیں ٹھہرتی ہے۔

مشارکت عضو کی جہت سے ترکیب ادویہ کی ضرورت کی مثال فم معدہ کا مرض حار ہے۔ مرض حار کے سبب سے فم معدہ میں زیادہ ٹھنڈک نہیں پہنچانا چاہئے کیونکہ فم معدہ کی مشارکت عضو بار دلیغی دماغ سے ہے۔ یہ سات قوانین ہیں، جب دوائے مفرد میں وہ قوتیں موجود نہ ہوں جن کی ضرورت ہوتی ہے تو مختلف قوتوں کی دواؤں کی ترکیب میں ان قوانین پر عمل کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اقسام اولی میں سے قسم ثانی یعنی جب دوا میں وہ قوتیں موجود ہوں جن کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان سے مقدار میں زائد یا کم کی ضرورت ہو۔ اس قسم کی بھی چند قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ادویہ کے افعال اولی میں سے کوئی فعل مقصود ہو، اور ہمارے پاس ایسی دوا موجود بھی ہو جس میں یہ قوت ہو لیکن اس سے زائد یا کم قوت مقصود ہو تو اس وقت اس کے ساتھ دوسری دوا ملائی جائے گی جو اس کے فعل کو قوی یا کمزور کر دے۔
دوا کی قوت دو طریقوں سے کمزور ہوتی ہے، ایک یہ کہ اس میں ایسی دواء قوی کا اضافہ کیا جائے جو اس کی قوت کی ضد میں ہو۔ مثلاً جب ہمارے پاس تیسرے درجہ کی گرم دوا ہو اور ہمیں دوسرے درجہ کی دوا کی ضرورت ہو، تو اس میں پہلے درجہ کی ٹھنڈی دوا ملائی جائے گی۔
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دواء قوی میں ایسی دوا کا اضافہ کیا جائے جس کی قوت اس کی قوت کے مشابہ ہو، ضد نہ ہو۔ لیکن پہلی دوا کی قوت سے اس کی قوت کم ہو۔ مثلاً ہمارے پاس تیسرے درجہ کی گرم دوا ہو، اور ہم اس کی حرارت کو کم کرنا چاہیں تو اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جائے گی جو پہلے درجہ میں گرم ہے۔ یہ قانون یعنی کم حرارت والی دوا، زائد حرارت والی دوا کی حرارت کو کم کرتی ہے، اس کو جالینوس نے بھی صحیح قرار دیتے ہوئے گرم اور نیم گرم پانی کی دلیل پیش کی ہے کیوں کہ جب گرم پانی میں نیم گرم پانی ملایا جاتا ہے تو اس کی حرارت کم ہو جاتی ہے۔
اس قانون پر یہ شک وارد ہوتا ہے کہ ایسی بیماریاں جو تیسرے یا چوتھے درجہ میں گرم ہیں، جب ان بیماریوں کے مریض کو ایسی دوا پلائی جائے جو دوسرے درجہ میں گرم ہے تو اسے نقصان پہنچاتی ہے، حالانکہ اس قاعدہ کی بناء پر اسے ٹھنڈک پہنچانا چاہیے۔ مثلاً تپ محرق کے مریض کو جب شہد پلایا جاتا ہے تو فوراً اسے بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح جس کے سر میں شدید ٹھنڈک لگ جائے گر اس کے سر پر روغن گل لگایا جائے تو اسے بہت نقصان پہنچتا ہے۔
اس شک کے ازالہ کے لئے کہا جائے گا کم حرارت والی دوا میں جزء بارد کی بہ نسبت جزء حار جس قدر ہو دوسری دوا میں اس سے زیادہ جزء بارد کی بہ نسبت جزء حار ہو، مثلاً ایک درہم سنبل میں جزء بارد کی بہ نسبت جزء حار جس قدر ہے اس سے زیادہ ایک درہم فلفل سیاہ میں جزء بارد کی بہ نسبت جزء حار ہے۔ کیوں کہ ایک درہم فلفل سیاہ میں مثلاً پانچ اجزاء جزء حار ہیں اور ایک جزء بارد ہے اور ایک درہم سنبل میں دو اجزاء ہیں ایک جزء حار اور ایک جزء بارد۔ پھر جب ایک درہم فلفل سیاہ کے ساتھ ایک درہم سنبل کو ملایا جائے گا تو اس مجموعہ میں فلفل سیاہ میں جس قدر جزء بارد تھا اس سے زیادہ حار کی بہ نسبت جزء بارد ہوگا۔ غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہے۔ دوا میں ان اجزا کی حرارت یا برودت اگرچہ بالفعل موجود نہیں ہوتی لیکن اس سے اس فن میں

Marfat.com

کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ یہ اگرچہ بالفعل نہیں ہوتی بلکہ بالقوہ اور بالفعل کے درمیان موجود ہوتی ہے اسی لیے اکثر بسیط اجزاء میں یہ ممکن ہے کہ ان اجزاء کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے جن سے مصنوعی طور پر یہ مرکب ہوتے ہیں، جیسا کہ دودھ کا حال ہے۔ اس خیال کی تقویت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جس دوا میں اجزأ حارہ زیادہ ہیں وہ کم حرارت والے اجزاء کی دوا کے لحاظ سے حرارت غریزیہ سے مشتعل ہونے کی صلاحیت زیادہ رکھتی ہے لیکن بعض جسموں میں چونکہ ان میں حرارت کی شدت ہوتی ہے اور ان کے اعضاء میں استعداد ہوتی ہے اس لیے جب تھوڑی حرارت والی دوا استعمال کی جاتی ہے تو اس دوا کے تمام اجزاء کا استحالہ اجزاء ناری کی طرف ہو جاتا ہے۔ تپ محرقہ کے مریض کے لیے شہد کا استعمال ایسی ہی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ یہ کیونکر نہیں ہو سکتا جب کہ اس بخار میں آب خیار کا استحالہ صفرا کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جائے گا کہ ادویہ سے متعلق یہ قانون صحیح ہے۔

دوا کی قوت کو بڑھانے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ کمزور دوا کے ساتھ اسی کی جنس میں سے قوی دوا ملائی جائے۔ ان قسموں میں تیسری قسم یعنی جب ادویہ مفردہ کی قوت ثانیہ یا ثالثہ کو قوی یا کم کرنا مقصود ہو، اس کے بھی چند طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ جس دوا کی قوت ثانیہ کو کم کرنا ہو اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جائے گی جس کی قوت اس کی قوت کی ضد میں ہو، مثلاً جب دوا کی قوت تفتیح و تقطیع تیسرے درجہ میں ہو تو اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جائے گی جو پہلے درجہ میں مسدد ہے۔ پس یہ دوا دوسرے درجہ میں مفتح ہو گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جائے جس کی قوت تفتیح کم ہو، اس سے یہ لازم آئے گا کہ پہلی دوا کی قوت تفتیح کم ہو جائے گی، جیسا کہ کیفیات اولی میں کم ہونا لازم آتا ہے، جب کہ زیادہ ملطف دوا میں جوہر ملطف کی بہ نسبت دوسری دوا کا جوہر مسدد بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

قوی ثوانی اور ثوالث کو قوی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس دوا کی قوت کو قوی کرنا مقصود ہو اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جائے جو اس فعل میں اس سے زیادہ قوی ہو۔ قوی ثوانی و ثوالث کو قوی کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دوا کے ساتھ دوسری دوا ایسی ملائی جائے جس کی قوت ثوانی و ثوالث اسی درجہ کی ہو، کیوں کہ اطباء نے کہا ہے کہ تجربہ سے یہ بات پائی گئی ہے کہ جسم میں ایسی مرکب دوا کی تاثیر اس کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوتی ہے کہ ہر ایک دوا کو مفرد استعمال کیا جائے۔ یہ اس وقت پایا جاتا ہے کہ مفرد کی جتنی مقدار ہو، دونوں دواؤں کو مرکب کرنے میں بھی ہر ایک کی اتنی ہی مقدار ہو، اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں دوائیں اگرچہ قوی ثوانی و ثوالث میں مساوی ہیں لیکن دونوں میں حقیقی مساوات ممکن نہیں ہے بلکہ تخمینی مساوات ہے، کیوں کہ یہ ضروری ہے کہ دونوں دواؤں کا جوہر لطافت، غلظت،

Marfat.com

تکاثف، تخلخل اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں میں مختلف ہو، جن کی وجہ سے ایک دوا دوسری دوا کے مغایر ہے۔ اس بناء پر طبیعتوں پر ان دونوں دواؤں کا استحالہ مشکل ہو جائے گا کیوں کہ ان دونوں دواؤں کے جواہر مختلف ہیں۔ طبیعت سے ان کے استحالہ کی مدتیں برابر نہیں ہوں گی۔ اس لئے مرکب دوا کا فعل جسم میں زیادہ ظاہر ہوگا، اور اس سے جسم میں انفعال و تاثر بھی زیادہ ہوگا، کیوں کہ جس دوا کا استحالہ دیر میں ہوتا ہے اور جو دیر میں بدن سے نکلتی ہے، یا اس دوا کو روکے گی جو جلد نکلتی ہے۔ چنانچہ مرکب دوا کا فعل زیادہ قوی ہو جائے گا۔ جلد استحالہ والی دوا اعضاء میں نفوذ کرتی ہے اور دیر میں استحالہ والی دوا منہضم بھی نہیں ہوتی، پس اس حیثیت سے کہ یہ دواء مرکب ہے اس کا فعل جسم میں زیادہ قوی ہوگا۔ لیکن جب یہ بات قوی ثوانی و ثوالث میں تسلیم کرلی گئی تو لازماً قوی اولی میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ شاید حقیقت ایسی ہی ہے، کیوں کہ قدماء معاجین میں اکثر ایسی دواؤں کو ملاتے ہیں جن کی قوت اولی، ثوانی اور ثوالث ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کی قوتیں تقریباً ایک جیسی ہوتی ہیں کیوں کہ کم و ناقص ہونے میں ان کا مختلف ہونا ضروری ہے۔ یہ جب مفرد استعمال کی جاتی ہیں تو ان کا فعل محسوس نہیں ہوتا اور جب مرکب استعمال کی جاتی ہیں تو ان کا فعل ظاہر ہو جاتا ہے۔ ترکیب ادویہ کی ضرورت کے لئے تقسیم اولی کی دو قسمیں بیان کر دی گئیں۔

تقسیم اولی کی تیسری قسم یعنی وہ مقام جس میں دواء کی تمام قوتوں کے استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بعض کی ضرورت ہوتی ہے، اس کی بھی چند صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ہر مقام میں دواء مفرد کی تمام کیفیات اولی کے استعمال کی ضرورت نہ ہو، بلکہ ان میں سے صرف ایک کیفیت کی ضرورت ہو۔ مثلاً دواء حار رطب ہو، اور ہمارا مقصود صرف قوت ترطیب استعمال کرنا ہو تو اس موقعہ پر اس کے ساتھ دواء بارد رطب ملائی جائے گی۔ لیکن اس کی برودت ایسی ہو جو پہلی دوا کی حرارت کے مساوی ہو، جس سے یہ مرکب دوا حرارت و برودت میں معتدل ہو کر صرف رطب ہو جائے گی۔ کیفیات اولی میں سے ہر ایک کیفیت میں ایسا ہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دواء کے قوی ثوانی یا ثوالث یا دونوں کے استعمال کی ضرورت ہو۔ کیفیات اولی کے استعمال کی ضرورت نہ ہو۔ مثلاً بخاروں میں تخم کرفس کے استعمال کی ضرورت سدوں کی تفتیح، اخلاط کی تقطیع اور ان کو پیشاب کے راستے سے نکالنے کے لئے ہوتی ہے۔ اس دوا کی حرارت و یبوست مقصود نہیں ہوتی۔ اس موقعہ پر اس کے ساتھ ایسی دوا ملائی جائے گی جو اس کی حرارت و یبوست کو توڑ دے، ایسی نہ ہو کہ اس کی قوت ثانیہ اس قوت کی ضد میں ہو جس کا استعمال مقصود ہے مثلاً تخم کرفس کے ساتھ نیلوفر ملایا جائے۔ بلکہ اس کی قوت اس قوت کی معاون ہو جس کا استعمال مقصود ہو۔

Marfat.com

مثلاً تخم کرفس کے ساتھ تخم تربوز یا تخم خیار ملایا جائے، کیوں کہ بارد ہونے کے ساتھ ساتھ ان دونوں تخموں میں قوت ادرار بھی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کمزور قوت کی دوا جو قوی دوا کی جنس میں سے ہو اگر اسے قوی دوا کے ساتھ ملایا جائے تو قوی دوا کی قوت کو کمزور کر دیتی ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس سے طبیب کو بلاشبہ پریشانی لاحق ہوتی ہے، کیوں کہ اس سے زیادہ پر وہ قادر نہیں ہے، جب کہ دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے، یا مثلاً تخم تربوز اور تخم خیار پر اکتفا کیا جائے لیکن اس سے مقصد حاصل نہیں ہوتا یا تخم کرفس پر اکتفا کیا جائے اس سے مریض کو نقصان پہنچے گا۔ علاوہ ازیں یہ ممکن ہے کہ جب دو معاون قوتیں ایک ساتھ ہو جائیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک مفرد دوا کے فعل سے اس کا فعل زیادہ ہوگا، اگرچہ ان میں سے ایک کی قوت دوسری سے کمزور ہو۔ کیوں کہ سرکہ کے صرف جزء حار سے پتھری کو توڑنے اور جلد کو قطع کرنے کے افعال نہیں ہو سکتے، اس سے زیادہ بعید بات یہ ہے کہ سرکہ کے صرف جزء بارد سے یہ افعال ہوں۔ بلکہ ان دونوں قوتوں کے مجموعہ سے یہ افعال ہوں گے۔ اسی لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ جب کمزور دوا کو قوی دوا کے ساتھ ملایا جائے تو ان دونوں کے مجموعہ سے قوی فعل ہو۔ کیونکہ اجسام میں ادویہ کا فعل ایک اضافی امر ہے۔ درحقیقت یہ چیز دوا کے اجزاء کے تابع نہیں ہے، کیوں کہ بعض کم حرارت والی دوا، زیادہ حرارت والی دوا سے جسم انسانی میں زیادہ حرارت پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ تخم تربوز اور تخم کرفس کے مجموعہ کا فعل جسم انسانی میں صرف تخم کرفس کے فعل سے زیادہ ہو۔ اگرچہ تنہا تخم کرفس کے ذریعہ اجزاء جس سے تفتیح و تقطیع ہوتی ہے اس سے زیادہ ہیں جب کہ اسے تخم تربوز کے ساتھ ملایا جائے۔

یہ تمام باتیں اس شخص کے لئے واضح ہیں جس نے ادویہ کے سلسلہ میں پہلے بیان کردہ تحریر کو سمجھا ہے۔ یہ طب کا اہم قانون ہے۔ اس فن میں یہ کارآمد چیزیں ہیں بلکہ جب کوئی شخص پورے طور پر اس قانون کو ملحوظ رکھے تو وہ دوا مفرد سے علاج نہیں کرے گا۔ قدماء کی تراکیب میں بھی یہ قانون موجود ہے مثلاً سکنجبین بزوری اگرچہ انھوں نے اس ترکیب میں بوست کی اصلاح نہیں کی ہے بلکہ سرکہ کے ذریعہ صرف حرارت کی اصلاح کی ہے سکنجبین بزوری کی وضاحت مقصود نہیں بلکہ صرف سکنجبین سادہ کا بیان مقصود ہے۔ اس میں انھوں نے شہد کی حرارت کو سرکہ سے رد کیا ہے، اور یہ شہد کی قوت ثانی کے معاون بھی ہے۔ لہٰذا ایسی ادویہ مفردہ کے انتخاب میں کوئی حرج نہیں، جن کے قوی اولی ایک دوسرے کے مضاد اور قوی ثوانی معاون ہوں، مثلاً پرسیاوشان اور اس کے علاوہ دوسری مفرد دوائیں۔ مختصر یہ کہ اس قانون کا فائدہ قوی ثوانی و ثوالث میں ہے۔ یہ جامع قانون اگرچہ قدماء کی تراکیب میں موجود ہے لیکن اس کی طرف انھوں نے

Marfat.com

اشارہ نہیں کیا اور نہ اس سے باخبر کیا ہے۔ جن لوگوں نے بہتر طور پر اس سے باخبر کیا ہے وہ ہنوز ہر کے اطباء ہیں، اس فن میں ان لوگوں کی کافی مہارت ہے۔ بھی اس فن میں ان قوتوں کی بالکل اصلاح نہیں ہوتی جن کی اصلاح مقصود ہوتی ہے مثلاً ادویہ مسہلہ کا اعضاء رئیسہ کو ضرر پہنچانے کی اصلاح۔ کبھی دوا کی بدمزگی کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، اسی سبب سے معجونوں شربتوں میں شہد یا شکر ملائی جاتی ہے۔ باوجودیکہ بعض مواقع میں اس کی قوتیں دواؤں کی ان قوتوں سے متاخر ہو جاتی ہیں جن کا استعمال مقصود ہے۔ مثلاً جب قبض و تبرید کا استعمال مقصود ہو۔ یہ پانچ قوانین ہیں جن پر ترکیب ادویہ کے سلسلہ میں عمل کیا جاتا ہے۔ دواء مرکب میں دواء مفرد کو ملانے کی مقدار کے سلسلہ میں بھی چند قوانین ہیں، جن پر عمل کیا جاتا ہے، ایک قانون یہ ہے کہ چونکہ ایسا نہیں ہے کہ دواء مفرد کو کسی بھی مقدار میں استعمال کیا جائے بلکہ دوا کی قوت و ضعف کے لحاظ سے اس کی ایک متعین مقدار ہے، اس لئے دواء مرکب میں کسی مفرد دوا کو ملانے کے وقت اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ تریاق کی طرح اس میں بھی قوی التاثیر ادویہ کی مقدار کم اور کمزور ادویہ کو زیادہ مقدار میں ملایا جاتا ہے۔

دوسرا قانون یہ ہے کہ مرکب دوا میں ایسی کثیر المنفعت مفرد دوائیں موجود ہوں جو اس مرکب سے مقصود ہوں اور باقی دوائیں اسی دوا کی معاونت کے لئے ملائی جاتی ہیں مثلاً دواء الالک اور اس کے علاوہ وہ مرکبات جن کے نام ایک دوا کی طرف منسوب ہیں۔ کبھی زیادہ فائدے کے لئے زیادہ مقدار ملائی جاتی ہے زیادہ مقدار میں دوا ملانے کا سبب کبھی عضو کی دوری ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب عضو کے لحاظ سے قوت دوا کمزور ہوتی ہے۔ کبھی یہ اسباب ایک دوسرے کے معاون اور کبھی متضاد ہوتے ہیں، معاین کی مثال یہ ہے کہ دواء مفرد زیادہ مفید ہو جو مرکب دوا میں مقصود ہے لیکن اس کی قوت کمزور ہو اور عضو دوری پر ہو تو ان حالات میں اس کی مقدار زیادہ رکھی جائے گی، اور جب اس کے خلاف باتیں جمع ہو جائیں تو یہ بہت تھوڑی مقدار میں ملائی جائے گی، خصوصاً جب تھوڑے فائدے کے ساتھ اس میں کچھ مضرت بھی ہو اور جب یہ اسباب ایک دوسرے کے مقابل ہوں تو درمیانی مقدار شامل کی جائے گی۔

ادویہ مسہلہ کی مقدار کو کم و بیش کرنے کے وہ اصول نہیں ہو سکتے جو باقی تمام دواؤں کے کم و بیش کرنے کے اصول ہیں۔ لہٰذا اس کو مرکب کرنے کے دو اصول ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک دواء سے ملا کر پوری مقدار خوراک بنائی جائے۔ مثلاً اگر چار دوائیں ہیں تو ہر ایک سے چوتھائی مقدار خوراک لی جائے گی۔ پھر پورے مجموعہ سے پوری مقدار خوراک استعمال کی جائے گی۔

Marfat.com

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک دواء مفرد سے پوری مقدار خوراک لی جائے۔ ادویہ کی مقدار کے سلسلہ میں ان تمام قوانین پر عمل کیا جاتا ہے۔

جب کوئی دوا مرکب کی جاتی ہے تو طبیب کے لئے یہ بات معلوم کرنا اہم ہے کہ اس مرکب دوا کے قوی اول، اور ثوانی و ثوالث کس درجہ میں ہیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ دوا مرکب کی کیفیات اولی کس درجہ میں ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ دواء مرکب کی ادویہ مفردہ کے درجات پر غور کیا جائے، کیوں کہ یا تو یہ دوائیں ایک ہی قسم کی ہوں گی، یعنی تمام دوائیں گرم، یا سرد، یا خشک، یا رطب ہوں گی، یا ان دواؤں کی قوتیں متضاد ہوں گی، یعنی کوئی دوا حار، کوئی بارد، کوئی یابس اور کوئی رطب ہوگی۔

پہلی قسم کی بھی دو صورتیں ہیں۔ یا ایک قسم کی دواؤں میں ایک ہی درجہ کی قوت ہوگی۔ مثلاً تمام دوائیں پہلے درجہ میں گرم یا خشک ہوں۔ یا ایک دوسرے سے درجہ میں زیادہ ہو۔ مثلاً بعض دوائیں حرارت میں معتدل ہوں، بعض پہلے درجہ میں، بعض دوسرے درجہ میں بعض تیسرے درجہ میں اور بعض چوتھے درجہ میں گرم ہوں۔

دوسری قسم کی بھی دو صورتیں ہیں، یا متضاد دواؤں کا تضاد ایک درجہ میں ہو، یا تضاد میں ایک دوسرے سے زائد ہو کہ ایک دوا تیسرے درجہ میں حار اور دوسری دوا پہلے درجہ میں بارد ہو، یا ایک دوا دوسرے درجہ میں یابس اور دوسری دوا پہلے درجہ میں رطب ہو۔ کبھی ان چاروں اقسام کی مفرد دواؤں سے ایک دواء مرکب بنتی ہے بسیط کا قانون معلوم ہو جانے کے بعد مرکب کا قانون معمولی توجہ سے لازمی طور پر معلوم ہو جائے گا۔ توضیح یہ ہے کہ پہلی قسم میں یعنی جس میں ادویہ مفردہ کی قوتیں ایک طرح کی اور ایک درجہ میں ہوں، ان سے جو دوا مرکب ہوگی، اس کی قوتیں بھی ویسی ہی ہوں گی جیسی درجہ کی قوتیں مفردات کی ہیں، جب کہ ان دواؤں کے ملنے سے ایسی صورت نہ ہو کہ جسم انسانی کے لحاظ سے یہ مرکب دوا مفردات سے زیادہ گرم یا زیادہ سرد ہو، خصوصاً ایسی ادویہ مرکبہ جن کی تخمیر ہوتی ہے۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مفردات اور ان سے مرکب دوا کی قوت یکساں ہوتی ہے جب دوائیں ایک درجہ میں متضاد ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گی جس سے دواء مرکب معتدل ہو جائے گی، لیکن اس کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ ادویہ مفردہ کی مقداریں ویسی ہوں، جس مقدار میں یہ دوائیں پہلے درجہ کی قوت رکھتی ہیں۔ کیوں کہ ایسا نہیں ہے کہ دوا خواہ کسی مقدار میں ہو، پہلے

Marfat.com

یا دوسرے درجہ میں گرم ہوگی۔ شہد دوسرے درجہ میں گرم اسی وقت ہوگا جب دو اوقیہ (۶ تولہ) کی مقدار میں استعمال کیا جائے گا، اور صندل دوسرے درجہ میں سرد اسی وقت ہوگا جب ڈیڑھ یا دو درہم کی مقدار میں استعمال کیا جائے۔ مثلاً دو درہم صندل، دو اوقیہ شہد کے مقابل میں ہوگا، نہ کہ دو درہم شہد، دو درہم صندل کے مقابل میں۔ اگر دواء مرکب میں ادویہ مفردہ کی قوتیں ایک درجہ میں متضاد نہ ہوں، بلکہ مثلاً ایک دوا پہلے درجہ میں سرد اور دوسری دوا تیسرے درجہ میں گرم ہو، یا ایک دوا دوسرے درجہ میں سرد اور ایک دوا چوتھے درجہ میں گرم ہو، تو بارد دوا میں جس درجہ کی برودت ہے اتنی ہی مقدار میں حار دوا کی حرارت کو کم کرے گی۔ اگر ایک درجہ میں بارد ہے تو حرارت کا ایک درجہ کم کرے گی، اگر دو درجہ میں بارد ہے تو حرارت کے دو درجہ کم کرے گی۔ پس پہلے درجہ کی بارد دوا تیسرے درجہ کی گرم دوا کو دوسرے درجہ کی گرم دوا بنا دے گی۔ اسی طرح تیسرے درجہ کی بارد دواء چوتھے درجہ کی گرم دوا کو دوسرے درجہ کی بنا دے گی۔ کیوں کہ بارد دوا ہمیشہ گرم دوا کے درجوں کی تعداد کے مقابل ہوتی ہے اسی لئے ایک درجہ کی حار اور بارد دوائیں ایک دوسرے کے مقابل میں ہوتی ہیں، اور دوسرے درجہ کی بارد دوا تیسرے درجہ کی دواء حار کو پہلے درجہ میں لے آئے گی۔ یہ تمام باتیں اسی وقت ہیں جب ادویہ مفردہ کی مقداریں مساوی ہوں، یعنی قوت میں مساوی ہوں نہ کہ وزن میں، اور جسم میں دوا کا فعل جن درجوں میں ہوتا ہے ان میں سے پہلے درجہ میں دوا کا وزن کم ہو۔ پس اگر متضاد ادویہ کی قوتیں کم و بیش ہوں اور ان کی مقداریں بھی کم و بیش ہوں، تو اس صورت میں اگر کمزور دوا کی مقدار زیادہ ہو، مثلاً کم مقدار والی قوی دوا سے دو گنی ہو تو دواء قوی کے اس درجہ کے علاوہ جو اپنی کیفیت سے کم کرتی ہے، ایک دوسرے درجہ کو بھی کم کرے گی۔ مثلاً جب تیسرے درجہ کی حار دوا، اور پہلے درجہ کی بارد دوا ہو، اور دواء بارد اس مقدار سے دو گنی ہو جس میں دوا کا فعل ظاہر ہوتا ہے اور دواء حار کی مقدار کم ہو تو دواء بارد، دواء حار کو نہ صرف دوسرے درجہ میں بلکہ پہلے درجہ میں لے آئے گی۔ اور اگر دواء بارد کی مقدار، دواء حار سے تین گنی ہو تو دواء حار کو معتدل بنا دے گی۔ لیکن جب دواء بارد یا دواء حار کی مقدار پہلے درجہ کی مقدار سے کم ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر صورت اس کے برعکس ہو، یعنی دواء قوی کی مقدار، کمزور دوا کی مقدار سے زیادہ ہو تو کمزور دوا اپنی مقدار کے لحاظ سے قوی دوا کے درجہ کو کم کر دے گی۔ پس اگر قوی دوا کی مقدار قوت، کمزور دوا کی مقدار قوت سے دو گنی ہو۔ مثلاً کمزور دوا پہلے درجہ میں گرم اور قوی دوا تیسرے درجہ میں سرد ہو تو گرم دوا سرد دوا کو تیسرے درجہ سے دوسرے درجہ میں نہیں بلکہ دوسرے اور تیسرے درجہ کے درمیان

Marfat.com

میں لائے گی۔ ان تمام باتوں کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی دوا، تھوڑی مقدار سے دوگنی ہوجاتی ہے تو اس کی کیفیت بھی دوگنی ہوجاتی ہے، اور حرارت یا برودت میں اپنے درجہ سے نکل کر دوسرے درجہ میں آجاتی ہے۔ اسی لئے جب کوئی شخص تیسرے درجہ کی گرم یا سرد دوا کو پہلے درجہ کی مقدار سے چند گونہ زیادہ استعمال کرے تو یہ دوا ضرور قاتل ہوتی ہے جس طرح زہریلی دوائیں قاتل ہوتی ہیں۔

وہ دوائیں جن کی قوتیں ایک جنس کی اور درجات مختلف ہوں، اس کا قانون بھی یہ ہے کہ کم قوت کی دوا، قوی دوا کی قوت کو کم کر دیتی ہے، اس کا سبب بیان کیا جاچکا ہے۔ لیکن اس کو اس طرح تصور کرنا چاہئے کہ جب متضاد قوتوں والی دوائیں تضاد کے لحاظ سے ایک دوا دوسری دوا کے درجہ کو کم کرتی ہے، مثلاً پہلے درجہ کی دوا، بارد، دوسرے درجہ کی دواء حار کے درجہ کو اسی قدر کم کرے گی جس قدر اس میں برودت کا اضافہ ہوا ہے اور یہ ایک درجہ ہے، اسی طرح ایک جنس کی قوتوں والی دواؤں میں کمزور دواء قوی دوا سے اسی قدر کم کرے گی جس قدر قوی دوا سے اس کا تناسب زیادہ ہے۔ مثلاً پہلے درجہ کی گرم دوا کی نسبت دوسرے درجہ کی گرم دوا سے زیادہ ہے اور تیسرے درجہ کی گرم دوا سے کم ہے۔ اس بناء پر ایک جیسی قوتوں کی دواؤں میں معتدل دوا اپنے اوپر کی قوت والی دوا کی قوت کو کم کرے گی، کیوں کہ یہ اعتدال کے قریب ہے پھر وہ دوا جو پہلے درجہ میں ہو۔ پھر وہ دوا جو دوسرے درجہ میں ہو، اس کے بعد وہ دوا جو تیسرے درجہ میں ہو۔ مثلاً جب حرارت میں معتدل دواء دوسرے درجہ کی گرم دوا کے ساتھ ملائی جائے تو اس کی قوت ایسی نہیں ہے کہ دوسرے درجہ کی گرم دوا کو پہلے درجہ میں لے آئے، کیوں کہ یہ کام پہلے درجہ کی بارد دوا ہی کرتی ہے، بلکہ معتدل دوا، اس سے کم قوت کو گرائے گی۔ کیوں کہ پہلے درجہ کی گرم دوا میں معتدل کی بہ نسبت برودت کم ہوتی ہے جس طرح معتدل میں پہلے درجہ کی بارد دوا سے برودت کم ہوتی ہے۔ اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ معتدل دوا، دوسرے درجہ کی گرم دوا کی قوت کو ویسا ہی کم کرے جس طرح پہلے درجہ کی بارد دوا کم کرتی ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ پہلے درجہ کی گرم دوا، دوسرے درجہ کی گرم دوا کی قوت کو ایسا ہی کم کرے جس طرح معتدل دوا کم کرتی ہے۔ نیز یہ ممکن نہیں ہے کہ دوسرے درجہ کی گرم دوا، تیسرے درجہ کی گرم دوا کی قوت کو ویسا ہی کم کرے جس طرح پہلے درجہ کی گرم دوا کم کرتی ہے، اور اس سے زیادہ معتدل یا پہلے درجہ کی بارد دوا کم کرتی ہے۔ یہ تمام باتیں اس وقت ہوں گی جب قوت کی مساوات محفوظ ہوگی۔ غور کرنے سے یہ باتیں واضح ہوجاتی ہیں۔

موجودہ دور کے اطباء چوں کہ ان چیزوں سے واقف نہیں ہوتے اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے درجہ کی

Marfat.com

گرم دوا جب تیسرے درجہ کی گرم دوا کے ساتھ ملائی جائے تو اس کا ایک درجہ کم کر دیتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب تیسرے درجہ کی گرم دوا کے ساتھ پہلے درجہ کی سرد دوا ملائی جائے گی تو اس وقت تیسرے درجہ کی دوا کو کس درجہ میں لائے گی، اگر وہ یہ کہیں کہ دوسرے درجہ میں لائے گی تو اس صورت میں پہلے درجہ کی گرم دوا اور پہلے درجہ کی سرد دوا، دونوں ہی اسے دوسرے درجہ میں لاتی ہیں، اور اگر یہ کہیں کہ پہلے درجہ کی سرد دوا تیسرے درجہ کی گرم دوا کو پہلے درجہ میں گرم کر دے گی تو یہ لازم آتا ہے کہ دوسرے درجہ کی سرد دوا تیسرے درجہ کی گرم دوا کو معتدل بنا دے گی۔ یہ تمام باتیں خبط کی ہیں۔ ان لوگوں کو اس خبط میں مبتلا کرنے والا وہ شخص ہے جو کندی کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے ایک مقالہ تحریر کیا ہے، جس میں اس نے مرکب ادویہ کے مزاج معلوم کرنے کے قوانین بیان کیے ہیں۔ ان قوانین کو بیان کرتے ہوئے اس نے علم ہندسہ اور فن موسیقی کا تذکرہ شروع کر دیا ہے، جس طرح کسی چیز پر غور کرتے ہوئے ضمنی طور پر کسی دوسری چیز کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہ شخص اس کتاب میں ہذیانی اور نامناسب باتیں پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ادویہ کے چار درجوں کا تناسب ایک دوسرے سے دوگونہ ہے۔ یہاں تک کہ چوتھا درجہ (معتدل درجہ سے) سولہ گونہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ پہلا درجہ، معتدل کا دوگونہ، اور دوسرا درجہ، پہلے درجہ کا دوگونہ، اور تیسرا درجہ دوسرے درجہ کا دوگونہ، اور چوتھا درجہ تیسرے درجہ کا دوگونہ ہے۔ حالانکہ اسے یہ کہنا چاہیے تھا کہ دوسرا درجہ، پہلے درجہ کا دوگونہ، اور تیسرا درجہ تین گونہ اور چوتھا درجہ چار گونہ ہوتا ہے۔ اس ترتیب سے مقصود یہ ہے کہ ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک بڑھنے کے ذریعے برابر برابر ہوں۔

جس دوا کے استعمال سے جسم میں حرارت محسوس ہو، اطباء نے اُسے پہلے درجہ میں رکھا ہے، اور معتدل سے پہلے درجہ تک حرارت میں جس قدر بعد ہے، اتنا ہی بعد پہلے درجہ سے اوپر ہو تو اس کو دوسرے درجہ میں رکھا ہے، پھر پہلے درجہ سے دوسرے درجہ تک جس قدر بعد ہے، اتنا ہی بعد اس کے اوپر ہو تو اس کو تیسرے درجہ میں رکھا ہے۔ اس طرح تیسرا درجہ، پہلے درجہ کا تین گونہ اور چوتھا درجہ چار گونہ ہوا۔

کندی کے خیال کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ اطباء دوسرے درجہ کو پہلے درجہ سے دوگونہ قرار دیں، اور اطباء سے کہتا ہے کہ اس تناسب کو یاد رکھیں، جب کہ اس بنا پر یہ لازم آتا ہے کہ چوتھے درجہ کی دوا کے علاوہ تیسرے درجہ کی دوا قاتل ہو جائے، کیوں کہ جب یہ دوا معتدل سے سولہ درجہ بڑھ جائے گی تو اس کے استعمال سے جسم کا کیا حال ہوگا۔ نیز اس بنا پر تیسرے درجہ سے چوتھے درجہ کا بُعد ویسا نہیں ہوگا جو دوسرے درجہ سے تیسرے درجہ کا بعد ہے۔ اس لئے ایسے بعد میں درجہ قائم کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تیسرے اور دوسرے درجہ کے درمیان درجہ قائم کرنا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس فن میں اس سے بڑھ کر دوسرا اور کون سا خلل ہوگا۔ حالانکہ شروع ہی سے یہ اصول پیش نظر ہے کہ بعض دواؤں پر بعض کی قوتوں کی زیادتی کے مرتبے محفوظ ہوں، لیکن کندی کے خیال کی بنیاد پر محفوظ نہیں ہیں۔ اس قول کی بنا پر معتدل سے پہلے درجہ تک دوری کا جو تناسب ہے اس سے زیادہ دوسرے درجوں کے درمیان ہے، کیوں کہ کندی کی رائے کی بنا پر جس قدر دوا کی قوت بڑھتی جائے گی، دو درجوں کے درمیان اتنا ہی بعد بڑھتا جائے گا، یہاں تک کہ اگر پانچواں درجہ ہو تو چوتھے درجہ (سولہ درجات) سے بڑھ کر بتیس (۳۲) درجات ہو جائیں گے۔ یہ تمام باتیں ہذیان اور ایسی چیزوں کے متعلق گفتگو ہے جن کا کوئی وجود نہیں ہے۔

مندرجہ بالا قوانین سے ادویہ مرکبہ کا مزاج معلوم کیا جاسکتا ہے اور ان قوانین کے مطابق دواؤں کو مرکب کیا جاسکتا ہے دوا، مرکب کے قوی ثوانی و ثوالث کے درجات کو معلوم کرنے کا طریقہ وہی ہے جو قوی اولی کے درجات کو معلوم کرنے کا طریقہ ہے۔ جب کہ قوی ثوانی و ثوالث کی درجہ بندی کر دی جائے، لیکن اطباء نے اس کو چھوڑ رکھا ہے۔

یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ جب ترکیب ادویہ قیاسی ہے، اور دواء مرکب کے قوی اولی اور ثوانی و ثوالث کو قیاس کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے تو کیا دواء مرکب کے افعال کی جانچ کرنے میں تجربہ کو بھی دخل ہے، جس طرح ادویہ مفردہ کے قوی معلوم کرنے کے لئے تجربہ پر اعتماد کیا جاتا ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ دواء مرکب کے قوی اولی اور ثوانی و ثوالث کو معلوم کرنے کے لئے تجربہ کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ یہ چیزیں جزنظری سے معلوم ہوتی ہیں، لیکن یہ ممکن ہے کہ دوا مرکب میں ادویہ مفردہ کے ملنے اور ترکیب پانے سے کوئی مزید خاصیت پیدا ہو جائے، اس لئے اس موقع پر دواء مرکب کو تجربہ کرنے کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ یہ خاصیت کبھی اس کے موافق ہوتی ہے جو ترکیب ادویہ سے مقصود ہے، اور کبھی ناموافق ہوتی ہے، لیکن ناموافق خاصیتیں اکثر ترکیب طبیعی میں ہوتی ہیں ترکیب صناعی میں نہیں ہوتیں، اگرچہ یہ بعید نہیں ہے کہ تخمیر والی ادویہ مرکبہ میں خاصیت پائی جائے، کیوں کہ ایسی ادویہ میں امتزاج زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ابن سینا کا خیال ہے کہ تریاق فاروق کے اکثر افعال وہ خواص ہیں جو اس کے جوہر کے تابع ہیں، جن کی وجہ نہیں بیان کی جاسکتی۔ اس کا خیال ہے کہ تریاق فاروق کے اس قدیم نسخہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے جو اندروماخس کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ تریاق فاروق کے نسخہ میں ایسی بہت سی دواؤں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے جو

Marfat.com

اندروماخس کے زمانے میں مشہور نہیں تھیں۔ یا اگر موجود تھیں تو انھوں نے اضافہ کرنے میں تغافل کیا، مثلاً عود، عنبر اور قرنفل وغیرہ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

قوانین ترکیب کے بیان کے بعد مناسب یہ تھا کہ کچھ مشہور مرکب ادویہ کا تذکرہ کیا جاتا۔ ان کے اسباب ترکیب کو بیان کیا جاتا اور انھیں مذکورہ قوانین سے منطبق کیا جاتا۔ پھر اُن ادویہ مرکبہ میں اگر کچھ نقص ہوتا تو اس کی وضاحت ہوتی اور درست ہونے پر اس کے اسباب بیان کیے جاتے۔ اگرچہ ادویہ مرکبہ کی ان تفصیلات کا ذکر لازمی نہیں ہے لیکن بیان کرنے سے کچھ مشق ضرور ہو جاتی۔ جس طرح موسیقی کے عالم آوازوں کے ارکان اور ان کی ترکیب کا بیان پہلے کرتے ہیں اس کے بعد مشہور آلات موسیقی پر گفتگو کرتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ مشق ہو جائے۔

Marfat.com

کتاب حفظ الصحت

فن طب کی دو غایتوں میں سے اعلیٰ غایت "حفظان صحت" ہے۔ اولاً اس کی دو قسمیں کی گئی ہیں ایک قسم میں حفظان صحت کے طریقے بیان کیے جائیں گے۔ اور دوسری قسم میں یہ بیان کیا جائے گا کہ تندرست اجسام میں بیماریوں کے پیدا ہونے کی استعداد کو کس طرح دور کیا جائے۔ گویا یہ حصہ، حفظان صحت اور ازالۂ مرض کے درمیان مشترک ہے۔ یہ فن صرف اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے جسموں کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھے جو بالعرض جسموں میں پہنچتی ہیں، یہ خرابیاں زیادہ تر جسموں میں اغذیہ کے فضلات کے پیدا ہونے سے ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ایسا نہیں ہے کہ خواہ کوئی تدبیر کی جائے، اور کسی بھی قسم کی غذائیں استعمال کی جائیں، ہر حال میں ہمارے جسم محفوظ رہیں۔ یہ اس فن کے وضع کردہ اصولوں میں سے ایک ہے، ورنہ یہ عملی فن نہیں ہو سکتا۔ جس طرح عملی فنون میں ان کی غایتوں کے حاصل ہونے کا اکثر امکان ہوتا ہے، اسی حد تک اس کی غایت بھی حاصل ہوتی ہے، یعنی اس فن کے ذریعہ غایت کا حصول اکثر جسموں میں اکثر اوقات ہوتا ہے۔ مثلاً معتدل المزاج کے لیے جالینوس نے ایسی تدبیر بتائی ہے، جس سے اکثر اس مزاج والے اپنی طبیعی عمر کی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں، لیکن طبیعی بوڑھاپے یعنی برودت و یبوست کے غلبہ کی حالت میں یہ فن ناکام ہے، ورنہ یہ ممکن ہو جائے گا کہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ جسم انسانی میں اس فن کی غایت کا اطلاق پوری طرح نہیں ہو پاتا۔ لیکن یہ بات صرف اسی فن کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ فن سپہ گری اور فن جہاز رانی کا بھی یہی حال ہے۔ ہیولانی استعداد کے سبب سے اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ ممکن

Marfat.com

ہے کہ دو معتدل المزاج اشخاص کے لیے ایک ہی قسم کی تدبیر کی جاتے، جس سے ایک شخص اپنی طبیعی عمر کی انتہا کو پہنچ جاتے، اور دوسرے شخص میں اسی تدبیر سے خراب اخلاط پیدا ہو جائیں، جن سے اس کی موت ہو جاتے، اس کے مزاج کے خراب استعداد کے سبب سے ایسے اخلاط پیدا ہوتے ہیں، اگرچہ اس استعداد کا علم ہمیں نہ ہو، کیوں کہ طبیعت کی بہت سی استعدادات ایسی ہیں جن کی کوئی علامت و دلیل نہیں ہے، کیوں کہ استعدادات لامتناہی ہیں۔ اور جس شخص کا یہ خیال ہے کہ معتدل المزاج کے لیے جالینوس نے جو تدبیر بتاتی ہے اس پر عمل کرنے والا عمر طبیعی کی انتہا کو ضرور پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ عام اطبار بھی یقین کرتے ہیں، تو ایسا شخص اس فن کی غایت کے حاصل ہونے کے عملی طریقوں سے واقف نہیں ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ موتیں مقدرات میں سے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ معتدل المزاج شخص کوئی تدبیر نہ کرے۔ اس کے باوجود اس کی عمر اسی انتہار کو پہنچ جاتے جس طرح اس شخص کی عمر پہنچتی ہے جو بہت سی تدبیریں کرتا ہے اگرچہ یہ تمام باتیں کبھی کبھی اور بالعرض ہوتی ہیں، لیکن ان سے اس فن میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور نہ اس کی افادیت ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن کی خواہشات اور پیشے ان کی طبیعتوں کے موافق ہیں، جن سے ان کی عمریں طویل ہوتی ہیں اور کبھی اس کے برعکس حالات ہوتے ہیں، اور جو لوگ بیماریوں کے پیدا ہونے کے اسباب بیرونی اشیا کے یکجا ہونے کو قرار دیتے ہیں وہ گویا ان چیزوں کو نصف سبب قرار دیتے ہیں، کیوں کہ امراض کے لیے یہ چیزیں بمنزلۂ اسباب فاعلہ ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اسباب مشہور ہیں اس لیے اطبار تمام ہونے والی بیماریوں کو انہی اسباب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی بیماری لاحق ہوتی اور اس سے پہلے کوئی خراب تدبیر نہیں ہوتی تھی تو انہیں حیرت ہوتی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے مرض لاحق ہوا ہے۔ یہ ان کی ناواقفیت ہے۔

اس فن کی افادیت کی حدود بیان کرنے کے بعد اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوتے وہ اسباب بیان کیے جائیں گے جن سے جسم میں بالعرض خرابی واقع ہوتی ہے، اور جن سے اس فن کے ذریعہ احتراز ممکن ہے۔ مثلاً آگ سے جلنے، تلوار سے کٹنے اور پتھر سے کچلنے (اور دوسرے اتفاقی حادثات) سے احتراز کرنے کو اس فن میں نہیں بیان کیا گیا ہے۔ کیوں کہ جو چیزیں ہمارے اختیار میں ہیں ان سے احتراز ممکن ہے، اور جو چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں ان سے احتراز نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

جو چیزیں ہمارے جسم میں بالعرض خرابی پیدا کرتی ہیں، وہ ہواؤں کا متغیر ہونا، سخت محنت مثلاً تھکا دینے والا پیشہ اور عوارض نفسانیہ مثلاً غصہ اور گھبراہٹ۔ مختصر یہ کہ وہ تمام چیزیں جن سے جسم میں سوء مزاج مادی یا غیر مادی پیدا ہوتا ہے۔ اور جن چیزوں سے ہمارے جسم میں عارضی خرابی آجاتی ہے ان سے احتراز کیا جاتے اگر وہ ایسی چیز ہو کہ اس کا واسطہ حفظان صحت ہو سکتا ہو تو اسے استعمال کیا جاتے۔

حفظانِ صحت کے طریقے

حفظان صحت کے طریقے یہ ہیں۔

۱. معتدل الکیموس غذاؤں کا استعمال جن کی مقدار، وقت اور وضع متعین ہو۔
۲. فضلات کا استفراغ۔
۳. ہواؤں کی اصلاح۔
۴. سوء مزاج پیدا کرنے والے عوارض نفسانیہ سے پرہیز۔

ان میں اہم قاعدہ کے مطابق غذاؤں کا استعمال اور فضلات کا استفراغ ہے۔ اس فن میں انہی دو چیزوں کو زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔ فضلات کا استفراغ، ورزش، مالش اور حمام کرنے سے ہوتا ہے۔ کبھی ادویہ کے ذریعہ استفراغ کیا جاتا ہے۔ خصوصاً غیر معتدل مزاجوں میں اور پیدا ہونے والی بیماریوں سے تحفظ کے سلسلہ میں۔ مالش کی قسمیں اور ان کے افعال، ورزش کی قسمیں اور ان کے افعال پہلے بیان کیے جائیں گے، پھر امزجۂ صحیحہ کی نو قسموں میں سے ہر ایک مزاج کے تحفظ کے طریقوں کا تذکرہ ہوگا۔ ادویہ کے افعال پہلے بیان کیے جا چکے ہیں یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ ان ادویہ کے ذریعہ حفظان صحت کس طرح ہوگی۔ اس طرح اغذیہ کے افعال بھی بیان کیے جا چکے ہیں، یہاں یہ بتانا ہے کہ اغذیہ کس طرح اور کب استعمال کی جائیں گی۔ ریاضت (ورزش) کو پہلے بیان کیا جا رہا ہے۔

ریاضت اعضاء کی حرکت ارادیہ کو ورزش کہا جاتا ہے۔ پہلے ان تمام اعضاء میں حرکت ہوتی ہے جن میں حرکت ارادیہ ہے پھر ان اعضاء میں حرکت ہوتی ہے جو ان کے قریب ہیں مثلاً جگر، معدہ اور آلات غذا۔ اعضاء کی کچھ حرکتیں جزئی اور کچھ کلی ہوتی ہیں، بعض حرکتوں سے پورے جسم کی ورزش ہوتی ہے یہی تمام جانداروں کی حرکت کلیہ نقلیہ ہے۔ اور بعض حرکتوں سے کسی

خاص عضو کی ورزش ہوتی ہے، مثلاً آواز، پھیپڑے کی ورزش ہے۔ کھڑا ہونا اور بیٹھنا پشت کی ورزش ہے۔ جو شخص تمام اعضاء کی حرکت ارادیہ کو جانتا ہے اس کے لیے یہ معلوم کرنا آسان ہے کہ ہر عضو کی ورزش کیا ہوسکتی ہے۔ اعضاء کے لحاظ سے ورزش کی یہ ایک قسم ہے۔ نیز بعض ورزش قوی اور بعض ہلکی ہوتی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک ورزش یا اس طرح ہوسکتی ہے کہ ورزش کرنے والا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو۔ اس ورزش میں تیزی اور آہستگی دونوں ہوسکتی ہیں۔ یا ورزش کرنے والے اور دوسرے محرک کے درمیان مقابلہ ہو، مثلاً کوئی شخص کسی جگہ سے چمٹا ہوا ہو، اور دوسرے شخص سے یہ کہے کہ اس جگہ سے اس کو ہٹائے۔ اسی قسم میں پتھر وغیرہ کا اٹھانا بھی ہے لیکن اس ورزش میں سرعت و بطوء نہیں ہے۔ کبھی ورزش میں تیزی اور قوت دونوں ہوتی ہیں، جیسے وہ لوگ جو جنگ میں فتحیاب ہوتے ہیں۔ معتدل ورزش سے حرارت غریزی بڑھتی ہے، اعضائے غذا کے فضلات دفع اور تحلیل ہوتے ہیں، اعضاء میں سختی آتی ہے۔ اس لحاظ سے حرارت کو بڑھانے کے لیے یہ بہترین ورزش ہے۔ جو حرارت بڑھتی ہے وہ حرارت غریزیہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حرارت بڑھانے والی بیرونی چیزیں مثلاً دوائیں اور ایسی چیزوں کے قریب رہنا جو بالفعل گرمی پیدا کرتی ہیں، یہ گویا عارضی حرارت ہے۔ غذا کے پورے ہضم ہونے کے بعد جب معتدل ورزش کی جائے تو مذکورہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن جب ایسے وقت ورزش کی جاتے کہ غذا ہضم نہ ہوئی ہو تو اعضاء غیر منہضم غذا کو جذب کرتے ہیں اور ایسی ورزش سے اعضاء کی قوت ماسکہ میں بھی خلل واقع ہوتا ہے، کیوں کہ غیر منہضم غذا کو دفع کر دیتی ہے۔ مختصر یہ کہ سکون کے ذریعہ قوت ہاضمہ کا فعل مکمل ہوتا ہے، اور ورزش کے ذریعہ قوت دافعہ کا فعل مکمل ہوتا ہے۔ اسی لیے ورزش کا وقت یہی رکھا گیا ہے۔ اس وقت کی علامت یہ ہے کہ پیشاب کا رنگ ترنجی ہوتا ہے، زیادہ سرخ نہیں ہوتا۔ معتدل ورزش اسقدر قوی ہو کہ جسم سے پسینہ آنے لگے اور سانس چڑھنے لگے۔

قوی ورزش کے ذریعہ جسم سے غیر معمولی استفراغ ہوتا ہے جو جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔ جیسا کہ سخت جسمانی محنت کے پیشے والوں کا حال ہے۔ ہلکی ورزش سے اس قدر استفراغ نہیں ہوتا جتنا ضروری ہے۔ اسی لیے اعضاء میں چربیلی چیزیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ ریاضت صحت کی ضامن ہے۔ ورزش نہ کرنے کا اثر ان لوگوں کے حال سے ظاہر ہے جو قید خانوں میں

Marfat.com

ہوتے ہیں، ان کے چہرے زرد ہو جاتے ہیں اور ان کا جسم خراب ہو جاتا ہے، اور ان کے تمام طبعی افعال میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ ان تمام جانوروں کا بھی یہی حال ہے جو بند رکھے جاتے ہیں، مثلاً پنجروں میں بند رہنے والے پرند وغیرہ۔

دلک (مالش)، ہضم اخیر (جس کا تعلق جسم کے سبھی اعضا سے ہے)، کے فضلات کا استفراغ مالش کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔ مالش کی چھ بسیط قسمیں ہیں۔ تین کیفیت کے لحاظ سے تین کمیت کے لحاظ سے۔ کیفیت کے لحاظ سے ایک دلک صلب، دوسری دلک لین اور تیسری معتدل ہے۔ کمیت کے لحاظ سے ایک کثیر، دوسری قلیل اور تیسری معتدل ہے۔ دلک صلب کا فعل یہ ہے کہ جسم کے مسامات کو کثیف اور سخت کر دیتی ہے۔ دلک لین کا فعل مسامات کو کھولنا اور گوشت کو ڈھیلا کرنا ہے۔ دلک معتدل کا فعل، ان دونوں افعال کے درمیان ہے۔ دلک کثیر کا فعل جسم کو لاغر کرتا ہے۔ دلک معتدل کا فعل اعتدال کے ساتھ گوشت کو بڑھاتا ہے۔ دلک قلیل کے فعل کا کوئی زیادہ اثر نہیں ہے، سوائے اس کے کہ بدن کو کچھ گرم کرتی ہے۔ دلک کی بسیط قسموں کے افعال سے دلک کی مرکب قسموں کے افعال اس طرح معلوم ہوتے ہیں کہ دلک صلب معتدل سخت گوشت کو بڑھاتی ہے۔ دلک لین معتدل نرم گوشت کو بڑھاتی ہے، اور کیفیت و کمیت میں معتدل دلک کا فعل ایسے گوشت کو بڑھاتا ہے جو سختی و نرمی میں معتدل ہوتا ہے۔ مالش کرنے کے وہی اوقات ہیں جو ورزش کے ہیں۔ اقسام دلک کی ترتیب اور ورزش کی قسمیں عنقریب بیان کی جائیں گی۔ چونکہ حمام کرنے سے بھی فضلات کا استفراغ ہوتا ہے اس لیے حمام کے اجزا کی قوت اور اس کے افعال کو بھی بیان کرنا ہے۔

حمام حمام کے ذریعہ متضاد افعال انجام پاتے ہیں مثلاً حمام رطوبت و یبوست اور برودت و حرارت پیدا کرتا ہے، مسامات اور زیر جلد کے فضلات کا استفراغ کرتا، اور کبھی ان فضلات کو بند بھی کرتا ہے۔ روح کو تحلیل کرتا ہے نفخ کو دور کرتا ہے۔ غذا کے لیے جسم کو تیار کرتا ہے، اس لیے یہ اکثر اشتہار غذا کی تحریک کرتا ہے۔ مادوں کو ایک عضو سے دوسرے عضو پر گراتا اور مادوں کو گھلاتا ہے۔ درد میں سکون اور ہیجان بھی پیدا کرتا ہے ان متضاد افعال کا سبب تین چیزوں میں کوئی ایک ہے۔

۱۔ حمام کے اجزا کا مختلف ہونا۔

۲۔ موضوعات یعنی اجسام کا مختلف ہونا جن میں حمام کا فعل ہوتا ہے۔

۳۔ حمام میں ٹھہرنے کی مدت کا کم و بیش ہونا۔ حمام کے اجزا گرم پانی اور گرم ہوائیں ہیں۔

Marfat.com

یہ دونوں چند درجے کے استعمال کیے جاتے ہیں۔ گرم و سرد ہونے کے لحاظ سے معتدل پانی بدن میں رطوبت پیدا کرتا اور کچھ تحلیل کرتا ہے، جس سے وہ سفیدی نمایاں ہو جاتی ہے۔ جو بیرون جسم پر ہوتی ہے۔

گرم و سرد ہونے کے لحاظ سے معتدل ہوا سے جسم پر کچھ پسینہ آتا ہے اور رقیق فضلات کا استفراغ ہوتا ہے۔ یہ حمام کے پہلے خانہ کا مزاج ہے کیوں کہ ہوا اگرچہ پانی سے زیادہ رطب ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، لیکن یہ جسم میں اس قدر تری نہیں پہنچاتی جس قدر پانی تری پہنچاتا ہے، کیوں کہ پانی کی طرح یہ جسم کے ساتھ لپٹی ہوتی نہیں ہوتی، بلکہ ہوا خشکی پیدا کرتی ہے، خصوصاً جب گرم ہو۔

گرم پانی اور زیادہ گرم ہوا دونوں ہی جسم کو گرم کرتے اور فضلات و ارواح کا استفراغ کرتے ہیں۔ گرم ہوا خشکی بھی پیدا کرتی ہے۔ ان دونوں کے یہ افعال ان جسموں میں ہوتے ہیں جو فضلات سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ لیکن جن جسموں میں فضلات بھرے ہوتے ہیں ان میں یہ دونوں چیزیں مسامات جلد کو بند کر دیتی ہیں۔ کیوں کہ فضلات زیادہ ہوتے ہیں اور جب یہ نکلنا چاہتے ہیں تو مسامات میں اتنی کشادگی نہیں ہوتی کہ نکل سکیں چنانچہ فضلات کے زیر جلد جمع ہونے سے پھریری آتی ہے۔ اور اخلاط پگھل کر ایک عضو سے دوسرے عضو پر گرتے ہیں۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر اگر کسی عضو میں امتلاء مادہ ہو تو حمام نہیں کرنا چاہئے۔ حمام کے بیچ کے خانہ سے زیادہ تیسرے خانہ میں یہ افعال ہوتے ہیں۔ حمام ان تمام دردوں میں بھی فائدہ کرتا ہے جن کا سبب انصباب مادہ نہ ہو، مثلاً اورام وغیرہ۔ حمام کبھی بالذات اور کبھی بالعرض ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ بالعرض اس طرح کہ یہ مسامات کو کھولتا اور چبھن پیدا کرنے والے فضلات کا استفراغ کرتا ہے اور بالذات اس طرح کہ حمام میں سرد پانی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سرد پانی بھی حمام کے اجزاء میں ہے حمام کی گرمی سے جو خلل واقع ہوتا ہے یعنی اعضاء ڈھیلے اور نرم ہو جاتے ہیں، سرد پانی گویا اس کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ حرارت غریزیہ میں کچھ ٹھنڈک پہنچانا ویسا ہی ہے، جیساکہ بہت سی صنعتوں میں ٹھنڈا پانی بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً لوہاری اور کھانا پکانے میں استعمال کیا جاتا ہے، ان تمام چیزوں میں دوسرے درجہ پر برودت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ صنعتوں میں برودت کا استعمال بوقت ضرورت ہوتا ہے۔ لیکن حمام میں پہلے حرارت کا استعمال ہوتا ہے، اور

Marfat.com

فضلات کے استفراغ کے بعد اخیر میں ٹھنڈے پانی کا استعمال ہوتا ہے۔ مادہ سے پاک وصاف بدن پر جب حمام کے تمام اجزاء کا استعمال ہوتا ہے تو حمام کے افعال متضاد اور بہتر ہوتے ہیں۔ یہ افعال فضلات کی تحلیل اور ان کا استفراغ ہیں بغیر اس کے کہ قوی میں کوئی خلل واقع ہو۔ اعضاء کو نرم کرتا ہے، ڈھیلا نہیں کرتا۔ اعضاء میں تری پہنچاتا ہے انہیں گرم نہیں کرتا۔ اعضاء میں ٹھنڈک پہنچاتا ہے، انہیں کثیف نہیں کرتا۔ حمام کے جزء حار اور جزء بارد کے استعمال سے یہ تمام افعال پورے ہوتے ہیں۔ اطباء کی ایک جماعت نے جب حمام کے خراب افعال کا ملاحظہ کیا تو انھوں نے حمام کی خرابی بیان کر دی۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ جب مادہ سے پاک وصاف بدن پر حمام کے تمام اجزاء کا استعمال کیا جاتے تو بدن پر حمام کے خراب افعال نہیں ہوتے۔

نیند کا فعل، غذا وغیرہ کو پکانا اور رطوبت پہنچانا ہے۔ بیداری کا فعل، تحلیل کرنا، استفراغ اور حرارت غریزیہ کو تیز کرنا ہے، اسی لیے نیند کی کثرت حرارت غریزیہ کو کم کر دیتی اور جسم کو ڈھیلا کرتی ہے۔ اور بیداری کی زیادتی جسم میں خشکی پیدا کرتی، اور حرارت غریزیہ کو تحلیل کر کے حرارت غریبہ کو مشتعل کرتی ہے۔

نو مزاجوں میں سے ہر مزاج کی صحت بیان کرنے سے پہلے مذکورہ بالا امور کا مزاج بیان کرنا ضروری ہے۔ پہلے مزاج معتدل بیان کیا جاتے گا، کیوں کہ اس کے لیے زیادہ تدابیر کی ضرورت نہیں ہوتی یعنی غذاؤں کا اندازہ کرنا، ورزش، مالش اور حمام کا استعمال، نیند، بیداری اور افعال نفسانیہ کا اندازہ کرنا، اور معتدل ہوا میں قیام کرنا۔ ایسے مزاج والوں کے لیے دوا کے استعمال کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی، اگر ضرورت بھی ہوتی ہے تو بہت کم۔ جالینوس کا خیال یہ ہے کہ ایسے مزاج والوں کے حفظان صحت کے لیے استعمال دوا کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی لیکن اس مزاج کی تدبیر کے لیے ورزش، مالش اور حمام کو ضروری قرار دیتا ہے جن پر عمل کرنا اس شخص کے لیے تقریباً ناممکن ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ انسان کا اعلیٰ مقصد تندرست رہنا ہے، اور وہ شخص بہت آزاد اور صاحب ثروت بھی ہو۔ چہ جائیکہ وہ شخص ان تدابیر و ہدایات پر عمل کرے جس کا خیال یہ ہے کہ صحت انسانی اس لیے ہے کہ نفس کے دوسرے افعال انجام دیے جائیں، ساتھ ہی ایسے بہت سے امور جو ضروری ہیں وہ پورے کیے جائیں۔ لیکن بہر حال جالینوس نے جو کچھ کہا ہے اسے بالاختصار یہاں بیان کیا جاتا ہے تاکہ جسمانی سے

Marfat.com

ذہنوں میں قانون کی طرح محفوظ رہ سکے، اور وہ شخص اس کو استعمال کرے جو اپنے ضروری کاموں میں رکاوٹ محسوس نہ کرے، اور جو شخص حفظانِ صحت کے لیے جالینوس کے بتاتے ہوتے طریقوں پر عمل کر سکے۔

جالینوس نے بچوں کی پیدائش پر پہلی تدبیر یہ بتائی ہے "کہ ان کے بدن پر نمک چھڑکا جائے۔ کیوں کہ بیرونی چیزوں کی برداشت کے لیے ان کے بدن کو سخت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ــــ" میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ایسا نمک چھڑکا جاتے جس میں چبھن پیدا کرنے کی خاصیت نہ ہو۔

ابو مروان بن زہر نے کہا ہے کہ "روغن بلوط بغیر چبھن پیدا کیے ہوتے یہی کام کرتا ہے" دانت نکلنے کی مدت تک بچوں کی غذا صرف دودھ ہے جب دانت نکل آئیں تو تھوڑی تھوڑی پتلی غذائیں بھی دی جائیں۔ دودھ کا مزاج بچوں کے مزاج کے مشابہ ہے۔ غذا ایسی ہی ہونی چاہئے جو مزاج کے مشابہ ہو۔ نیز یہ ایسی غذا ہے جسے طبیعت نے بچوں کے لیے مہیا کیا ہے۔ دودھ پلانے والی عورت ایسی ہو جو غذا میں محتاط اور خلیق ہو، آرام طلب نہ ہو۔ جماع سے پرہیز کرنے والی ہو۔ کیوں کہ دودھ پلانے کی مدت میں فعل جماع، خون حیض کو برانگیختہ کرکے دودھ میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ شیر خوار بچوں کو روزانہ نیم گرم پانی سے ایسی جگہ غسل دیا جاتے جہاں معتدل ہوا ہو، تاکہ غسل کے بعد اس کے جسم پر کپکپی نہ ہو۔

جالینوس کا خیال یہ ہے کہ حمام میں غسل دینا چاہیے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ جب ہوا معتدل ہو تو حمام کی ضرورت نہیں ہے۔ بچوں کو خلو معدہ میں غسل دینا چاہیے، تاکہ غیر منہضم دودھ ان کے اعصاب میں نہ پھیلے۔ یہ وقت وہی ہوتا ہے جب بچے طویل نیند کے بعد بیدار ہوتے ہیں۔ بچوں کی ورزش اتنی ہی کافی ہے کہ گہوارہ میں ان کے جسم کو اس طرح حرکت دی جاتے کہ رونے نہ پائیں۔ اسی لیے دایہ کو اس کا بہت خیال رکھنا چاہیے "کہ کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے کہ بچوں کو تکلیف ہو، جس سے ان کے مزاج میں خرابی پیدا ہو جاتے، حتی الامکان بچوں کو تکلیف نہ ہونے دیں۔ اگر کوئی تکلیف دینے والا سبب ہو تو فوراً معلوم کرکے اس کو رفع کریں۔ کیوں کہ حرارت، برودت، میل اور دوسری بیرونی چیزوں سے بچوں کو اکثر تکلیف ہوتی ہے۔ انہیں لوری دی جاتے

Marfat.com

تاکہ ان کے اخلاق بہتر اور انھیں فرحت حاصل ہو۔ اسی طرح کی تدبیر کرتے رہنا چاہیے، یہاں تک کہ چلنے پھرنے لگیں۔ تیسرے سال میں عموماً چلنے پھرنے کی قدرت ہو جاتی ہے۔ اب ان کی تدبیر یہ ہو کہ صبح کو جب وہ نیند سے بیدار ہوں تو ہلکی ورزش کرائی جائے پھر ان کے بدن کی مالش کر کے انھیں غسل دیا جائے۔ اس کے بعد ایسی غذائیں دی جائیں جو مقدار، کیفیت اور وضع میں متعین اعدار پر ہوں۔ سہ پہر کو جب وہ غذا طلب کریں، تو غذا سے پہلے صبح والی تدابیر اختیار کی جائیں۔ ورزش اتنی زیادہ نہ ہو کہ ان کے جسم میں خشکی پیدا ہو جائے، کیوں کہ خشکی سے نشو ونما میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لیے گرم پانی ہی سے انھیں غسل دینا چاہیے، کیوں کہ سرد پانی سے بھی نشو ونما رک جاتی ہے۔ بچوں کے لیے نبیذ، زبیب اور دوسری تمام نشہ آور چیزیں سخت مضر ہوتی ہیں، کیوں کہ ان سے ان کے سروں میں امتلاء، ان کے بدن گرم اور ان کے افکار فاسد ہو جاتے ہیں۔ لیکن سن شباب میں پہنچنے کے بعد نبیذ سے فائدہ ہوتا ہے، کیوں کہ اس عمر میں ان کے جسم کے صفراء اور سوداء اپنے پورے جوہر کے ساتھ ممتاز ہو جاتے ہیں، اور نبیذ، صفراء کو پیشاب کے ذریعہ خارج کرتی اور تلیین بھی کرتی ہے۔ نیز اگر اعضاء میں یبوست پیدا ہو جائے تو ترطیب کا عمل بھی کرتی ہے۔ نوجوانوں کے لیے نبیذ کی ضرورت صرف اسی لیے ہوتی ہے کہ ان میں حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ البتہ بوڑھوں کو اس سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ نوجوانوں کے لیے لطیف غذائیں ہونی چاہئیں، ان کے لیے مناسب غذاؤں میں سے عمدہ پکی ہوئی روٹی کے مغز کے ساتھ مرغ کے چوزے ہیں اور انھیں تاکید کی جائے کہ سبزیاں اور پھل اس کثرت سے استعمال نہ کریں کہ خورد و نوش کے سلسلے میں ان کی عادت، سبزی خور چوپایوں کے مانند ہو جائے۔ علاوہ ازیں تعلیم و تربیت سے نوجوانوں کا مزاج ایسا بنانا چاہیے کہ علم و حکمت حاصل کر سکیں۔

نوجوانوں میں یہ تدبیر کی جائے کہ جس وقت بدن کا فعل ہضم پورا ہو جائے جس کی علامت یہ ہے کہ پیشاب کا رنگ معتدل ہو، نہ بہت زرد نہ بالکل سفید، تو کپڑے اتار کر پورے جسم پر روغن (روغن شیریں) کی آہستہ آہستہ مالش کی جائے۔ اس مالش کا مقصد یہ ہے کہ ورزش کے لیے بدن کو تیار کیا جائے، کیونکہ مالش سے پہلے ورزش کرنے سے عضلات کے کثیف ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور فضلات یک بارگی باہر کی طرف آکر مسامات کو بند کر دیتے ہیں۔ روغن کی مالش کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عضلات نرم ہو کر

تحلیل ہو جائیں۔ مالش کے وقت ہتھیلی آہستہ آہستہ پھلائی جاتے تاکہ جسم صدمے سے محفوظ رہے یہ مالش اُوپر سے نیچے، نیچے سے اُوپر، دائیں سے بائیں اور ترچھے طور پر ہونی چاہئے تاکہ تمام جہات میں مسامات کھل جائیں۔ جس مقام میں کپڑے اتارے جائیں اس کی ہوا معتدل شہروں کے موسم ربیع کے مانند ہونی چاہئے۔ (صرف "معتدل شہروں" کی قید اس لیے نہیں لگائی گئی کیوں کہ ایسی صورت میں، غیر معتدل شہروں میں مالش ممکن نہ ہو گی۔ اگر اس مقام کی ہوا ربیعی ہو تو کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں لیکن اگر موسم سرما ہو تو جس مقام میں کپڑے اتارے جائیں اس کو کچھ گرم کر دیا جائے۔ اور اگر موسم گرما ہو تو اس مقام کو اتنا سرد کر لینا چاہئے کہ ہوا ربیعی کے مانند ہو جائے۔ کیوں کہ ہوا سرد میں حسب ضرورت فضلات کا استفراغ نہیں ہوتا، اور گرم ہوا میں ضرورت سے زیادہ استفراغ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ہم زیادہ گرم اور زیادہ سرد مقامات پر کپڑے اتارنے کو بہتر نہیں سمجھتے۔ دلک استعدادی کے بعد ایسی ورزش کی جاتے جو قوی وضعیف اور سریع و بطی ہونے میں معتدل ہو۔ مثلاً چھوٹی گیند سے کھیلنا، اور اسی طرح کے دوسرے کھیلوں کے ذریعہ ورزش کی جاسکتی ہے لیکن جب سانس پھولنے لگے اور جسم سے پسینہ آنا شروع ہو جائے تو ورزش ختم کر دینی چاہئے نیز اعضاء میں انتفاخی کیفیت اور چہرے کا رنگ سرخ ہونے سے پہلے ورزش ترک کر دیں تاکہ کثافت تحلیل ہو جائے۔ مختصر یہ کہ افعال و حرکات کم کر دینا چاہئے کیوں کہ اس کی مقدار ہر شخص میں (قوت وضعف کے لحاظ سے) مختلف ہوتی ہے اور بقول جالینوس ریاضت کرنے والا جانتا ہے کہ دوسرے اور تیسرے دن کی ورزش کتنی ہونی چاہئے۔ چنانچہ اگر ایک دن ورزش میں کچھ غلطی ہو گئی ہے تو دوسرے دن اس کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک دن کچھ سخت ورزش ہوتی ہے تو دوسرے دن ہلکی ورزش کی جائے۔ ورزش کے بعد حبس نفس (سانس روکنے) کا عمل کیا جائے، کیوں کہ حبس نفس کے وقت حرارت غریزیہ بیرون جسم کی طرف لوٹ کر مسامات کو کھولتی اور فضلات کو باہر کرتی ہے۔ جس طرح کسی سوراخ میں پھونکنے سے سوراخ کشادہ ہو جاتا ہے۔ حبس نفس کے وقت سینہ اور حجاب حاجز کے عضلات تنے ہوتے اور شکم کے عضلات بھی کچھ تنے ہوتے ہوں۔ اس فعل سے پھیپھڑے اور سینے کے فضلات نیچے یعنی اعضاء غذا کی طرف دفع ہوں گے۔ دوسری بار حجاب حاجز اور اعضاء غذا کے عضلات تنے ہوتے ہوں، تاکہ اعضاء غذا کے فضلات بھی دفع ہو جائیں۔ حجاب حاجز کو ڈھیلا کرکے حبس نفس نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اس حالت میں دماغ کی طرف

Marfat.com

فضلات جائیں گے جس طرح شہنائی میں پھونکنے والوں کی حالت ہوتی ہے کہ ان کے چہرے سرخ ہو جاتے ہیں اور ان کے گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، کیوں کہ اخلاط، سر کی طرف چلے جاتے ہیں۔
اس کے بعد دیر تک جسم کی سخت مالش کی جائے۔ اس کے دو مقاصد ہیں۔

۱۔ ریاضت سے زیر جلد جو فضلات باقی رہ گئے ہیں ان کا تنقیہ کرنا۔

۲۔ بدن کو سخت اور گٹھا ہوا بنانا، تاکہ بیرونی چیزوں سے متاثر نہ ہو سکے۔ جسم کی مالش کے ساتھ دلک استردادی (ہلکی ورزش) کریں جس میں جسم کو پھیلانے، موڑنے ہاتھ اور کہنیوں کو پھیلانے کی حرکتیں ہوتی ہیں ان کے علاوہ وہ تمام ورزشیں جنہیں ورزش کرنے والے کرتے رہتے ہیں لیکن ایسی ورزشیں وقفہ کے ساتھ ہوں متواتر نہ ہوں۔ حتی الامکان بہت تیزی سے مالش کی جائے، جیسا کہ جالینوس کہتا ہے کہ پورے جسم پر ہتھیلی سے اس طرح مالش کی جائے کہ ایک ہی وقت یکساں طور پر پورے جسم سے فضلات تحلیل ہوں۔ یہ مالش بھی روغن زیتون شیریں کی ہونی چاہئے۔ اس کے بعد غسل کرنا چاہئے یا نہیں اس سلسلہ میں جالینوس کا خیال ہے کہ غسل کی ضرورت نہیں ہے لیکن گرد و غبار کی جگہ پر ورزش کرنے سے جسم پر غبار ہو یا تیل لگنے کے سبب سے ہو تو غسل کیا جا سکتا ہے البتہ ہوا حمام کے استعمال کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔
چوتھے ہفتے کی عمر میں ایسے مزاج والے نیم گرم پانی سے غسل کریں۔ اس سے اعضاء سخت ہو جائیں گے جو ورزش کی وجہ سے ڈھیلے پڑ گئے تھے ورزش کے بعد پیاس کم ہو جاتی ہے کیوں کہ ورزش کی وجہ سے جو حرارت عزیزیہ پھیل گئی تھی وہ اب اندرون بدن کی طرف چلی جاتی ہے اس کے لیے ضروری تدبیر کی جائے۔ اس موقع پر ٹھنڈے پانی کا استعمال اس حالت میں اعتدال پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے جو ورزش میں غیر ضروری افعال سے لاحق ہوتی ہے جس طرح حمام میں وقت ضرورت ٹھنڈا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پانی برف کے پانی کی طرح نہ زیادہ ٹھنڈا ہو اور نہ کم ٹھنڈا، زیادہ ٹھنڈے پانی سے اعضاء کو تکلیف ہوگی اور کم ٹھنڈے سے مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ ایسے معتدل ٹھنڈے پانی میں دفعۃً پورے جسم کو ڈال دینا چاہئے۔ سر بھی پانی کے اندر ہو یا نہیں یہ غور طلب مسئلہ ہے۔ جالینوس نے مجمل بات کہی ہے۔ سر کا مزاج چونکہ سرد ہے اس لیے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پانی میں نہ ڈالا جائے۔
ان تمام تدابیر کے بعد ایسی غذا استعمال کی جائے جو کیفیت اور مقدار میں مناسب ہو ان کے لیے سب سے بہتر غذا مرغیوں کے گوشت اور وہ روٹی جو خوب پکی ہوتی اور عمدہ خمیر

Marfat.com

کی ہو۔اس کے بعد بکری کے بچے کا گوشت پھر اس کے بعد جوان بھیڑ اور بچھڑے کا گوشت ہے۔ مکمل ہضم کے بعد غذا استعمال کی جائے۔ جو لوگ دن میں دو بار غذا استعمال کریں وہ دو بار ورزش بھی کریں اور ایک بار صبح کو اور ایک بار شام کو غسل کریں۔ جالینوس نے کہا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دن میں تین بار غذا استعمال کی جائے یہ اسی صورت میں ہوگا کہ ایک وقت کی غذا کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے لیکن جوان و قوی لوگ جن کے ہضم بہتر ہوں ان کے لیے تین اوقات میں غذا کو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہ تدبیر بہت بوڑھے لوگوں کے لیے کی جائے۔ اسی لیے متاخرین اطباء کا خیال ہے کہ معتدل مزاج والوں کے لیے غذا کے معتدل اوقات دو دنوں میں تین بار ہیں۔ اس بناء پر ورزش اور غسل بھی دو دنوں میں تین بار ہوں گے۔

فعل جماع میں میانہ روی اختیار کی جائے اس حد تک کہ جماع کے بعد جسم میں گسلمندگی، تھکن اور ضعف لاحق نہ ہو۔ مختصر یہ کہ کوئی غیر طبیعی حالت پیدا نہ ہو۔ فعل جماع اس لیے ضروری ہے کہ منی ایک فضلہ ہے جس کو طبیعت دفع کرنا چاہتی ہے جس طرح دوسرے فضلات کو دفع کرتی ہے۔ لیکن یہ شریف فضلہ ہے اسی لیے اس کے استفراغ میں معمولی غلطی سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کچھ اطباء نے حفظان صحت کے خیال سے فعل جماع سے بالکل منع کیا ہے۔ جماع کے بعد ایسی ورزش کی جائے جس سے اس حالت کی اصلاح ہو جائے جو جماع سے عارض ہوتی ہے۔ چونکہ جماع سے یبوست، قویٰ میں ضعف اور جسم میں تحلل عارض ہو جاتا ہے اس لیے جماع کے بعد جسم کی ایسی مالش ہو جس سے ان چیزوں کی اصلاح ہو جائے۔ کچھ سخت مالش کی جائے جس سے مسامات کثیف اور اعضاء قوی ہو جائیں نیز روغن زیادہ لگایا جائے تاکہ جماع کے بعد عارض ہونے والی خشکی دور ہو جائے۔

نوجوانوں کی نیند بھی معتدل ہونی چاہئے، یہ ہر شخص کی طبیعت کے تقاضے کے مطابق ہے۔ اگر نیند آ رہی ہو تو نیند لانے کی کوشش نہ کی جائے اور اگر نیند کا غلبہ ہونے لگے تو اس کو دفع نہ کیا جائے یہ اسوقت ہوگا جب غذائی تدبیر میں کوئی غلطی یا کوئی بیرونی سبب نہ ہو۔ اگر غذائی تدبیر میں غلطی واقع ہوئی ہو تو ایسی غذا استعمال کی جائے جو اس کا مقابلہ کرے مثلاً اگر ایسی غذا استعمال کی گئی ہے۔ جس سے قبض ہو گیا تو روغنی غذائیں استعمال کی جائیں کیوں کہ اجابت کے بعد ہی ورزش کی جاتی ہے۔ بسا اوقات فضلات کے جمع ہونے کا سبب بیرونی چیزیں یعنی حرارت

Marfat.com

برودت سے پیدا ہونے والا سوء مزاج ہوتا ہے جس سے تحفظ مشکل ہوتا ہے اس وقت بھی سوء مزاج کی متضاد تدابیر عمل میں فضلات کے جمع اور بند ہونے سے صرف بول و براز کا بند ہونا مراد نہیں ہے بلکہ تمام راستوں کے فضلات کا بند ہونا مراد ہے مثلاً وہ راستہ جو جگر و مرارہ کے درمیان اور جگر و طحال کے درمیان ہے۔ اسی طرح ناک اور تالو کا راستہ۔ مختصر یہ کہ اس تدبیر میں کچھ فروگذاشت ہو جائے تو اس کے بعد ایسی دوائیں دی جائیں جن سے ان فضلات کا استفراغ ہو جائے۔ ورزش میں غلطی کی بھی اصلاح کی جائے۔ اس میں اکثر غلطی یہ ہوتی ہے کہ ورزش کے بعد اعیاء (تھکن) ہو جاتا ہے۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بیرونی چیزوں سے ہونے والے اعیاء کی تین بسیط قسمیں ہیں۔

۱۔ اعیاء قروحی۔

۲۔ اعیاء تمددی۔

۳۔ اعیاء ورمی۔

اعیاء قروحی کا علاج (اس اعتبار سے کہ اس کا سبب خلط حار ہے) یہ ان فضلات کی وجہ سے ہوتا ہے جو ریاضت کے وقت تحلیل نہیں ہوتے اور باقی رہ گئے ہیں یا ورزش زیادہ ہونے کے سبب گوشت اور چربی سے پگھل کر کچھ چیزیں جمع ہو گئی ہیں لہٰذا ایسی تدبیر کی جائے کہ فضلات تحلیل ہو جائیں اور ان کا استفراغ ہو جائے۔ اس کے لیے دیر تک جسم کی ہلکی مالش کی جائے ہلکی مالش سے اعضاء سخت نہیں ہوں گے اور دیر تک مالش کرنے سے فضلات کا استفراغ ہوگا۔ ایسے روغن زیتون سے مالش کی جائے جو گرم اور پرانا ہو اس میں قوت قبض نہ ہو ایسے لوگوں کو حمام میں بھی کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد نیم گرم پانی سے غسل کیا جائے اور روزانہ جیسی غذائیں استعمال کی جاتی تھیں ان سے زیادہ لطیف، رطب اور بارد غذائیں استعمال کی جائیں مقدار بھی کم ہو۔

اعیاء تمددی اس کا علاج اعضاء کو ڈھیلا کرنا ہے اس کے لیے دھوپ میں گرم کیے ہوئے روغن زیتون سے جسم کی ہلکی مالش کی جائے۔ روغن شبت اور روغن بابونہ سے بھی مالش کی جا سکتی ہے۔ ایسے لوگ معتدل الحرارت آبزن میں دیر تک بیٹھیں اور ریاضت مسکنہ استعمال کریں یہ ریاضت وہی ہے جو ورزش کرنے والے تیل کی مالش کے وقت اعضاء کو کھینچ کر اور مل کر کرتے ہیں۔ اس عمل سے عضلات میں پائے جانے والے فضلات خارج ہو جاتے ہیں جس

طرح مالش سے زیر جلد کے فضلات خارج ہوتے ہیں۔

اعیاء ورمی اس صورت میں اعضاء میں تمدد اور تکلیف دہ گرمی ہوتی ہے اور اعضاء کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اس سے شفا کے لیے تین تدبیریں کی جاتی ہیں۔

۱۔ استفراغ

۲۔ اجابت کی تدبیر

۳۔ اعضاء کو ڈھیلا کرنا۔

ڈھیلا کرنے کے لیے ہلکی مالش کی جاتی ہے، معتدل الحرارت پانی میں دیر تک بٹھایا جاتا ہے اور نیم گرم روغن زیادہ مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر موسم گرما ہو تو روغن بنفشہ مناسب ہے۔ ایسے اعیاء والے کی غذا دوسری اقسام کے اعیاء والوں سے مقدار میں کم اور زیادہ ٹھنڈی ہونی چاہیے۔ سن شباب میں مزاج معتدل والوں کی یہ تدبیر ۲۵ سال کی عمر تک ہے پھر انحطاط کے بعد ورزش کم کردی جاتے غذائیں لطیف، رطب اور کچھ گرم استعمال کی جائیں۔ سن شیخوخت میں پہنچنے کے بعد ہلکی ورزش کی جاتے مثلاً آہستہ آہستہ ٹہلنا اور اسی طرح کی دوسری ورزشیں اور حار رطب غذائیں استعمال کی جائیں عمر کے زیادہ اور کم ہونے کے لحاظ سے اس تدبیر میں کمی و بیشی ہو سکتی ہے۔

جالینوس کا قول ہے کہ بوڑھے دن میں تین بار کھانا کھائیں اور ہر ہضم کے پورے ہونے کے بعد ریاضت مسکنہ، بدن کی مالش اور غسل کریں" چونکہ بوڑھوں کے بدن میں فضلات زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ لوگ ایسی ورزش نہیں کر سکتے جس سے تمام فضلات کا استفراغ ہو جاتے اس لیے ان کے لیے ضروری ہے کہ ایسی غذاء دواتی یا دواء استعمال کریں جن سے ان کی صحت برقرار رہے۔ لہٰذا غذا سے پہلے ملین شکم چیزیں استعمال کریں مثلاً چقندر یا خبازی کے شوربے جو کالجی، روغن زیتون اور نمک ڈال کر بناتے گئے ہوں اور روغن زیتون کا حقنہ بھی کیا جاتے۔ اسی طرح غذا سے پہلے انجیر کے ساتھ تخم قرطم یا تخم اونٹنگن ملا کر استعمال کریں اور شربت عسل ان کے لیے بہت مفید ہے خصوصاً جو لوگ نبیذ استعمال نہ کر سکیں اگر استعمال کر سکتے ہوں تو نبیذ ان کے لیے بہت مفید ہوگی۔ مویز کی نبیذ تیار کی جاتے اس کے بیج نکال دتے جائیں کیوں کہ بوڑھوں کے لیے قابض چیزیں بہت مضر ہوتی ہیں پھر اسے رکھ چھوڑا جاتے یہاں تک کہ پرانی ہو کر اس کا رنگ گلابی ہو جاتے بوڑھے لوگ ایسی ہی نبیذ استعمال کریں ہمارے

Marfat.com

یہاں (اندلس) میں تین سے چار مہینے تک نبیذ رکھ چھوڑی جاتی ہے اس سے کم مدت کی نبیذ بوڑھوں کی صحت کے لیے مفید نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہمارے یہاں پرانی شراب اس طرح بنائی جاتی ہے کہ چھ مہینے سے ایک سال تک رکھ چھوڑی جاتی ہے۔ تخم کرفس، سیسالیوس (انجدان رومی) اجوائن وغیرہ کے خیساندہ کے ساتھ کبھی ماءالعسل بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر بوڑھوں کے کچھ اعضاء ماؤف ہوں تو ان اعضاء کی ورزش نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں ان بوڑھوں کا تذکرہ ہے جن کا کوئی عضو ماؤف نہ ہو۔ بوڑھوں کو روزانہ تین یا چار بار حمام میں جانا چاہیے۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ نوجوانوں کو حمام کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن بوڑھے چونکہ ورزش کم کرتے ہیں اس لیے انھیں حمام کی ضرورت ہوتی ہے گویا بوڑھوں کی ایک تدبیر کے ساتھ دوسری تدبیر بھی ہے جو حفظان صحت کے لیے تعاون کے طور پر استعمال کی جاتی ہے دونوں تدابیر میں فرق یہ ہے کہ وہ تدبیر بالشبیہ اور یہ تدبیر بالضد ہے۔ بوڑھے لوگ پرہیز کی جانے والی غذاؤں میں سب سے زیادہ ثقیل غذاؤں سے پرہیز کریں اور اگر ایسی غذائیں استعمال کرلی ہوں تو اس کے بعد ادویہ ملطفہ بھی کھائیں۔ دودھ ان بوڑھوں کے لیے بہتر ہے جن کی وریدیں تنگ نہ ہوں لیکن شہد کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے اور جن بوڑھوں کا مزاج طبعاً سرد ہو یا جن کی وریدیں تنگ ہوں وہ دودھ بالکل استعمال نہ کریں۔

معتدل مزاج والوں کی تدبیر بچپن سے بڑھاپے کی عمر تک بیان کر دی گئی اگرچہ ان تدابیر پر عمل کرنا بہت مشکل ہے لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے یہ گویا قانون ہے جس پر کوئی شخص اپنے حفظان صحت کے لیے عمل کر سکتا ہے ان تدابیر پر عمل کرنے میں اگر کچھ کمی رہ جائے تو اس کے تدارک کے لیے ایسی دواؤں سے فضلات کا استفراغ کیا جاتے جو سدوں کو کھولنے والی اور مانع عفونت و اورام ہوں۔ اب تمام غیر معتدل امزجہ کی تدابیر بیان کی جا رہی ہیں۔

غیر معتدل مزاجوں کی تدابیر

غیر معتدل اجسام کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ پورے بدن پر غیر معتدل امزجہ کی آٹھ قسموں میں سے کسی ایک مزاج کا غلبہ ہو۔

۲۔ بعض اعضاء کے مزاج مختلف ہو جائیں مثلاً دماغ حار اور معدہ بارد ہو جاتے یا اس کے برعکس جو پہلی قسم سے یہ قسم زیادہ خراب ہے خصوصاً جب کہ اعضاء اصلیہ میں یہ اختلاف ہو۔ ایسے مزاج والوں کے حفظان صحت کی تدابیر کو باب حفظ صحت میں بیان کرنے سے زیادہ موزوں

Marfat.com

یہ ہے کہ مرض کی استعدادات کو باطل کرنے کے باب میں بیان کیا جاتے خصوصاً جب کہ اعضاء رئیسہ مختلف المزاج ہوں گویا یہ قسم تندرست اجسام کے تحفظ اور مرض کی استعدادات کو باطل کرنے کے باب کے درمیان ہے یہ اجسام وہ ہیں جن میں ایک یا ایک سے زیادہ ایسی علامتیں پائی جاتیں جو آئندہ کسی مرض کے پیدا ہونے کی خبر دیتی ہیں اس کو اسی حصّہ کتاب میں عنقریب بیان کیا جاتے گا۔ اب سوء مزاج غیر مرکب والوں کی تدابیر میں سے پہلے سوء مزاج حار والوں کی تدبیر بیان کی جا رہی ہے۔

سوء مزاج حار والوں میں اولاً زیادہ خرابی نہیں ہوتی لیکن جب عمر زیادہ ہو جاتی ہے تو حرارت کے ساتھ یبوست کے پیدا ہونے سے ان کے جسم میں مرۂ صفرا کی پیدائش زیادہ ہونے لگتی ہے اسی لیے ایسے لوگوں کو ریاضت مسکنہ مثلاً آہستہ چلنا یا آہستہ چال کی سواری کا عمل کرنا چاہئے کیوں کہ بقول بقراطؔ گرم مزاج والوں کو آرام کرنا چاہئے" اس قول کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مزاج والوں کے لحاظ سے انہیں آرام کرنا چاہئے کیوں کہ بالکل ورزش نہ کرنا تندرستوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ایسے مزاج والوں کے جسم کی مالش ہلکی اور مقدار میں معتدل ہو' ایسی مالش سے گوشت میں نمو ہوتا ہے۔ ٹھنڈے روغن مثلاً روغن بنفشہ وغیرہ کی مالش کی جاتے اور نیم گرم پانی سے غسل کریں تاکہ بدن سے فضلات دخانیہ کا استفراغ ہو جاتے' ان لوگوں کو حمام کے استعمال کرنے کی اکثر ضرورت نہیں ہوتی گرم پانی کے بعد ٹھنڈے پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ گرم پانی سے جسم میں جو حرارت پہنچتی ہے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے' ان کی غذا ان میں دو بار سے کم نہیں ہونی چاہئے اگر حرارت کے ساتھ یبوست نمایاں ہو تو تین بار' اس سے کم یا زیادہ نہیں' ایسے لوگ کس قسم کی غذائیں استعمال کریں اس سلسلہ میں اطباء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ اگر صرف ان لوگوں کا حفظان صحت مقصود ہوتا ہے تو ان کے مزاج کے مشابہ یعنی گرم یا خشک غذائیں بتاتے ہیں اور اگر تبدیل مزاج مقصود ہو تو ان کے مزاج کی بالضد غذائیں بتاتے ہیں۔ ایسی غذائیں بتدریج تھوڑی تھوڑی دی جاتی ہیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ چونکہ ایسے مزاج والوں میں کسی معمولی بیرونی سبب سے اتنا زیادہ سوء مزاج پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنے مزاج کے مطابق کسی بھی مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں چونکہ ان میں مرض کے پیدا ہونے کی استعداد ہوتی ہے اس لیے ایسی غذائیں جو ان کے مزاج کے بالکل مشابہ ہوں نہیں دینی چاہییں کیوں کہ ایسا مزاج ایک حالت پر قائم نہیں رہتا بلکہ سوء مزاج مرضی کی

Marfat.com

طرف متحرک رہتا ہے اس لیے غذائی تدبیر میں صرف حفظان صحت مقصود نہ ہو بلکہ مرض کے پیدا ہونے کی استعداد کو ختم کرنا بھی مقصود ہو۔ ان اسباب کی بنا پر غذائیں ایسی ہوں جو ان کے مزاج سے کچھ مختلف ہوں نیز حفظان صحت کے لیے صرف غذائی تدبیر پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ ان اخلاط کا استفراغ بھی کرنا چاہیے جو سوء مزاج والوں میں زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ سوء مزاج حار والوں میں مرۃ صفرا کا استفراغ بذریعہ اسہال وقے کیا جائے نیز جسم میں اس مادہ کی کثرت کے لحاظ سے استفراغ کرنا چاہیئے۔ اگر طبیعت کا رجحان قے کی طرف ہو تو قے کرائی جائے اور اگر اسہال کی طرف ہو تو بذریعہ اسہال استفراغ کیا جائے اسہال زیادہ بہتر ہے کیوں کہ اکثر طبیعت کا میلان اسی کی طرف ہوتا ہے۔ جو لوگ مزاج حار یا مزاج حار و یابس کی تدبیر کرنا چاہتے ہیں وہ مرۃ صفرا کے استفراغ کے لیے ایسی دوائیں استعمال کرائیں جن سے بہ آسانی اس مادہ کا استفراغ ہو جاتے مثلاً تمر ہندی (املی)، بنفشہ، ہلیلہ زرد، لبلاب (عشق پیچہ) اور اسی طرح کی دوسری ملین دوائیں۔ ایسے مزاج والوں میں حرارت و یبوست کا غلبہ ہوتا ہے اسی لیے ان کے جسم میں دخانی بخارات زیادہ پیدا ہوتے ہیں اس لیے انہیں حمام کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے لیکن اگر وہ حمی یوم میں مبتلا ہوں یا بھوکے ہوں تو حمام میں نہ جائیں۔ بعض اوقات غذا کے بعد ان کے لیے حمام مناسب ہوتا ہے اس سے ان کا بدن فربہ ہوتا ہے لیکن اگر حمام کرنے سے دائیں پہلو میں گرانی محسوس ہو تو اس سے پرہیز کیا جائے اور سدۂ جگر کو کھولنے والی دوائیں استعمال کی جائیں۔ اس مزاج والے نبیذ کم پئیں اگر پینا ہو تو نبیذ سفید و رقیق پئیں۔ مختصر یہ کہ حار یابس مزاج والوں اور صرف حار مزاج والوں کی تدبیریں اخیر میں کچھ کم و بیش ہو جاتی ہیں کیوں کہ اخیر میں حرارت کے ساتھ یبوست بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی سکنجبین شکری جو مفتح، مدر اور غیر مسخن بزور وحشائش ڈال کر تیار کی گئی ہو مثلاً تخم بریس، پرشیاؤشاں اور تخم کرفس پھر ان دواؤں کی قوت اولی کو توڑنے کے لیے اس کے ہموزن تخم خربزہ ملایا جائے اور اس کی یبوست و حرارت کو توڑنے کے لیے مثلاً عود سوسن، گل بنفشہ اور گل نیلوفر ملائے جائیں تو اس سکنجبین کا استعمال موسم گرما میں ان کے لیے بہتر ہے۔ اس کے استعمال سے اس موسم میں بخار عارض نہیں ہوگا۔ اس سکنجبین میں ایسی دوائیں بھی شامل کی جائیں جو مقوی فم معدہ ہوں کیوں کہ سرکہ فم معدہ کے لیے مضر ہے اس لیے اس میں تھوڑی مصطگی اور سنبل الطیب یا تھوڑی عود (اگر)

Marfat.com

ڈالی جاتے۔ موسم گرما میں ان کے لیے ماءالشعیر کا استعمال بھی بہتر ہے لیکن اس میں ایسی چیزیں ملائی جائیں جو قم معدہ میں خلل پیدا ہونے کو روکیں۔ خشک مزاج والے اپنے بدن کی ترطیب کا خیال رکھیں کیونکہ یبوست جلد بڑھاپا لاتی ہے۔ اس کے لیے اچھے کیموس پیدا کرنے والی مرطب غذائیں مثلاً جوان مرغیوں کے گوشت استعمال کریں اور ایسے پانی سے غسل کریں جو گرم و سرد ہونے میں معتدل ہو۔ اس مزاج والے بیداری اور ایسے عوارض نفسانیہ سے پرہیز کریں جو جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں مثلاً غصہ وغیرہ اور ایسی چیزیں استعمال کریں جو فرحت و خوش اخلاقی پیدا کرتی ہیں۔ بیرون جسم سے ملنے والی چیزیں بھی ایسی ہوں جو اُن کے مزاج کی ضد ہوں مثلاً موسم گرما میں برگ بید سادہ، برگ ریحان، برگ انگور اور سرد پانی۔ ان کے بستر اور کپڑے بہت نرم ہوں۔ مزاحیہ باتوں کا سننا گرم و خشک مزاج والوں کے لیے بہت مناسب ہے۔

گرم و تر مزاج والے عفونت اور سیلان فضلات کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں خصوصاً نو عمری میں یہ لوگ قوی و سریع ورزش اور زیادہ دیر تک سخت مالش کریں اور دو یا تین بار کی غذاؤں میں ہر غذا سے پہلے غسل کریں مختصر یہ کہ معدہ کی حالت کی طرف توجہ ہونی چاہیے کیوں کہ معدہ میں غذاؤں کا جیسا استحالہ ہوگا ویسا ہی پورے بدن کے اخلاط کا استحالہ ہوگا یہ ایسی غذائیں استعمال کریں جن کا مزاج کچھ بارد و یابس ہو۔ مزاج حار رطب مزاج معتدل نہیں ہے جیساکہ جالینوس اور دوسرے قدماء کا خیال ہے کہ مزاج طبیعی حار رطب ہے کیوں کہ مزاج طبیعی وہی ہوتا ہے جو اطراف کے وسط میں ہو اسی کو مزاج معتدل کہا جاتا ہے۔ اطراف سے مراد آٹھ غیر معتدل امزجہ ہیں۔ اور جب ارکان کے غلبہ کے لحاظ سے حار رطب کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ برودت و یبوست سے زیادہ حرارت و رطوبت ہے اسی مزاج کو یہاں معتدل کے لحاظ سے حار رطب کہا گیا ہے لہٰذا معتدل کو حار رطب کہنا اور اس مزاج کو حار رطب کہنا محض اشتراک اسمی ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ طبیعی دو مزاج ہے جو اطراف کے لحاظ سے ہو اور حار رطب معتدل کے لحاظ سے ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ معتدل دو مزاج ہیں۔ اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوتے کہنا ہے کہ اس مزاج والوں کے حفظان صحت کے لیے محض ورزش، حمام اور استعمال اغذیہ کافی نہیں ہے بلکہ ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جن سے فضلات کا استفراغ ہو یعنی مسہل دوائیں مثلاً سر کے فضلات کے استفراغ کے لیے چھینک لانے والی دوا (نام)، کا استعمال اور مصطگی، حب الآس

Marfat.com

اور عاقر قرحا کے جوشاندہ سے غرغرہ کرنا نیز وہ ادویہ جو ادراربول کے ذریعہ استفراغ کرتی ہیں۔ اس مزاج والوں کے اسہال کے لیے وہ ملین دوائیں مناسب ہیں جن سے رطوبات کا اخراج ہوتا ہے مثلاً غاریقون، تربد، تخم قرطم و تخم اننگن۔ ایسے مزاج میں دوسرے مزاجوں سے زیادہ سدوں کو کھولنے اور اسباب عفونت کو دور کرنے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ اسباب عفونت کو رفع کرنے کے لیے یہ تدابیر ہیں۔

۱۔ سدوں کو کھولنا۔ ۲۔ متعفن خلا کا استفراغ۔

۳۔ ادویہ کے ذریعہ مزاج کا امالہ و تبدیل کرنا۔ یہ ایسی ادویہ ہونگی جو اس کے مزاج کے مخالف ہوں گی۔

۴۔ ایسی دواؤں کا استعمال کرنا جو خلط متعفن کا مقابلہ و ازالہ کرسکیں، ایسی دوائیں وہی ہیں جن کو افاویہ دگرم مصالح، کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ عفونت۔ دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے۔

۱۔ حرارت غریبہ۔

۲۔ بدبودار رطوبت غریبہ۔ افاویہ عفونت کے بالکل متضاد ہے مذکورہ خصوصیات کی دواؤں سے اگر کوئی مرکب دوا تیار کی جائے اور مرکب کے اجزاء کی ان قوتوں کو ختم کر دیا جائے جن کی ضرورت نہیں ہے تو حفظان صحت کے لیے ایسی دوا بہت بہتر ثابت ہوگی۔

سوء مزاج بارد کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ برودت کے علاوہ دوسری کیفیتوں میں اعتدال ہو۔

۲۔ برودت کے ساتھ رطوبت ہو۔

۳۔ برودت کے ساتھ یبوست ہو۔ صرف مزاج بارد والوں کی تدبیر یہ ہے کہ بغیر ترطیب کے ان کے جسم کو گرم کرنے کے لیے ورزش، غسل اور غذائیں استعمال کرائی جائیں۔ بارد رطب مزاج والوں کے لیے حرارت و یبوست پیدا کرنے والی تدابیر کی جائیں۔ ایسے لوگ غسل سے پرہیز کریں اور ورزش زیادہ کریں اور ایسی دوائیں استعمال کریں جو بارد رطب مزاجوں میں پیدا ہونے والے فضلات کا استفراغ کرنے والی ہوں۔

سوء مزاج بارد یابس تمام قسموں سے زیادہ خراب ہے ایسے مزاج والوں کے لیے حرارت و رطوبت پیدا کرنے کی تدبیر کی جائے یعنی ہلکی مالش، شیریں پانی سے غسل، ریاضت معتدلہ، طویل

Marfat.com

نیند اور ایسی غذاؤں کا استعمال جن میں حرارت و رطوبت پہنچانے کی کیفیتیں ہوں۔ مزاج رطب والوں کی عمومی تدبیر یہ ہے کہ ان کی غذا کے اوقات میں زیادہ وقفہ ہو اور مزاج یابس کی غذائیں کم وقفہ ہونا چاہئے۔ مزاج بارد یابس والوں میں ان کے جسم میں پیدا ہونے والے مرۃ سودا کا استفراغ کیا جائے اس کے لیے ہلیلجات کا استعمال کافی ہے اس سے زیادہ قوی دوا بسفائج ہے یہ ایسی دوا ہے جو ضرر پہنچاتے بغیر غلط سودا کو خارج کرتی ہے۔ ایسے مزاج والوں کے لیے گلابی نبیذ بہت مفید ہے۔ ان مزاج والوں میں سے مزاج حار رطب والوں کے لیے فعل جماع زیادہ مناسب ہے یہ مزاج بارد یابس والوں کے لیے بہت مضر ہے اور ان دونوں قسموں کے درمیانی مزاج والوں کے لیے متوسط چیز ہے۔

غیر معتدل امزجہ کی تدابیر بیان کر دی گئیں۔ صرف کیفیات منفعلہ یعنی یبوست یا رطوبت میں مزاج کے غیر معتدل ہونے میں اتنا زیادہ ضرر لاحق نہیں ہوتا جس قدر کیفیات فاعلہ (حرارت و برودت) یا منفعلہ و فاعلہ دونوں کیفیتوں میں مزاج کے غیر معتدل ہونے میں ضرر لاحق ہوتا ہے۔ جالینوس اس کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ انسان کے اعضاء ابتداء پیدائش میں بہت مرطوب اور بڑھاپے کے وقت بہت خشک ہوتے ہیں۔

جسم کی لاغری کی تدبیر یہ ہے کہ لاغری کے اسباب کو ختم کیا جائے۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ اعضاء کی حرارت و یبوست کی وجہ سے جسم زیادہ تحلیل ہوتا ہے ایسے جسم والوں کے لیے مرطب و مبرد تدابیر مفید ہوتی ہیں۔ اگر لاغری کا سبب اعضاء کی قوت جاذبہ کا کمزور ہونا ہو تو اعضاء پر زفت لگانا مفید ہے۔ یہ اتنی ہی دیر تک بدن پر لگا رہنا چاہئے کہ اعضاء جتنی دیر تک غذا کو جذب کرتے ہیں۔ زیادہ دیر تک لگا رہنے سے جسم تحلیل ہو جائے گا۔ اگر اس کا سبب قوت ہاضمہ میں غلبۂ برودت ہو تو ہاضم چیزیں مثلاً نبیذ وغیرہ استعمال کی جائیں۔ عموماً یبوست کے سبب سے لاغری ہوتی ہے یبوست کے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ زیادہ تحلیل ہونا۔

۲۔ اعضاء کی قوت جاذبہ کا کم جذب کرنا۔

۳۔ قوت ہاضمہ کی کمی۔

۴۔ کبھی خشک اغذیہ بھی یبوست کا سبب بنتی ہیں جس کی اصلاح آسان ہے۔ فربہ بدن کو لاغر کرنے کی تدابیر گذشتہ تدابیر کے برخلاف ہیں یعنی زیادہ ورزش کرنا، کم کھانا، استفراغ

Marfat.com

بذریعہ ادویہ، حرارت کو برانگیختہ کرنے والے تمام استفراغات مثلاً بیداری اور وہ تمام افعال نفسانیہ جو حرارت کو برانگیختہ کرتے ہیں۔

پورے بدن میں ہونے والے غیر معتدل امزجہ کی تدابیر کے بعد اب اعضاء کے غیر معتدل امزجہ کو بیان کرنا ہے۔ اعضاء کے سوء مزاج میں بھی مرض کی استعدادات کو ختم کرنے کی تدبیر کی جاتی ہے جس طرح پورے جسم کے سوء مزاج کی تدبیر کی جاتی ہے تدبیر کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس عضو کو قوی کیا جائے اس کے مزاج کی اصلاح کی جائے اس میں جو مادہ پیدا ہو رہا ہے اس کا انضاج و استفراغ کیا جائے اور اگر کسی دوسرے عضو کی مشارکت سے اس میں مرض عارض ہوا ہے تو سبب فاعل کو رفع کیا جائے اور مشارک عضو کی اصلاح کی جائے۔ اگر مشارکت کے سبب سے نہ ہو تو خود اس عضو کی اصلاح کی جائے مثلاً بعض لوگوں کا معدہ کبھی بذاتہ علیل ہوتا ہے اور کبھی دماغ کی مشارکت کے سبب سے سب سے ضرر رساں وہ قسم ہے کہ مشارک اعضاء رئیسہ کے مزاجوں میں اختلاف و تضاد ہو مثلاً معدہ بارد اور جگر حار ہو یا بدن کمزور ہو اور ساتھ ہی بھوک کی شکایت ہو یا بدن لاغر ہو اور تولے منی کو خشک کرتے ہوں۔ ایسے حالات میں دونوں اعضاء کی تدبیر کی جائے لیکن اہم کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ تمام باتیں باب معالجہ کی ہیں ان کا تذکرہ یہاں مناسب نہیں ہے۔ ایسی حالت عارض ہونے سے پہلے اس سے تحفظ اور عارض ہونے کے بعد اس کا دفع کرنا دونوں کی تدابیر ایک ہی قسم کی چیزیں ہیں۔ اعضاء کے سوء مزاج میں سب سے خراب یہ ہے کہ دماغ کا مزاج حرارت یا برودت میں غیر معتدل ہو جائے کیوں کہ دماغ کے سوء مزاج کے سبب سے بدن میں بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اس سے ورم حلق، ورم ریہ، ورم لہاۃ، قروح ریہ، قروح فم، آواز کا ختم ہو جانا اور بُہر کے امراض لاحق ہوتے ہیں، اکثر فضلات معدہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے اس کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے اگر فضلات بارد ہوتے ہیں تو معدہ کا مزاج بارد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا اور پورے بدن کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے۔ ایسے مریضوں کو ترش ڈکاریں آتی ہیں۔ جوانی کے وقت میں بھی اس مرض میں مبتلا ہوا تھا میرے معدہ میں سوء مزاج پیدا ہو گیا تھا جسے میں اُس زمانہ میں دفع نہیں کر سکا تھا کیوں کہ اس وقت معالجہ میں مجھے مہارت نہیں تھی اب اعمال طب پر کچھ مہارت ہوتی ہے "کبھی یہ صفراوی خلط ہوتا ہے۔ اگر اس سے بیماریاں لاحق ہو جاتیں تو ان کو دفع کرلے کی بحث "حیلۃ البرء" میں داخل ہے اور ان کے واقع ہونے سے پہلے تحفظ کی

Marfat.com

تدابیر اسی مقام پر بیان کرنا مناسب ہے۔ اگر دماغ میں سوء مزاج بارد ہو تو یہ تدابیر کی جائیں۔
(۱) سر پر ایسے لیپ لگائے جائیں جو مجفف، مقوی اور کچھ گرم و خوشبودار ہوں مثلاً گرمیوں میں جاوتری کا لیپ اور جاڑوں میں لونگ کا لیپ۔
(۲) دماغ میں جمع شدہ فضلات کے استفراغ کے لیے چھینک لانے والی چیزوں کی ناس۔
(۳) درخت اخروٹ کی جڑ سے مسواک کرنا۔
(۴) مصطگی میں تھوڑا مویزج ملا کر چبانا۔
(۵) معتدل موسموں (ربیع و خریف) میں ایسی دوا کا استعمال کرنا جو دماغ کے خلط بارد کا استفراغ کریں۔ اگر دماغ میں گرم فضلات پیدا ہوتے ہوں تو اس کا علاج مذکورہ علاج کے متضاد ہے یعنی سر پر روغن گل ڈالا جائے اور اس خلط کو خارج کرنے والی دواؤں سے استفراغ کیا جائے۔ حرارت سے زیادہ برودت سے عموماً سر متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے برودت سے سر کو بہت بچایا جائے۔

جن لوگوں کے لیے مذکورہ تدابیر نہ ہوسکیں تو ان کی حالت پر غور کرنا چاہیے اگر کسی شخص کا پیدائشی مزاج معتدل ہے تو اکثر اس کی بیماریاں خلط کے زیادہ ہونے کے سبب سے ہوتی ہیں۔ اس لیے ایسے لوگوں کے لیے استفراغ عام یعنی فصد کھولنے کی تدابیر برابر کرتے رہنا چاہیے خصوصاً جن میں امتلاء کے امراض ہوں اور انہیں ایسی غذائیں دی جائیں جن میں غذائیت زیادہ ہو اور جو شخص پیدائشی معتدل المزاج نہ ہو اس میں اکثر بیماریاں اخلاط کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے پہلے یہ معلوم کرلینا چاہیے کہ اس کے جسم میں کس خلط کا غلبہ ہے اور یہ خلط کم پیدا ہورہی ہے یا زیادہ۔ اسی لحاظ سے ہمیشہ خلط کا استفراغ کیا جائے بعض لوگوں کے لیے صرف موسم ربیع میں استفراغ کافی ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو دوبارا استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے ایک ربیع میں اور ایک خریف میں میرا خیال یہ ہے کہ ایسے مزاج والوں کے لیے اکیس سے اٹھائیس سال کی عمر میں ہر سال استفراغ کرنا چاہیے کیوں کہ اسی محدود عمر میں اکثر لوگوں کو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ کون سی خلط ہے تو اس کے مطابق ہی تدبیر کی جائے ایسے مریضوں کے لیے کھانے پینے اور کسی بھی تدبیر میں عادت بنا لینے کی ہدایت نہ کرنا چاہیے البتہ اگر کوئی غلط تدبیر ہو تو حتی الامکان اس کے چھوڑنے کی ہدایت ضرور کی جائے کسی چیز کی عادت ہو جائے تو اسے نہیں چھوڑنا چاہیے اگرچہ وہ

Marfat.com

بہت مضر ہی ہو بلکہ تدریجاً چھوڑنا چاہیے۔ تمام امزجہ کی صحت کی تدابیر بیان کر دی گئیں۔ اب یہ بیان کرنا ہے کہ اگر جسم میں کسی مرض کے پیدا ہونے کے امکانات ہوں تو اس سے تحفظ کی تدبیر کیا ہو اور جسم میں کسی مرض کی استعداد پیدا ہو گئی ہے تو اس کا ازالہ کس طرح کیا جائے۔ اس حصہ کتاب کی دو قسموں میں سے یہ دوسری قسم ہے۔ اگرچہ پہلی قسم میں بہت سی ایسی باتیں بیان کر دی گئی ہیں جو دونوں قسموں میں مشترک ہیں۔

تدابیر ازالہ مرض

وہ امراض جن کے پیدا ہونے کی جسم میں استعداد ہو گئی اور بیماریوں کے پیدا ہونے کی جو علامتیں کتاب العلامات میں بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی علامت ظاہر ہو جاتے تو اس کی حفظ ماتقدم تدابیر وہی ہیں جو حالت مرض میں دفع مرض کی تدابیر ہیں مثلاً جذام سے تحفظ ان ہی چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے جن سے اس مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی ہر مرض میں ہے۔ استعدادات میں سے معروف وہ حالت ہے جسے اعیاء کہا جاتا ہے۔ جب بدن میں یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے تو جسم میں بہت سی بیماریوں کو قبول کرنے کی استعداد ہو جاتی ہے۔ ہر مرض کی خاص استعداد میں یہ کیفیت نہیں ہوتی ہے۔ چونکہ استعدادات کو ختم کرنے کی تدبیر وہی ہے جو مرض کے دفع کرنے کی تدبیر ہے اس لیے مکرر بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہوا کی خرابی کے وقت جسم کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کا بیان یہاں ضروری ہے۔ لیکن اس سے پہلے حالت اعیاء کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

کتاب المرض میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اعیاء کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم اعیاء قروحی ہے اس کے اسباب اخلاط حارہ ہیں یعنی جو سبب خود جسم میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی کو یہاں بیان کرنا ہے۔ دوسری قسم ممددی ہے اس کا سبب کثرت خون ہے۔ تیسری قسم ورمی ہے۔ اس کے اسباب وہی ہیں جو قروحی اور تمددی دونوں کے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اعضاء کے اقطار بڑھ جاتے ہیں اسی لیے تیسری قسم کو امراض بسیطہ میں شمار کیا گیا ہے لیکن یہ مرکب اعضاء میں ہوتا ہے۔ پہلے ان تمام اقسام کا عمومی علاج بیان کیا جا رہا ہے پھر ہر قسم کا علاج علیحدہ علیحدہ بیان کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے کہ ان تمام قسموں کا سبب سوء مزاج مادی ہے عمومی علاج یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو مزاج کا احالہ کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو مادہ کا استفراغ کیا جائے۔

Marfat.com

طبیعت اس وقت احالہ کرتی ہے جب ایسی ادویہ و اغذیہ استعمال کی جاتیں جو اخلاط کو لطیف بناتیں اور انہیں احالہ کے لیے تیار کرسکیں، بھوکے رہنے اور نیند لانے سے بھی یہ کام ہوتا ہے۔ پیشاب اور پسینہ لانے والی دواؤں، مسہل دواؤں، ورزش اور فصد عروق کے ذریعہ استفراغ کیا جاتا ہے۔ ان تمام قسموں میں آرام بھی ضروری ہے۔ ان قسموں کا عمومی علاج یہی ہے۔ اب ہر ایک قسم کا خاص علاج بیان کیا جائے گا۔ کیوں کہ تمام قسموں میں ایک ہی قسم کا استفراغ و احالہ نہیں ہوتا ہے۔ پہلے اعیاء قروحی بیان کیا جارہا ہے۔

اعیاء قروحی کا سبب فاعل اخلاط لذاعہ (چبھن پیدا کرنے والے اخلاط) ہیں۔ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ خلط لذاع صفرا یا سودا یا بلغم مالح ہوتا ہے۔ یہ تمام اخلاط چبھن پیدا کرتے ہیں صفرا اپنی حدت کے ذریعہ، سودا اپنی ترشی کے ذریعہ اور بلغم مالح اپنی نمکینیت کے ذریعہ چبھن پیدا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ یہ اخلاط اپنی غیر طبیعی قوت کے ساتھ خون میں موجود ہوتے ہیں کبھی یہ صرف زیر جلد ہوتے ہیں، کبھی اندر عضلات میں اور کبھی عضلات کے ساتھ وریدوں میں بھی ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ان اخلاط کے ساتھ جسم میں بلغم خام ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اگر بلغم خام موجود ہو تو کبھی صرف گوشت میں اور کبھی وریدوں میں ہوتا ہے۔ اگر وریدوں میں یہ اخلاط (صفراء یا سوداء یا بلغم ملح یا بلغم خام) ہوتے ہیں تو کبھی وریدوں میں خون کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ زیادہ خون اس وقت ہوتا ہے جب یہ اخلاط خون کے مزاج سے زیادہ بعید نہ ہوں۔ کیوں کہ بعض اخلاط کا استحالہ خون کی طرف جلد ہو جاتا ہے اور بعض اخلاط خلاً صفرا اور سودا کا استحالہ دیر میں ہوتا ہے۔ ان اخلاط کے خون بننے میں طویل استحالہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی حالت میں وریدوں میں خون بہت کم ہوتا ہے۔ اعیاء قروحی کے وقت جسم میں اخلاط کے موجود ہونے کی یہی تمام صورتیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خلط کا خاص علاج ہے۔

اعیاء قروحی کا خلط فاعل اگر صرف زیر جلد ہو تو اس کے علاج کے لیے ریاضت مسکنہ، حمام اور لطیف و رطب غذاؤں مثلاً ماءالشعیر اور شربت سکنجبین وغیرہ کا استعمال کافی ہوتا ہے لیکن جب یہ اخلاط گہرائی تک اور گوشت کے اندر ہوں تو ورزش بالکل نہ کی جائے بلکہ جس قدر ممکن ہو آرام و سکون اختیار کیا جائے، سونے کی کوشش کی جائے اور غذا استعمال نہ کی جائے۔ شام کے وقت معتدل پانی سے غسل کیا جائے پھر سکنجبین یا اگر مزاج میں گرمی نہ ہو تو شربت عسل پی کر ایسی غذا استعمال کی جائے جو جیدالکیموس اور لطیف ہو۔ ان شروط ات

Marfat.com

کے استعمال کا فائدہ یہ ہوگا کہ طبیعت جس خلط کا استحالہ نہیں کرسکی ہے اس کا استفراغ پیشاب اور پسینہ کے ذریعہ ہو جائے گا۔ اس تدبیر سے اس مرض میں اگر سکون رہا تو یہ خیال صحیح ہو جائے گا کہ صرف عضلات میں خلط ہے لیکن اگر سکون نہیں ہوا اور مریض کو بے چینی کی نیند آئی تو ایسی حالت میں اخلاط صرف عضلات میں نہیں ہوں گے بلکہ وریدوں میں بھی ہوں گے اسی لیے پہلے یہ غور کر لینا چاہیئے کہ اعیاء کے خلط فاعل کے ساتھ کوئی خام خلط ہے یا نہیں اگر موجود ہو تو وریدوں میں موجود ہے یا نہیں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان اخلاط کے ساتھ کوئی خلط خام نہیں ہے اور اعیاء کے یہ اخلاط فاعلہ اعضا۔ اور وریدوں میں ہیں تو غور کرنا چاہیئے کہ ان اخلاط کے ساتھ وریدوں میں خون کی کثرت ہے یا نہیں اور یہ اخلاط خون کے جوہر کے قریب ہیں یا بعید۔ اگر خون کی کمی ہو اور اخلاط بھی خون کے جوہر سے بعید ہوں تو بذریعہ اسہال اس خلط کا استفراغ کیا جائے جو اعیاء کا سبب فاعل ہے۔ ایسا خلط یا صفرا یا سودا یا بلغم مالح ہوگا۔ کیوں کہ اخلاط جب کیفیت میں غیر معتدل ہوتے ہیں تو ان کا استفراغ ایسی دواؤں سے کیا جاتا ہے جو ان اخلاط کو جذب کرنے والی ہوں) اور جب مقدار میں غیر معتدل ہوتے ہیں تو فصد کے ذریعہ استفراغ کیا جاتا ہے۔ اسے کتاب شفاء الامراض میں بیان کیا جائے گا۔

اگر وریدوں میں ان اخلاط کے ساتھ خون کی کثرت ہو تو پہلے فصد اور اس کے بعد اسہال کے ذریعہ استفراغ کیا جائے۔ اگر ان اخلاط کے ساتھ جسم میں اخلاط خام بھی ہوں تو اس پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اگر ان اخلاط کے ساتھ وریدوں میں خون کی کثرت ہو اور یہ اخلاط جوہر خون سے زیادہ بعید نہ ہوں تو اس حالت میں بھی فصد اور اسہال کے ذریعہ ان اخلاط کا استفراغ کیا جائے۔ کیوں کہ جوہر خون سے قریب ہونے کی صورت میں یہ اخلاط زیادہ گاڑھے نہیں ہوں گے اگر گاڑھے ہوتے تو دواء مسہل کام نہیں کرتی۔ اگر وریدوں میں اخلاط خام زیادہ اور خون کم ہو اور جوہر خون سے یہ اخلاط بعید ہوں تو اس حالت میں نہ فصد کھولی جائے اور نہ دواء مسہل دی جائے۔ ایسے مریض کے علاج میں اگر دیر کی گئی تو اس کی موت ہو سکتی ہے اور اگر دواؤں کے ذریعہ استفراغ کی کوشش کی جائے تو اخلاط کی غلظت کے سبب سے ان کا استفراغ نہیں ہو سکے گا نیز یہ اخلاط راستوں کو اس طرح بند کر دیں گے کہ دوسرے اخلاط ان میں گذر نہیں سکیں گے۔ اس حالت میں عمومی تدبیر یہ ہے کہ مریض آرام و سکون سے

Marfat.com

رہے اور ان کی دوائیں اور غذائیں ملطف و مقطع ہوں لیکن زیادہ گرم نہ ہوں تاکہ جسم میں اخلاط خام منتشر نہ ہوں اور ایسی سکنجبین بزوری جس کی یبوست کو ختم کرنے کے لیے اصل السوس ڈالی گئی ہو ان کے لیے بہت مناسب ہے۔ جوان مریضوں کے لیے ماء الشعیر کا استعمال بہتر ہے جس میں تھوڑی سی بیخ بادیان بھی ڈالی گئی ہو۔ ماء العسل تنہا یا گل زوفا اور اصل السوس کے ساتھ استعمال کرنا ان کے لیے بہتر ہے۔ ان کے شکم میں نفخ ہو جاتا ہے اور ریاح غلیظہ پیدا ہوتے رہتے ہیں اسی لیے جالینوس ان مریضوں کو جوارش فلافلی اور جوارش کمونی استعمال کراتے ہیں لیکن ہمارے ملک (اندلس) میں جب ایسی دوائیں دی جاتی ہیں تو ان کے ساتھ معلّج دوائیں بھی استعمال کرائی جاتی ہیں ورنہ مریض کو فوراً بخار آجاتا ہے۔ کیوں کہ ہمارے ملک سے جالینوس کا ملک زیادہ ٹھنڈا ہے۔ نیز جالینوس موسم سرما میں جوانوں کے علاوہ دیگر مریضوں کو یہ دوا استعمال کراتا تھا لیکن اگر مرض کا زیادہ اقتضاء ہو تو جوانوں کو بھی دی جا سکتی ہے اگر ایسے اجزاء سے مرکب دوا تیار کی جاتے جو ملطف اور اندرونی اعضاء کو تقویت دینے والی اور کم حرارت والی ہوں تو یہ اچھی دوا ہوگی مثلاً دارچینی، اسارون، عود، عنبر، لونگ اور اسی طرح کی دوسری خوشبودار دوائیں۔ لیکن چونکہ ان دواؤں میں قوت قبض ہے اس لیے جالینوس ایسی دواؤں کے استعمال سے احتراز کرتا ہے۔ اگر مرکب دواء میں قابض و ملین دونوں قسم کی دوائیں شامل کی جائیں تو اچھی دوا تیار ہوگی چونکہ ایسے مریضوں کے اعضاء رئیسہ خصوصاً فم معدہ بہت کمزور ہوتا ہے اسی لیے اس مرکب دوا میں مصطگی ڈالنا مناسب ہے لیکن گل سرخ ڈالنا بہتر نہیں ہے اگرچہ یہ مقوی اعضاء ہے کیوں کہ اس میں برودت و قبض ہے۔ اس مرکب میں ڈالنے کے لیے اسطوخودوس بھی بہتر ہے اس مرض میں اسہال و قے کے ذریعہ استفراغ سے احتراز کیا جاتے۔ اسہال سے اندرونی اعضاء میں اخلاط متحرک ہو جائیں گے اور استفراغ نہیں ہو سکے گا اور قے سے بیرون جسم کی طرف اخلاط متحرک ہو جائیں گے۔

جب عضلات میں اخلاط خام ہوں اور وریدوں کا خون صاف ہو تو زیادہ گرم مدر بول دواؤں سے احتراز کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ اس موقع پر اخلاط کے منتشر ہونے کا اندیشہ نہیں ہے اس کے لیے جالینوس دواء فودنجی استعمال کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کن دواؤں سے اس کا علاج کرنا چاہیے۔ جسم پر ہر خلط کے غلبہ اور اس کی مقدار و مقام کی

Marfat.com

علامتوں کو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ یہ تمام باتیں کتاب العلامات میں بیان کردی گئی ہیں مثلاً پیشاب کے رنگ اور قوام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وریدوں اور عضلات کے عروق میں کس قسم کے اخلاط ہیں۔ یہ بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ خلط کی مقدار کم ہے یا زیادہ، نیز گذشتہ غذائی تدبیر اور اس کے لیے مزاج اور موسم کو معلوم کرنا، اس کے علاوہ تمام باتیں جو کتاب العلامات میں بیان کی گئی ہیں۔

اعیاء ورمی اور تمددی دونوں حالتوں میں خون کی کثرت ہوتی ہے، اس لیے ایسے مریضوں کی فصد ضرور کھولی جائے، اور موسم، عمر اور مزاج کے لحاظ سے متعین مقدار میں خون خارج کیا جائے جس کی تفصیل "کتاب شفاء الامراض" میں آئے گی۔ اس اعیاء میں اعضاء کی حالت پر نظر کی جائے۔

اگر سر میں زیادہ گرانی ہو تو قیفال کی فصد کھولی جائے اگر سینہ میں گرانی زیادہ ہو تو باسلیق کی فصد کھولی جائے۔ اگر ان دونوں اعضاء میں یکساں گرانی ہو تو اکحل کی فصد کھولی جائے۔

اب اس حصہ کتاب میں یہ بیان کرنا باقی رہ گیا ہے کہ غیر معتدل ہواؤں میں پیدا ہونے والی بیماریوں سے جسم کا تحفظ کس طرح کیا جائے۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کبھی ہوائیں اپنی کیفیات میں غیر طبعی حالت پر ہو جاتی ہیں اور کبھی متعفن ہو کر ہواؤں کا جوہر بالکل بدل جاتا ہے۔ ہوا کی ان دو حالتوں میں سے کوئی حالت ہو اس کے مطابق جسم میں بیماریوں کے پیدا ہونے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے لیکن تمام لوگوں میں مرض لاحق نہیں ہوتا، بلکہ صرف وہی لوگ امراض وبائیہ میں مبتلا ہوتے ہیں جن میں مرض کے قبول کرنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہو تو وبائی ہواؤں کے زمانہ میں ہر شخص بیمار ہو جائے۔ ہوا کے غیر طبعی تغیرات کے اوقات میں عمومی تدبیر یہ ہے کہ سدوں کو کھولنے اور عفونت کے تمام اسباب کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ ہوا کے تغیرات کی تمام اقسام کی تدبیر یہ ہے کہ جب کسی ایک کیفیت میں ہوا غیر معتدل ہو جائے تو اس کے بالمقابل مضاد تدبیر کی جائے۔ مثلاً جب ہوا میں حرارت و یبوست زیادہ ہو جائے تو بارد و رطب غذائیں استعمال کی جائیں اور ایسے مکان میں بود و باش اختیار کی جائے جس کا رُخ جانب شمال ہو۔ آب و ہوا معتدل ہو اور خوشبودار چیزیں ہوں اگر ممکن ہو اور امر مانع نہ ہو تو شدت حرارت یا شدت برودت کے موسم میں ان فضلات و اخلاط کا استفراغ کیا

Marfat.com

جاتے جو اس موسم میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ہوا کا پورا جوہر فاسد ہو جاتے تو استفراغ عام کیا جاتے اور ایسی چیزیں استعمال کی جاتیں جو اپنے پورے جوہر سے مانع وبا ہوں۔ اس میں بارد یابس بعید از عفونت دوائیں مثلاً قسط، کندر اور میعہ بھی ڈالی جاتیں۔ ہوار وبائی کو دفع کرنے کے لیے قطران کی تاثیر بھی زیادہ ہے۔ اس زمانہ میں تریاق کبیر ۴ رتی سے ساڑھے تین ماشہ تک استعمال کیا جاتے تو وبار سے پوری حفاظت ہوتی ہے۔ اس دوا کے کھانے کے بعد تقریباً نو گھنٹے تک توقف کرنا چاہیے اور کوئی غذا استعمال نہ کی جاتے یہاں تک کہ یہ دوا تمام اعضاء میں ہضم ہو جائے۔ متھریہ کہ جب ہوا میں ایسا تغیر ہو جاتے کہ بیماریاں پیدا ہونے لگیں تو ان بیماریوں سے تحفظ کے لیے ایسی تدبیر کی جاتے جو مزاج ہوا کے مخالف ہو۔ ہوار وبائی میں گل ارمنی اور گل مختوم کو سرکہ کے ساتھ استعمال کرنا مفید ہے۔ وبار کے زمانے میں اطبار نے اس نسخہ کے استعمال کی ہدایت کی ہے:۔ صبر ایک حصہ، زعفران دو حصے، مرمکی ایک حصہ (سب کو باریک کرکے) روزانہ بارہ قیراط یعنی ۲۶ حبہ (۲۶ جو) ایک اوقیہ شراب ممزوج کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ جس نے بھی اس دوا کو استعمال کیا وہ وبا سے محفوظ رہا۔ موسم گرما میں ایسے مقامات پر رہائش ہونی چاہیے جہاں کی ہوا صاف ستھری ہو (بلند مقامات (پہاڑی مقامات)۔ اگر ایسے مقامات نہ ہوں تو اونچے مکانات کی اوپر کی منزل پر رہائش ہو۔ لیکن جب ہوا کے پورے جوہر میں تغیر پیدا ہو جاتے تو ایسے مکانات میں رہائش ہونی چاہیے جن میں ہوا کی اصلاح ہوتی رہے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ وبائی دنوں میں تمام پھلوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس سے جو خون پیدا ہوتا ہے اس میں جلد عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ گوشت سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیوں کہ اس کا استحالہ تعفن کی طرف جلد ہوتا ہے اگر گوشت استعمال کرنا ہو تو پہاڑی پرندوں کا گوشت استعمال کیا جاتے اس زمانہ میں مچھلیوں کا استعمال بہت خراب ہے۔ ایسی سکنجبین جو عرق گلاب سے تیار کی گئی ہو اور اس میں کچھ ایسے بزور بھی ڈالے گئے ہوں جو مدر بول اور بارد ہوں اور سکنجبین میں نمایاں ترشی بھی ہو تو وبائی اوقات میں اس کا استعمال کرنا بہتر ہے۔ اطبار کا اتفاق ہے کہ ہر موسم میں ایسی ملین دوائیں استعمال کی جائیں جو محافظ صحت ہوں مثلاً املی، ریوند چینی، گل بنفشہ، ہلیلہ جات، املتاس، ترنجبین، لب الاسب، آب انار اور انہی کے مانند دوسری ملین چیزیں جو ان اخلاط صدیدی کو نکال دیں جن سے جسم

Marfat.com

میں اسی طرح عفونت پیدا ہوتی ہے جس طرح تخمیر کے لیے گوندھے ہوئے آٹے میں خمیر کا عمل ہوتا ہے (کہ آٹا متعفن ہو جاتا ہے)
اختصار کے پیش نظر اس حصہ کتاب کا یہ مضمون کافی ہے۔ چھٹا حصہ ختم ہوا۔

Marfat.com

کتاب شفاء الامراض

غیر طبعی حالات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) امراض

(۲) وہ اعراض جو امراض کے تابع ہوتے ہیں۔ امراض کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ امراض جو ابتداء میں اعضاء متشابہۃ الاجزاء میں لاحق ہوتے ہیں، پھر بعد میں اعضا مرکبہ میں لاحق ہوتے ہیں۔ یہ امراض، سوء مزاج مادی و غیر مادی کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۲) وہ امراض (جو ابتداہی میں) اعضاء مرکبہ میں لاحق ہوتے ہیں۔ پہلے اعضاء متشابہہ کے امراض مادی و غیر مادی کے ازالہ کی تدابیر، پھر امراض اعضاء مرکبہ کے ازالہ کی تدابیر پھر اس کے بعد شفاء اعراض کی تدابیر بیان کی جائیں گی، اگرچہ شفاء اعراض بالقوہ شفاء امراض پر موقوف ہے، کیوں کہ اس لحاظ سے کہ عرض کا سبب مرض ہے، جب مرض کا ازالہ ہو جاتا ہے تو عرض بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن خاص طور پر شفاء اعراض کو بیان کرنے کے کچھ فائدے ہیں، جنھیں بعد میں بیان کیا جائے گا۔

پہلے اعضاء متشابہۃ الاجزاء کے امراض مادی و غیر مادی کے ازالہ کے لیے اصول کلیہ بیان کیے جائیں گے، پھر ان کی تمام قسموں کے ازالہ کی تدبیر اس ترتیب سے بیان کی جاتے گی جو زیادہ مفید ہے۔

سوء مزاج غیر مادی کی شفاء کے لیے صرف ایک تدبیر کی جاتی ہے، یعنی مزاج کو طبعی حالت پر لانا اور سوء مزاج ختم کرنا۔ اس کی تدبیر اولاً اور بالذات، بالضد چیزوں سے ہوتی ہے کیونکہ

Marfat.com

پہلے کہا جا چکا ہے کہ کسی مرض کی شفاء اس کی بالضد چیزوں سے ہوتی ہے، اور وہ اضداد جسم انسانی میں پیدا ہونے والے ہر قسم کے سوء مزاج کا ازالہ کیا جاتا ہے زیادہ تر دوائیں ہیں، نیز وہ اغذیہ ہیں جو اپنے قوی اولی سے سوء مزاج مرض کی ضد ہوتی ہیں۔ سوء مزاج کو زائل کرنے کے لیے اولاً اور بالذات اس کی ضد سے تدبیر اس لیے کہا گیا کہ کبھی بالمثل چیز سے بھی سوء مزاج کو زائل کیا جاتا ہے۔ مثلاً ٹھنڈا پانی، سوء مزاج بارد کو اس طرح زائل کر دیتا ہے کہ یہ مسامات کو بند کر کے حرارت غریزی کو اندرون جسم کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ لیکن ایسے معالجہ سے بالکل احتراز کرنا چاہئے، بوقت ضرورت ہی ایسا کیا جا سکتا ہے۔ اطباء اکثر ایسے معالجہ کو بیان کرتے ہیں، جیسا کی بعد میں وضاحت کی جائے گی۔

سوء مزاج مادی کو زائل کرنے کے دو طریقے ہیں۔

(۱) مادہ کا استفراغ

(۲) عضو کے اس مزاج کی اصلاح جو مادہ کے سبب سے پیدا ہوا ہے۔ استفراغ کی دو صورتیں ہیں، ایک عروق کی فصد کھولنا، دوسرے مسہل و مقی دواؤں کا پینا اور حقنہ کرنا، مختصر یہ کہ ایسی تمام دوائیں جو ملطف، مقطع، معرق، ملین اور مدر بول ہوتی ہیں۔ اس سوء مزاج کا ازالہ، دواؤں کے قوی ثوانی، ثوالث اور خواص سے ہوتا ہے، جس طرح سوء مزاج غیر مادی کا ازالہ، ادویہ کی کیفیات اولی سے ہوتا ہے۔ بھوکے رہنے، ورزش کرنے، حمام اور مالش سے بھی استفراغ مادہ ہوتا ہے۔ ورزش سے استفراغ اس حالت میں ممکن ہے کہ سوء مزاج سے کوئی مرض پیدا نہ ہوا ہو، اگر مرض ہو گیا ہے تو اس کے ذریعہ استفراغ ممکن نہیں ہے۔ استفراغ بالفصد ایسا طبی عمل ہے جو تجربہ و قیاس پر مبنی ہے۔ تجربہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اس فن کے اعمال کی مہارت ہو۔ قیاس دو طریقوں سے کیا جاتا ہے، ایک یہ کہ بہت سے امراض دمویہ میں خون کے استفراغ سے شفا حاصل ہوتی ہے، اسی طرح اخلاط کے استفراغ سے بھی شفا ہوتی ہے، شفاء امراض میں ادویہ مسہلہ و غیر مسہلہ کے ذریعہ استفراغ کی یہ بڑی دلیل ہے۔ دوسرا طریقہ جس سے سوء مزاج مادی کا علاج بذریعہ فصد ہوتا ہے، یہ ہے کہ بعض لوگ اغذیہ و مشروبات اتنا زیادہ استعمال کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں طبیعی حالت سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے، جس کا استفراغ ضروری ہے۔ اس حالت میں ورزش اور بھوکا رہنا کافی نہیں ہے، کیوں کہ ان کے ذریعہ جسم سے تھوڑے مادہ کا استفراغ ہوتا ہے، امتلاء

Marfat.com

بحسب اوعیہ کی حالت میں زیادہ استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں جالینوس نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ اس کے پاس ایک نوجوان نے آکر کہا کہ وہ نیند میں خواب دیکھتا ہے کہ خون کے تالاب میں تیر رہا ہے، جالینوس نے اس کے جسم پر غلبۂ خون کی دوسری علامتیں بھی پائیں اس لیے اس نے فصد کھولنے کا مشورہ دیا، وہ نوجوان ایک دوسرے طبیب کے پاس گیا، جو ارسطو کے مسلک پر ترک فصد کو مانتا تھا، اس طبیب نے نوجوان کو ورزش کا مشورہ دیا۔ جب نوجوان نے ورزش شروع کی تو اس کے جسم کے اخلاط پگھلنے لگے اور دفعتہً اس کی حرارت غریزیہ بجھ گئی۔ جیسا کہ چراغ میں دفعتہً زیادہ تیل ڈالنے سے چراغ بجھ جاتا ہے۔ چنانچہ پہلے اس کی تحدید بیان کرنی ہے کہ کن حالات میں ان استفراغات میں سے ایک یا ایک سے زیادہ استعمال کیے جائیں۔ پھر سوء مزاج کی ہر قسم کا معالجہ بیان کیا جائے گا، لیکن اس سے پہلے ان امور کا تذکرہ ہوگا جو استفراغ کی مقدار اور سوء مزاج کے ازالہ پر دلیل بنتے ہیں، خواہ یہ دلیل استفراغ کے موافق ہو یا غیر موافق۔ یہ امور، طبیعت مرض، قوت، مزاج، سن، شہر اور تمام وہ چیزیں ہیں جو بعد میں بیان کی جائیں گی۔

استفراغ عموماً اس وقت ضروری ہو جاتا ہے جب پورے جسم یا کسی ایک عضو کے اخلاط، کمیت میں یا کیفیت وکمیت دونوں میں غیر معتدل ہو جائیں۔ اگر کمیت میں زیادہ ہیں تو اس سے اعیاء تمددی عارض ہو جاتا ہے۔ اسی کو امتلاء بحسب اوعیہ کہا جاتا ہے۔

اگر اخلاط کمیت وکیفیت دونوں میں غیر معتدل ہو گئے ہیں تو اس کو امتلاء بحسب القوت کہا جاتا ہے، اس سے قوئی غاذیہ اور قوی محرکہ یعنی قوئی فاعلہ میں گرانی وضعف آجاتا ہے۔ اور جب قوئی کمزور ہو جاتے ہیں تو اخلاط میں وہ اپنے طبیعی افعال انجام نہیں دیتے۔ اس امتلاء کے ساتھ اکثر اعیاء قروحی بھی ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس امتلاء میں اخلاط خراب ہو جاتے ہیں۔ پورے جسم یا کسی عضو میں پیدا ہونے والے یہی وہ تمام حالات ہیں جن سے استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے۔

جس حالت میں اولاً اور اکثر خون کا استفراغ کیا جاتا ہے یہ ہے کہ جسم کے اخلاط اپنے طبیعی مقدار سے زیادہ ہو جائیں۔ اکثر اس میں صرف خون کی مقدار زیادہ نہیں

Marfat.com

ہوتی، کیوں کہ دوسرے اخلاط بھی بالقوہ اس میں موجود ہوتے ہیں۔ اس تزید کے ساتھ اکثر اعیاء تمددی ہو جاتا ہے۔

دوسری حالت وہ ہے جس میں پہلی حالت سے استفراغ خون کم کیا جاتا ہے، یہ اس وقت کیا جاتا جب جسم کے اخلاط اپنی کمیت وکیفیت دونوں میں غیر معتدل ہو جائیں، خصوصاً جب ایسی کیفیت ہو جو خون کے مزاج کی ضد نہ ہو اور نہ اس کے جوہر سے بعید ہو، مثلاً خام بلغمی اخلاط۔ یہ حالات عام از ینکہ پورے جسم میں ہوں یا کسی ایک عضو میں، لیکن جب کسی ایک عضو یا ایک سے زیادہ اعضاء میں ہوں تو کبھی پورے جسم کے مزاج سے ایسی دلیل قائم کی جاتی ہے جو اس عضو یا اعضاء کے استفراغ کے مضاد ہوتی ہے۔

امراض استفراغ میں کبھی خون کا استفراغ بالعرض کیا جاتا ہے، مثلاً نکسیر اور خونی بواسیر وغیرہ کو بند کرنے کے لیے فصد کا عمل کرنا۔ لیکن جیسا کہ ہم نے کہا یہ عارضی استفراغ ہے، اگر معالجہ کا کوئی دوسرا راستہ ہو تو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ کبھی صرف عضو کے مادہ کو مخالف جہت کی طرف منتقل کرنے کے لیے اس قسم کا استفراغ کیا جاتا ہے، جسم سے مادہ کا استفراغ مقصود نہیں ہوتا۔ اکثر ایسا استفراغ خون کی کمی اور اس کی کیفیت کے خراب ہونے کے وقت کیا جاتا ہے۔ استفراغ خون میں کبھی یہ دونوں اغراض ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب مرض کے مادہ فاعلہ کا استفراغ اور مرض کو بڑھنے سے روکنا مقصود ہوتا ہے۔ جب صرف استفراغ مقصود ہوتا ہے تو عضو مریض کی قریبی جگہ پر فصد کھولی جاتی ہے، اور اگر دوسری جانب مادہ کا امالہ مقصود ہوتا ہے تو ایسی جگہ پر فصد کھولی جاتی ہے جو عضو مریض کے مخالف سمت میں ہوتی ہے۔ اگر دونوں اغراض ہوتے ہیں تو دونوں قسم کے استفراغات کیے جاتے ہیں۔ استفراغ کی پہلی قسم کا نام "جذب موافق" اور دوسری قسم کو "جذب مخالف" کہا جاتا ہے۔ مذکورہ اقسام استفراغات یا ان دو میں سے کسی ایک استفراغ کو ترجیح دینے سے متعلق بیان، معالجہ امراض اعضاء کے باب کے ضمن میں آئے گا۔ اس لیے تمام بیماریوں میں ایک ہی رگ کی فصد نہیں کھولی جاتی، بلکہ بعض بیماریوں میں باسلیق کی، بعض میں قیفال کی اور بعض میں اکحل کی فصد کھولی جاتی ہے۔ کبھی داہنے ہاتھ کی اور کبھی بائیں ہاتھ کی، جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ یہی وہ مواقع ہیں جن میں استفراغ خون کیا جاتا ہے۔ اور یہی وہ اغراض ہیں جو استفراغ سے مقصود ہوتے ہیں۔

Marfat.com

دوا مسہل کے ذریعہ استفراغ کے چند مواقع ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اخلاط صرف اپنی کیفیت میں غیر معتدل ہو جائیں جسے "رداءت اخلاط" کہا جاتا ہے۔ یہ استفراغ اس وقت کیا جاتا ہے جب اخلاط اپنی کیفیت میں خامیت کی طرف منتقل نہ ہوں۔ دوسرا موقع وہ ہے جب دونوں چیزیں ایک ساتھ ہوں، یعنی اخلاط اپنی کمیت اور کیفیت دونوں میں غیر معتدل ہو جائیں۔ اس وقت دونوں قسم کا استفراغ (فصد و اسہال) ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں استفراغات میں سے کس کا عمل پہلے کیا جائے، یہ غور طلب ہے۔ زکریا رازی نے تجارب بیمارستانیہ میں بیان کیا ہے کہ "کچھ لوگ مرض شوصہ میں مبتلا تھے، بغیر مسہل دیے ان کی فصد کھولی گئی جس سے ان کی موت ہو گئی۔ ایسا اس لیے ہوا کہ مادہ کی کیفیت ردیہ، کمیت میں چھپی ہوئی تھی، جب یہ کیفیت بالفعل ظاہر ہو گئی تو مہلک ثابت ہوئی"۔ ہم نے بعض ایسے مواقع بھی دیکھے ہیں کہ تنگی وقت کے سبب اور جلد فائدہ ظاہر ہونے کے لیے فصد کو مقدم کرنا ضروری تھا۔ لہٰذا اس سلسلہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ کسی خاص مرض کے معالجہ میں ان دونوں میں سے جس کی اہمیت زیادہ ہو اسے پہلے کرنا چاہیے۔

ابومروان بن زہر نے کہا ہے کہ ملینات کے استعمال کے بعد ہی فصد کھولی جا سکتی ہے۔ ایسا انھوں نے اس لیے کہا ہے کہ جب استفراغ خون ہو جائے گا تو اعضاء ایسے ثفل کو جذب کریں گے جس میں غذائیت نہیں ہوگی، پھر اس ثفل کی کیفیت خراب ہو جائے گی، جس کے سبب یہ متحجر ہو جائے گا۔ تحجر کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اعضاء ثفل کی رطوبت کو چوس لیں گے۔ دوا ملین اور دوا مسہل کے درمیان فرق ہے۔ دوا مسہل، مادہ کو جذب کرتی ہے، اور دوا ملین وہ ہے جو مقطع اور مزلق وغیرہ ہو اور صرف اخراج براز کے لیے معاون ہو۔

جب اخلاط اپنی کیفیت میں خامیت اور غلظت کی طرف منتقل ہو جائیں تو نہ فصد کھولی جا سکتی اور نہ مسہل دوائیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ فصد نہ کھولنے کا سبب ظاہر ہے۔ اور مسہل دوائیں اس لیے نہیں دی جا سکتیں کہ غلظت کے سبب یہ اخلاط خارج نہیں ہو سکتے بلکہ اچھے اخلاط خارج ہو جائیں گے۔ مریض کو اگر بخار نہ ہو تو ان اخلاط کے استفراغ کے لیے جالینوس صرف ایسی دوائیں استعمال کرتا ہے جو ملطف اور مسخن ہوتی ہیں۔ اور اگر بخار ہو تو ایسی دواؤں کی مالش کراتا ہے جو ملطف اور کم گرم ہوں۔ "کتاب حفظ صحت" میں تفصیلی طور پر

Marfat.com

بیان کیا جا چکا ہے کہ بخار آنے سے پہلے کیسی دوائیں استعمال کرائی جاتیں، لیکن بخار کی صورت میں دواؤں کے استعمال کا طریقہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ اسہال کے علاج میں اسہال کے خلط فاضل کے اخراج کے لیے کبھی مسہل دوائیں بھی استعمال کی جاتی ہیں، لیکن اس طریقہ علاج میں خطرہ ہے کیونکہ اگرچہ یہ سبب کا مقابلہ کرتا ہے لیکن مرض کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ بہر حال یہ علاج بالمثل ہے نہ کہ علاج بالضد۔

حقنے اکثر اس وقت استعمال کیے جاتے ہیں جب آنتوں سے مادہ کا استفراغ مقصود ہوتا ہے یا مخالف سمت میں مادہ کو جذب کرنا ہوتا ہے دوا کے ذریعہ اخلاط کا اخراج کبھی اسی غرض سے ہوتا ہے۔ اسی لیے زیریں جسم کی بیماریوں میں قے کرانا مفید ہے، اور بالائی جسم کی بیماریوں میں اسہال بہتر ہے۔ کبھی حقنے اس وقت بھی استعمال کیے جاتے ہیں جب کہ دوائے مسہل استعمال نہیں کی جا سکتی، جس کی وجہ یا یہ ہو کہ مریض کو اتنی طاقت نہ ہو کہ کوئی چیز نگل سکے، یا اس کا معدہ یا جگر اس قدر ماؤف ہو کہ کسی دوا کے گذرنے سے اس میں تکلیف ہوتی ہو۔

حمام کرنے سے صرف رقیق اخلاط کا استفراغ ہوتا ہے۔ اسی لیے گاڑھے اخلاط کے سبب ہونے والی بیماریوں میں حمام نہیں کیا جاتا، البتہ نضج کے بعد حمام کیا جا سکتا ہے کیوں کہ گاڑھے اخلاط کی حالت میں حمام کرنے سے اخلاط پگھل جاتے ہیں، اور پورے بدن میں پھیلنے اور اعضاء رئیسہ کی طرف گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بیماریوں میں کبھی بھوکے رہنے سے بھی استفراغ ہو جاتا ہے، خصوصاً ایسے امراض حادہ میں جن کی مدت انتہا کم ہو جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔

یہی وہ تمام چیزیں ہیں، جن کے ذریعے سوء مزاج مادی وغیر مادی کا علاج کیا جاتا ہے، اور یہی وہ مواقع ہیں جن میں علاج کی ایک قسم یا ایک سے زیادہ قسمیں استعمال کی جاتی ہیں۔

اب ایسے امور بیان کیے جا رہے ہیں جو ان چیزوں پر دلیل بنتے ہیں، اگر یہ دلیل موافق ہوئی تو استفراغ کی مقدار زیادہ کی جاتی ہے، اور اگر مخالف ہوئی تو استفراغ کی مقدار کم کی جاتی ہے اور بالضد دوائیں بھی کم استعمال کی جاتی ہیں یا بالکل استعمال نہیں کی جاتیں، خصوصاً استفراغ کی چیزیں، کیوں کہ ایسے مواقع بھی ہوتے ہیں جن میں استفراغ بالکل نہیں

Marfat.com

ہو سکتا، اگرچہ طبیعت مرض کا پورا اقتضاء ہو۔ اسی طرح ایسے بھی مواقع ہیں جن میں بالضد کا استعمال بالکل نہیں ہو سکتا، اگرچہ طبیعت اس کے استعمال کا اقتضاء کرتی ہو۔

سوءِ مزاج غیر مادی کے ازالہ میں صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس کو سابق حالت پر لوٹا دیا جائے۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جس درجہ کی غیر طبیعی حالت پیدا ہوتی ہے، اس کے مقابل متضاد چیزیں استعمال کی جائیں، اس لیے یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ جسم نے حالت صحت سے مرض کی طرف کس قدر رجوع کیا ہے، یہ اسی وقت معلوم ہو سکتا ہے جب پہلے یہ جان لیا جائے کہ حالت صحت میں جسم کا مزاج کیا تھا، اسی سے پتہ چلتا ہے کہ بالضد دوائیں کس درجہ کی استعمال کی جائیں۔ یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ جسم کا مزاج طبیعی، مریض کی عمر، شہر جس میں مستقل رہائش ہو، موسم اور غذائی تدبیر کیا ہے۔ یہ تمام چیزیں تندرست اجسام میں کچھ حالات پیدا کرتی ہیں۔ عادت سے بھی حالات کا علم ہوتا ہے، جیسا کہ عنقریب دوسرے طریقہ سے بیان کیا جائے گا۔ اسی طرح قوت، سبب اور عرض سے اکثر ایسا استدلال کیا جاتا ہے جو اس استدلال کے متضاد ہوتا ہے جو سوءِ مزاج کی تبرید یا تسخین کے لیے ہوتا ہے۔ اکثر ان چیزوں کا لحاظ اس سوءِ مزاج میں ہوتا ہے جس کا سبب مادہ ہوتا ہے۔ اگر کسی عضو میں سوءِ مزاج غیر مادی ہو تو اس عضو کے مزاج، منفعت، مشارکت، وضع اور تیزی حس سے بالضد دواؤں کی مقدار معلوم کی جاتی ہے۔

سوءِ مزاج مادی میں بذریعہ استفراغات علاج کرنے میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ صرف زائد خلط کا استفراغ کیا جائے، اس سے کم یا زیادہ نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ چیزیں بتائی جائیں جو جسم انسانی میں مادوں کے زیادہ یا کم ہونے کا سبب ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک سبب جسم کی طبیعت اور مزاج ہے۔ کیوں کہ بعض اجسام میں کسی ایک خلط کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے، اسی طرح موسم، شہر، تدبیر اور کسی چیز کے جاری ہونے کی عادت کا ختم ہو جانا، مثلاً خون بواسیر یا خون حیض کا بند ہونا، ورزش کو ترک کر دینا، یا ایسے استفراغات جس کی عادت عموماً لوگوں میں ہوتی ہے، اسی طرح قوت کا بھی خاص لحاظ کرنا چاہئے۔ کیوں کہ قوت اکثر استفراغ کے متضاد ہوتی ہے، جب کہ طبیعت مرض کا تقاضا استفراغ کا ہوتا ہے۔ قوت سے مراد یہاں قویٰ فاعلہ ہے، مثلاً قوت نبضیہ، یعنی قوت غاذیہ اور قوت محرکہ۔ پورے جسم میں استفراغ کی مقدار پر اعضاء خاص خصوصاً اعضاء رئیسہ کے ماؤف ہونے سے بھی

Marfat.com

دلیل قائم کی جاتی ہے، مثلاً کسی کو ایسا مرض ہو جس میں فصد کھولنا ضروری ہو لیکن اس کا معدہ کمزور ہو۔

جب جسم کے کسی عضو کا استفراغ مقصود ہوتا ہے تو اس عضو کے استفراغ پر اس کی وضع، مشارکت (دوسرے اعضاء کے ساتھ) حس، منفعت، شکل و ہئیت نیز اس عضو کے پورے جسم کے ساتھ تعلق سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے کیوں کہ بسا اوقات جسم ہی کے ذریعہ اس عضو کے استفراغ پر آگاہی ہو جاتی ہے لیکن اکثر نہیں بھی ہوتی مثلاً اس عضو کے علاوہ جسم کے کسی حصّے میں امتلاء نہ پایا جائے یہ کا شمار بھی انہی اشیاء کے ذیل میں ہوتا ہے جن سے مقدار استفراغ اور عدم استفراغ پر رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ یہی وہ تمام اشیاء ہیں جن سے شفاء امراض میں ضد (یعنی ادویہ) کی مقدار استعمال اور عدم استعمال نیز مقدار استفراغ اور عدم استفراغ کے لیے روشنی ملتی ہے۔

دونوں قسموں یعنی ضد اور استفراغ میں سے ہر ایک کی قوت دلالت اور طریقہ دلالت کو بیان کرنا ہے چنانچہ استعمال ضد پر دلیل بننے والی چیزیں پہلے بیان کی جا رہی ہیں۔

جب مزاج، موافق مرض ہو، نیز شہر اور عمر موافق ہو تو ایسے سوء مزاج کے متعلق بعض اطباء کا خیال ہے کہ اس قسم کے مرض میں طبعی حالت سے زیادہ عدم اعتدال نہیں ہوتا۔ مثلاً ایسا نوجوان جس کا مزاج گرم ہو، گرم شہر میں رہتا ہو، اور موسم بھی گرم ہو، تپ حادہ میں مبتلا ہو جائے تو اس مرض کی شفاء ایسی بارد دواؤں سے ہوگی جو زیادہ بارد نہیں ہوتیں۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ جب مزاج، سن، شہر اور موسم موافق مرض نہ ہو تو ایسی صورت میں بدن مزاج صحیح سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس موقعہ پر ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو اپنے اثرات کے لحاظ سے زیادہ متضاد کیفیت کی حامل ہوں۔ مثلاً ایسا بوڑھا جس کا مزاج بارد ہو، سرد علاقہ میں اس کا قیام ہو، موسم بھی سرد ہو، اور اسے کوئی مرض حار لاحق ہو جائے تو ان اطباء کے اقوال کی بنا پر زیادہ ٹھنڈی دواؤں کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ تمام اقوال، مشاہدہ و تجربہ کے خلاف ہیں، کیوں کہ تجربہ شاہد ہے کہ نوجوان مذکور کے مرض میں غایت درجہ کی مبرد و مرطب دوائیں ہی مفید ہوتی ہیں، مثلاً آب تربوز اور آب خیار، اور جس بوڑھے کا تذکرہ ابھی ہوا ہے اگر اس کو آب خیار پلایا جائے تو اس کی حرارت غریزیہ بجھ جائے گی اور وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔

Marfat.com

اس سلسلہ میں ان سے غلطی واقع ہوتی ہے کیوں کہ بوڑھے کو مذکورہ حالات میں اگر سوءِ مزاج حار عارض ہو جائے تو اس کے جسم کا مزاج اس درجہ میں غیر معتدل نہیں ہوتا جس درجہ میں نوجوان مذکور کا مزاج بدن، مرض حار کی حالت میں غیر معتدل ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ اس بوڑھے کا مزاج بدن اس نوجوان کے مزاج بدن سے زیادہ بعید از اعتدال ہو جائے، کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو بوڑھوں کو ایسی مبرد دوائیں دی جائیں جو نوجوانوں کو دی جاتی ہیں، بلکہ اس سے زیادہ گویا تیسرے یا چوتھے درجہ کی سرد دوائیں دی جائیں۔ حالانکہ ایسا نہیں کیا جاتا۔ مثلاً اگر نوجوان صفراوی مزاج ہو اور اس کا مزاج طبیعی پہلے درجہ میں گرم ہو پھر جب اس کو بخار عارض ہو جائے تو اس کا مزاج دوسرے درجہ میں آجائے گا یعنی اس کے مزاج طبیعی سے ایک درجہ زیادہ۔ ایسے مرض کی شفاء دوسرے درجہ کی بارد دوا سے نہیں ہو سکے گی، کیوں کہ جوانوں کے بدن میں ادویہ کا استحالہ جوہر ناری کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ مزاج معتدل سے حرارت میں یہ جسم زیادہ بعید ہو جاتا ہے۔ لیکن مذکورہ حالات کے بوڑھوں کے متعلق اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس کا مزاج طبیعی پہلے درجہ میں بارد ہے، اور اسے ایسا مرض لاحق ہوا کہ اس کا مزاج دوسرے درجہ میں گرم ہو گیا تو نوجوان کے مزاج کے بعد سے اس کا مزاج طبیعی زیادہ بعید ہو جائے گا۔ کیوں کہ نوجوان کے مزاج طبیعی سے ایک درجہ بُعد ہوا تھا اور اس کے مزاج طبیعی سے دو یا تین درجے بُعد ہوا ہے۔ لیکن اس درجہ میں اس کا مزاج غیر معتدل ہونے سے پہلے اس کی موت ہو جائے گی۔ اس لیے ایسا بوڑھا جس کو غایت درجہ کا گرم مرض عارض ہو جائے، اس کی شفاء کے لیے ایسی دوائیں دی جاتی ہیں جو دوسرے درجہ میں سرد ہوتی ہیں، اس سے زیادہ سرد دوا نہیں دی جا سکتی، کیوں کہ زیادہ سرد دوا اس کو مزاج طبیعی سے بھی گرا دے گی، جو مہلک ثابت ہوگی، کیوں کہ بوڑھوں کے اعضاء اصلیہ بارد ہوتے ہیں۔

نیز بوڑھوں کے جسم میں اتنی اچھی استعداد نہیں ہوتی کہ جوانوں کی طرح ان کے جسم میں ادویہ کا استحالہ جوہر ناری کی طرف ہو جائے۔ مختصر یہ کہ بوڑھے لوگ اگر بہت گرم بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو دوسرے درجہ سے زیادہ ٹھنڈی دوائیں نہ دی جائیں؛ جیسا کہ ابھی ہم نے کہا ہے اگرچہ یہ لوگ اپنے مزاج اصلی سے بعید ہو گئے ہیں، لیکن اتنا بعد نہیں ہوا ہے جس قدر نوجوانوں میں مزاج اصلی سے بعد ہوا ہے۔ کیوں کہ اگر اس قدر بعد ہو جائے تو اس سے پہلے بوڑھے ہلاک ہو جائیں۔ نیز اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی بوڑھے کو حمی محرقہ

Marfat.com

عارض ہونے کی وجہ سے مزاج اصلی سے اس درجہ کا بعد ہو جاتے جس قدر نوجوانوں میں بعد ہو جاتا ہے، اور بوڑھا کچھ دیر زندہ بھی رہ سکے، تو علاج کرنا ممکن نہیں ہوگا، کیوں کہ جو ادویہ باردہ اس مزاج کے متضاد استعمال کی جائیں گی وہ اپنی برودت کے سبب سے اس کے اعضاء اصلیہ کو فاسد کر دیں گی، اور حد اعتدال سے زیادہ بعد ہو جائے گا، اور اعتدال سے بعد ہونے کی صورت میں ہلاکت یا کسی مرض کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ نیز اگر ایسی حالت کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو اس کی دوائیں بعینہ وہی ہوں گی جو نوجوانوں کی دوائیں ہیں۔ لیکن اگر نوجوان کو ایسی دوائیں دی جائیں جو ان کے مزاج اصلی سے زیادہ ٹھنڈک پہنچائیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہوگا، کیونکہ اس سے ان کا مزاج حالت اعتدال کے قریب آجائے گا۔ نوجوانوں کی صحت کی تدابیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے مزاج کو اعتدال پر لایا جائے، جیسا کہ کتاب الصحت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ انہی اصول پر عمر، مزاج، شہر اور موسم کے طریقہ دلالت کو سمجھنا چاہیے۔ خواہ یہ چیزیں مرض کے مناسب ہوں۔ یا غیر مناسب اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مذکورہ صفات کا بوڑھا کسی مرض حار میں مبتلا ہو جائے، کیوں کہ اخلاط آسمان سے نہیں اترتے، جسم میں ہی پیدا ہوتے ہیں تو یہ جواب دیا جائے گا کہ یہ ممکن ہے کہ تدبیر اور اغذیہ کے سبب سے مرض حار لاحق ہو جائے لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ غذائیں اور تدابیر مناسب ہیں تو بلا شبہ مرض حار لاحق نہیں ہو سکتا، جیسا کہ کتاب المرض میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امراض کے پیدا ہونے کے دو ہی اسباب ہیں، یا نفس اعضاء کے مزاج کے سبب سے، یا بیرونی چیزوں سے۔ اور جب ہوا، مزاج، عمر اور شہر اس بوڑھے کے مرض کے متضاد ہیں تو اس مرض کے اسباب، اغذائیں اور تدابیر ہی ہو سکتی ہیں۔

سال کے کسی موسم سے جو مزاج پیدا ہوتا ہے اس کو جزوی کہا جاتا ہے۔ ہوا جب مرض کے مخالف ہو تو طبیب کے لیے یہ مناسب ہے کہ ایسی ہوا سے مریض کو فرحت پہنچائے، اور جب ہوا، مرض کے موافق ہو تو اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔ اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ہوا کے مزاج کو مخالف سمت کی طرف مائل کرے۔ اگر ہوا گرم ہے تو اس طرح ٹھنڈا کرے کہ مریض کی رہائش ایسے مکان میں ہو جس کا رخ جانب شمال ہو، اور مکان کے اوپر سے پانی گرایا جائے، مریض کے بستر پر ٹھنڈے پھول رکھے جائیں۔ اگر ہوا ٹھنڈی ہو تو آگ جلا کر گرم کی جائے، رہائش ایسے مکان میں ہو جس کا رخ مشرق یا مغرب کی طرف ہو،

Marfat.com

اور دروازے بند رکھے جائیں۔ اس قسم کے معالجہ میں عادت اس طرح دلیل بنتی ہے کہ مثلاً تپ محرقہ کے ایسے مریض کو ٹھنڈا پانی پلایا جائے جس کی عادت حالت صحت میں ٹھنڈا پانی پینے کی تھی تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے، اگرچہ اس کا جگر اور فم معدہ بارد ہو۔ لیکن اگر اس کی عادت نہیں تھی تو ٹھنڈا پانی بالکل نہ دیا جائے، یا اگر دیا جائے تو تھوڑی مقدار میں اور کم برودت والا۔ کیونکہ عادت متضاد چیزوں کو مشابہ و موافق بنا لیتی ہے۔ اس طرح کہ متضاد چیزیں اگر جسم میں تھوڑی تھوڑی برابر پہنچتی رہیں تو اس میں مقابلہ کی استعداد ہو جاتی ہے۔ جب یکبارگی جسم میں متضاد چیزیں پہنچتی ہیں اور اس سے پہلے کبھی نہ پہنچی ہوں تو جسم میں خرابی پیدا کر دیتی ہیں۔ موسموں کے سلسلہ میں اس چیز کا بیان بھی ضروری تھا کیوں کہ موسم سرما کے بعد جب دفعتہً موسم گرما شروع ہو جاتا ہے تو جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔ بہرکیف عادت کی تاثیر اس حد تک پہنچی ہوتی ہے کہ کچھ لوگ بتدریج زہریلی چیزوں کے عادی ہو جاتے ہیں، پہلے تو یہ لوگ تھوڑی مقدار میں استعمال کرتے ہیں، پھر تھوڑی تھوڑی اس کی مقدار بڑھاتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ یہ زہریلی چیزیں ان کی غذا میں داخل ہو جاتی ہیں، اور عادت ہونے سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی لیے معالجہ میں دواؤں کو بدلتے رہنا چاہئے۔ کیوں کہ جب ایک ہی دوا برابر استعمال کی جائے گی تو طبیعت اس دوا سے مانوس ہو جائے گی، جس کے سبب طبیعت پر اس دوا کا اثر نہیں ہوگا۔

ظاہر ہے کہ معالجہ کے وقت مریض کی قوت کا خیال رکھنا ضروری ہے، خصوصاً بذریعہ استفراغ معالجہ میں۔ استعمال ضد کے معالجہ میں بھی مریض کی قوت پر غور کرنا لازمی ہے مثلاً ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا دق کے مریضوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، لیکن اگر ایسے مریض کے قویٰ اس قدر کمزور ہو جائیں کہ ٹھنڈے پانی سے ان کے اعضاء اصلیہ میں تکلیف پہنچ جاتے تو ان کی ہلاکت کا سبب بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ جالینوس نے ایک نوجوان کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس کے معدہ میں سوء مزاج حار غیر مادی تھا، اطباء اسے غسل کا مشورہ دیتے رہے۔ جب اس کی تکلیف بہت بڑھ گئی تو قصداً اس نے یکبارگی زیادہ پانی پی لیا، اس خیال سے کہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ اس تدبیر سے اس کے معدہ کا سوء مزاج ختم ہو گیا، لیکن اس کی مری (غذا کی نالی) میں سن پیدا ہو گیا، جس سے اس کی موت ہو گئی، کیوں کہ کوئی چیز نگل نہیں سکتا تھا۔

سوء مزاج مادی میں دونوں قسم کے معالجہ کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن کبھی استعمال ضد کی دلیل استفراغ مادہ کی دلیل کے مخالف ہوتی ہے۔ مثلاً تپ عفونی میں (اس حیثیت سے کہ یہ

Marfat.com

سوءِ مزاج حار یابس ہے، تبرید و ترطیب کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن دوا ءِ مبرد اس خلط کو خام کردے گی جو سوءِ مزاج کا سبب ہے۔ ایسے موقع میں دو امور میں سے اہم کی طرف طبیب کو توجہ کرنا چاہئے، اور دوسرے امر سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ مثلاً تپ بلغمی میں استفراغ مادہ اہم ہے اور تپ صفراوی میں سوءِ مزاج کا ازالہ اہم ہے۔ اگر خطرہ کے لحاظ سے دونوں طریقۂ علاج کی حیثیت برابر ہو تو دونوں کی طرف یکساں توجہ کی جائے۔ اگر سوءِ مزاج اہم نہ ہو تو پہلے سبب کو دور کیا جائے کیوں کہ پوری صحت کے لیے یہی راستہ ہے۔ انہی اصول کے مطابق امراض مرکبہ اور مخالف مرض، مرض کا علاج کیا جاتا ہے مثلاً بخار اور غشی، کیوں کہ بخار استفراغ کا اقتضاء کرتا ہے، جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جو مرض، مرض کے متضاد ہوتا ہے وہ ایسے مرض کے تابع ہوتا ہے جو پہلے مرض کے متضاد ہوتا ہے، مثلاً استفراغ کے سبب سے عارض ہونے والی غشی میں استفراغ، امتلاء کے متضاد ہے۔

سوءِ مزاج جب مادہ کے سبب سے نہیں ہوتا تو اس میں مذکورہ دلائل قائم نہیں کی جائیں مثلاً حمی یوم اور غیر متمکن سوءِ مزاج جو بیرونی اشیاء سے عارض ہوا ہو، ان پر قوت مرض سے دلیل نہیں قائم کی جاتی یہی وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعہ پورے بدن کے سوءِ مزاج غیر مادی کے معالجہ پر دلیل قائم کی جاتی ہے لیکن جب کسی عضو میں سوءِ مزاج ہوتا ہے تو اس عضو کے مزاج سے دلیل قائم کی جاتی ہے۔ مثلاً اطباء کہتے ہیں کہ جب دماغ میں سوءِ مزاج بارد عارض ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مرض معمولی ہے، اس لیے کم حرارت والی دواؤں سے اس کا علاج کیا جائے گا۔ اور دماغ میں سوءِ مزاج حار لاحق ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اپنے طبیعی مزاج سے بہت زیادہ غیر معتدل ہوگیا ہے، اس حالت میں زیادہ ٹھنڈی دواؤں سے علاج کیا جائے گا۔ ان لوگوں کے قول کے مطابق تمام اعضاء کا علاج اسی اصول پر کرنا چاہئے اگرچہ انھوں نے لفظ دماغ کی وضاحت نہیں کی ہے۔ یہ مسئلہ بعینہٖ وہی ہے جو بوڑھے اور جوان کا مسئلہ (پہلے گذر چکا) ہے۔ بلکہ اصول علاج یہ ہے کہ جب دماغ کو گرم کرنے کی ضرورت ہو تو بلا خطر مسخن دوائیں استعمال کی جائیں۔ اور جب مبرد دواؤں کے ذریعے دماغ کو ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہو تو یہ خیال رکھا جائے کہ اسے نقصان نہ پہنچے۔ اس طرح تمام اعضاء باردہ مثلاً عصب وغیرہ کا علاج کرنا چاہئے۔ اعضاء حارہ کے معالجہ میں مبرد دوائیں بلا خطر استعمال کی جائیں، اور جب ان میں سوءِ مزاج بارد ہو

Marfat.com

جائے تو مسخن دواؤں کے استعمال کے وقت لحاظ رکھا جائے کہ انہیں نقصان نہ پہنچے۔ کیوں کہ ہر موجود میں اسی رکن سے ضرر پہنچتا ہے جس کا غلبہ اس پر ہوتا ہے۔

جب جسم کے کسی عضو رئیس کی منفعت زیادہ ہوا اور اس کے افعال بھی زیادہ ہوں تو اس کی قوت بڑھانے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ ایسے اعضاء قلب کے مشارک ہوتے ہیں جو منبع حرارت اور معدن حیات ہے، اسی لیے ایسے اعضاء کے معالجہ میں بالکل متضاد دوائیں استعمال نہ کی جائیں، خصوصاً مبردات کا استعمال۔ لہٰذا جب جگر میں سوء مزاج حار پیدا ہو جائے تو زیادہ مبرد دواؤں سے احتراز کرنا چاہئے۔ عضو کی مشارکت بھی دلیل بنتی ہے۔ مثلاً فم معدہ کو دماغ سے مشارکت ہے، اس لیے اگر اس میں سوء مزاج حار عارض ہو جائے تو زیادہ ٹھنڈی دوائیں نہیں دی جا سکتیں، کیوں کہ عضو بارد سے اس کی مشارکت ہے۔ مختصر یہ کہ اعضاء رئیسہ کے معالجہ میں استعمال ضد کے موقع پر قلب کی طرف پوری توجہ ہونی چاہئے، کیوں کہ ان اعضاء سے قلب کی مشارکت ہے، اور ان تمام اعضاء کے افعال، قلب سے انجام پاتے ہیں جیسا کہ کتاب الصحت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ جب جگر میں سوء مزاج حار عارض ہو تو مناسب دواؤں کے ذریعہ اس کی تبرید کے ساتھ قلب کی تبرید بھی ہونی چاہئے۔ کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ سوء مزاج جگر کا سبب قلب ہو، یا سوء مزاج جگر کا اثر قلب میں پہنچے۔ اس لیے اعضاء رئیسہ کے معالجہ میں قلب سے صرف نظر نہیں کرنا چاہئے۔ صرف تبرید، تسخین، ترطیب اور تجفیف (یبوست) کے لیے یہ اصول نہیں ہے بلکہ تمام افعال یعنی تقویت اور افعال ثوانی و ثوالث کے لیے بھی یہی اصول ہے۔

عضو کی وضع کا دلیل بننا ظاہر ہے۔ کیوں کہ جب بیرونی جسم کے عضو میں سوء مزاج ہوتا ہے تو قوی کیفیات کی دواؤں کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن جب اندرون جسم کے کسی عضو میں سوء مزاج ہوتا ہے تو قوی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے، کیوں کہ مختلف اعضاء پر گذرنے سے دوا کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ مثلاً پھیپھڑے کے سوء مزاج میں استعمال ہونے والی دوائیں۔ علاج بالضد کی مقدار پر دلیل بننے والی چیزوں کا تذکرہ ہو چکا، اب استفراغ کی مقدار خصوصاً استفراغ کی دو قسموں (فصد و اسہال) کی مقدار پر دلیل بننے والی چیزیں بیان کی جا رہی ہیں۔

اگر طبیعت مرض فصد کا تقاضا کرے تو اس حالت میں بھی عمر، ہوا، مزاج، تدبیر اور عادت کا لحاظ کرنا چاہئے، اگر یہ تمام چیزیں مناسب مرض ہوں اور جسم کے عضو رئیس میں کوئی ایسی آفت یا بیماری نہ ہو جو دلالت استفراغ کے متضاد ہو تو کسی احتراز کے بغیر فصد کھول جاتے، لیکن اگر کوئی

Marfat.com

مرض ہو مثلاً فم معدہ بارد ہو، یا جسم کی ایسی حالت ہو کہ استفراغ خون مناسب نہ ہو مثلاً تخمہ، یا مریض اتنے دنوں سے بیمار ہو کہ اس کی قوت کمزور ہو گئی ہو تو پہلے فصد نہ کھولی جاتے۔ سن شباب اخراج خون کے لیے مناسب ہے۔ اس عمر کے علاوہ بھی فصد کھولی جاسکتی ہے لیکن مقدار کم خارج کی جاتے گی جن عمروں میں فصد کھولی جاسکتی ہے وہ چھٹے اسبوعا (ہفتہ) کے شروع یا سے ستر سال تک کی عمر ہے۔ البتہ اگر قوت برداشت ہو ہو تو اسی سال کی عمر میں بھی فصد کی جاسکتی ہے دو ہفتے سے کم عمر والوں کی فصد بقول جالینوس بالکل نہ کھولی جائے، اگرچہ طبیعت کا پورا تقاضا ہو۔ ابو مروان بن زہر نے کہا ہے کہ "میں نے اپنے بیٹے کی فصد اس وقت کھولی جب کہ اس کی عمر تین سال کی تھی، اس طرح میں نے اسے موت سے بچا لیا" اور جب مریض کی قوت بہت کمزور ہو تو نہ صرف یہ کہ کم مقدار میں خون خارج کیا جاتے بلکہ بالکل فصد نہ کھولی جاتے اگرچہ مریض کی ایسی حالت ہو کہ فصد کے بغیر اس کی صحت نہ ہو سکے۔ جیسا کہ بوڑھوں کی اکثر بیماریوں کی حالت ہوتی ہے۔

موسم ربیع اخراج خون کے لیے مناسب موسم ہے، اور موسم گرما اخراج خون کے متضاد ہے، کیوں کہ اس موسم میں قویٰ کمزور اور ارواح تحلیل ہوتے رہتے ہیں، لیکن جب طبیعت مرض کا تقاضا ہو تو صرف مقدار استفراغ میں اثر انداز ہو سکتی ہے۔ موسم سرما بھی فصد کے لیے نامناسب اور متضاد ہے کیونکہ اس موسم میں خون منجمد اور گاڑھا ہو جاتا ہے۔ موسم خریف میں اگر حرارت و برودت کا اعتدال تقریباً موسم ربیع جیسا ہوتا ہے، لیکن چونکہ اس موسم میں یبوست ہوتی ہے اور اس سے پہلے موسم گرما کے عمل سے قویٰ میں انتشار و ضعف ہوتا ہے اس لیے یہ موسم بھی فصد کے لیے مناسب نہیں ہے۔ لیکن جب طبیعت مرض کا تقاضا ہو تو ان تمام حالات میں کم مقدار میں خون خارج کیا جاتے گا۔ اگر فصد کا مقصد کسی خاص عضو کے مادہ کا اخراج ہو، اور فصد کا اثر اسی عضو میں ہو تو خون کی مقدار کم خارج کرنے کی دلیل ہے، ایسے مواقع میں دو یا تین بار میں خون خارج کیا جاتے، تاکہ اس سے ضرر لاحق نہ ہو، جو یکبارگی خارج ہونے سے لاحق ہو سکتا ہے۔

دوا مسہل کے استعمال میں انہی چیزوں سے مقدار استفراغ پر دلیل قائم کی جاتی ہے، اس لیے مسہل کے ذریعہ بچوں اور زیادہ بوڑھوں کا استفراغ کبھی نہ کیا جاتے۔ موسم گرما میں بھی جب تک ضروری نہ ہو بذریعہ مسہل استفراغ نہ کیا جاتے، چونکہ اس موسم میں حرارت و یبوست ہوتی ہے اس لیے مسہل کے استعمال سے مریض کا مزاج ویسا ہی ہو جاتے گا جو اس

Marfat.com

موسم کا مزاج ہے۔ اسی طرح موسم سرما میں مسہل استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ اس موسم میں اخلاط نہیں ہوتے۔ خریف اور ربیع ایسے موسم ہیں جن میں اطبا نے استعمال مسہل کو بہتر کہا ہے۔ کیوں کہ خریف میں اخلاط اپنی کیفیت میں اکثر غیر طبیعی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اطبا کا خیال ہے کہ جس شخص کو مسہل کی زیادہ ضرورت نہ ہو اور محض حفظان صحت کے خیال سے استعمال کرنا ہو تو اس موسم میں بارش کے بعد ہی مسہل استعمال کرنا چاہیے۔ اگر استفراغ بالدوار، مزاج مریض کے مناسب ہو تو بلا احتراز استفراغ کیا جائے، لیکن جب مخالف ہو تو استفراغ کی مقدار کم کی جائے۔

استعمال مسہل میں عادت بھی اثر انداز ہوتی ہے، جیسا کہ دوسری چیزوں کا اثر ہوتا ہے۔ جب کسی خاص عضو کا استفراغ مقصود ہو تو کبھی استفراغ کی دلیل اس عضو کی وضع اور مشارکت بھی ہوتی ہے مثلاً جب دماغ کا استفراغ بذریعہ فصد کیا جائے تو باسلیق سے زیادہ قیفال کی فصد کھولی جاتی ہے، کیوں کہ دماغ سے اس رگ کی مشارکت ہے۔ مشارکت اس استفراغ میں بہت مفید ہے جس کے ذریعہ مخالف سمت کی طرف مادہ کو جذب کرنا مقصود ہوتا ہے، مثلاً جب خون حیض زیادہ آنے لگے تو دونوں چھاتیوں کے درمیان سنگھی لگائی جاتی ہے، اور جب نکسیر زیادہ ہونے لگے اور ناک کے بائیں نتھنے سے خون آئے تو طحال پر سینگھی لگائی جاتی ہے، اگر دائیں نتھنے سے خون آئے تو جگر پر سینگھی لگائی جاتی ہے۔

عضو کی وضع بھی دلیل بنتی ہے، مثلاً جس عضو کا استفراغ کرنا ہے اگر وہ بالائی بدن میں ہو تو اس کا استفراغ زیریں جسم سے زیادہ کامیاب ہوتا ہے، کیوں کہ اس طرح استفراغ اور جذب الی الخلاف دونوں ایک ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زیریں جسم کے امراض میں قے اور بالائی جسم کے امراض میں اسہال بہتر ہے۔ عضو کی شکل اور خلقی حالات سے بھی استفراغ کی جہت معلوم کی جاتی ہے۔ مثلاً معدہ کی خلقی حالت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قے اور اسہال دونوں جہتوں سے استفراغ کیا جائے۔ اور جگر کی خلقی حالت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محدب جگر کا استفراغ بذریعہ ادرار بول اور مقعر جگر کا استفراغ بذریعہ اسہال ہو۔ ان اعضاء کی خلقی حالت اور ادویہ کے گذرنے کے لیے راستہ ہونے سے بھی یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ اگر ان میں اورام پیدا ہو جائیں تو بذریعہ اسہال استفراغ نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ ادویہ کے گذرنے ... میں تکلیف ہوگی، اسی لیے اورام حلق میں بھی غرغرہ نہیں کرنا چاہیے۔ عضو کی منفعت و شرافت بھی کبھی داعی ہوتی ہے کہ استفراغ کی حالت میں اس کی قوت بڑھائی جائے، کیوں کہ عضو رئیس مطلق

Marfat.com

(قلب) کی مشارکت ہے، مثلاً ورم جگر جب انتہا کو پہنچ جاتے تو ورم ہونے کی حیثیت سے تحلیل ضروری ہے، اور اس حیثیت سے کہ ورم اس عضو میں ہے ضروری ہے کہ ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جن میں قوت قبض اور عطریت ہو۔ عضو ذکی الحس بھی قوت استفراغ کو برداشت نہیں کرتا۔ نفس سوء مزاج کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اس مادہ کا استفراغ بالادویہ کیا جاتے۔ تو سوء مزاج کو زیادہ گرم کر دیتا ہے۔ اسی سبب سے اطباء ابتداء بخار میں مسہل دوا استعمال نہیں کرتے، اس وقت اخلاط بھی اخراج کے قابل نہیں ہوتے۔ اس مسئلہ کو بعد میں بیان کیا جائے گا۔

بقراط کا قول ہے کہ تحفظ جنین کے پیش نظر حاملہ عورتوں کی فصد نہ کھولی جاتے، لیکن جب اس کے جسم میں اخلاط کا ہیجان ہو تو چوتھے مہینے سے ساتویں مہینے تک فصد کھولی جا سکتی ہے۔ اور مسہل کا استعمال درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب جنین کی ضرورت سے زیادہ امتلاء ہو تو فصد کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ادویہ مسہلہ کی مضرت جنین تک پہنچ سکتی ہے کیوں کہ ان میں جوہر سمی ہوتا ہے۔ اور ادویہ مسہلہ کی قوت جذب، اخلاط جنین تک پہنچ سکتی ہے جس سے اس کی موت ہو جاتے گی۔ نیز ادویہ مسہلہ مدر بول بھی ہوتی ہیں۔ اور مدر بول دوائیں مدر حیض ہوتی ہیں۔ اور مدرات حیض مسقط جنین ہیں۔

یہی وہ تمام قوانین و دستورات عمومی ہیں جن کے مطابق سوء مزاج مادی (اور غیر مادی) کا معالجہ ہوتا ہے۔ اب سوء مزاج کی تمام قسموں کا معالجہ الگ الگ بیان کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر سوء مزاج کے لحاظ سے امراض کی تقسیم کی جا رہی ہے، اگرچہ کتاب المرض میں دوسری جہت سے امراض کی تقسیم کی گئی ہے لیکن یہاں پر یہی زیادہ مفید ہے۔

سوء مزاج مادی یا غیر مادی پورے بدن میں ہوگا (جس کی مشہور قسم حمیات ہے) یا کسی خاص عضو میں ہوگا۔ اگر عضو میں سوء مزاج مادی ہے تو اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عضو کے جوف میں مادہ جمع ہوگا۔

(۲) یا اس میں پیوست ہوگا۔ اگر پیوست ہو اور مادہ میں غیر طبیعی غلظت نہ ہو تو اس کا نام ورم ہے۔

پہلے سوء مزاج عام (حمیات) کو بیان کیا جاتے گا، پھر کسی عضو میں پیدا ہونے والے سوء مزاج مادی و غیر مادی کا تذکرہ ہوگا۔ اس کے بعد اورام بیان کیے جائیں گے۔ اورام کے ساتھ حمیات کا معالجہ بھی بیان کیا جاتے گا۔ کیوں کہ اورام میں بطور عرض اکثر حمیات بھی عارض ہوتے ہیں (جن

Marfat.com

کی وجہ سے اورام کے علاج میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ حمیات میں سب سے پہلے حمی یوم (یک روزہ بخار) بیان کیا جارہا ہے، کیوں کہ یہ کثیر الوقوع ہے۔

حمی یوم (یک روزہ بخار)

اس بخار کے علاج کے دو طریقے ہیں۔

(۱) اصل بخار یعنی سوء مزاج حار یابس کا ازالہ، اس کے لیے بارد ورطب دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔

(۲) اس پر توجہ کرنا کہ جسم سے ایسی چیزیں لاحق ہوں جو بخار کے سبب فاعل کے متضاد ہوں، کیوں کہ یہ بخار اس سوء مزاج غیر مادی کے سبب سے ہوتا ہے جو بیرونی چیزوں سے عارض ہوتا ہے، جیساکہ کتاب المرض میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس بخار میں مزاج، ہوا، عمر، عادت، تدبیر اور سبب فاعل سے مقدار تبرید وطیب پر دلیل قائم کی جاتی ہے۔ حمی یوم کی تمام قسموں میں تبرید بالذات اور تبرید بالعرض استعمال کی جاتی ہے، تبرید بالذات ادویہ اغذیہ کے ذریعہ، اور تبرید بالعرض نیم گرم پانی سے غسل کرنے کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس بخار میں روح زیادہ گرم ہو جاتی ہے، جس سے لازماً جسم میں بخارات دخانی پیدا ہو جاتے ہیں، جب یہ تحلیل نہیں ہوتے تو جسم کو مشتعل کر دیتے ہیں اور دوبارہ بخار کے لوٹنے کا امکان ہوتا ہے، یہاں تک کہ کبھی یہ بخار، حمی عفونی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی لیے حمی یوم کی تمام قسموں میں مریض کے لیے حمام میں جانا ایک عمومی معالجہ ہے۔ یعنی حمام میں صرف پانی کو استعمال کرنا۔ حمی یوم کی ہر قسم کے اسباب فاعلہ کے لحاظ سے استعمال حمام کی مقدار بھی مختلف ہوتی ہے۔ حمی یوم کی قسموں میں سے ان اقسام کو بیان کرنا ہے جو کثیر الوقوع ہیں، اکثر یہ بخار جلد کے مسامات کے بند ہونے سے عارض ہوتا ہے، جس کی وجہ برودت، قابض چیزوں مثلاً پھٹکری کے پانی سے غسل کرنا اور ترک حمام ہے۔ یا اس کا سبب یبوست بدن ہے، مثلاً جسم میں گرم ہوا کا لگنا۔ گرم وخشک مزاج والے حمیات یوم میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ یہاں انہی لوگوں کا تذکرہ ہوگا، اس کے بعد وہ لوگ ہیں جن کا مزاج صرف گرم ہے۔ ترک حمام یا قابض پانی سے غسل کرنے کے سبب جس شخص کے مسامات بند ہو جائیں اور اسے بخار عارض ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ بخار کی باری کے ختم ہونے کے بعد نیم گرم پانی سے غسل کیا جائے اور ایسے نیم گرم روغن کی مالش کی

Marfat.com

جائے جس میں کیفیت قالفہ نہ ہو۔ دو یا تین بار حمام جانے کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ جالینوس نے بھی کہا ہے، کیوں کہ یہ تدبیر ایسے لوگوں کے لیے ہے جو کثرت سے حمام جانے کے عادی ہوں۔ اس بخار کے مریض میں گرم پانی سے غسل کے بعد ٹھنڈے پانی کے استعمال کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ اس سے مسامات کثیف ہو جائیں گے لیکن مسامات زیادہ کشادہ ہو گئے ہوں یا جسم میں زیادہ گرمی پہنچ گئی ہو تو پورے بدن کو ٹھنڈے پانی میں ڈالنا ضروری ہے۔ حمام سے نکلنے کے بعد اگر مریض کا مزاج گرم وخشک ہے اور موسم بھی گرم ہو تو اس کے لیے زیادہ مناسب غذا ماء الشعیر ہے، کیوں کہ یہ مرطب ہے اور تمام راستوں سے فضلات کے نکلنے میں معاون بھی ہے۔ جب ماء الشعیر ہضم ہو جائے تو عمدہ پکی ہوئی روٹی کے ساتھ مچھلی کا قیمہ اور بکری کے بچے یا چوزۂ مرغ وغیرہ کے گوشت کھائے جائیں۔ اگر دوسری بار بخار لوٹ آئے تو مسامات کو کھولنے کی کوشش کی جائے اور اس سبب کو دفع کیا جائے جس سے بخار لوٹ آیا ہے۔ اس حالت میں دوسری بار حمام اور گذشتہ تدابیر کی جائیں۔ زیادہ جاگنے، غصہ، غم اور دھوپ لگنے سے بھی اکثر یہ بخار ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کا معالجہ صرف سبب فاعل کی مخالف تدابیر سے کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو غصہ کے سبب سے یہ بخار عارض ہوا انہیں اس شخص سے زیادہ تبرید کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کو بیداری یا غم سے بخار ہوا ہو۔ ان میں سے کسی کو مالش کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔ بیداری سے بخار کی حالت میں نیند لانے کی ضرورت ہے۔ غم کے سبب سے جس شخص کو بخار ہو تو ایسی چیزیں اس کے سامنے پیش کی جائیں کہ حزن و ملال دور ہو جائے۔ یہ تمام لوگ جب حمام میں داخل ہوں تو صرف نیم گرم پانی استعمال کریں۔ بیداری اور حزن و ملال سے لاحق ہونے والے بخاروں میں ترطیب کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ دھوپ لگنے سے بخار عارض ہو تو تبرید کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ایسے مریض کو نیم گرم پانی میں زیادہ ٹھہرنا چاہیے، اور اس کے جسم پر ٹھنڈے روغن مثلاً روغن بنفشہ کی مالش کی جائے۔ اگر گرمی کے سبب سے درد سر کی بھی شکایت ہو تو روغن گل کو کنوئیں کے پانی یا برف میں ٹھنڈا کر کے بلندی سے سر پر نطول کیا جائے، اور برابر ایسا کرتے رہنا چاہیے، یہاں تک کہ بخار کم ہو جائے۔ برودت کے سبب سے اگر یہ بخار ہو جائے تو حمام میں جانا چاہیے، ایسے حمام کے لیے ہوا گرم کی ضرورت ہوتی ہے۔ حمام سے نکلنے کے بعد معتدل یا کچھ گرم غذا استعمال کریں، ماء العسل کا استعمال اس حالت میں زیادہ مناسب ہے۔ پھر ہلکے اور کچھ گرم پرندوں مثلاً جنگلی کبوتر اور بیٹر وغیرہ کا

Marfat.com

گوشت کھائیں۔ اور حمام سے پہلے اور بعد میں ان کے سر پر روغن سوسن اور اس کے مانند دوسرے روغنوں کا نطول کیا جائے۔ اور دھوپ لگنے سے جس شخص کو بخار ہو تو حمام سے پہلے اور بعد میں اس کے سر پر سرد روغنوں کا نطول کیا جائے، ان روغنوں کو (برف وغیرہ سے) ٹھنڈا بھی کر لیا جائے، اور گرم روغنوں کو اس طرح گرم کیا جائے کہ ایک برتن میں روغن ہو اور اس کے نیچے کے برتن میں پانی ہو، یعنی پانی کی وساطت سے روغن کو گرم کیا جائے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کے حمی یوم میں حمام میں داخل ہونا ایک عام علاج ہے، لیکن جس شخص کو سردی کے سبب زکام ہو، یا ہاتھ پیروں کے ورم کے سبب سے بخار ہو، یا زخم لگنے سے دونوں کنج رانوں اور بغلوں میں ورم کے سبب سے بخار ہو تو ایسے لوگوں کو حمام نہ کرایا جائے جالینوس نے کہا ہے کہ اگر گرمی کے سبب سے زکام ہو تو حمام کرایا جائے" کیوں کہ حمام لطیف اخلاط کو پختہ کرتا اور جو قابل نضج نہ ہو اسے باہر کرتا ہے، لیکن حمام سے گاڑھے اخلاط جسم میں پھیل جاتے اور پگھل کر سدے پیدا کرتے ہیں۔ گاڑھے اخلاط میں نضج کے بعد ہی حمام استعمال کیا جاتا ہے ان تمام لوگوں میں سے جن کی عادت نبیذ استعمال کرنے کی ہو، ہضم غذا کے بعد پانی کی جگہ رقیق وسفید اور خوشبودار نبیذ (پانی ملا کر یا بغیر پانی ملائے ہوتے) استعمال کرنا مفید ہے، ان کے لیے پانی سے زیادہ نبیذ کے استعمال میں فائدے ہیں، کیوں کہ یہ غذا کو فم معدہ پر تیرنے سے روکتا، نفخ کو تحلیل کرتا اور مدر بول ہے، تیز پسینہ لاتا اور تمام فضلات کے نکالنے میں طبیعت کا معاون ہے۔ کیوں کہ یہ بخار اکثر انہی لوگوں کو عارض ہوتا ہے جن کی قوت ہضم کمزور ہوتی ہے، خصوصاً وہ لوگ جنھیں بیداری یا غم کے سبب سے یہ بخار عارض ہو۔

اعیاء کے سبب سے جس شخص کو یہ بخار ہو تو اس کی تدبیر وہی ہے جو اعیاء کے مریض کی تدبیر ہے، فرق یہ ہے کہ اس کی تدبیر مبرد ہوگی اور اس کی غذا مقدار میں زیادہ اور گرم ہوگی۔ بھوک کے سبب سے یہ بخار ہو تو بارد ورطب غذائیں دی جائیں اسی لیے ایسے مریضوں میں جب بخار شروع ہو تو ایسی غذائیں دی جاتی ہیں جو گرم نہ ہوں۔ سدوں کے سبب سے یہ بخار ہو تو تین روز تک سدوں کو کھولنے کی تدابیر کی جائے اور ایسی چیز کی مالش کی جائے جس سے تنقیۂ بدن ہو، مثلاً تخم خربزہ (باریک شدہ) یا آرد جو یا آرد باقلا ضماداً استعمال کیا جائے، اس سے زیادہ قوی آرد کرسنہ ہے، اور مفتح سدہ مشروبات بھی استعمال کی جائیں مثلاً اصل السوس، پرسیاؤ شاں اور گل بنفشہ کے جوشاندہ کے ساتھ سکنجبین استعمال کی جائے۔

Marfat.com

اس بخار میں ان چیزوں کا استعمال کافی ہے لیکن اگر یہ تدبیر کافی نہ ہو اور تین دن تک بخار باقی رہے یا شروع ہی سے یہ معلوم ہو جائے کہ جسم میں امتلاء مادہ ہے تو اس حالت میں اگر استفراغ عام کے بغیر مفتح دوائیں استعمال کی گئیں تو مریض کو نقصان پہنچ جائے گا، کیوں کہ یہ دوائیں اگر ایسے اجسام میں استعمال کی گئیں جن میں امتلاء مادہ ہے تو سدے کھولنے کے بجائے مزید سدے پیدا کر دیں گی۔ لہٰذا اس کا علاج دوسرے بخاروں کی مانند ہوگا، گویا یہ بخار حمی یوم اور حمی عفونیہ کے مابین ہے، جس کے لیے گذشتہ دلائل اور قوت تجربیہ سے استفادہ کرتے ہوئے فصد یا تنقیہ میں سے جو تدبیر مناسب ہو وہ اختیار کی جائے۔ کیونکہ کتابوں سے معلوم نہیں ہو سکتا کہ ہر شخص کے علاج میں کس مقدار کا استفراغ کیا جائے، یہ بات قوت فکریہ تجربیہ سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس فن میں اصول کلیہ کے مطابق علاج کرنے میں تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے، جس سے وہ مقدمات جزئیہ حاصل ہوتے ہیں جو ہر شخص کے معالجہ میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ مقدمات کتابوں میں درج نہیں کیے جا سکتے کیوں کہ بے انتہاء ہیں۔ معالجہ میں کمال حاصل کرنے کے لیے ہماری طب کا یہی حصہ رکاوٹ بنتا ہے، اسی لیے معالجہ میں ہمیں زیادہ مزاولت نہیں ہے، کچھ مجھ میں اور کچھ ہمارے اقرباء اور احباء میں مزاولت ہے۔ ہمارے زمانہ کے اطباء جن مریضوں کا علاج کر کے ان کی حالت بگاڑ دیتے ہیں، میں ایسے مریضوں کے علاج سے گریز کرتا ہوں۔ یہ اطباء اس فن کے اصولی معالجہ سے بہت دور ہیں۔ البتہ خاندان بنو زہر کے اطباء خصوصاً ابو العلاء اور ان کے بیٹے ابو مروان جو ہمارے معاصر ہیں، یہ لوگ اصولی علاج کرتے ہیں۔

تخمہ کے سبب سے بھی یہ بخار اکثر عارض ہوتا ہے، خصوصاً جب تخمہ حارہ ہو۔ ایسا تخمہ ان لوگوں کو عارض ہوتا ہے جن کا مزاج حار یابس ہوتا ہے، کیوں کہ ان کے معدہ میں غذا کا استحالہ دخانیت کی طرف ہو جاتا ہے، نیز ایسا تخمہ اکثر ان لوگوں کو عارض ہوتا ہے جنہیں اسہال معدی کی شکایت ہوتی ہے، کیوں کہ ان کے معدہ میں غذا فاسد ہو جاتی اور چبھن پیدا کرتی ہے، یا جنہیں قبض کی شکایت ہو، دونوں قسموں میں یہ زیادہ خراب ہے۔ قبض کا سبب حرارت و یبوست اور معدہ کی قوت دافعہ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ان دونوں قسموں میں ہر ایک کا علاج بیان کیا جا رہا ہے۔ اگر اسہال ہو تو اس پر غور کیا جائے اگر خلط ایک بار نکل کر اسہال بند ہو چکا ہے تو حمام میں جانا چاہیے، اور مقوی معدہ غذائیں استعمال کی جائیں نیز ان کے معدہ پر مقوی روغن لگائے جائیں، لیکن جب اسہال زیادہ ہونے لگیں تو بہتر یہ ہے کہ حمام میں نہ جائیں۔

Marfat.com

جالینوس ایسا ہی کہتا ہے، لیکن اطباء متاخرین اسہال شدید کا علاج حمام کے ذریعہ کرتے ہیں، کیوں کہ اس سے مخالف سمت کی طرف مادہ جذب ہوتا ہے۔ یہ عارضی معالجہ ہے، اس سے وقتی طور پر مرض کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ ایسے معالجہ سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔ بلکہ ان کے معدہ کی اصلاح کر کے حمام میں داخل کیے بغیر انہیں غذائیں دی جائیں۔ اگر اسہال بند ہو چکا ہے تو افسنتین ڈال کر پکائے ہوئے روغن زیتون میں صوف کو تر کر کے معدہ پر رکھا جائے۔ اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ روغن ناردین میں اتنی مصطگی پیس کر ملائی جائے کہ کچھ گاڑھا ہو جائے، اور تب صوف کو اس میں تر کر کے فم معدہ پر رکھا جائے۔ استعمال کے وقت ان روغنوں کو دوہرے برتنوں میں گرم کر لیا جائے۔ دگرم کرنے کا طریقہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے) محض نیم گرم ہونا کافی نہیں ہے کیوں کہ یہ فم معدہ کو ڈھیلا کر دے گا۔ مختصر یہ کہ اعضاء رئیسہ پر کوئی ایسی دوا نہ رکھی جائے جو بارد ہو خواہ بالفعل ہو یا بالقوہ۔ فم معدہ میں اگر سوزش زیادہ ہو تو انہی روغنوں میں بہی اور عصارۂ شاخ انگور ملا کر قیروطی تیار کی جائے، تاکہ معدہ پر اچھی طرح چپکی ہوئی رہے۔ اس علاج پر اعتراض کرتے ہوئے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ایسے مریضوں کا معدہ گرم ہوتا ہے لیکن جالینوس ایسے روغن ناردین سے علاج کرتا ہے جس میں مصطگی باریک شدہ ملائی ہوئی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں نفس سوء سے معالجہ پر استدلال قائم کیا گیا ہے، نفس عضو سے نہیں قائم کیا گیا۔ کیوں کہ اس عضو کے لحاظ سے مقوی دوا ہونی چاہیے یعنی ایسی دوائیں جن میں کچھ قبض، تلخی اور خوشبو ہو۔ اسی لیے ماہرین فن جب ضعف معدہ کا علاج ایسی دواؤں سے نہیں کرتے تو لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ جس شخص کے معدہ میں صرف سوء مزاج یابس یا حار یابس تھا اور اس کا علاج ان دواؤں سے نہیں کیا گیا تو نقصان پہنچا۔ اس بناء پر یہ غور کرنا چاہیے کہ اگر سوء مزاج اس حد تک ہے کہ اس پر توجہ کرنا ضروری نہیں ہے تو مقوی فم معدہ دوائیں استعمال کی جائیں گی۔ اور اگر اس حد تک ہے کہ اس پر توجہ کرنا ضروری ہے تو دونوں قسم کی دوائیں دی جائیں) یعنی ان ادویہ میں ادویہ باردہ کا بھی اضافہ کیا جائے گا لیکن یہ ایسی ہوں جو قوت قبض میں ان دواؤں کے موافق ہوں۔ ایسی ادویہ باردہ بہت ہیں۔

اگر اسہال بند نہ ہوا ہو تو اسہال کے زیادہ اور کم ہونے کے لحاظ سے اس تمام معالجہ کے ساتھ قابض غذائیں دی جائیں۔ اگر اسہال کم ہو رہا ہو تو شربت ورد یا شربت بہی میں بھگوئی ہوئی روٹی کا استعمال کافی ہے۔ اگر اسہال قوی ہو تو قابض دوائیں استعمال کی جائیں، جالینوس

Marfat.com

کہتا ہے کہ ان کے لیے بہتر غذا جو کا ستو ہے جس میں آب بہی یا آب ناشپاتی اور آب انار ملا یا گیا ہو۔ اگر اسہال بند ہو چکا ہے تو روٹی کے ٹکڑوں کا حریرہ بنا کر استعمال کریں۔ ایسے مریضوں میں جب اشتہار غذا ختم ہو جاتے تو جوارش سفرجل میں تھوڑی مصطگی اور تھوڑی شاخ انگور ملا کر استعمال کرائی جاتے۔ اس حالت میں جالینوس وہ دوا، سفرجل استعمال کراتا ہے جس کا نسخہ اس نے اپنی کتاب تدبیر صحت کے اخیر میں درج کیا ہے۔ اس دوا کے اجزار میں مرچ سیاہ اور دوسری گرم دوائیں ہیں لیکن ہمارے ملک کے لوگ اس دوا کے استعمال سے پرہیز کریں، خصوصاً محرور المزاج لوگ، موسم گرما میں اگر قبض کے سبب سے تخمہ ہو تو یہ دیکھنا چاہتے کہ غذا معدہ میں ٹھہری ہوتی ہے یا معدہ سے اتر کر آنتوں میں آ چکی ہے، اگر معدہ میں ہو تو جالینوس فلافل ثلاثہ (فلفل سفید، فلفل سیاہ، دارفلفل) سے بناتی ہوتی دوا استعمال کراتا ہے، اس میں زیادہ قوی دوائیں نہیں ہوتیں۔ یہ نسخہ بھی اس کی تالیف کتاب تدبیر الاصحار میں درج ہے۔ جب غذا کا استحالہ عفونت کی طرف ہو تو ایسی دوا سے معالجہ ہوتا ہے، لیکن اس قسم کے تخمہ حارہ میں ایسی دوا سے علاج کیوں کر ممکن ہے۔

جالینوس کی تائید میں اگر کوئی شخص یہ دلیل پیش کرے کہ کتاب المرض میں بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح سوء مزاج بارد سے اعضار کے قوئی کمزور ہو جاتے ہیں، اسی طرح سوء مزاج حار سے بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ ہر عضو اپنی مخصوص مقدار کی حرارت سے کام کرتا ہے۔ سوء مزاج بارد سے قوئی کا کمزور ہونا بالذات اور اس جہت سے ہے کہ یہ قوی کے مخالف ہے، قوی میں سوء مزاج حار کا پیدا ہونا بالعرض ہو جاتا ہے مثلاً دھوپ، آگ کو بجھا دیتی اور تنور میں رکھنے سے چراغ بجھ جاتا ہے۔ نیز ایسے تخمہ حارہ میں ضعف معدہ کے سبب سے اس میں چبھن ہوتی ہے۔ اسی بنار پر جالینوس نے اس برودت عارضی کا لحاظ کیا ہے جو اس تخمہ کے سبب سے معدہ میں پیدا ہوتی ہے، لہٰذا اس نے اس برودت کا علاج کیا۔ یہ دلیل اگر حقیقت پر مبنی بھی ہو تو معالجہ میں سوء مزاج کی طرف بھی توجہ ہونی چاہتے۔ اور معالجہ میں دونوں قسم کی دوائیں ہوں۔ لیکن در اصل جالینوس کے پیش نظر اس کا (سرد) ملک ہے میرا خیال یہ ہے کہ اس حالت میں ان کے لیے زیادہ مفید وہ جوارش سفرجل ہے جو عود، مصطگی اور قرنفل ڈالکر تیار کی جاتی ہے۔ اس مرکب کی تیاری میں اس کا خیال رکھا جاتے کہ مغز سفرجل کی برودت ان دواؤں کی حرارت کے مقابلہ میں ہو تاکہ حرارت و برودت میں یہ دوا معتدل

Marfat.com

ہو جاتے۔ ترکیب ادویہ کے قوانین کلیہ میں ادویہ کے مرکب کرنے کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے۔ سفرجل کے علاوہ دوسری بارد و قابض چیزوں مثلاً برگ انگور وغیرہ سے ان دواؤں کی قوت اولی کو کم کرنا بھی بہتر ہے۔ معالج ان چیزوں کی تیاری میں اس لحاظ سے عمل کرے جس کی طرف توجہ کرنا وہ زیادہ اہم سمجھتا ہو۔ اگر برودت معدہ کی طرف توجہ کرنا زیادہ اہم ہو تو مغز سفرجل کے ساتھ ایسی دوائیں ملائی جائیں کہ یہ مرکب پہلے درجہ میں گرم ہو، اور اگر سوء مزاج حار کی طرف توجہ کرنا زیادہ اہم ہو تو ان ادویہ حارہ کی مقدار کم کر دی جائے۔ جالینوس یہ بھی کہتا ہے کہ ایسے مریض کے شکم پر گرم پانی کا نطول کیا جائے، اس سے اس کا مقصد ارخاء (ڈھیلا) پن پیدا کرنا ہے، لیکن ارخاء معدہ کے لیے مضر ہے، اس لیے نطول کے استعمال میں احتیاط کرنا چاہیے، اگرچہ ارخاء اس مرض کے مناسب ہے، کیوں کہ احتباس غذا کے باعث مجاری تنگ ہو جاتے ہیں۔ نطول سے احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ اس عضو کے مزاج کے برخلاف ہے۔ لہٰذا دونوں قسم کی تدابیر کی جائیں یا اہم کی طرف توجہ دی جائے۔

جب غذا معدہ سے نیچے اتر چکی ہو تو ان کے لیے نطول اچھی تدبیر ہے۔ لیکن اس سے اعضاء منطولہ میں غذاء فاسد کے منتشر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس موقع پر اسہال لانے کے لیے حقنہ سب سے بہتر ہے۔ اگر معدہ میں چبھن اور نفخ نہ ہو تو شہد روغن زیتون اور تھوڑے نمک سے تیار کیا ہوا حقنہ کافی ہے۔ اگر چبھن ہو تو حقنہ کی دوا میں بط یا مرغی کی چربی ملائی جائے۔ اگر نفخ ہو تو اس روغن زیتون کا حقنہ کیا جائے جو سداب اور محلل ریاح بزور مثلاً تخم کرفس، زیرہ سیاہ، بادیان اور کرویا ڈال کر پکایا گیا ہو۔ اس تخمہ میں نفخ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ معدہ کی حرارت عزیزیہ کمزور ہو گئی ہے، اس لیے اس کے علاج میں صرف تبرید یا تسخین نہ کی جائے۔ بلکہ دونوں قسم کی تدابیر کی جائیں۔ کبھی یہ بخار تین دنوں تک باقی رہ جاتا ہے، اس سے گھبراہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ اس کی تدبیر یہ کی جائے کہ اسہال کے بعد اور بخار کی باری ختم ہونے پر انہیں حمام میں داخل کیا جائے، اور ایسی غذائیں دی جائیں جو اس بخار کے مریضوں کے لیے مخصوص ہیں۔

جالینوس نے کہا ہے کہ تخمہ حافظہ کے سبب سے یہ بخار نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس تخمہ سے وہ جوہر دخانی پیدا نہیں ہوتا جو روح کو مشتعل کر دے، یہ ممکن ہے کہ بعض سدوں کے سبب سے بخار عارض ہو جائے۔ بارد و رطب، بارد و یابس، صرف بارد اور صرف یابس مزاج

Marfat.com

والوں کو یہ بخار کم عارض ہوتا ہے۔ بارد و رطب مزاج والوں کے برخلاف جس کا مزاج حار یابس ہو، وہ اس بخار کو قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی لیے ایسے لوگوں کے لیے بھوکا رہنا، ورزش کرنا اور ترک حمام زیادہ مضر ہے، لیکن بارد و رطب مزاج والے ان چیزوں کو زیادہ برداشت کرتے ہیں۔ حالبین اور بغلوں کے ورموں کے سبب سے ہونے والے بخار کا علاج وہی ہے جو ان اورام کا علاج ہے۔ زکام کے سبب سے جس کو بخار ہوا ہے مسہل دوائیں دی جائیں۔ اگر غلبہ خون کی علامت پائی جاتے تو فصد کھولی جائے، اس تدبیر سے سخت امراض میں مبتلا ہونے سے تحفظ ہو جاتے گا۔ کنج ران کے ورم والے مریضوں کو جالینوس حمام میں داخل کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایسے مریضوں کو حمام کی ہوائے گرم کی ضرورت ہے میری رائے یہ ہے کہ انحطاط کے بعد ہی حمام کیا جائے۔

حمیات مطبقہ

حمیات یومیہ کے معالجہ میں اتنا بیان کافی ہے، نیز کتاب الامراض میں تمام اسباب بیان کر دیے گئے ہیں۔ اب حمیات مطبقہ بیان کیے جا رہے ہیں کیوں کہ یہ حمیات، حمی یوم اور حمی عفونیہ کے مابین ہیں۔ کتاب المرض میں بیان کیا جا چکا ہے کہ کثرت خون سے پیدا ہونے والے سددوں کے سبب سے یہ بخار ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم میں خون متعفن نہیں ہوتا ہے اور دوسری قسم میں خون متعفن ہو جاتا ہے۔ ان دونوں قسموں میں کبھی بخار آخری مدت تک یکساں رہتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب بخارات دخانیہ اسی قدر پیدا ہوتے ہیں جس قدر مسامات سے خارج ہوتے رہتے ہیں، یا بخار گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، بخار اس وقت بڑھتا ہے جب خارج ہونے والے بخارات سے پیدا ہونے والے بخارات زیادہ ہوں۔ اور اس کے برعکس حالت میں بخار کم ہوتا ہے۔ یعنی جب خارج ہونے والے بخارات سے پیدا ہونے والے بخارات کم ہوں۔ اس لحاظ سے کہ یہ بخار امتلاء بحسب اوعیہ کے سبب عارض ہوتا ہے۔ اس کے علاج کے لیے فصد کھولنا ضروری ہے۔ خصوصاً جب خون متعفن نہ ہوا ہو۔ استفراغ کی مقدار پر دلیل بننے والی چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہتے۔ اس مرض کے سلسلہ میں جالینوس کہتا ہے کہ جب مریض کی قوت قوی ہو تو اتنی مقدار میں خون نکالنا ضروری ہے کہ مریض پر غشی طاری ہو جاتے۔ اس نے کہا ہے کہ اس طرح ایسے مریضوں کے

Marfat.com

بدن فوراً ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ کبھی ایسے مریضوں کو اسہال یا قے بھی ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ جالینوس اس بخار میں فصد کو ضروری قرار دیتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس مقدار میں استفراغ خون فنی اصول کے خلاف ہے اور ایسا کرنے والا یقیناً غلطی پر ہے، کیوں کہ اس فن کے اصول ایسے ہیں جو طبیعت کو حالت صحت پر لاتے ہیں۔ بحران محمود میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اس قدر استفراغ خون ہو کر مریض کو غشی آجائے۔ البتہ بحران ردی میں ایسا ہوتا ہے، جب کہ قوت دافعہ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ضرورت سے زیادہ خون کو دفع کر دیتی ہے۔ نیز استفراغ کا مقصد یہ ہے کہ طبیعی مقدار سے زائد خون کو دور کر دیا جائے۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کا خون اس قدر نکل جائے کہ غشی طاری ہو جائے اور اس کے بدن کے خون کی طبیعی مقدار کم بھی نہ ہوا میرے خیال میں یہ ممکن نہیں ہے۔ جالینوس کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح دفعۃً جسم کو ٹھنڈا کر دیا جائے، گویا یہ معالجہ بالعرض ہے، جس میں خطرہ بھی ہے۔ نیز حرارت غریزیہ کے زیادہ خارج ہونے سے بہتر یہ ہے کہ کچھ حرارت غریبہ باقی رہے، ساتھ ہی یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اس حالت میں کوئی خلط متعفن ہو جائے۔ جب حرارت غریزیہ کم ہو جائے گی اور خلط متعفن ہو کر مریض کی قوت بھی ختم ہو جائے گی تو موت یقینی ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود جن علامتوں سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ بخار میں عفونت خون نہیں ہے، وہ تمام علامتیں ظنی اور تخمینی ہیں، لہٰذا اس میں خطرات ہیں۔

جب اس بخار میں عفونت کی علامت موجود ہو، جو قارورہ اور نبض سے معلوم کی جاتی ہے تو غشی کی حد تک فصد نہ کھولی جائے۔ کیوں کہ فصد کے بعد بھی حمی عفونیہ باقی رہے گا جو چار یا سات دنوں میں ختم ہوگا۔ اس لیے اتنی قوت باقی رہے جو بقیہ مرض کا مقابلہ کر سکے۔

جالینوس نے کہا ہے، اگر تپ دموی عفونی کے علاج کے وقت جب قوی کمزور ہوں اور کمزوری محض چند دنوں سے نہ ہو تو [illegible] کو برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی اتنی مقدار میں پلایا جائے کہ اس کے بدن میں فوراً تازگی [illegible] لیکن اس کے لیے دو شرائط ہیں، ایک یہ کہ مادۂ مرض میں نضج ہو چکا ہو، دوسری یہ کہ مریض [illegible] میں کوئی عضو ضعیف نہ ہو مثلاً فم معدہ کا بارد ہونا۔ اس نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس مرض میں فصد استعمال کرنے کے لیے کہتے ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ اگر مریض ٹھنڈا پانی پینے کا عادی نہ ہو تو استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ از الۂ سبب

Marfat.com

یا عضو ضعیف ـــــ یا عادت جس چیز کا تقاضا کرتے ہیں وہ سوء مزاج کے اقتضاء کے خلاف ہے۔ کیوں کہ ٹھنڈا پانی اخلاط کو خام کر دے گا اور ان میں نضج نہ ہو سکے گا۔ بخار پوری طرح اس وقت تک زائل نہ ہوگا جب تک سبب فاعل جسم میں موجود ہے۔ اسی طرح ضعف معدہ والا اگر ٹھنڈا پانی پی لے تو رعشہ، خدر اور سوء مزاج کی دوسری بیماریوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں نے دفعۃً (زیادہ مقدار میں) ٹھنڈا پانی پی لیا، اس سے انہیں تنگی تنفس کی شکایت ہوگئی کیوں کہ اس عصب میں برودت آگئی جو حجاب صدر کو حرکت دیتا ہے، اور کچھ لوگوں کی ایسی حالت ہوگئی کہ کسی چیز کا نگلنا مشکل ہوگیا۔ اگر مریض نے اس وقت ٹھنڈا پانی پیا کہ طبیعت خلط میں نضج پیدا کر چکی ہے تو یہ طبیعت کے لیے بہتر معاون ہوگا۔ کیوں کہ اس حالت میں سوء مزاج حار کے علاوہ کوئی دوسرا مرض نہیں ہے۔ ٹھنڈے پانی سے جب یہ سوء مزاج زائل ہو جائے گا تو طبیعت اس خلط میں نضج کے کام کو پورا کرے گی اور دفع ہونے والی چیز کو دفع کر دے گی۔ کیوں کہ سوء مزاج کے باقی رہنے پر طبیعت کے کام میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اسی لیے ایسے مریض جب ٹھنڈا پانی پیتے ہیں تو انہیں اسہال یا قے ہوتی ہے۔ ٹھنڈا پانی پینے کے سلسلہ میں جالینوس کے قول کا مفہوم یہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حرارت کے کم اور زیادہ ہونے کے لحاظ سے حمیات عفونی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جس میں حرارت بہت زیادہ ہوتی ہے اس کا نام محرقہ ہے۔ یہ قسم بھی ملک اور شہر کے لحاظ سے بہت مختلف ہوتی ہے جو حمی محرقہ گرم شہر، حالت شباب اور موسم گرما میں، تدبیر گرم سے ہو اس میں شروع ہی سے مریض کو ٹھنڈا پانی پلایا جائے۔ ایسے بخار میں اگر نضج مادہ سے پہلے ہی مریض میں احتراقی کیفیت پیدا ہو جائے تو اس کی موت ہو جائے گی اور اگر نضج مادہ تک اس میں قوت برداشت ہو تو جو نضج ہوگا وہ خراب ہوگا اور اس وقت ٹھنڈا پانی پلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیوں کہ مقصد فوت ہو چکا ہے۔ خراب نضج یہ ہے کہ مثلاً پیشاب میں سیاہ غمامہ ہو اور اس سے زیادہ خراب وہ ہے کہ پیشاب میں سیاہ رسوب ہو۔ اس لیے ایسے حمی محرقہ کے معالجہ میں بہتر اور ہوشیاری کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو شروع ہی سے ٹھنڈا پانی پلایا جائے اگرچہ نضج مادہ نہ ہوا ہو کیوں کہ ایسے انتہائی حرارت والے بخار کے مادہ فاعلہ کے نضج میں رکاوٹ پیدا کرنے والی چیز صرف کیفیت مادہ ہے، غلظت و لزوجت نہیں ہے۔ جب یہ کیفیت سرد ہو جائے گی تو فوراً مادہ مرض میں نضج ہو جائے گا۔ نیز جس شخص کی ایسی حالت ہو اس کے

Marfat.com

بخار کو ایسے ہلکے بخار کی طرف منتقل کر دیا جائے جو زیادہ دنوں تک باقی رہے تاکہ اس کا علاج کیا جاسکے، اور فوراً موت نہ ہو۔ یہ تدبیر اسی وقت کی جاسکتی ہے جب خلط میں کچھ غلظت ہو یا تبرید زیادہ ہوئی ہو۔ بہر حال بخار کی تبدیلیٔ مزاج میں اگر غلطی واقع ہو گئی تو موت سے اس کا درجہ بہت کم ہے اس فن کے اعمال میں یہ فن بہت اعلیٰ ہے کیونکہ اس سے مریض کو موت سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بخار کے وہ مریض جنہیں ٹھنڈا پانی پلانے کے لئے نضج محمود کا انتظار کرنا ہوتا ہے ایسے لوگوں کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ اگر ملینات استعمال کئے جائیں تو ان کو صحت ہو جائے گی لیکن اس میں وقت زیادہ لگے گا اور محنت بھی زیادہ کرنی پڑے گی۔ اس لئے اس حالت میں آسان راستہ اختیار کیا جائے اور طبیعت کی مدد کی جائے یعنی حمی محرقہ کی پہلی قسم کے لحاظ سے حسب ضرورت اس میں تھوڑا ٹھنڈا پانی پلایا جائے۔

رازی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ "دو نوجوانوں نے سخت گرمی کے موسم میں سفر کیا۔ ان میں ایک آقا اور دوسرا اس کا خادم تھا حالت سفر میں دونوں کو شدید قسم کا حمی محرقہ عارض ہوا۔ آقا اپنے خادم سے ٹھنڈا پانی مانگ کر پیتا رہا۔ اور خادم نے کچھ نہیں پیا۔ آقا کو اس مرض سے نجات حاصل ہو گئی اور خادم مرگیا"۔ ہمارا ملک (اندلس) حرارت و برودت میں جالینوس اور رازی کے ممالک کے مابین ہے۔ لیکن ہمارے ملک کی پتھریلی زمینوں کی وادی میں اس قسم کا بخار زیادہ عارض ہوتا ہے۔

اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ کہنا ہے کہ اس بخار کے معالجہ کے جو اصول بیان کئے جاتے ہیں وہ حمی عفونی کے معالجہ کا ایک جزء ہے، لہٰذا شروع میں وہی علاج کیا جائے جو عمومی علاج ہے۔ پھر ہر قسم کے حمی کا الگ الگ علاج بیان کیا جائے۔

اس لحاظ سے کہ حمیات عفونی کا سبب سوء مزاج مادی ہے ان کے معالجہ کے وقت دو مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں (۱) سوء مزاج کا زائل کرنا (۲) مادہ کا استفراغ کرنا۔ چونکہ اس مادہ میں حرارت عفونی ہوتی ہے۔ اس لئے تیسری غرض یہ بھی ہے کہ ان اسباب کا ازالہ کیا جائے جو جسم میں عفونت کے اسباب ہوتے ہیں۔ مسامات کے بند ہونے سے جسم کا تنفس کم ہوتا ہے (یعنی جسم کے بخارات کم نکلتے ہیں) قابض یا بارد یا یابس چیزوں سے مسامات بند ہوتے ہیں، کبھی اخلاط کے سبب سے بند ہوتے ہیں اس طرح کہ اخلاط اعتدال سے زیادہ یا گاڑھے یا لیسدار ہو جائیں کبھی یہ تینوں چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ پس حمیات عفونی کے معالجہ میں اخلاط کی ان تینوں صفات کو زائل کیا

Marfat.com

جائے۔ کیونکہ اخلاط کی عفونت کو دور کرنے اور اس کی زیادتی کو روکنے کا یہی راستہ ہے کہ ان چیزوں کو دفع کیا جائے اور ان اخلاط کو بھی خارج کیا جائے جو مریض کے جسم میں موجود ہیں۔ اس بنار پر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معالجہ میں اعراض کے استدلالات متضاد ہوتے ہیں، خصوصاً جب ایسا استدلال ہو جو معالجہ کے استدلال کے متضاد ہو۔ جب یہ حالت ہو یعنی بخار اور اس کے اسباب و اعراض کے استدلالات، معالجہ کے استدلال کے متضاد ہو تو طبیب کے لئے مناسب یہ ہے کہ اگر بخار اور اعراض کے سبب سے مریض کو زیادہ تکلیف نہ ہو تو پہلے سبب کو دور کرنے کی طرف توجہ کرے کیونکہ اسی سے بخار مثلاً سوداوی بخار وغیرہ دور ہوگا۔ اور اگر بخار و اعراض سے مریض کو زیادہ تکلیف ہے تو اس کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے لیکن سبب کے ازالہ سے غافل نہ ہونا چاہیئے مثلاً حمی صفراوی خالص کے معالجہ کے وقت۔ لیکن اگر بخار بہت زیادہ ہو مثلاً حمیات محرقہ تو اس وقت ازالۂ سبب کی طرف توجہ نہ دے کر بخار کی طرف توجہ صرف کرنا چاہیئے کبھی دونوں کی اہمیت یکساں ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں دونوں کا معالجہ ایک ساتھ ہونا چاہیئے اسی طرح بخار اور سبب کے ساتھ عرض کی طرف بھی توجہ کرنا ہے۔ یعنی اگر عرض زیادہ تکلیف کا باعث ہے تو اسی کی طرف توجہ کی جائے۔ جبکہ یہ عرض بخار سے ایک زائد چیز ہو، مثلاً بخار دل میں عارض ہونے والی غشی۔ پہلے تو وہ حمیات بیان کئے جائیں گے جن کے علاج میں اعراض مانع نہیں ہوتے۔ پھر ان اعراض کے ازالہ کا بیان ہوگا جو حمیات کے معالجہ میں اکثر مانع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اعراض کے ازالہ کا بیان، شفاء حمیات کے بیان کے علاوہ ہے۔ حمیات کی شفا ان کے اسباب کے ختم کرنے سے اور اعراض کا مقابلہ ان کے بروقت ازالہ سے ہوتا ہے۔ کبھی کوئی چیز سبب عرض کو بڑھادیتی ہے۔ مثلاً اوجاع باردہ میں افیون استعمال کرنا۔

تمام بخاروں میں اندرون جسم میں استعمال ہونے والی غذاؤں اور دواؤں اور بیرون جسم پر رکھی جانے والی دواؤں کے ذریعہ تبرید و ترطیب ہوتی ہے۔ اغذیہ و ادویہ کی صرف قوت اولی استعمال کی جاتی ہے۔ ہوا سے بھی تبرید ہوتی ہے، اگر بذاتہٖ ہوا میں برودت ہے تو مثلاً تپ دق کے مریض اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اگر ہوا گرم ہو تو اس کی کیفیت کی اصلاح کر کے ٹھنڈی کر لی جاتی ہے۔ اس فن کا یہ بھی ضابطہ ہے کہ مریض کو (اس کے حسب حال) ایک ملک سے دوسرے ملک ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے مثلاً دق ہو کے مریض سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جنوبی ممالک مثلاً

Marfat.com

نوبہ[1] یا عرب کے شہروں کی طرف منتقل ہو جائے۔ بخاروں میں بھی فصد اور ادویہ کے ذریعہ استفراغات کرائے جاتے ہیں۔ ادویہ کے قوی ثوانی وثوالث اور خواص کے ذریعہ استفراغات ہوتے ہیں بھوکے رہنے، حمام کرنے اور مالش سے بھی استفراغات ہوتے ہیں۔ اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ بخاروں میں ان استفراغات میں سے ایک یا ایک سے زیادہ کس حالت اور کس وقت میں استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اس فن میں وقت کی بھی اہمیت ہے، اس لئے بقراط کا قول ہے کہ "وقت تنگ ہے" یعنی معالجہ کا وقت مختصر ہے۔

فصد کے ذریعہ استفراغ اس وقت کیا جاتا ہے جب کثرت خون کی علامتیں موجود ہوں، خواہ اخلاط کی خرابی ہو یا نہ ہو۔ البتہ اخلاط بالکل خراب نہ ہوں۔ اس سے پہلے اخلاط کی کیفیتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ خون کے اخراج کا وقت وہ ہے جب مریض کی قوت قوی ہو چونکہ اوائل مرض میں قوت اکثر قوی ہوتی ہے اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابتداء مرض ہی میں استفراغ بالفصد کیا جائے۔ لیکن حقیقتہً اس کے برخلاف ہے کیونکہ بخار کے اکثر مریض ساتویں دن کے بعد فصد کو برداشت کرتے ہیں۔ مرض کے طویل ہونے، مزاج، عمر، موسم، عادت، تدبیر اور قوت کے لحاظ سے فصد میں خون نکالنے کی مقدار متعین کی جاتی ہے۔ اگرچہ قوت کا بہتر اور خراب ہونا مزاج کے بہتر اور خراب ہونے پر منحصر ہے لیکن اطبا نے قوت کو ایک علیحدہ قسم قرار دیا ہے۔

تمام بخاروں خصوصاً حمیات غیر محرقہ کے تمام اوقات میں سدوں کی تفتیح اور اخلاط کی تقطیع تلطیف۔ اور انضاج کے ذریعہ استفراغ کیا جاتا ہے۔ اخلاط میں جو قابل اصلاح ہوں ان کی اصلاح کی جائے اور جو اصلاح کے قابل نہ ہوں انھیں نکال دیا جائے۔ کیونکہ مادۂ متعفنہ کے لئے دو ہی تدبیریں مناسب ہوتی ہیں (۱) جو مادہ اصلاح کے قابل نہیں ہوتا ہے اسے نکال دیا جاتا ہے اور (۲) جو اصلاح کے قابل ہوتا ہے اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ تمام بیرونی متعفن چیزوں کی اصلاح کی تدابیر بھی یہی ہے۔ اس عمل میں ضروری ہے کہ ملین اور مدر بول دوائیں ضرور استعمال کی جائیں، لیکن یہ دوائیں اکثر گرم اور خشک ہوتی ہیں، مثلاً تخم کرفس اور بادیان وغیرہ جن کا استعمال بخار کی حرارت کا منافی ہے۔ اس لئے ان دواؤں کی قوت اولیٰ کو توڑنے کے لئے ایسی دوائیں ملائی جائیں جو بارد ہوں اور ان قوتوں کی معاون ہوں جن کی ضرورت ہے مثلاً تخم تربوز، تخم خیار اور تخم کاسنی۔ اور جو

---

[1] افریقہ کے شمالی مشرقی علاقے۔ جو مصنف کے ملک کے لحاظ سے بجانب جنوب ہیں۔

Marfat.com

دواؤں کے یہ افعال ہوں ساتھ ہی وہ معتدل یا قلیل الحرارت ہوں مثلاً پرسیاؤشاں، قرصعنہ اور کاسنی تو بخار کے معالجہ میں ایسی دواؤں کا انتخاب بہتر ہے۔ مختصر یہ کہ جب گرم دوائیں استعمال کی جائیں تو ان کی قوت اولی توڑی جائے۔ چونکہ سکنجبین میں یہ دونوں صفات موجود ہیں یعنی تقطیع و تلطیف اور ادرار بول و تبرید اس لئے بخاروں میں استعمال ہونے والی دواؤں میں یہ زیادہ معروف ہے لیکن اس کے استعمال سے کبھی خراش امعاء اور معدہ و جگر میں خلل واقع ہوتا ہے۔ خصوصاً تپ مزمن کے اخیر میں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ ایسی دوائیں ملائی جائیں جو مقوی اعضاء رئیسہ ہوں مثلاً جوشاندہ میں تھوڑی مصطگی ڈال کر استعمال کی جائے، یا گلقند اور ایسے اقراص ورد استعمال کی جائیں جن میں خوشبودار مصالح کم ہوں دونوں چیزوں یعنی تقویت، یا تقطیع و تلطیف میں سے جو اہم ہوں اس کے لحاظ سے یہ دوائیں دی جائیں۔ کبھی اس دوا کے استعمال سے ایک دوسری حالت عارض ہوتی ہے کیونکہ اس دوا سے پیدا ہونے والا خلط بارد و یابس ہوتا ہے چنانچہ اگر اس دوا کا جوہر بخار کے خلط فاعل کے موافق ہو جائے تو اس سے احتراز کرنا چاہیئے، مثلاً چوتھیا بخار میں اس کو استعمال کرنا۔ لیکن اگر استعمال کی جائے تو اصل السوس اور شربت بنفشہ جیسی دواؤں سے اس کی یبوست دور کردی جائے۔ بنفشہ میں قوت ارخا بھی ہے۔ اس لئے اس کی اصلاح کے لئے اس موقع پر مویز منقی کا استعمال بہتر ہے۔ مختصر یہ کہ سکنجبین کی یبوست کی اصلاح کے لئے مصلح دواؤں کا استعمال ضروری ہے کیونکہ یہ اعضائے عصبیہ مثلاً۔ مری، معدہ، مثانہ اور قصبہ ریہ میں خشونت پیدا کرتی ہے جس سکنجبین بزوری کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ وہ اکثر بخاروں میں مفید ہے۔ چونکہ ماء الشعیر کا مزاج بارد رطب ہے فضلات کے راستوں کو صاف کرتا اور نفع بھی پیدا کرتا اس لئے اس حالت میں یہ بہت اچھی دوا ہے۔ اس لئے حمیات کے معالجہ میں سکنجبین اور ماء الشعیر کا استعمال بہتر ہے چونکہ ماء الشعیر فم معدہ کے لئے اکثر مضر ہوتا ہے اس لئے مصلح کے طور پر اس میں تھوڑی مصطگی ملا دی جائے۔ مثلاً ۱۹ تولہ ماء الشعیر میں ۴ رتی مصطگی ملائی جائے۔ مذکورہ دونوں اغراض میں جو اہم ہو اس کا لحاظ کرتے ہوئے مصطگی کی مقدار متعین کی جائے۔

تلیین کے لئے بہتر دوائیں وہ ہیں جن میں یہ دونوں اوصاف ہوں یعنی جو دوائیں مادہ کا استفراغ کرتی ہوں اور بخار کے معالجہ کے متضاد نہ ہوں، مثلاً۔ املی، بنفشہ، ترنجبین، مغز خیار شنبر اور ہلیلہ جات میں قوت قبض ہے اس لئے نضج مادہ سے پہلے ان کے استعمال سے

Marfat.com

احتراز کرنا چاہیئے۔ ابتداء بخار میں لبلاب بھی اچھی دوا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ حرارت ہوتی ہے قوت تلیین میں ان ادویہ کی ترتیب یہ ہے۔ ترنجبین، بنفشہ، املی اور لبلاب پھر مغز خیار شبز اور اس کے بعد ہلیلہ جات۔ نیز تمام بخاروں میں ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو اپنے پورے جوہر سے مانع عفونت ہوں، لیکن ایسی دوائیں اکثر گرم ہوتی ہیں کیونکہ اس قسم کی دوائیں اکثر افادیہ ہیں، لہذا ان کی قوت اولی کو توڑنے کے بعد تھوڑی مقدار میں استعمال کی جائیں جو دوائیں بغیر گرمی پہنچائے یہ کام کرتی ہیں انھیں غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ لیکن صندلین اور طباشیر میں کچھ سدہ پیدا کرنے کی تاثیر ہے۔ اگر مصلحات کے ساتھ ان دواؤں کی قوت اولی استعمال کی جائے تو بخار میں مفید ہوں گی۔

تبرید و ترطیب کے لئے استعمال ہونے والی دوائیں بہ کثرت ہیں، البتہ کیفیات میں ان کے درجات مختلف ہیں۔ پہلے درجہ کی ادویہ باردہ میں ماء الشعیر اور شربت جلاب ہے۔ اطباء متاخرین اس شربت جلاب کو بہتر قرار دیتے ہیں جو صرف عرق گلاب سے تیار کیا ہوا ہو، لیکن میرے نزدیک ایسا شربت عمدہ نہیں ہے، کیونکہ اس کا مزاج یابس ہے، بلکہ وہ شربت عمدہ ہے جو پانی اور عرق گلاب ہم وزن ملا کر تیار کیا گیا ہو یا مریض کے حسب حال عرق گلاب کی مقدار پانی سے کم کر دی جائے۔ اس سے زیادہ قوی وہ اشربہ ہیں جو بارد و رطب سبزیوں کے آب افشردہ سے تیار کئے جاتے ہیں مثلاً آب کدو، آب خیارزہ، آب خیار اور آب خربزہ۔ بغیر شکر ملائے ہوئے اگر ان عصارات کو استعمال کیا جائے تو زیادہ قوی ہوں گے خصوصاً آب خربزہ جو اپنے پورے جوہر سے صفراء کے متضاد ہے۔

ادویہ جاذبہ کے ذریعہ مادہ کا استفراغ اس حالت میں ضروری ہے جب خراب اور بدلی ہوئی کیفیت کے اخلاط کی کثرت ہوتی ہے۔ یہ حالات پہلے تحریر کئے جا چکے ہیں۔ استفراغ کا وقت وہ ہے جب قوت دافعہ قوی ہوتی ہے، لوگوں کا اتفاق ہے کہ نضج مادہ کے بعد ایسا وقت آتا ہے۔ یہ ایسا وقت ہے جس میں طبیعت کی جانب سے اچھا استفراغ ہوتا ہے۔ کیونکہ پورے نضج کے وقت طبیعی طریقہ پر فضلات کو دفع کرنے کے لئے قوت متحرک ہو جاتی ہے طبیعت کے یہ افعال فنی لحاظ سے بھی قابل قبول ہیں۔ نیز جب نضج پورا ہو جاتا ہے تو جذب کرنا مشکل نہیں ہوتا، کیونکہ مادہ میں غلظت و لزوجت نہیں ہوتی اور نہ سدے ہوتے ہیں نضج مادہ سے پہلے استفراغ کرنا تحقیق طلب مسئلہ ہے، اس میں اطباء کے درمیان اختلاف

Marfat.com

ہے۔ جالینوس اور اکثر اطبار کا خیال ہے کہ استفراغ کے لئے نضج کا انتظار کیا جائے۔ البتہ اگر مرض بہت حاد ہو تو انتظار نضج کی ضرورت نہیں ہے۔ بقراط کے قول سے بھی یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر مرض ہیجان میں ہو تو انتظار نضج نہ کیا جائے۔ کیونکہ جب مرض بہت حاد ہوتا ہے تو اخلاط بہت ہیجان میں ہوتے ہیں۔ اگر شروع ہی میں ایسے اخلاط کا استفراغ نہ کیا جائے تو بعض اعضار رئیسہ پر ان اخلاط کے گرنے سے ان میں ورم پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ نیز ایسے اخلاط بہت لطیف اور تیز ہوتے ہیں، ان میں غلظت و لزوجت نہیں ہوتی۔ جو دوا رمسہل کے عمل میں رکاوٹ ڈالے۔ اس حالت میں صرف ایک بات یہ ہوتی ہے کہ ادویہ مسہلہ اپنی کیفیات اولیٰ سے اس بخار کے متضاد ہوتی ہے جس کی اصلاح اس طرح کی جائے کہ حسب ضرورت بارد رطب چیزیں بھی ادویہ مسہلہ کے ساتھ ملائی جائیں۔ جب امراض بہت حاد نہ ہوں بلکہ نرم ہوں تو نضج کا انتظار کیا جائے۔ بقراط کے ملک میں جو امراض زیادہ حاد ہیں وہ ہمارے (گرم) ملک میں امراض حادہ مطلقہ ہو جاتے ہیں۔ حمیات حادہ میں بقراط ماء الشعیر سکنجبین یا جوشاندہ آب عسل سے علاج کرتا ہے۔ لہذا ہمارے ملک یا اس سے زیادہ گرم ملکوں میں ان امراض مطلقہ میں شروع ہی سے ادویہ جاذبہ کے ذریعہ استفراغ ضروری ہے۔ امراض حادہ کا خلط فاعل اکثر ان وریدوں میں ہوتا ہے جو فم معدہ اور جگر کے چاروں طرف ہیں مختصر یہ کہ یہ خلط اشرف اور عظیم عروق میں ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ان عروق میں کثرت خون ہو اور اس سے اذیت ہو رہی ہو تو اس کے استفراغ سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور فوراً مرض کی تیزی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر کوئی امر مانع ہو تو استفراغ نہ کیا جائے۔ ان موانع کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

امراض غیر حادہ میں جب خام اخلاط ہوتے ہیں تو ان اخلاط کی تلطیف، تقطیع اور ان میں کچھ نضج کے ظاہر ہونے کے بعد ہی استفراغ کیا جائے ورنہ دواؤں سے یہ اخلاط خارج نہیں ہو سکیں گے۔ اور جو امراض غیر حادہ رقیق اخلاط کے سبب سے ہوتے ہیں مثلاً وہ غب خالصہ جس کے دورے سات سے زیادہ نہیں ہوتے تو ابن سینا کا خیال یہ ہے کہ اس حالت میں بھی نضج کا انتظار ضروری ہے کیونکہ خلط رقیق کا نضج یہ ہے کہ اسے گاڑھا کیا جائے اور خلط غلیظ کا نضج رقیق کرنا ہے کیونکہ جس طرح گاڑھے خلط کا استفراغ طبیعت

Marfat.com

کے لئے مشکل ہے اسی طرح خلط رقیق کا دفع کرنا قوت دافعہ کے لئے مشکل ہوتا ہے کیونکہ ایسا خلط اعضاء میں جذب اور منتشر ہوتا ہے۔ اخلاط کو جذب کرنے کے سلسلہ میں اگر درحقیقت دوا کی یہی حالت ہو (یعنی گاڑھے اخلاط کا جذب کرنا اسی سے مشکل ہو کر یہ منافذ اور راستوں کو بند کردیتے ہیں اور خلط رقیق اس لئے دفع نہ ہوسکے کہ یہ اعضاء میں جذب ہوتے ہیں) تو اس بناء پر شیخ کا خیال بہتر ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب اخلاط رقیق ہوتے ہیں تو ادویہ مسہلہ کے ذریعہ یہ جلد دفع ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ کسی بھی خلط کے استفراغ کے لئے جب دواء مسہل استعمال کی جاتی ہے تو رقیق ہونے کے سبب سے صفراء بھی اس کے ساتھ خارج ہوجاتا ہے۔ نیز جب دواء مسہل کا عمل زیادہ ہوجاتے ہوئے مثلاً اس وقت جب سودا یا بلغم کا اخراج کیا جاتے تو اس خلط خاص کے ساتھ صفراء بھی خارج ہوجاتا ہے۔ بہرکیف تجربہ شاہد ہے کہ جب اخلاط رقیق ہوتے ہیں تو دواء مسہل کا عمل جلد ہوجاتا ہے اور طبیعت کے لئے دفع کرنا دشوار نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر حقیقت وہ ہو (جو ابن سینا کا قول ہے) تو سب سے پہلے ان امراض میں اسہال سے احتراز کرنا چاہئے جو غایت کے حاد ہوں، کیونکہ ان امراض میں اخلاط زیادہ رقیق ہوتے ہیں۔ لیکن ابن سینا کے قول کی بنا پر یہ لازم آتا ہے کہ جب اخلاط رقیق ہوں گے تو ان کا خارج ہونا دشوار ہوگا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ صفراوی امراض میں مسہل دواؤں کے استعمال میں تاخیر نہ کی جائے۔ نیز اکثر ان امراض میں جب نضج کا انتظار کیا جاتا ہے تو طبیعت پر اس خلط کی کیفیت کا غلبہ ہوجاتا ہے اور نضج ایسا خراب ہوتا ہے جس سے نجات کی امید نہیں ہوتی۔ لہٰذا امراض حادہ مطلقہ میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ دواء مسہل کی حرارت و یبوست کی اصلاح کے بعد اس کے ذریعہ استفراغ کیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو فصد بھی کھولی جائے۔

بلغمی اور سوداوی بخاروں کے اوائل میں رازی بھی مسہل دواء استعمال کرتا ہے کیونکہ اس کا خیال یہ ہے کہ ان بخاروں کے اوائل ہی میں مسہلات کا استعمال کیا جائے۔ لیکن جالینوس نے اپنے رسالہ "الی اغلوقن" میں تصریح کی ہے کہ سوداوی بخار کے شروع میں مسہل دوا کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے اس بخار کا انجام بہتر ہوتا ہے۔ اور اس میں نضج ردی کے ظاہر ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اور بلغمی بخاروں کا انجام تکلیف دہ ہوتا ہے اس لئے میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ پہلے استفراغ کی تدبیر کی جائے اگرچہ نضج نہ ہو۔ لیکن طبیب پہلے تقریباً ایک ہفتہ تک مادہ کی تقطیع و تلطیف کی طرف رجوع کرے کیونکہ اس بخار میں حرارت اس قدر کم ہوتی ہے

Marfat.com

کہ یہ عمل اس بخار کے منافی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد طبیب مسہل دوا استعمال کرائے، جیسا کہ اطباءؔ کا یہ عمل سکتہ اور سخت قسم کے امراض باردہ میں ہوتا ہے، ان بیماریوں میں یہ لوگ استفراغ مادہ میں عجلت کرتے ہیں۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ دوا ءِ مسہل میں ایسی دوائیں ملاتے ہیں جو اخلاط کو پگھلائیں اور لطیف بنائیں۔ اس کے لئے وہ ایک ہفتہ تک ایسی سکنجبین کے پلانے کا التزام کرتے ہیں جو ایرسا، تخم کرفس اور عود سوس کے جوشاندہ سے تیار کی گئی ہو۔ اس سے اخلاط نکلنے کے قابل ہو جاتے ہیں اگرچہ پورا خلط اس قابل نہیں ہوتا لیکن طبیعت کے لئے نضج کا عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرے ہفتہ میں بھی تقطیع و تلطیف کا یہی عمل کیا جاتا ہے جس سے اخلاط کا کچھ حصہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ بہ آسانی بذریعہ مسہل خارج ہو جائے۔ اس میں تدبیر اس شخص کی سی ہے جو وزنی بوجھ کو ایک بار نہیں لے جا سکتا اس لئے وہ چند بار تھوڑا تھوڑا لے جاتے۔ اس تدبیر سے طبیعت کے لئے عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور نضج بہتر ہوگا یا اچھی حالت کی طرف رجوع ہو جائے گا۔ یہ طریقہ علاج اس سے بہتر ہے کہ مریض کو طبیعت اور مرض کے سپرد کر دیا جائے کہ اگر طبیعت غالب آگئی اور بہتر نضج ہوگیا تو مرض کے ازالہ کی کوشش کی جائے یہ طریقہ اس فن میں کوئی بہتر طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر طبیعت غالب نہیں ہوئی تو مریض کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ ٹھیک یہی طریقہ علاج سوداوی بخار میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جس طرح تندرست اشخاص کو مسہل دینا ہوتا ہے تو پہلے ان رگوں اور راستوں کا تنقیہ اور اخلاط کی تلطیف کی جاتی ہے۔ اسی طرح حالت مرض میں بھی تنقیہ و تلطیف ہونی چاہیئے بلکہ حالت مرض میں اس کی طرف زیادہ توجہ کی جائے کیونکہ اس حالت میں اخلاط کا نضج کم ہوتا ہے اس کی دلیل جالینوس کا وہ عمل ہے جو وہ ایسے اعیاء (تھکن) میں کرتا ہے جس میں تقریباً بخار جیسی کیفیت ہوتی ہے۔ اس حالت میں اگر اعیاء کا سبب خلط خام نہ ہو تو دوسرے تمام اخلاط فاعلہ کے لئے وہ مسہل استعمال کرتا ہے۔ خلط خام کے متعلق متفق علیہ بات یہ ہے کہ بذریعہ مسہل استفراغ نہ کیا جائے۔ اسی لئے جس شخص کو اس خلط کے سبب بخار ہو تو جالینوس دلک کے ذریعہ استفراغ کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ممالک کا بھی بڑا اثر ہے۔ کیونکہ ہر ملک کے لئے ایک ہی طرح کی بات نہیں کہی جا سکتی بلکہ گرم ممالک میں اخلاط خام کا استفراغ اسی طریقہ پر کیا جائے جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ استفراغ سے پہلے عرصہ تک مادہ کی خوب تلطیف و تقطیع کی جائے۔ اس سے طبیعت کا کام آسان ہو جائے گا اور نضج بہتر ہوگا۔ ان باتوں

Marfat.com

کا تجربہ کرنا چاہیئے کیونکہ تجربہ کو بڑا دخل ہے۔ ان چیزوں کے متعلق جس قدر ہم نے تحریر کر دیا ہے اتنا ہی بذریعہ تحریر بیان کرنا ممکن تھا۔

غذائی تدابیر

ان بخاروں میں مریض کو انتہاء مرض تک کوئی غذا نہ دی جائے تاکہ طبیعت یک سو ہو کر بخار کے خلط فاعل کو پکائے اور دفع کرے۔ لیکن اگر قوت مریض بھوک کو برداشت نہ کرے تو یہ قابل غور ہے۔ اگر امراض حادہ میں سے کوئی مرض ہے اور اس کا وقت انتہا قریب ہو مثلاً ساتویں دن اس کا بحران ہو۔ اور قوت قوی ہو (قوت اس وقت قوی ہوتی ہے جب مزاج معتدل یا قریب بہ اعتدال ہو یا جوانی کی عمر ہو) تو غذا میں صرف ماءالشعیر دیا جائے یا اس کے ساتھ چھیا لو توے روٹی کے ٹکڑے گرم پانی سے دھو کر استعمال کئے جائیں۔ ہمارے ملک (اندلس) میں ہماری عادتوں کے لحاظ سے ایسی ہی لطیف غذا دی جاتی ہے۔ لیکن اطباء متقدمین کے نزدیک تدبیر لطیف یہ ہے کہ پہلے ہفتہ میں مریض غذا بالکل استعمال نہ کرے صرف ماءالعسل پیئے لیکن ہمارے ملک کی ہوا کے مزاج اور لوگوں کے عادات کے مطابق یہ عمل ناقابل برداشت ہے ان (سرد) ممالک میں چونکہ جسم کا تحلل کم ہوتا ہے، اور یہ لوگ شراب پینے نیز خنزیر کے گوشت کھانے کے عادی ہوتے ہیں اور ان دونوں چیزوں میں غذائیت زیادہ ہے اس لئے وہ بھوک کو برداشت کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ غذائی تدابیر میں عادت کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ جو لوگ (حالت صحت میں) دن میں تین بار کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ بھوک کو کم برداشت کرتے ہیں خصوصاً جن کا مزاج گرم اور جسم متخلخل ہو۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مرض کا وقت انتہا دور ہے اور اس سے پہلے ہی قوت میں ضعف آجائے گا تو مریض کو اس سے زیادہ غذا دی جائے جتنی پہلے بیان کی گئی پھر جب یہ اندازہ ہو جائے کہ وقت انتہا قریب ہے تو تلطیف غذا کی جائے (یعنی بالکل نہ دی جائے) قوت کے باقی رہنے پر یہ تدبیر کی جائے۔ بارد رطب مزاج والوں کی قوت باقی رہتی ہے۔ لیکن جن کا مزاج حار یابس ہو وہ بھوک کو کم برداشت کرتے ہیں خصوصاً ان کے مزاج کے مناسب امراض اور موسم گرما ہیں۔ کیونکہ ہم میں سے اکثر لوگ جن کے یہ حالات ہوں اگر ان کو بھوکا رکھا جائے تو ان کا ہلکا بخار بھی تپ محرقہ میں تبدیل ہو جائے گا اور ان کا جسم گھلنا شروع ہو جائے گا ایسے لوگوں میں نضج مادہ میں رکاوٹ پیدا کرنے

Marfat.com

والی چیز صرف کیفیت مادہ کی خرابی ہوا کرتی ہے، اس لئے اگر انھیں بھوکا رکھا گیا تو یہ خرابی بڑھ جائے گی اور ان کے اخلاط سوختہ ہو جائیں گے۔ غذا کا وقت باری کے انحطاط کے بعد اور دوسری باری کے شروع ہونے سے پہلے ہے تاکہ باری کے وقت طبیعت نضج اخلاط میں مشغول رہے۔ بہتر طریقہ یہی ہے جبکہ قوت بھی ساتھ دے اور کوئی ایسا برا عرض لاحق نہ ہو جس سے تغذیہ ضروری ہو جائے مثلاً غشی یا غشی ہونے کی توقع۔ لیکن جب ان اعراض میں سے کسی عرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو باری کے شروع ہوتے ہی تھوڑی غذا دی جائے اس سے ممکن ہے کہ مریض غشی سے محفوظ رہے۔ جیسا کہ جالینوس نے اس نوجوان کی تدبیر کی جس نے اپنا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت کے اطباء نے اسے تین دن تک بھوکا رکھا جیسا کہ ان کے نزدیک مریض کو بھوکا رکھنے کا دستور تھا اور باری کے وقت اس کو غذا دیتے۔ اگر بخار بالکل نہ اترتا ہو تو غذا اس وقت دی جائے جب بخار ہلکا ہو اور عادت کا بھی خیال رکھا جائے۔ ان کے غذا کے لئے ٹھنڈے اوقات بہتر ہیں مثلاً صبح و شام کے اوقات۔

حمام چونکہ لطیف فضلات کا استفراغ کرتا ہے اس لئے بخاروں میں نضج کے بعد ہی استعمال کرنا چاہئے۔ نضج سے پہلے حمام کرنا سدوں کو بڑھا کر لرزہ کو برانگیختہ کرتا ہے اور اخلاط کو پگھلا کر جسم میں منتشر کر دیتا ہے جس سے لازماً بعض اعضائے شریفہ میں ورم ہو جائے گا۔ اگرچہ فضلات کا استفراغ کرتا ہے لیکن بخار کی حرارت و یبوست کو بڑھا دیتا ہے خصوصاً جب حمام کی ہوا گرم استعمال کی جائے تو صرف حرارت کو بڑھا دے گا۔ اور اس کے بعد ٹھنڈے پانی کے استعمال سے اس کی تلافی نہیں ہو سکے گی کیونکہ ٹھنڈا پانی اخلاط کو خام کر دے گا۔ لہٰذا بخار کے پورے انحطاط کے بعد ہی حمیات غیر حادہ میں حمام استعمال کیا جائے۔ تھوڑے دنوں تک رکھ چھوڑے ہوئے نبیذ اور خوشبودار مشروبات اگر نضج کے بعد استعمال کئے جائیں تو اطباء اس کو بہتر کہتے ہیں۔ خصوصاً ان بخاروں میں جن کے سبب کے ازالہ کی طرف توجہ کرنا اہم ہوتا ہے مثلاً بلغمی اور سوداوی بخار۔ تپ محرقہ میں ان مشروبات کے استعمال سے بالکل پرہیز کیا جائے۔

دلک (مالش): خام اخلاط کے سبب سے ہونے والے بخاروں میں جالینوس دلک کے ذریعہ استفراغ کرتا ہے۔ لیکن یہ محل نظر ہے کیونکہ دلک سے جسم میں اخلاط کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے حالانکہ اس نے خود کتاب الصحت میں بیان کیا ہے کہ جس شخص کو اعیاء ہو اور

Marfat.com

اس کا جسم خام اخلاط سے پر ہو تو حمام، دلک اور ان کے علاوہ کوئی حرکت استعمال نہ کی جائے نیز دلک سے ان اخلاط کا استفراغ ہوتا ہے جو زیر جلد اور عضلات میں ہوتے ہیں۔ لیکن عروق کے اخلاط کا استفراغ اس کے ذریعہ مشکل ہے، مگر یہ کہ طبیعت اس کو جذب کرے۔ میرے خیال میں صحیح یہ ہے کہ جس قسم کا دلک وہ بیان کرتا ہے، اعیاء اور ورم جلد کی حالت ہی میں استعمال کیا جائے کیونکہ ورم جلد اور اعیاء میں زیادہ سے زیادہ دلک خشن استعمال کیا جا سکتا ہے جبکہ ایسے مریضوں میں اعیاء بھی ضروری ہوتا ہے۔ حمیات عفونی کا عمومی علاج بیان کر دیا گیا۔ اب تپ عفونی کی ہر قسم کا علاج بیان کیا جا رہا ہے۔

حمی صفراوی (صفراوی بخار)

اگر غب خالصہ کے عوارضات ہلکے ہوں تو یہ حمی صفراویہ کی سب سے بے ضرر قسم ہے کیونکہ عام طور پر اس میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ طبیعت اس پر غالب آجاتی ہے۔ ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ دوا رجاذب مثلاً سقمونیا کے ذریعہ طبیعت کو متحرک نہ کیا جائے کیونکہ اس کا استعمال اصلاح کرنے پر بھی اعضاء رئیسہ کو نقصان پہونچائے گا۔ جس کے سبب قوت کمزور ہو جائے گی اور بخار کی حرارت و یبوست بڑھ جائے گی۔ اسہال کی حرکت کے علاوہ اگر کوئی دوسری حرکت نہ ہو تب بھی اس کے استعمال سے بڑا نقصان ہوگا کیونکہ یہ مزاج کو گرم کر دے گی۔ لیکن جب نضج ظاہر ہو جائے تو دوا رجاذب کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابتداء بخار میں گل بنفشہ اور تمر ہندی کے ذریعہ تلیین کی جائے۔ ان دواؤں کے ساتھ ایسی دوا بھی ملائی جائے کہ معدہ کو یہ دوائیں نقصان نہ پہنچائیں اور ان کی اصلاح ہو جائے مثلاً تھوڑی سی مصطگی ملا دی جائے اور ریوند چینی کا ملانا اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ ان دونوں دواؤں کے ضرر کو دور کرنے کے ساتھ قوت اسہال میں ان کی معاون بھی ہو گی۔ ریوند چینی کی مقدار خوراک ۴ رتی سے ۲۱ رتی تک ہے۔ اس کے بعد شربت جلاب اور سکنجبین ہم وزن میں ان دونوں کی مقدار سے پانچ گنا ٹھنڈا پانی ملا کر استعمال کیا جائے پھر ماء الشعیر پیا جائے۔ اگر حسب ضرورت تلیین نہ ہو تو روزانہ یہ چیزیں استعمال کی جائیں یعنی ایک یا دو اجابت ہونی چاہیئے۔ اگر اس دوا ملین کے ذریعہ اس سے زیادہ اجابت ہو جائے تو اس کا لحاظ کرتے ہوئے ایک یا دو دن دوا ملین کو ناغہ کیا جائے۔ تبرید و ترطیب کے لئے جلاب

Marfat.com

اور ماء الشعیر پر اکتفا اس لئے کیا گیا کہ اس بخار میں زیادہ حرارت نہیں ہوتی کیونکہ یہ بخار صفراء طبیعی کے سبب سے ہوتا ہے۔ سدوں کی تفتیح کے لئے صرف سکنجبین اور ماء الشعیر پر اکتفا اس لئے کیا گیا کہ ان بخاروں میں یا تو سدے بالکل نہیں ہوتے یا بہت کم ہوتے ہیں۔ پھر جب نضج مادہ ہو جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ہلیلہ زرد سے حسب ضرورت استفراغ ہو جائے گا تو اسی سے استفراغ کیا جائے ورنہ سقمونیا سے استفراغ ضروری ہے۔ اس کی مقدار خوراک تین حبہ (چھ جو) سے سات رتی تک ہے اس کے ہم وزن مصطگی، شربت نیلوفر تین تولہ اور شربت سیب اٹھارہ ماشہ ملا کر استعمال کیا جائے شربت نیلوفر اس لئے کہ سقمونیا کی کیفیات اولی (حرارت و یبوست) کا ازالہ کرے نیز خوشبودار ہونے کی وجہ سے یہ اعضاء کے لئے مقوی ہے۔ شربت سیب اس لئے ملایا گیا کہ اس کی یبوست کو ختم کرے اور اعضاء رئیسہ میں خلل واقع ہونے کو روکے۔ اعضاء رئیسہ میں خلل کو روکنے کے لئے اس میں بطور معاون مصطگی ملائی جائے، جبکہ اطباء کا یہ دستور بھی ہے کہ سقمونیا کی مصلح دوا مصطگی کو قرار دیتے ہیں۔ اگر مریض کی قوت کمزور ہو جائے یا کمزور ہونے کا اندیشہ ہو تو دھوئی ہوئی روٹی دی جا سکتی ہے۔ بقراط نے کہا ہے کہ اس بخار کی غذائی تدبیر میں اگر غلطی واقع نہ ہو تو اس کی قوت چودہ دنوں سے زیادہ نہیں رہتی۔ اگر یہ بخار صفراء خالص کے سبب سے نہ ہو بلکہ صفراء محی یا صفراء زنگاری اور کراثی کے سبب سے ہو تو ایسے بخار میں خطرہ زیادہ ہوتا ہے، خصوصاً صفراء زنگاری میں اس قدر خطرہ ہوتا ہے کہ جس شخص کو یہ بخار عارض ہوتا ہے اس کی سلامتی نہیں ہوتی۔ اس بخار کی جزئی وکلی باریاں طویل اور اس کے اعراض خراب ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے بخاروں میں ضروری ہے کہ اس دواء جاذب کے ذریعہ استفراغ کیا جائے جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اور اس میں کاکنج کا اضافہ بھی کیا جائے۔ کیونکہ اس صفراء میں احتراق ہوتا ہے۔ اس میں تھوڑا سا بسفائج بھی ملایا جائے کیونکہ سیاہ اور گاڑھے صفراء سوختہ کے لئے یہ مناسب دوا ہے، لیکن اس کی یبوست کو زائل کرنے کے لئے روغن بادام ملایا جائے۔ اس بخار میں اگر حرارت زیادہ نہ ہو تو سدوں کی تفتیح کی پوری کوشش کی جائے لیکن اگر بخار زیادہ ہو تو تبرید و ترطیب کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیئے۔ شدید حرارت اور خراب اعراض والے بخاروں میں ہلکا وہ ہے جس کا مادہ اندرون عروق ہو۔ اسی کو تپ محرقہ کہا جاتا ہے۔ بخار کی یہ قسم صفراء طبیعی سے نہیں ہو سکتی اس لئے دواء جاذب کے ذریعہ استفراغ خلط کے لئے اگر کثرت خون ہو تو اس کے اخراج کے بعد بخار۔ کہ شروع ہی میں املی تین تولہ کا خیساندہ کوئی شربت اور شکر ملائے بغیر مریض کو پلایا جائے۔ اس کے بعد ماء الشعیر پلایا جائے اور دن کے باقی اوقات میں آب تربوز یا آب خیار پلایا جائے۔ آب تربوز کے استعمال میں عذر نہیں

Marfat.com

کیونکہ زیادہ احتراق والے بخار میں اس سے معالجہ اچھی تدبیر ہے۔ نیز ایسی حالت میں آب تربوز اور برف کے پانی کے استعمال کرانے سے گھبرانا نہیں چاہئیے کیونکہ ایسی چیزوں کے استعمال سے کم مدتی بخار طویل بخار کی طرف منتقل ہو کر موت سے نجات کا باعث ہوگا۔ ابو مروان بن زہر نے بیان کیا ہے کہ اس نے ایک ایسے نوجوان مریض کا معائنہ کیا جس کو اسی قسم کا بخار عارض تھا، اس مریض کو اس نے آب تربوز پلایا اور مرۂ صفراء کی قے کرائی۔ یہی تدبیر برابر کرتا رہا یہاں تک اس کا بخار طویل الایام بخار کی طرف منتقل ہوگیا۔" میرا خیال یہ ہے کہ اس حالت میں برف کے پانی سے زیادہ قوی آب تربوز ہے کیونکہ پانی اگرچہ بہت ٹھنڈا ہو اس میں گرمی آسکتی ہے نیز پانی اس لحاظ کہ یہ بسیط عنصر ہے اور صرف ٹھنڈک کی کیفیت پیدا کرتا ہے جبکہ آب تربوز ٹھنڈک پہنچانے کے ساتھ مقدار کا فائدہ بھی پہنچاتا ہے، اس لحاظ سے کہ یہ مستحیل ہو کر خون کا جزء ہو جاتا ہے۔

اگر صفراوی بخار میں حرارت کم ہو اور اس کی جزئی اور کلی باریاں طویل ہوں اور یہ خیال ہو کہ یہ صفراء طبیعی سے نہیں بلکہ صفراء محی کے سبب سے ہے (اس رائے کی بناء پر کہ صفراء محی صفراء طبیعی سے زیادہ ٹھنڈا ہے) تو اس حالت میں یبوست دور کرنے سے زیادہ سدوں کی تفتیح کی طرف توجہ ہونی چاہیئے۔ اس کے برخلاف صفراء خالصہ سے پیدا ہونے والے بخار کا معالجہ ہے، اگرچہ یہ بخار بہت کم پایا جاتا ہے اس بخار میں اچھی دوائیں وہ ہیں جو مفتح ہوں اور زیادہ گرم نہ ہوں مثلاً پر سیاؤشان، بیخ کرفس، تخم سرمش ان دواؤں کی یبوست کے ازالہ کے لئے اصل السوس ملائی جائے اور ان کی حرارت و یبوست دونوں کے ازالہ کے لئے بنفشہ، گل، گل نیلوفر اور تخم خربزہ کا اضافہ کیا جائے ان میں مقوی اعضاء دوائیں ملائی جائیں۔ انہی دواؤں سے سکنجبین تیار کی جائے۔ اس میں مسہل صفراء اور ایسی دوائیں ملائی جائیں جو کچھ مسہل بلغم بھی ہوں مثلاً تخم اشنگن، اور قرطم، ان دواؤں کی یبوست کا ازالہ بھی کر دیا جائے۔ تمام صفراوی بخاروں کے معالجہ کا طریقہ یہی ہے۔

بلغمی بخار

جب یہ تحقیق ہو جائے کہ بلغم بسیط (خالص بلغم) کے سبب سے یہ بخار ہے تو تبرید و ترطیب سے زیادہ سدوں کی تفتیح اور اخلاط کی تقطیع و تلطیف کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ ایسے مریضوں کے لئے سکنجبین بزوری کا استعمال کافی ہے جبکہ اس کی یبوست کو دور کرنے کے لئے اس میں اصل السوس ملایا جائے۔ اس کے اجزاء میں تھوڑی مصطگی اور سنبل الطیب بھی ہو کیونکہ اس بخار میں

Marfat.com

مریض کا فم معدہ کمزور ہوتا ہے۔ اس بخار کے شروع میں مغز قرطم اور تخم اشکن کے ذریعہ تلین بہتر ہے اور ترنجبین کے ذریعہ ان دواؤں کی بوست کو زائل کیا جائے۔ اس تدبیر کو استعمال کرتے ہوئے جب ایک ہفتہ ہو جائے تو ایسی دوائیں استعمال کرائی جائیں جو خلط فاعل کو جذب کرنے والی ہوں۔ ان میں مناسب دوا تربد ہے کیونکہ فم معدہ کی رطوبت کو خارج کرنے کے لئے یہ مخصوص ہے، دوسری دوا غاریقون ہے کیونکہ یہ گاڑھے اخلاط کو خارج کرتی اور سدوں کو کھولتی ہے۔ اس مرکب میں اگر تھوڑی سی ایارج فیقرا کا اضافہ کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن تربد اور غاریقون ہی کو بنیادی دوا قرار دیا جائے۔ اس کی اور ایارج فیقرا کی بوست کو روغن بادام سے دو کیا جائے ایارج میں صبر کے برابر ہی بقیہ دوائیں ہونی چاہیئے۔ تخم حنظل کے استعمال کے بغیر کام ہو سکے تو بہتر ہے لیکن جب یہ معلوم ہو جائے کہ خلط اس قدر قوی ہے کہ شحم حنظل ہی سے اس کا ازالہ ہوگا تو مرکب دوا میں اسے بھی ملایا جائے اور اس کی اصلاح کے لئے کتیرا اور مغز بادام ملایا جائے شحم حنظل کی مقدار خوراک زیادہ سے زیادہ ساڑھے تین رتی ہے۔ چند بار یہ دوا استعمال کی جائے کیونکہ ایک بار میں خلط خارج نہیں ہوگا۔ ان تمام تدابیر میں قوت مریض اور مذکورہ تمام شرائط کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس بخار کے شروع میں اس دوا، تربدی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جو رازی استعمال کراتا ہے۔ اس بخار کے مریضوں کو چوزہ مرغ کا گوشت سرکہ ڈال کر پکایا ہوا دیا جائے کیونکہ اس بخار میں وقت انتہا دور ہوتا ہے۔ تین ہفتوں سے کم میں ختم نہیں ہوتا بلکہ کبھی چالیس دنوں تک اور اس سے بھی زیادہ طویل ہو جاتا ہے۔

رازی کا قول ہے کہ جب تپ بلغمی چوتھے ہفتہ سے تجاوز کر جائے تو مریض کو آب بزور سے بنائی ہوئی قرص ورد دی جائے۔ کیونکہ اس بخار کے مریض کا جگر اور معدہ اخیر میں کمزور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اکثر یہ مرض استسقاء کی طرف رجوع کرتا ہے۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنھیں مزمن بخار تھا ہمارے بعض معاصر اطباء نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ برابر سکنجبین استعمال کرتے رہیں، اس کے استعمال سے انھیں استسقاء ہو گیا اور ان کی موت ہو گئی۔ ان کے معالجہ میں صرف "قرص ورد" پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے ہم نے صرف مثال کے طور پر اس کو بیان کیا ہے بلکہ مریض کے حالات کے لحاظ سے اس سے قوی دوا دی جائے یا اس کے اجزاء میں کمی و بیشی کی جا سکتی ہے۔ معجون ورد الورد کا فعل اس کے قریب ہے لیکن یہ قرص سے زیادہ بارد ہے اور قرص ورد صغیر کا فعل ورد الورد سے کمزور ہے کیونکہ اس میں گل سرخ باقی اجزاء سے دوگنا ہے۔ نیز سکنجبین میں آب بزور ملا سکتے ہیں۔ اگر مریض

Marfat.com

کے پیروں اور پوٹوں میں تہیج ہو تو سکنجبین بالکل نہ دی جائے کیونکہ اس کے استعمال سے فوراً استسقا ہو جائے گا۔

بلغم خام سے پیدا ہونے والے بخاروں میں مریض کے چہرے اور شکم پر نفخ ہو جاتا ہے اور بدن کا رنگ سیسہ یا گچ کی طرح ہو جاتا ہے۔ جالینوس کے نزدیک ایسے مریضوں کے مادہ کا استفراغ بذریعہ دلک ہونا چاہیئے۔ جب مریض جاگتا رہے تو دلک کی جائے یعنی اوقات کے دو حصے کر دیئے جائیں۔ ایک حصہ سونے کے لئے اور ایک حصہ دلک کے لئے۔ دلک سے متعلق پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مریض کو ماء العسل ہمراہ زوفا واصل السوس دیا جائے۔ جالینوس ایسے مریضوں کو ماء الشعیر پلاتا ہے۔ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا کیونکہ ان کے معدے کے لئے مضر ہوگا اور ان کی طبعیتیں بجھ جائیں گی۔ البتہ اس میں مصطگی تھوڑی مرچ سیاہ اور بیج بادیان ملا کر پلایا جا سکتا ہے۔ بالکل ترک غذا بھی ان کے لئے مناسب نہیں ہے، اگرچہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انھیں بھوکا رکھا جائے کیونکہ ان کے جسم میں اخلاط خام ہوتے ہیں، ایسے اخلاط کا استحالہ خون کی طرف بہ مشکل ہوتا ہے۔ روٹی سے ان کی غذائیت زیادہ نہیں ہوتی کیونکہ ان کے قوٰی اس قدر کمزور ہوتے ہیں کہ اکثر حالات میں ان پر غشی سی طاری رہتی ہے۔ اگر ان کے حالات اجازت دیں تو روٹی کے مغز کو ماء العسل یا تازہ نبیذ میں بھگو کر کھلایا جائے۔ جس دلک کے متعلق جالینوس نے کہا ہے وہ کھردرے کپڑے سے ہو پہلے دونوں پنڈلیوں اور پیروں کی مالش اوپر سے نیچے کی طرف یعنی گھٹنے سے پیر کی طرف اس کے بعد کنج ران سے گھٹنوں تک۔ پھر دونوں شانوں کی مالش دونوں ہاتھوں تک اسی طرح پیٹھ کی مالش کرنا چاہیئے۔ پھر پیروں کی مالش کی جائے اس کے بعد پشت کی مالش کی جائے۔ اسی طرح دن بھر مالش کی جائے۔ جالینوس نے کہا ہے کہ مریض اعضا شکنی محسوس کرے تو قابض روغنوں کی مالش بھی کی جائے جیسے روغن بابونہ اور روغن شبت کی مالش بہتر ہے۔ پھر بدن سے روغن پونچھ دیا جائے کیونکہ اس سے تکلیف اور بے چینی ہوگی۔ یہ تھیں جالینوس کی بیان کردہ حمی بلغمیہ سے متعلق تدابیر اس بخار میں مریض پر اکثر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس کو اس مقام پر بیان کیا جائے گا جہاں بخاروں کے متضاد اعراض کے ازالہ کا بیان ہوگا۔

Marfat.com

حمیٰ ربع (چوتھیا بخار)

اس بخار میں تفتیح و تقطیع اور تلطیف کی طرف توجہ کرنا زیادہ اہم ہے، تبرید و ترطیب کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی، اگر ہوتی ہے تو بہت کم۔ اس بخار کی حالت تپ محرقہ کے برخلاف ہے کیونکہ اس میں اسباب کی طرف توجہ ہوتی ہے اسی لئے اس بخار میں ایسی مقطع و ملطف دواؤں کا انتخاب کیا جاتا ہے جو طحال کے لئے مخصوص ہیں مثلاً بیخ کبر، جھاؤ، اسقولوقندریون اور وج۔ کیونکہ یہ عضو قوی مفتح دواؤں کو تکلیف کے بغیر برداشت کر لیتا ہے۔ یہ دوائیں سکنجبین یا چینی کے ساتھ استعمال کی جائیں۔ ابتداء بخار میں بسفائج سے تلیین کی جائے اس طرح کہ بوڑھے مرغ کے گوشت کو روغن بادام ڈال کر اور بسفائج ملا کر پکایا جائے پھر اس شوربے کو تلیین کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس بخار میں اگر استفراغ کے لئے نضج کا انتظار کرنا بہتر ہو تو ایسا کیا جائے کیونکہ اس میں کم خطرہ ہے۔ اور اگر نضج سے پہلے استفراغ کیا جائے تو کم از کم دو یا تین ہفتوں تک پہلے اس شربت کے ذریعہ مادہ کی تقطیع کی جائے جسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس کے بعد استفراغ کیا جائے۔

اس خلط کو نکالنے والی دوائیں بیان کی جا چکی ہیں، ایسی دوائیں مختلف درجات کی ہوتی ہیں پہلے درجہ کی دوا ہلیلہ کابلی ہلیلہ سیاہ پھر اس کے بعد مضرات سے محفوظ دوا بسفائج ہے، ہلیلہ میں قبضیت ہے اس لئے ہم اس کے ذریعہ تلیین مناسب نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد افتیمون ہے جس کا فعل بسفائج سے زیادہ قوی ہے لیکن یہ بے چینی زیادہ پیدا کرتی ہے اس لئے اس کی دونوں قوتوں (تلخی و خشکی) کی اصلاح کر لی جائے اس مرکب میں اگر ایسی ادویہ مسہلہ لطیفہ ملائی جائیں جو ان کی معاون ہوں تو کوئی حرج نہیں مثلاً دو حبہ (چار جو) سقمونیا یا تین حبہ (چھ جو) یا ساڑھے تین رتی ماہو دانہ ملا دیا جائے۔ اگر اس موقع پر خلط کا اخراج مقصود نہ ہو تو چونکہ اس خلط میں غلظت ہوتی ہے اس لئے ایسی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس میں تحریک پیدا کریں۔ افتیمون کے بعد سنگ لاجورد ہے۔ لیکن خربق سیاہ کے استعمال سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس بخار میں نضج مادہ کے بعد بقول جالینوس تریاق فاروق بہت مفید دوا ہے، نضج سے پہلے اگر یہ دوا استعمال کی جائے تو اس بخار کو تپ محرقہ کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔ اگر موسم سرما ہو اور مریض بوڑھا تو نضج کے بعد معجون فلافلی بھی مفید ہے خصوصاً سرد ممالک میں۔ اس بخار میں طحال کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے۔ اس لئے طحال پر ایسا لیپ لگایا جائے جو اس کی سختی کی تحلیل اور اس کے نفخ کو دور کرے (جس طرح تپ صفراوی

Marfat.com

میں مریض کے جگر کی طرف اور تپ بلغمی میں فم معدہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے) کیونکہ تپ سوداوی میں طحال ہی ایسا عضو ہے جس میں خلط سوداوی متعفن و مشتعل ہو کر یہ بخار پیدا کرتا ہے۔ تپ صفراوی میں جگر ہے خصوصاً جس بخار میں باریاں نہ ہوں۔ اور تپ بلغمی میں معدہ۔ ان تینوں اقسام کے بخاروں میں ان اعضاء کی تقویت اور ان میں موجود خلط کا استفراغ کیا جائے۔ نیز ان میں موجود اخلاط کا انضاج و اصلاح کی جائے۔ ان بخاروں کے شروع میں جب کثرت خون ہو تو فصد کھولی جائے لیکن تپ بلغمی میں بچاؤ کرتے ہوئے یہ عمل کرنا چاہیئے کیونکہ اس بخار میں اخلاط خام کی کثرت کا اندیشہ بھی ہوتا ہے حمی مطبقہ میں جب عفونت مادہ زیادہ ہو تو اسہال زیادہ مناسب ہے۔ اگر دونوں چیزوں (فصد و اسہال) کو جمع کرنا ہو تو اسی لحاظ سے اس پر عمل کیا جائے۔

حمیات عفونی کے عمومی اور خصوصی معالجہ کے اصول بیان کر دیئے گئے۔ ان بسیط بخاروں کے اصول علاج کی معلومات سے مرکب بخاروں مثلاً شطر الغب وغیرہ کے اصول علاج بھی معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ حمیات بسیطہ میں سے اب تپ دق کا بیان باقی ہے۔

تپ دق

یہ بخار اس لحاظ سے کہ یہ سوء مزاج حار یابس غیر مادی ہے اس کے معالجہ میں صرف تبرید و ترطیب کی ضرورت ہوتی ہے لیکن تبرید سے زیادہ ترطیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا ایسے مریضوں کی تبرید و ترطیب کے لئے تمام امکانی تدابیر کی جائیں۔ یہ تدبیر دو چیزوں سے کی جاتی ہے ایک ایسی چیز جو اندرون بدن میں پہنچتی ہے، دوسری ایسی چیز جو بیرون جسم سے ملتی ہے مثلاً لیپ، ہوا اور حمام کرنا۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس بخار کے تین درجے ہیں، ہر درجہ کم و بیش ہونے کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ پہلے درجہ کی صحت آسان، دوسرے درجہ کی دشوار اور تیسرے درجہ کی ناممکن ہے پہلے اور دوسرے درجہ کا طریقہ علاج ایک ہی ہے۔ صرف کم و بیش کا فرق ہے۔ ان مریضوں کے لئے مناسب غذا تازہ دودھ ہے۔ سب سے بہتر عورتوں کا دودھ ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو گدھی کا دودھ اگر یہ بھی نہ ہو تو بکری کے دودھ کا خیال رکھا جائے کہ جس عورت کا دودھ استعمال کیا جائے وہ اچھی کیفیت کی غذا کھائے اور ورزش کے بعد اتنی مقدار میں کھائے کہ اسے بدہضمی نہ ہو۔ اسی طرح گدھی کو ٹھنڈی قسم کی گھاس کھلائی جائے اور اس کی قوت ہضم کا بھی خیال رکھا جائے دودھ چونکہ معدہ میں منجمد ہو سکتا ہے اس لئے تھوڑی تھوڑی مقدار بڑھائی جائے۔ شروع میں تین تولہ پھر تھوڑا

Marfat.com

تھوڑا بڑھاتے ہوئے انیس تولہ تک مقدار کر دی جائے ماء الشعیر کا استعمال بھی ان کے لئے ضروری ہے چونکہ ایسے مریضوں کے جسم کے لئے تغذیہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جبکہ ان کی قوت غاذیہ کمزور بھی ہوتی ہے اس لئے انھیں ایسی غذا دی جائے جس کا استحالہ جلد ہو جائے اور اچھا کیموس پیدا کرے۔ مسالہ چوزہ مرغ جس کو گیہوں کھلایا جا رہا ہو اس کا گوشت اور جس مرغ کی غذا گیہوں اور بادام ہو اس کا خصیہ ان کے لئے بہتر گوشت ہے۔ زردی بیضہ ان کے لئے بہترین غذا ہے۔ اور گرمی زیادہ ہو تو ٹھنڈی سبزیوں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان سبزیوں میں بہتر کاہو ہے، کیونکہ یہ نیند بھی لاتا ہے اور ان مریضوں کو نیند کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ان کے قویٰ چونکہ کمزور ہوتے ہیں اس لئے تھوڑی تھوڑی غذا کئی مرتبہ میں دی جائے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ ان لوگوں کے لئے حمام کرنا محل نظر ہے کیونکہ ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ ایسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی جو گرمی پیدا کرے اور نہ مادہ کی تحلیل و استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے اسی وجہ سے حمام میں فضلات حارہ کے استفراغ کے لئے جو تدبیر عرضی کی جاتی ہے وہ ان لوگوں کے لئے نہیں کی جاتی کیونکہ یہ تدبیر سوء مزاج مادی میں کی جاتی ہے چنانچہ بات واضح ہو گئی کہ انھیں حمام کی ہوا گرم کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی اگرچہ اس سے ترطیب ہوتی ہے کیونکہ یہ ان کے جسم کو تحلیل کر دے گا۔ حمام کا ٹھنڈا حصہ اگر وہ برداشت کریں تو ہمارے خیال میں ان کے لئے بہت مفید ہے۔ جالینوس نے تصریح کی ہے کہ انھیں حمام میں داخل کرنے کی ضرورت محض اس لئے ہے کہ ان کے جسم کو ٹھنڈے پانی کے استعمال کے لئے تیار کرنا ہے۔ جسے آخر میں وہ استعمال کریں گے۔

حمام استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو بستر کے ساتھ اٹھا کر لے جائیں جب حمام کے پہلے کمرے میں داخل ہوں تو وہاں چھوٹے بستر پر مریض کو بٹھا دیا جائے اگر پہلے کمرے کی گرمی معتدل ہو تو مریض کے تمام کپڑے اتار دئے جائیں۔ ننگا کرنے کے بعد چار اشخاص بستر کے چاروں گوشوں کو پکڑ کر دوسرے کمرے میں لائیں۔ حمام کے کمروں کا اعتدال یہ ہے کہ بیچ کے کمرے کی مناسبت سے پہلا کمرہ معتدل ہو اور تیسرے کمرے کی مناسبت سے بیچ کا کمرہ معتدل ہو۔ دوسرے کمرے میں اس کے جسم پر نیم گرم تیل ڈالا جائے۔ اس کے بعد تیسرے کمرے میں لے جائیں اور آبزن کے قریب کر دیں۔ جالینوس نے کہا ہے کہ حمام کے ہر کمرے میں اتنی دیر ٹھہرے جتنا وقت کمرے میں آہستگی سے گذرنے میں صرف ہوتا ہے۔ اور ایسے حمام میں داخل کیا جائے جس کی رطوبت معتدل ہو اور وہاں اس پر پانی ڈالا جائے۔ گرم پانی کے آبزن میں مریض کو کچھ دیر بٹھایا

Marfat.com

جائے پھر اس بستر کو کو ڈھیلا کر دیا جائے جس پر بیٹھا ہوا ہے تاکہ پورا جسم پانی میں ڈوب جائے۔ پھر ٹھنڈے پانی میں اپنے پورے جسم کو ڈبوئے۔" تدبیر بذریعہ حمام کے ذریعہ جالینوس نے یہی باتیں کہی ہیں

رازی کا خیال ہے کہ حمام میں انھیں نیم گرم پانی کی ضرورت ہے چونکہ ان کا جسم برہنہ ہوتا ہے اور آبزن میں ٹھہرنے اور اس سے نکلنے کے بعد انھیں لرزہ نہیں آنا چاہیئے اس لئے درست طریقہ یہ ہے کہ حمام کے معتدل کمرہ (جو سرد یا گرم نہ ہو) میں آبزن کرایا جائے اور پانی بھی معتدل ہو

میرا بھی خیال ہے کہ ان کے لئے حمام کے استعمال کرنے میں اتنا ہی فائدہ ہے جس قدر زفت رطب ویابس کے لطوخ میں ہے کیونکہ ان کی قوت جاذبہ کمزور ہوتی ہے پھر جب جسم پر گرم پانی پہونچتا ہے تو اس میں جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس حد تک گرم پانی استعمال کیا جائے کہ ان کے مسامات کھل جائیں اور ان کے جسم و تمام اعضاء میں ابھار پیدا ہو جائے پھر فوراً آبزن سے نکل جائیں ورنہ ان کا جسم تحلیل ہو جائے گا جس طرح زفت کے لطوخ سے تحلیل ہوتا ہے۔ چونکہ اس عمل میں وقت تنگ ہوتا ہے اس لئے پوری توجہ کی جائے۔ اس فائدہ کی طرف جالینوس نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں اس نے معدہ کے سوء مزاج حار یابس کے معالجہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو مروان بن زہر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حمام میں داخل کئے بغیر صرف آبزن معتدل کرانے پر اکتفاء کرتا ہے۔

حمام سے نکلنے کے بعد انھیں دودھ پلایا جائے جب یہ بالکل ہضم ہو جائے تو دوسری بار حمام میں داخل کر دیا جائے پھر حمام سے نکلنے کے بعد انھیں ماء الشعیر پلایا جائے جب یہ پوری طرح ہضم ہو جائے تو خمیری روٹی کا مغزان ترکاریوں کے ساتھ دیا جائے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے بیرونی اشیاء میں ایک حمام کا استعمال اور دوسری چیز ہوا کا استعمال ہے۔ ہوا اگر گرم ہو تو اس طرح ٹھنڈا کیا جائے کہ رہائشی کمرہ کے فرش پر ٹھنڈی چیزیں بچھائی جائیں مثلاً گل سرخ، بید سادہ، آس، گل نیلوفر، انگور کی شاخیں اور پتے۔ اور بجانب شمال دیوار کے اوپر سے نیچے تک پانی کا چھڑکاؤ کیا جائے۔ کمرہ میں ایسے روشن دان بنائے جائیں کہ ہوا اندر آسکے اور دھوپ نہ آئے۔ اگر ہوا ٹھنڈی ہو تو اس کی ضرورت نہیں ہوتی خصوصاً جب یہ بخار اس طرح پیدا ہو کہ پہلے معدہ، جگر اور پھیپھڑے سینہ، امعاء صائم، رحم اور گردے میں سے کسی ایک میں سوء مزاج پیدا ہو پھر اس کے توسط سے قلب میں سوء مزاج پیدا ہو جائے۔ کبھی قلب میں شروع ہی سے سوء مزاج پیدا ہو جاتا ہے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ وہ کون سا عضو ہے جس سے بخار پیدا ہوا ہے۔ پھر اس کی

Marfat.com

ایسی تبرید و ترطیب کی جائے کہ کوئی خلل واقع نہ ہو، خصوصا جب اس عضو کے اعلیٰ منافع ہوں جس کا طریقہ یہ ہے کہ عضو پر صندل، گلاب اور ٹھنڈے بقول کا لیپ یا وہ تیر دطی لگائی جائے جو جالینوس کے نسخہ کے مطابق ہے۔ تبرید کے لئے ایسی دواؤں کا انتخاب کیا جائے جو خوشبودار اور اعضائے رئیسہ میں قبض پیدا کریں۔ یہ تدبیر اس وقت کی جائے جب بخار آخری درجہ میں ہو۔ لیکن اگر پہلے درجہ میں ہو تو ہلکی تدبیر سے فائدہ ہو جاتا ہے۔

حمیات کے معالجہ کا بیان ہو چکا، سوائے ان اعراض کے جو حمیات کے معالجہ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اب اعراض کا طریقہ علاج بیان کرنا ہے۔ جب یہ اعراض انحلال قوت یعنی غشی کا سبب بن جائیں تو یہ قلب کی حرارت عزیزی کا سوء مزاج بارد یا حار ہوتا ہے۔ سوء مزاج حار کبھی بیرونی اشیآ سے ہوتا ہے مثلاً ہوا گرم جیسا کہ اس شخص کو عارض ہوتا ہے جو دیر تک حمام میں ٹھہرتا ہے یا پھر اندرونی اشیاء سے ہوتا ہے مثلاً فم معدہ جیسے اعضاء رئیسہ کا سوء مزاج یا پورے جسم کا سوء مزاج جیسا کہ حمیات محرقہ میں عارض ہوتا ہے۔ سوء مزاج بارد، بیرونی اشیاء کے ملنے اور اعضاء رئیسہ کے سوء مزاج سے عارض ہوتا ہے جیسے فم معدہ کی برودت اور اختناق الرحم۔ یا پورے بدن کے سوء مزاج سے جیسے اخلاط خام سے پیدا ہونے والے بخاروں میں عارض ہوتا ہے۔ شدید استفراغ سے بھی سوء مزاج بارد عارض ہوتا ہے کیونکہ جب حرارت عزیزی کی مقدار کم ہو جاتی ہے تو بدن میں برودت آجاتی ہے اور قلب کے افعال بھی اسی لحاظ سے بارد ہو جاتے ہیں اور اگر برودت کا غلبہ ہو تو غشی طاری ہو جائے گی۔ کیونکہ حرارت عزیزی کی مقدار کا کم ہونا بذات خود غشی کا سبب ہے جیسا کہ علم طبیعی میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر کون و فساد کا سبب حرارت، برودت، یبوست اور رطوبت کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ استفراغات مفرطہ کی قسمیں یہ ہیں: اسہال، قے، ناک، مقعد یا کسی دوسرے عضو سے خون جاری ہونا اور عورتوں میں کثرت خون حیض۔ بڑے اورام میں نشتر دینے یا ان کے پھٹنے سے ہونے والے استفراغ سے بھی غشی عارض ہوتی ہے۔ نیز بیداری غشی لاتی ہے کیونکہ حرارت غریزی تحلیل ہوتی ہے اور اس کا استفراغ ہوتا ہے۔ عوارض نفسانیہ مثلاً بہت خوشی یا انتہائی غم سے غشی عارض ہوتی ہے کیونکہ نفس کے زیادہ حرکت کرنے اور سوء مزاج سے حرارت غریزی ماند پڑ جاتی ہے درد شدید سے بھی غشی ہو جاتی ہے، اس کا سبب وہ مزاج ہے جو درد کا فاعل ہے اور بقول جالینوس اس کا سبب درد کی حالت میں قوت دافعہ کا زیادہ حرکت کرنا ہے۔

غشی لانے والے تمام اعراض یہی ہیں۔ جب بخاروں میں یہ اعراض پیدا ہو جائیں تو ان کے

Marfat.com

دور کرنے کی طرف توجہ کی جانی چاہیئے، اگرچہ یہ تدبیر بخار کے معالجہ کے متضاد ہو۔ اب غشی کو روکنے کی تدابیر بیان کی جائیں گی۔ پہلے اس غشی کو بیان کرنا ہے جو متعفن اخلاط کے سبب سے عارض ہوتی ہے۔

بخار کے مریضوں میں غشی کو روکنے کے لئے وہ غذائی تدبیر ہے جو ان مریضوں کے لئے پہلے بیان کی جاچکی ہے ترک تدبیر یا دوسرے عوارض کے سبب سے اگر غشی ہو جائے تو فوراً مریض کو شراب میں بھگوئی ہوئی روٹی دی جائے۔ اگرچہ شریعت نے شراب کو حرام قرار دیا ہے لیکن ان مریضوں کی ویسی اضطراری حالت ہے جیسے کوئی شخص اضطراری حالت میں مردار استعمال کرے۔ اس حالت میں گلابی بہترین شراب وہ ہے جو تلخ اور کسیلی نہ ہو نئی شراب کسیلی ہوتی ہے پرانی ہونے پر کسیلی اور تلخ نہیں ہوتی۔ ہماری مراد وہ شراب نہیں ہے جسے ہمارے شہر کے لوگ استعمال کرتے رہتے ہیں کیونکہ اسمیں زفت ملائی جاتی ہے۔ یہ شراب دوائی ہے غذائی نہیں۔ اس میں بوست دحرارت ہوتی ہے جس کے سبب یہ اعضائے رئیسہ کے لئے مضر ہے۔ اگر صرف دواء لمسک شراب کے ساتھ استعمال کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ابتداء غشی میں مریض کے چہرے پر گلاب یا ٹھنڈا پانی چھڑکا جائے اور ناک دبائی جائے۔ مختصر یہ کہ وہ تمام تدابیر کی جائیں جن سے روح متحرک ہو کر برانگیختہ ہو جائے۔ اس مریض کے جگر یا معدے یا کسی بھی عضو رئیس میں ورم ہو تو اس کی صحت کی امید نہیں ہے کیونکہ ایسے مریضوں کا تغذیہ جس قدر قوت پیدا کرے گا اس سے زیادہ ورم بڑھادے گا۔ غشی کی حالت میں پنڈلیوں اور ہاتھوں کی مالش عمدہ عمل ہے۔

اخلاط کی تیزی اور خرابی کے سبب سے جن لوگوں کو غشی ہو، یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق بقراط نے کہا ہے کہ ابتدار مرض میں ان کے چہرے ایسے ہو جاتے ہیں کہ ان کی ناک پتلی، آنکھیں گہرائی میں اور کنپٹیاں دھنسی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی بیماری مندرجہ بالا بیماریوں سے مختلف ہے اس لئے غشی سے محفوظ رکھنے کے لئے انھیں بھوکا نہ رکھا جائے۔ جیسا کہ اطباء کا دستور ہے کہ غذا دینے کے لئے انتہاء مرض کا انتظار کیا جاتا ہے یا تین دنوں تک بھوکا رکھا جاتا ہے جیسا کہ جالینوس کے زمانے کے اطباء کا دستور تھا۔ اس لئے بہترین غذا روٹی کے ٹکڑے یا آش جو انار دانہ کے ساتھ ہے انار دانہ کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے سبب سے غذا کا استحالہ خراب نہیں ہوتا۔ نیز زردی بیضہ مرغ کے خصیے اور چوزہ مرغ ان کی اچھی غذا ہے۔

ترک غذا کی وجہ سے اگر غشی عارض ہو تب بھی روٹی کے ساتھ شراب پلائی جائے۔ شراب ہلکی ہوتی

Marfat.com

چاہیئے جس کے متعلق بقراط کہتا ہے کہ وہ سفید اور خوشبودار ہو پھر اس میں ٹھنڈا پانی ملا کر استعمال کیا جائے لیکن اگر اخلاط خام کے سبب سے یہ مرض ہو اور پانی ملانا چاہیں تو ٹھنڈا پانی نہ ملایا جائے کیونکہ ٹھنڈا پانی ان مریضوں کے لئے بہت مضر ہے دوالمسک کے ساتھ شربت سیب اور غشی میں مفید ہونے والی تمام چیزوں کے فائدے شراب کے برابر نہیں ہیں کیونکہ ان تمام چیزوں کے استحالہ کے لئے طبیعت کو زیادہ قوت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن شراب کا استحالہ ان چیزوں سے جلد ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا ہے کہ معدہ میں اس کا ہضم نہیں ہوتا بلکہ صرف جگر میں ہوتا ہے۔ اس لئے حتی الامکان ان لوگوں کو ایسی غذا دی جائے جس کے استحالہ کی ضرورت نہ ہو کیونکہ ان کے قوی کمزور ہوتے ہیں اور جلد ان کی حالت کو سدھارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جس ہوا میں مریض کی رہائش ہو وہ بارد و قابض ہونی چاہیئے اور قابض روغنوں کی مالش بھی کی جائے مختصر یہ کہ ایسے مریضوں کے لئے تمام تدابیر ایسی ہوں جو تحلل کو روکیں مثلاً ان کے معدہ اور جگر پر ایسی دواؤں کا لیپ کیا جائے جو قابض و خوشبودار ہوں۔ اگر حرارت شدید ہو تو ان دواؤں میں برودت بھی ہونی چاہیئے۔ ایسے مریضوں کے کسی عضو رئیس میں اگر ورم ہو تو ان کی صحت کی امید نہیں ہے۔

فم معدہ میں پائے جانے والے خلط صفراوی کے سبب سے غشی ہو تو گرم پانی پلا کر اور حلق میں پر ڈال کر قے کرائی جائے۔ اگر قے نہ ہو سکے تو ملین دوا دی جائے۔ جالینوس کا خیال ہے کہ اس حالت میں نیم گرم پانی پلایا جائے اگر اس سے قے نہ بھی ہو تو تلیین ہو جائے گی۔ لیکن اگر قے آور دواؤں سے قوت میں اتنا خلل ہو جائے جو اس خلط کے ضرر سے بھی بڑھ جائے تو غشی زیادہ ہو جائے گی۔ اس لئے اس حالت میں بہتر یہ ہے کہ مقوی معدہ دوائیں مثلاً مصطگی اور سنبل الطیب ہمراہ آب بہی یا آب برگ انگور دی جائے اس سے قوت دافعہ قوی ہو جائے گی اور خلط کو دفع کر دے گی۔ قے کرنا بطور عرض ہے جو اس موقع پر اچھی چیز ہے۔ اگر خلط بارد کے سبب سے غشی ہو تو معجون فلافلی کھلائے جائے پھر اس خلط کو اسی طریقہ پر خارج کیا جائے جس کا تذکرہ ہر عضو کے سوء مزاج کے معالجہ میں ہو چکا ہے۔

درد کو رفع کرنے کے لئے اگر ہو سکے تو اس کے سبب فاعل کو رفع کیا جائے لیکن ایسا معالجہ مرض کے متضاد نہیں بلکہ موافق ہوگا۔ یہ معالجہ ہر عضو کے سوء مزاج کے ضمن میں آتا ہے کیونکہ درد سوء مزاج بارد یا حار کے سبب سے ہوتا ہے ان دونوں حالتوں میں مادی یا غیر مادی ہوگا کبھی سوء مزاج یابس غیر مادی کے سبب بھی درد ہوتا ہے جیسا کہ وہ درد جو تشنج یابس کی حالت میں ہوتا ہے۔

جب درد لاحق ہو اور وقت کم ہو تو اس کے معالجہ میں کبھی ایسی دوا دی جاتی ہے جو سبب کو بڑھا

Marfat.com

دیتی ہے یعنی جو دوا درد والے عضو کی حس کو سُن کردے۔ مخدرات کا استعمال بالعرض ہی مفید ہوتا ہے جب ایسی دوا کے استعمال سے اس عضو کی حس کم ہو جاتی ہے جس میں خلط کے سبب سے سوء مزاج ہوا ہے یا اس کی قوت دافعہ کی حرکت کم ہو جاتی ہے تو اس سے انحلال روح نہیں ہوتا لیکن جب عضو کی حس زیادہ ہوتی ہے تو انحلال روح ضرور ہوتا ہے۔ جب اس قسم کا معالجہ ان دردوں میں کیا جاتا ہے جو برودت کے سبب سے ہوں تو اس کا انجام عضو کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لیکن جب حرارت کے سبب سے ہوں تو عضو کے لئے زیادہ مضر نہیں ہوتا۔ لہٰذا سبب بارد میں دوا مخدّر استعمال نہ کی جائے۔ البتہ اگر درد کے سبب سے مریض کی حالت ابتر ہو جائے تو استعمال کی جاسکتی ہے۔

اس عمل کے لئے معروف دواؤں میں معجون فلونیا ہے کیونکہ اس کے اجزاء میں افیون بھی ہے مختصر یہ کہ انتہائی ضرورت کے وقت مخدر دوائیں استعمال کی جاتی ہیں مثلاً آنکھ، داڑھ، کان اور آنت کے شدید دردوں میں۔ جالینوس ایسی دوا اسی وقت استعمال کرتا ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے استعمال سے مریض کو اخیر میں ضرر نہیں پہونچے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ضرر کی تلافی کر دی جائے ان حالات میں تنہا افیون استعمال نہ کی جائے بلکہ جندبیدستر سے اس کی اصلاح کر لی جائے جیسا کہ یہ معجون فلونیا کے اجزاء میں مصلح ہے۔ بہترین فلونیا وہ ہے جو زیادہ پرانی نہ ہو کیونکہ اس میں افیون کی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور بالکل تازہ تیار کی ہوئی بھی نہ ہو کیونکہ اس میں افیون کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

دردوں کے لئے تریاق فاروق سے شفاء اس طرح ہے کہ یہ سبب درد کو زائل کر دیتا ہے جس طرح وہ دوائیں شافی ہوتی ہیں جو درد پیدا کرنے والے سوء مزاج کو رفع کرتی ہیں۔ اسی لئے اس سلسلہ میں فلونیا سے تریاق فاروق کا عمل زیادہ اعلیٰ ہے۔ جب درد کا ازالہ بذریعہ دفع خلط فاعل مقصود ہو تو اس طرح کیا جائے کہ اس کے خلط فاعل کو رفع کیا جائے جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص کی آنت میں درد تھا اس کا خیال تھا کہ اس کا سبب خلط بارد ہے کیونکہ اعلیٰ درجہ کی برودت کے علامات اس میں موجود ہیں۔ لیکن جب مریض کو گرم دوائیں دی گئیں یا ان دواؤں سے حقنہ کیا گیا تو مریض کمزور ہو گیا۔ اس سے اس نے یہ معلوم کیا کہ درد کا سبب خلط عفزادی ہے جو آنت کے طبقات میں جذب ہے چنانچہ اس نے مریض کو ایسی غذا دی جو سریع الاستحالہ نہیں تھی اور صبر سے تیار کی ہوئی مرکب دوا کھلائی جس سے مریض صحت یاب ہو گیا۔ اگر خلط بارد ہو تو اس

Marfat.com

خلط کے استفراغ سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ جیساکہ جالینوس نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس کی آنت میں درد تھا۔ جب حقنہ کیا گیا تو خلط خام خارج ہوا اور اس کی صحت ہو گئی۔ کبھی خلط بارد سے اٹھنے والی ریاح نافخہ کے سبب سے بھی درد ہوتا ہے، اس حالت میں دفع ریاح کے لئے گرم دوائیں استعمال نہ کی جائیں کیونکہ ایسی دوائیں اگرچہ ریاح کو دفع کر دیں گی لیکن اس خلط سے بخارات پیدا ہو جائیں گے چنانچہ ایسے دردوں میں شفا ان دواؤں سے ہوتی ہے جن میں حرارت کم ہو اور منضج ہوں۔ اس حالت میں تریاق فاروق مفید دوا ہے۔ سبب فاعل کے رفع کے ذریعہ درد کو دور کرنے کا طریقہ بیان کر کے ہم اپنے موضوع سے باہر آگئے۔ اس کو شفاء الاعراض کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

اب موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہنا ہے کہ درد میں باعتبار شدت کبھی ایسی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں جو دردوں میں سکون پیدا کرتی ہیں جن کا تذکرہ کتاب الادویہ میں ہو چکا ہے مثلاً بط اور مرغی کی چربی، گرم پانی اور روغن زیتون کا نطول، آبزن کرنا اور اسی طرح کی چیزیں۔ جب طبیب مادہ کے استفراغ میں تاخیر کرے تو بخارات کے سبب سے ہونے والے درد میں بطور مقابلہ خصوصاً مجمر ناریہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے بخارات دفع ہو جاتے ہیں۔ لیکن مجمر کے ذریعہ علاج سے درد اکثر لوٹ آتا ہے، کیونکہ طبیب نے مادہ کا استفراغ نہیں کیا ہے یا مریض کی تدبیر میں کچھ غلطی واقع ہو گئی ہے۔ یہ بخارات اس وقت تک باقی رہیں گے جب تک ان اخلاط کا استیصال نہ کیا جائے جن سے بخارات پیدا ہو رہے ہیں۔

معالجہ میں استفراغات کے چند طریقے ہیں، ۱۔ مخالف سمت کی طرف امالہ مادہ ۲۔ جس عضو سے مادہ کا استفراغ کیا جا رہا ہے اس کی تقویت تاکہ اس کی طرف مادہ کا انصباب نہ ہو۔ ۳۔ عضو کے راستوں کا تنگ کرنا ۴۔ اگر قوت دافعہ زیادہ ہو گئی ہے تو اس کو کم کرنا جیساکہ ہیضۂ عظیم کی حالت ہوتی ہے۔ اس میں قے کے علاج کے لئے دونوں پنڈلیوں اور بازوؤں کو باندھ دیا جاتا ہے اور اندرونی و بیرونی طور پر قابض چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مرض میں اسہال کو روکنے کے لئے دونوں بازوؤں کو باندھ دیا جاتا ہے مختصر یہ کہ بیرون جسم کی طرف مادہ کو جذب کیا جاتا ہے۔ اسی لئے جب استفراغات زیادہ ہونے لگتے ہیں تو ہیضہ کے مریض کو حمام میں داخل کرتے ہیں۔ اگرچہ بیرون جسم کی طرف مادہ کے جذب کے ساتھ حمام میں استفراغ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لئے احتیاط کرتے ہوئے حمام کا استعمال کیا جائے اور قابض دوائیں دی جائیں جن کا تذکرہ اس سوء مزاج مادی کے معالجہ کے ضمن میں ہوگا جس میں مادہ ایک عضو سے دوسرے عضو پر گرتا ہے۔

Marfat.com

ناک سے خون جاری ہونے میں طریقہ علاج یہ ہے کہ اگر دائیں نتھنے سے خون آ رہا ہے تو جگر پر سنگھی لگائی جائے اگر بائیں نتھنے سے آ رہا ہے تو طحال پر سنگھی لگائی جائے اسی طرح زخم کے نزف الدم میں دونوں چھاتیوں کے درمیان سنگھی لگائی جائے ۔ ان تدابیر کے ساتھ ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو رگوں کے منہ کو جوڑ دیں ۔

بیداری کا علاج ان دواؤں اور غذاؤں سے کیا جاتا ہے جو نیند لانے والی ہیں اور خواب آور روغن استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً روغن نیلوفر، روغن بنفشہ، اور روغن کدو اور ایسی خوشبودار چیزوں کا سونگھنا جو نیند لائیں، اگر بخار نہ ہو تو شراب میں پانی ملا کر پینا ۔

حمیات کے معالجہ کے وقت جن اعراض سے مقابلہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے وہ بیان کر دیا گیا۔ لیکن ان اعراض کے اسباب کا استیصال کر کے ان کی شفا کا بیان شفاء الامراض کے ضمن میں آئے گا جسم کے سوء مزاج عام کا تذکرہ ہو چکا ہے ۔ اب ہر عضو کے سوء مزاج کے معالجہ کا اصول کلیہ بیان کیا جائے گا ۔ ورم کا علاج اس کے بعد بیان کیا جائے گا ۔

ہر عضو کے سوء مزاج کے معالجہ کے اصول بعینہ وہی ہیں جو پورے بدن کے سوء مزاج کے معالجہ کے ہیں ۔ اگر سوء مزاج غیر مادی ہو تو اس کا علاج بالضد کیا جائے اگر مادی ہو تو استفراغ اور بالضد دونوں طریقوں سے کیا جائے گا ۔ استفراغ اور استعمال ضد کی مقدار متعین کرنے کے لئے جو شرائط پہلے بیان کئے جا چکے ہیں یہی شرائط یہاں بھی ہیں یعنی عمر، مزاج، عادت اور موسم کا لحاظ مخصوص شرائط یہ ہیں کہ عضو کے مزاج، پیدائشی ساخت، وضع، مشارکت، حس اور منفعت کا بھی لحاظ کیا جائے ان تمام چیزوں کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے ۔ جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں اس کے مطالعہ کے وقت یہ تفصیلات ذہن میں محفوظ رہیں ۔

معدہ کے سوء مزاج یابس غیر مادی کا طریقہ علاج بعینہٖ وہی ہے جو پورے بدن کے سوء مزاج یابس یعنی تپ دق کا طریقہ علاج ہے ۔ فرق یہ ہے کہ یہ صرف معدہ کا سوء مزاج یابس ہے ۔ جب معدہ میں ایسا سوء مزاج پیدا ہو جائے تو مریض کو حمام کرایا جائے حمام کے لئے معتدل آبزن میں داخل کیا جائے ۔ حمام سے باہر آنے کے بعد گدھی یا بکری کا دودھ تھوڑی شکر ملا کر پلایا جائے ۔ جب دودھ ہضم ہو جائے جو ڈکار اور شکم کی مقدار نفخ سے معلوم ہو جاتا ہے تو دوسری بار آبزن میں داخل کیا جائے ۔ دوپہر کے بعد کے اوقات میں دونوں حمام کے درمیان کا وقفہ چار پانچ گھنٹوں سے کم نہیں ہو، ہر بار حمام سے باہر ہونے کے بعد جسم پر روغن بنفشہ لگایا جائے ۔ قدماء اس روغن کو روغن زیتون سے ترجیح دیتے ہیں کیونکہ یہ روغن

Marfat.com

مرطب ہے اور زیادہ تحلیل ہونے سے روکتا ہے۔ دوسری بار جب حمام سے باہر آئے اور اسے دودھ کی خواہش ہو تو پلایا جائے ورنہ ماء الشعیر پلایا جائے۔ جب یہ ہضم ہو جائے تو عمدہ آٹے کی خمیری روٹی دی جائے جو تنور میں خوب اچھی طرح پکائی ہوئی ہو کیونکہ روٹی پکانے کا یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے اس لئے کہ تنور کے بھلا گرم سے اعتدال کے ساتھ روٹی پک جاتی ہے۔ اس لئے روٹی کا مغز دودھ اور بادام کے ساتھ پکائے ہوئے جوان مرغیوں کے چوزے یا فربہ مرغ کے خصیے کے ساتھ دیا جائے، مچھلیوں کے قیمے اور ایسے پہاڑی پرندوں کے گوشت کے ساتھ جو گرم و خشک نہ ہوں کھلایا جائے۔ ان میں بہتر تیہو، تیتر، لوا اور چکور کا گوشت ہے کیونکہ ان لوگوں کے لئے مناسب غذا وہ ہے جو بہت سریع الہضم اور کثیر التغذیہ ہو لیکن یہ دونوں صفات متضاد ہیں کیونکہ کثیر التغذیہ غذاؤں کے جوہر میں غلظت ہوتی ہے۔ مریض ایسی غذاؤں کو ہضم نہیں کر سکتا۔ غذا کے ہضم کے بعد سفید اور خوشبودار نبیذ استعمال کرائی جائے۔ شروع میں جب پیاس معلوم ہو تو شراب میں پانی ملا کر پئے، یہ پانی سے زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ پانی پینے سے غذا فم معدہ میں تیرنے لگتی ہے جس سے قراقر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن نبیذ شرابی سے یہ بات نہیں ہوتی۔ شرابی سے مراد وہ نبیذ ہے جس کی قوت اور افعال شراب جیسے ہوں۔ اس موقع پر جو شراب مناسب ہوتی ہے یہ وہی ہے جس کو بقراط "شراب ابیض" کہتا ہے۔ اور جس میں تھوڑا پانی ملانے کی ضرورت ہوتی ہے نبیذ اتنی مقدار میں استعمال کی جائے کہ غذا فم معدہ پر تیرنے لگے اور قراقر اس سے فم معدہ میں نفخ اور گرانی پیدا ہو۔ اگر پہلے دن کے استعمال سے اس قسم کی کچھ شکایات عارض ہوں تو دوسرے دن اس کی مقدار کم کر دی جائے۔ اسی طرح غذا کی مقدار بھی کم کر دی جائے تاکہ معدہ میں گرانی اور تمدد پیدا نہ ہو۔ پھر جب ان کے حالات کچھ بہتر ہو جائیں تو کھانے پینے اور دوسری چیزوں میں تدریجاً ان کی عادتوں میں تبدیلی کی جائے۔

اگر معدہ میں یبوست کے ساتھ حرارت ہو تو ایسی چیزیں استعمال کی جائیں جو مرطب ہونے کے ساتھ مبرد بھی ہوں مثلاً ماء الشعیر، شربت نیلوفر اور جلاب۔ اگر نبیذ پیتا ہو تو اس میں ٹھنڈا پانی زیادہ مقدار میں ملایا جائے۔ مختصر یہ کہ ان مریضوں کے لئے ٹھنڈا پانی پینے کی اجازت ہے کیونکہ ان کے لئے بہت مفید ہے لیکن اگر یبوست مستحکم ہو چکی ہے تو احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جائے تاکہ فم معدہ میں ضرر لاحق نہ ہو اور معدہ پر روغن سفرجل، روغن زیتون خام روغن بادام کی مالش کی جائے کیونکہ اس لحاظ سے کہ سوء مزاج حار یابس ہے۔ تبرید و ترطیب کا اقتضاء کرتا ہے اور اس لحاظ سے کہ یہ معدہ کا سوء مزاج ہے ایسی چیزوں کا اقتضاء کرتا ہے جن میں قبض و حرارت ہو اسی لئے ان روغنوں میں تھوڑی مصطگی ملا دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

Marfat.com

اگر معدہ میں یبوست کے ساتھ برودت ہو تو دودھ میں عمدہ شہد ڈال کر پیا جائے یہ وہ شہد یا قوتی ہے جس میں اس چیز کی بو نہ ہو جس سے شہد کی مکھی چوس کر لاتی ہے، اس کی بو حاشا کے مانند ہو، یہ نہیں کہ حاشا کے پھول چوس کر لائے۔ اگر برودت زیادہ ہو تو ماء الشعیر سے پرہیز کیا جائے۔ مصطگی کو روغن ناردین میں پیس لیا جائے اور اس میں خوشبودار روغن بھی ملایا جائے۔ پھر اس میں صوف کو تر کر کے مریض کے فم معدہ پر رکھا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ اس میں روغن بادام ملایا جائے۔ کیونکہ یہ سوء مزاج، ترطیب کا اقتضا کرتا ہے اور اس لحاظ سے کہ یہ سوء مزاج معدہ میں ہے۔ قبض کا اقتضا کرتا ہے جبکہ قابض اور تلخ چیزیں مقوی معدہ بھی ہیں۔ اس سوء مزاج میں روغن سرد بھی مفید ہے جبکہ اس میں روغن بادام یا روغن کنجد ملا دیا جائے بلکہ روغن بادام زیادہ اچھا ہے۔ مطبوخ روغن زیتون بھی بہت مفید ہے لیکن تھوڑی میں استعمال کیا جائے یعنی تھوڑی دیر تقریبا نصف گھنٹہ عضو پر رکھا جائے۔

رطوبت یبوست کو جس قدر جلد قبول کر لیتی ہے، اس کے برعکس یبوست رطوبت کو بمشکل قبول کرتی ہے۔ بالکل اسی طرح حرارت برودت کو جس قدر جلد قبول کرتی ہے، برودت حرارت کو قبول نہیں کر پاتی۔ اسی لئے اگر معدہ میں سوء مزاج بارد یابس ہوتا ہے تو اس کا علاج زیادہ مشکل ہے کیونکہ یہ مرض شیخوخت ہے جسم انسانی کو شیخوخت سے محفوظ کرنا مشکل ہے

معدہ میں اگر سوء مزاج حار ہو تو صرف بارد چیزوں سے علاج کرنا چاہیئے لیکن اس عضو کی تبرید زیادہ نہ کی جائے کیونکہ فم معدہ کے مزاج پر برودت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور تمام موجودات کو اسی چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس عضو کے امراض اکثر برودت کے سبب سے ہوتے ہیں۔ مجربین کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عضو میں سوء مزاج حار لاحق ہوا ہے تو وہ اس کے معالجہ میں غلطی کرتے ہیں مثلاً جالینوس نے ایک مریض کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس کے معدہ میں سوء مزاج حار تھا اطباء نے اسے ٹھنڈا پانی پینے کی اجازت نہیں دی لیکن مریض نے اس مشورہ کے برخلاف ٹھنڈا پانی استعمال کیا جس سے اس کی حالت بہتر ہو گئی اور اس سے فائدہ ہوا۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر اس عضو کی تدبیر میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اس میں سوء مزاج حار لاحق ہو۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس عضو کا فعل پورے جسم پر مشترک ہے اور یہ رئیس مشارک ہے اور جو اعضاء اس قسم کے ہوتے ہیں ان کی تدبیر میں احتیاط ضروری ہے تاکہ ان کے قویٰ میں خلل واقع نہ ہو۔ اسی لئے اطباء نے کہا ہے کہ کوئی روغن اگرچہ بارد بالقوہ ہو اس کو گرم کر کے معدہ پر لگایا جائے۔ استفراغ مادہ کے وقت بھی ضروری احتیاط یہ ہے کہ

Marfat.com

دوا محلل کے ساتھ دوا قابض ہمیشہ پلائی جائے ورنہ اس عضو کے قویٰ میں خلل واقع ہوگا جس طرح استفراغ میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے اسی طرح تسخین و تبرید میں بھی ضروری ہے جالینوس کے اس قول کا کوئی مفہوم نہیں ہے کہ سوء مزاج کے ازالہ پر عضو کے فعل سے اسی طرح دلیل قایم کی جاتی ہے جس طرح فضلات کے استفراغ پر اس سے دلیل قایم کی جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح عضو کے فضلات کے استفراغ کے وقت یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ قوت میں خلل نہ ہو اور اس میں سوء مزاج پیدا نہ ہو اسی طرح عضو پر استعمال ضد سے خصوصاً تبرید سے اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ اس طریقہ علاج سے اعضاء قوت غاذیہ میں اکثر خرابی واقع ہو جاتی ہے

اعضاء رئیسہ کے معالجہ میں یہ قانون اس سبب سے ہے کہ ان اعضاء سے قلب کی مشارکت ہے جالینوس کا بطور مزاح یہ کہنا کہ ارکیغانس کا یہ نظریہ ہے کہ قوت مدبرہ قلب میں ہے پھر بھی وہ اس قوت کے تعطل پر دماغ کا علاج کرتا ہے" درست نہیں ہے جبکہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ دماغ کے سوء مزاج کے معالجہ میں ایک استدلال اس کا شرف ہے اور یہ شرف قلب سے حاصل ہوتا ہے اسی لئے دماغ کے کسی فعل کے معالجہ کے وقت ضروری ہے کہ قلب کی رعایت کی جائے لیکن وہ ارکیغانیس سے مزاح کرتا ہے کہ وہ قلب کا معالجہ کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ خود قلب کا معالجہ کرتا ہے لیکن اسے اس کا خیال نہیں ہے۔

اب اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہنا ہے کہ معدہ کے سوء مزاج بارد رطب میں ظاہر ہے کہ گرم اور خشک دوائیں دی جائیں گی۔ ایسی دوائیں معروف ہیں مثلاً معجون فلافلی وغیرہ یہ بھی ظاہر ہے کہ صرف سوء مزاج بارد میں دوا مسخن اور صرف سوء مزاج رطب میں دوا مجفف دی جائے گی۔ سوء مزاج غیر مادی کے معالجہ سے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اور بطور مثال معدہ کا سوء مزاج بیان کیا گیا ہے، اسی پر تمام اعضاء کے سوء مزاج کو قیاس کرنا چاہیئے۔ خصوصاً سوء مزاج کی وہ قسم جو پورے بدن میں سوء مزاج کا سبب ہو مثلاً اعضاء میں ایسا سوء مزاج حار یابس عارض ہو جو تپ دق کے پیدا ہونے کا سبب ہو جبکہ قلب میں بھی یہ سوء مزاج پیدا ہو جائے۔ سوء مزاج غیر مادی کے بعد اب ہر عضو کے سوء مزاج مادی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

سوء مزاج مادی کا علاج دو طرح سے ہوتا ہے ۱۔ مادہ کا استفراغ ۲۔ مادہ کے سبب سے عضو میں پیدا ہونے والے سوء مزاج کی اصلاح۔ ان کے علاوہ عضو کی وضع، پیدائشی حالت، مشارکت، منفعت، حس اور طبیعت مرض، سبب اور عرض بھی طریقہ علاج کے لئے دلیل بنتے ہیں

Marfat.com

جن اعضاء میں فضلات موجود ہوتے ہیں یا خود ان اعضاء میں بنتے ہیں یا پورے بدن سے یا کسی عضو سے گرتے ہیں کیونکہ قوی عضو اپنے سے کمزور عضو کی طرف فضلات کو دفع کرتے ہیں، خصوصاً جب عضو کمزور کی وضع اور وہ راستے بھی معاون ہوں جو دفع کرنے والے عضو سے ملے ہوتے ہیں۔ مثلاً سر کے ساتھ معدہ کا تعلق ہے۔ لہٰذا کسی عضو سے مادہ کے استفراغ کے وقت ان چیزوں کا بھی خیال رکھا جائے کیونکہ پورے جسم یا کسی عضو سے مادہ اس عضو پر گر رہا ہے تو جب تک سبب فاعل کو دفع نہیں کیا جائے گا اس عضو کا علاج ممکن نہیں ہے یعنی اس عضو یا پورے جسم سے مادہ کا استفراغ کیا جائے جہاں سے اس عضو پر مادہ گر رہا ہے اور ادویہ قابضہ سے اس عضو ضعیف کو قوی کیا جائے تاکہ اس کی طرف فضلات نہ گریں اور اس عضو کی مخالف سمت کی طرف مادہ کا امالہ کیا جائے۔ اگر اعضاء خادمہ سے اعضاء شریفہ کی طرف مادہ گر رہا ہے تو پہلے عضو کی طرف مادہ کا امالہ کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو اکثر زکام ہوتا رہتا ہو اور سر سے فضلات معدہ کی طرف گریں تو پہلے سر سے فضلات کو دفع کرنے کی تدبیر کی جائے گی۔

اعضاء سے استفراغ مادہ کا طریقہ ان کے خلقی حالت سے معلوم کیا جاتا ہے مثلاً معدے سے مادہ کا استفراغ قے اور اسہال کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور جگر سے استفراغ قے اسہال اور ادرار بول سے کیا جاتا ہے اور آنتوں سے بذریعہ اسہال و حقنہ کیا جاتا ہے۔ کبھی جرم عضو میں خلط جذب ہوتا ہے۔ اس حالت میں قوی الجذب دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس خلط کو جذب کریں۔ کبھی کئی امراض ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ اس وقت اگر ان امراض میں کسی مرض کے ازالہ کی شدید ضرورت ہوتی ہو تو اسی کی طرف توجہ کی جائے اور اگر کسی مرض کا پورا ازالہ اس وقت تک ممکن نہ ہو جب تک کہ دوسرے مرض کا ازالہ کیا جائے مثلاً کسی شخص کے جرم معدہ میں خلط حاد ہو اور اس کے جوف میں دوسرا خلط ہو تو استفراغ کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے جوف معدہ کے خلط کا استفراغ کیا جائے اس کے بعد جرم معدہ میں جذب شدہ مادہ کا استفراغ کیا جائے۔ اور اگر جرم معدہ میں پایا جانے والا خلط حاد ایسا ہو کہ اس سے غشی ہو جاتی ہو تو پہلے اس کی طرف توجہ کی جائے اور اگر شدید ضرورت نہ ہو تو معالجہ میں استفراغ کی ترتیب وہی ہو یعنی پہلے اس مرض کو دفع کیا جائے جو سبب کے قائم مقام ہے پھر اصل سبب کا استیصال کیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی مرض کی شفاء اس وقت تک ممکن نہ ہو جب تک دوسرے مرض کی شفاء نہ ہو تو پہلے دوسرے مرض کا استیصال کیا جائے اگرچہ وہ سبب نہ ہو مثلاً کچھ خلط جرم معدہ میں منجمد ہو اور کچھ اس کے جوف میں ہو جو دماغ سے معدہ پر گرا ہے۔ تو پہلے دماغ کا علاج کیا جائے پھر اس خلط کا استفراغ کیا جائے جو دماغ

Marfat.com

سے معدہ کی طرف گرا ہے۔ اس کے بعد اس خلط کا استفراغ کیا جائے جو جرم معدہ میں منجذب ہے۔ ایسی ادویہ جو ہر عضو سے مادہ کے لئے مخصوص ہیں اور ایسی ادویہ جو ہر عضو کی مقوی ہیں تاکہ فضلات کو قبول نہ کریں ان تمام ادویہ کا تذکرہ کتاب الادویہ میں ہو چکا ہے۔ اسی سے ہر عضو کی مخصوص ادویہ کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ مثلاً جرم معدہ میں خلط حاد منجذب ہو تو اس کو خارج کرنے کے لئے "ایارج صبر" بہترین دوا ہے۔ کیونکہ "صبر" (ایلوا) کی قوت جذب معدہ سے آگے نہیں بڑھتی اور اس خلط کو نکالنے والی دوسری دوائیں ایسی ہی ہیں جو بلاشبہ معدہ سے مادہ کا استفراغ کرتی ہیں لیکن اسے ضرر بھی پہنچاتی ہیں کیونکہ ان میں قوت اسہال زیادہ ہوتی ہے۔

جب خلط، معدہ کے جوف میں گرا ہوا ہو تو اس کو خارج کرنے کے لئے افسنتین ہمراہ شہد اور بلیلہ زرد کافی ہے۔ جب خلط بلغمی اور رقیق ہو تو اس کو خارج کرنے کے لئے ماء الشعیر اور شہد کافی ہے لیکن جب گاڑھا بلغم ہو تو سکنجبین بزوری سے اس کی تقطیع کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر خارج کرنے کے لئے ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو اس کا استفراغ کریں مثلاً غاریقون اور مسہل صموغ۔ اگر شدید ضرورت ہو تو شحم حنظل بھی استعمال کیا جائے۔ اگر معدہ میں خلط سوداوی جمع ہو تو اس کی تقطیع کے بعد مناسب دواؤں سے اس کا استفراغ کیا جائے مختصر یہ کہ ادویہ کے افعال ثوالث استعمال کئے جائیں کیونکہ یہ ہر عضو کے استعمال کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں۔ اسی لئے طریقہ کناشیہ (کتابوں کا طرز بیان) یہ ہے کہ ہر عضو کے لحاظ سے امراض بیان کئے جاتے ہیں۔ امراض میں مفید ہونے والی دواؤں کے اوصاف بطور اصول کلیہ بیان کئے جاتے ہیں۔ ہر عضو کے معالجہ کے ضمن میں ہم دونوں طریقوں کو بیان کریں گے۔ کیونکہ امراض کی شفاء اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان امراض کا استیصال کیا جائے جو ان کے لئے سبب بنتے ہیں۔ جو شخص محض طریقہ کناشیہ پر اکتفا کرتا ہے وہ قطعاً غلطی پر ہے۔ جیسا کہ ہمارے معاصرین اطباء کرتے ہیں۔ البتہ امور کلیہ پر اکتفا ممکن ہے جبکہ اس کو برتنے والا طبیب حاذق ہو اسی لئے فن میں کمال کی ایک شرط یہ ہے کہ اہل فن میں امور کلیہ سے حسب ضرورت استنباط کی قوت ہو۔ ہر عضو کے سوء مزاج مادی کے معالجہ کا طریقہ یہی ہے جبکہ ورم نہ ہو اب اس سوء مزاج مادی کا معالجہ بیان کرنا ہے جو ورم کے ساتھ ہو۔

ورم کے معالجہ کے دو طریقے ہیں ۱۔ ورم کے مادہ فاعلہ کا استفراغ ۲۔ پیدا ہونے والے سوء مزاج کا ازالہ۔ بعض اورام کے لئے ان میں سے ایک ہی طریقہ زیادہ اہم ہوتا ہے اور بعض میں دونوں طریقوں کی اہمیت برابر ہوتی ہے مثلاً ورم دموی میں استفراغ مادہ زیادہ اہم ہے اور

Marfat.com

ورم مرہ رقیقہ میں سوء مزاج کا ازالہ زیادہ اہم ہے۔ ایسے ورم میں استفراغ سے زیادہ اہم تبرید ہے. دران دونوں ورموں سے مرکب اورام میں دونوں طریقوں کی اہمیت برابر ہے۔ جب ورم بن کر بالکل تیار ہو جاتا ہے تو اس کے معالجہ کے لیے دونوں طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب ورم بن رہا ہو تو معالجہ کے لئے ان دونوں طریقوں کے ساتھ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس سبب کو دور کر دیا جائے جس سے یہ ورم بن رہا ہے۔ یعنی اس مادہ کو روک دیا جائے جو عضو پر گر رہا ہے اور گرنے کے سبب کا ازالہ بھی کیا جائے۔ مادہ کے گرنے کا سبب یہ ہے کہ پورے جسم یا کسی ایک عضو یا ایک سے زیادہ اعضاً میں امتلاء مادہ ہو اور یہی اعضاء عضو متورم کی طرف مادہ کو دفع کریں۔ کیونکہ عضو قوی عضو ضعیف کی طرف مادہ کو دفع کرتا ہے خصوصاً جب عضو کی وضع اور اس سے ملے ہوتے راستے بھی معاون ہوں۔

کبھی اس کا سبب خود عضو کا سوء مزاج یا شدید درد ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک عضو پر مادہ گرنے کا سبب ہوتا ہے سوء مزاج حار میں ظاہر ہے کہ حرارت مادہ کو جذب کرتی ہے۔ درد شدید اسی طرح سبب بنتا ہے کہ اس سے سوء مزاج حار پیدا ہوتا ہے یا فضلات کو دفع کرنے کے لئے قوت دافعہ کی حرکت زیادہ ہونے سے سوء مزاج پیدا ہوتا ہے یا دونوں اسباب ہوں جس سوء مزاج حار کے سبب سے عضو پر مادہ گرتا ہے وہ کبھی بیرونی اشیاء سے ہوتا ہے مثلاً کسی حیوان کا زہر یا چوٹ لگنا یا اس کے علاوہ دوسرے بیرونی اسباب۔ کبھی اندرونی چیزوں سے ہوتا ہے مثلاً کھنچاؤ پیدا کرنے والی ریاح یا چبھن پیدا کرنے والا خلط حار یا امتلاء مادہ جس سے عضو بوجھل ہو جائے۔ درد بھی انہی اسباب سے ہوتا ہے۔ اورام کے معالجہ کے تینوں طریقے کبھی داخل اورام کے متضاد ہوتے اور کبھی نہیں ہوتے۔ حالت تضاد کے طریقہ عمل کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے اب ان چیزوں کو بیان کرنا ہے جن سے شعار اورام کے تینوں طریقے انجام پاتے ہیں۔ پہلے سبب فاعل کے ازالہ کا بیان ہوگا۔

مادہ کے گرنے کا سبب اگر جسم میں امتلاء مادہ ہے تو اس موقع پر استفراغ ضروری ہے۔ اگر خون کی کثرت ہو تو فصد کھولی جائے۔ اگر خون کی خرابی ہو تو اسہال وقے کے ذریعہ استفراغ کیا جائے. اگر دونوں اسباب ہو تو فصد واسہال دونوں کے ذریعہ استفراغ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں استفراغاتؔ کی تمام شرائط پر بھی نظر رکھی جائے۔ استفراغ کی دونوں قسموں میں سے ایک استفراغ کا ہونا ضروری جن کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔ یعنی مادہ کی مخالف سمت کی طرف جذب کرنا۔ ساتھ ہی وہ سمت سامنے یا سیدھ میں ہو یعنی ورم سے ملے ہوتے قریب ترین راستے کی طرف ہو جیسا کہ طبیعت کا فعل ہوتا ہے کہ ورم جگر کا بحران اکثر نکسیر کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بعینہ اس مقصد سے بالائی اعضاء کے اخلاط

Marfat.com

کا استفراغ بذریعہ اسہال وحقنہ اور زیریں اعضاء کے استفراغ میں قے کرانا چاہیئے۔ اگر مادہ کے گرنے کا سبب کوئی عضو ہو تو اگر ممکن ہو تو اسی عضو کا استفراغ کیا جائے مثلاً اس عضو پر پچھنا لگا کر سنگھی لگائی جائے۔ مثلاً آنکھ کی طرف فضلات دفع ہوں اور اس کا سبب صرف دماغ ہو تو پشت پر سنگھی لگانے سے فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اس طرح عضو متورم کے استفراغ کے ساتھ مخالف سمت کی طرف مادہ جذب ہو جاتا ہے۔ لیکن عضو کا استفراغ اس وقت مضر ہے جب جسم میں امتلاء مادہ ہو کیونکہ اس میں غلطی کا اندیشہ ہے۔ استفراغ عام اس وقت ممکن نہیں ہوتا جب استفراغ میں جسم کی دلالت اس عضو کی دلالت کے متضاد ہو۔ فضلات کو دفع کرنے کے لئے اکثر اعضاء میں مخصوص راستے بھی ہوتے ہیں۔ انہی راستوں سے فضلات دفع کرنا چاہیئے۔ مثلاً دماغ کا استفراغ چھینک لانے والی دواؤں اور غرغرہ سے کیا جائے۔ جب دونوں چیزیں پائی جائیں یعنی خلط کے گرنے کا سبب کوئی عضو ہو اور جسم میں بھی امتلاء ہو تو مادہ کو روکنے کے لئے ایک مزید طریقہ یہ ہے کہ عضو متورم کی تقویت کے لئے بارد و قابض دوائیں استعمال کی جائیں لیکن استفراغ کے بعد ہی ایسا کیا جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ مادہ اعضاء خادمہ کی طرف سے اعضاء شریفہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ ورم کے پکنے کے وقت معالجہ کا طریقہ بیان کر دیا گیا۔

اگر مادہ کے گرنے کا سبب عضو متورم کی حرارت ہو تو عضو کے اس سوء مزاج کا ازالہ کیا جائے اگر حرارت کا سبب ختم ہو چکا ہے تو صرف سوء مزاج کا علاج کیا جائے۔ اور اگر ختم نہیں ہوا ہے مثلاً جب اس کا سبب کسی زہریلے جانور کا کاٹنا ہو تو پہلے جاذب اور احالہ کرنے والی دواؤں سے اس زہر کا استفراغ کیا جائے کبھی سنگھی لگا کر بھی استفراغ کیا جاتا ہے۔ اگر حرارت عضو کا سبب کوئی خلط ہو تو صرف اس خلط کا استفراغ کیا جائے۔ اکثر وہ دلائل جو ان چیزوں سے اخذ کئے جاتے ہیں وہ شفا اورام کے دوسرے طریقے یعنی استفراغ ورم کے متضاد ہوتے اور کبھی متضاد نہیں ہوتے مثلاً جب متضاد ہوں تو سوء مزاج حار کا ازالہ ادویہ باردہ کے ذریعہ اور استفراغ ادویہ محللہ کے ذریعہ ہوتا ہے جب متضاد نہ ہوں اور اس کا سبب بخارات یا کوئی خلط ہو تو نفس عضو کا استفراغ کیا جائے یہ دونوں کام ادویہ محللہ کے ذریعہ انجام پاتے ہیں۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ درد کی شفاء اس کے اسباب کے ازالہ سے یا عضو پر ایسی دوائیں رکھنے سے ہوتی ہے جن کا مزاج درد پیدا کرنے والے مزاج کے متضاد ہوتا ہے۔ یہ ایسی دواؤں سے ہوتا ہے جو تسکین درد کے لئے مخصوص ہیں مثلاً بط اور مرغی کی چربیاں، روغن زردی بیضہ اور ان کے علاوہ دوسری دوائیں۔ کبھی حس عضو کو سن کرکے درد کو رفع کیا جاتا ہے جیسا کہ

Marfat.com

بیان کیا جاچکا ہے۔ ان میں بعض دلائل ایسے ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہوتے اور کبھی متضاد نہیں ہوتے۔

شفاء اورام کے لئے معالجہ کے تین طریقوں میں سے ایک طریقہ یہی ہے۔ یہ تینوں طریقے پہلے استعمال کئے جاتے ہیں۔ معالجہ کا یہ طریقہ اورام کے بڑھنے کی مدّت میں ہونا چاہئے۔ اورام کا عمومی علاج یہ ہے کہ ابتداء ورم میں استفراغ ... مادہ مخالف سمت کی طرف جذب کرایا جاتا ہے اور ورم پر بارد و قابض دوائیں رکھی جاتی ہیں۔ جلد بڑھنے والے اورام میں سبب فاعل کے ازالہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ یہ وہ اورام حارہ ہیں جو خون یا مرہ صفرا یا دونوں سے یا اس خلط سے پیدا ہوتے ہیں جس میں یہ دونوں خلط یا ان میں سے ایک ملا ہوتا ہے۔ کتاب الامراض میں اورام کی تمام قسمیں بیان کی جاچکی ہیں۔

جب ورم بن کر تیار ہوجاتا ہے جو زمانۂ انتہا ہے تو شفاء اورام کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ادویہ منضج و محلّلہ کے ذریعہ ورم کے مادہ کا استفراغ کیا ہے۔ ورم کو پھاڑنے اور مادہ کے استفراغ کے لئے اگر ادویہ محللہ کافی نہیں ہوتیں تو ادویہ منضجہ استعمال کی جاتی ہیں۔ اگر ورم کی جلد سخت ہوتی ہے تو دوا اکال یا نشتر سے ورم کھولا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ادویہ محللہ کے ذریعہ استفراغ کیا جائے، اور جس قدر استفراغ کیا جائے اس سے زیادہ عضو متورم پر مادہ گرے تو استفراغ کے بعد ورم پر ایسی دوائیں لگائی جائیں جو رادع و قابض اور محلل ہوں۔ کیونکہ صرف قابض دوائیں درد کو ابھار دیتی ہیں۔ جب ورم کا وقت انتہا ہو تو صرف ادویہ محللہ استعمال کی جائیں۔ اور ان دونوں اوقات کے درمیان دونوں قسم کی دوائیں استعمال کی جائیں۔ کتاب الادویہ میں ایسی دوائیں بیان کی جاچکی ہیں۔ دوبارہ بیان لاحاصل ہے۔

ورم حار میں سوءِ مزاج کی تدبیر

پہلے تبرید کی جائے۔ اس عمل سے ردع مادہ ہوگا نیز حرارت میں سکون آنے سے عضو کی طرف مادہ کم گرے گا۔ اورام باردہ جب پوری طرح تیار ہو جائیں تو مسخن دوائیں استعمال کی جائیں کیونکہ تسخین تحلیل کے متضاد نہیں ہے۔

تمام اورام کے معالجہ کے طریقے بیان کردیئے گئے، اب کچھ ایسے طریقے بیان کرنا باقی ہے جو عضو متورم اور وقوع ورم سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ پہلے اورام حارہ کو بیان کریں

Marfat.com

گے جو اندرونی اور بیرونی اعضاء پر اکثر پیدا ہوتے ہیں۔ اورام حارہ سے مراد یہ ہے جن میں پیپ بننے کی صلاحیت ہو اور اگر اعضاء رئیسہ میں ہوں تو بخار ہونا ضروری ہو۔ عام ازینکہ یہ بخار دموی بلغمی، صفراوی یا سوداوی ہو۔ بلغمی اورام جن میں پیپ نہیں بنتی مثلاً سلع (بتوڑی) اور سوداوی اورام مثلاً دبیلہ وغیرہ یہ اندرونی اعضاء میں بہت کم پیدا ہوتے ہیں اور اگر کبھی پیدا ہوتے ہیں تو ان کا علاج ممکن نہیں۔ اسی طرح وہ ورم جس کو سرطان کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان اورام کی تحلیل کے لئے سخت (تیز) دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جن کو اعضائے رئیسہ برداشت نہیں کر سکتے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر اورام کی شفاء اسی وقت ہوتی ہے جب انھیں نشتر کے ذریعہ کاٹ کر باہر کر دیا جائے نیز چونکہ یہ اتنے طویل عرصے میں تحلیل ہوتے ہیں کہ اس سے پہلے ہی مریض کی قوت بہت کم ہو جاتی ہے۔ یہ اورام اکثر قابل علاج اس وقت ہوتے ہیں جب بیرون جسم پر ہوتے ہیں۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ تین طریقوں سے اورام کا معالجہ پورا ہوتا ہے لیکن ان کی نوعیت کے لحاظ سے ان طریقوں سے کم و بیش ہوتا ہے۔ اورام صفراوی میں ابتداءً ایسی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو زیادہ مبرد ہوتی ہیں۔ مثلاً کاکنج، طحلب (کائی) آب کو اور اس سے تیار کی ہوئی قیروطی۔ اورام دموی میں تبرید کے ساتھ قوت قابضہ کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً اگر درد نہ ہو تو انہی ادویہ باردہ میں ایسی دوا ملائی جائے جو قابض و رادع ہو مثلاً پوست انار، سماق اور ان کے علاوہ دوسری قابض چیزیں اور اگر درد ہو تو مسکن دوائیں بھی ملائی جائیں۔ اورام بلغمی اور سوداوی میں ایسی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو کچھ مبرد اور کچھ رادع ہوں، اس لئے کہ یہ اورام آہستہ آہستہ بنتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان تمام اورام میں اسی خلط کا استفراغ عام کرنا چاہیئے جس کے سبب سے یہ ورم پیدا ہوتا ہے۔ ورم کے لحاظ سے مندرجہ بالا اصول کے ساتھ مزید اصول معالجہ بھی ہے لیکن اس لحاظ سے کہ ورم کسی عضو میں ہے اس کے لئے بھی کچھ مزید اصول معالجہ ہیں جنہیں بیان کرنا ہے۔ کیونکہ اعضاء رئیسہ کے اورام کے معالجہ میں ان اصول کی بڑی اہمیت ہے۔

کسی اندرونی عضو کے ورم میں اگر فصد کے ذریعہ استفراغ کیا جائے تو عضو متورم کی مشارکت اور وضع سے مقام استفراغ معلوم کیا جاتا ہے کیونکہ جب نفس عضو سے استفراغ نہ کیا جائے تو ایسے عضو کا استفراغ کیا جاتا ہے جو عضو متورم کا قریبی مشارک ہے۔ یعنی ان دونوں اعضاء کے درمیان سیدھے راستے اور سیدھی جہت ہو۔ اسی لئے جگر، طحال، گردے اور تمام زیرین اعضاء کے اورام میں رگ باسلیق۔

Marfat.com

کی فصد کھولی جاتی ہے جو پورے بدن کی رگ ہے اور سر، پھیپھڑا، حنجرہ اور عضلات حلق کے اورام میں قیفال کی فصد کھولی جاتی ہے جو سر کی رگ ہے اور جب یکساں طور پر ان تمام اعضاء کا استفراغ مقصود ہو تو اکحل کی فصد کھولی جاتی ہے کیونکہ یہ بالائی اور زیریں اعضاء کے درمیان مشترک ہے۔ لیکن ورم جگر میں دائیں ہاتھ کے باسلیق کی فصد کھولی جائے یا بائیں ہاتھ کی یہ محل نظر ہے۔ جالینوس اپنی کتاب حیلۃ البرء میں تصریح کرتا ہے کہ ورم جگر میں دائیں ہاتھ کی اور ورم طحال میں بائیں ہاتھ کی کی رگ باسلیق کی فصد کھولی جائے۔ لیکن اس کے عمومی اقوال کا اقتضاء اس کے برخلاف ہے کیونکہ اس نے بیان کیا ہے کہ جب ورم بن رہا ہو تو استفراغ کے دو طریقے مقصود ہوتے ہیں ۱۔ مشارک اعضاء سے مادہ کا استفراغ یعنی ان اعضاء یا عضو متورم کے درمیان سیدھے راستے ہوں ۲۔ یہ جذب مادہ مضاد (بسمت مخالف) ہو جس طرح ورم جگر میں ناک کے دائیں سوراخ سے نکسیر کے ذریعہ طبیعت استفراغ کرتی ہے کیونکہ اس استفراغ میں مضادت اور مشارکت دونوں جمع ہو گئی ہیں۔ مذکورہ بیان کے مطابق ورم جگر میں اگر دائیں ہاتھ کی باسلیق کا استفراغ کیا جائے تو ایک ہی (مشارکت کا) طریقہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں عرض جسم کی ایک ہی جانب واقع ہیں۔ جسم کے مضاد جہات یہ ہیں کہ عرض میں دونوں اطراف دائیں اور بائیں۔ طول کے اطراف اوپر اور نیچے، عمق کے اطراف آگے اور پیچھے یہی وہ تمام اطراف ہیں جن میں جذب مخالفت ہوتا ہے۔ اس بنا پر چونکہ جگر جسم کے عرض میں دائیں جانب ہے۔ اگر مخالف سمت کی طرف جذب کرنا ہو تو اس کی دوسری سمت بائیں جانب کی باسلیق ہے کیونکہ اس مقام میں دونوں چیزیں جمع ہو گئی ہیں یعنی مشارکت سیدھے طور پر یا تقریباً سیدھے اور مخالف سمت کی طرف جذب کرنا۔ اسی طرح ورم طحال اور ورم صدر یعنی جب بائیں جانب ورم ہو تو دائیں جانب کی باسلیق کی فصد کھولی جاتی ہے۔ اور دائیں جانب کے ورم میں بائیں جانب کی باسلیق کی فصد کھولی جائے۔ جب ورم پورا تیار ہو جاتا ہے تو صرف استفراغ کیا جائے اور دوسرے طریقہ کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً جب ذبحہ مستحکم ہو جاتا ہے تو عرق اللسان کی فصد کھولی جاتی ہے اور اگر نفس عضو متورم کی فصد ممکن ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس حالت میں مادہ کا استفراغ مقصود ہوتا ہے جو عضو میں چپکا ہوا ہے۔ لیکن ورم کے وقت تزید میں دونوں طریقے استعمال کئے جائیں کیونکہ اگر صرف استفراغ کیا جائے اور مخالف سمت کی طرف مادہ کو جذب نہ کیا جائے تو جس قدر استفراغ کیا جائے گا اس سے زیادہ ورم کی طرف مادہ کی ریزش ہوتی رہے گی مثلاً اگر مادہ کی ریزش بند نہیں ہوئی ہے اور استفراغ

Marfat.com

کے پہلے ادویہ محللہ یا مفتح سدد استعمال کی جائیں تو خون کے متحرک ہونے کی وجہ سے جس قدر اس کا اخراج کیا جائے گا اس سے زیادہ مادہ کی ریزش ہوگی۔ امراض رحم میں مابض رکبہ (ورید مابض) یا صافن کی فصد کھولنے سے دونوں طریقے مقصود ہوتے ہیں، اگرچہ اس موقع پر طول کے دونوں انتہائی کناروں کی طرف جذب مادہ نہیں ہوا ہے۔ اسی لیے آنکھ کی بیماریوں میں پشت نقرہ پر سنگھی لگائی جاتی ہے اور امراض پشت میں پیشانی کی رگ کی فصد کھولی جاتی ہے۔

امراض طحال میں بائیں ہاتھ کی رگ اسیلم کی فصد سے صرف مشارک عضو کے ذریعہ استفراغ مقصود ہوتا ہے۔ سینہ، معدہ، گردن اور سر کے اورام میں دونوں ہاتھ اور پیروں پر کپڑا باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ مخالف سمت کی طرف مادہ کو جذب کیا جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اورام رحم میں صرف مدر حیض دواؤں کے استعمال کو اطباء ناپسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ورم جگر کے استفراغ کے لئے مدر بول اور مسہل دواؤں کا استعمال ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ اس سے مخالف سمت کی طرف جذب مادہ نہیں ہوتا نیز ایسی ادویہ جب ورم پر گذرتی ہیں تو اس میں ہیجان پیدا ہوتا ہے، ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ اورام کے بڑھنے کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ اسی طرح ورم معدہ کے استفراغ میں دوا مسہل کا استعمال کرنا اور حلق، زبان منھ اور بالائی تالو کے اورام میں غرغرہ کرنا اور اورام گردہ و مثانہ میں صرف مدر دواؤں کا استعمال کرنا، یہ تمام باتیں اس وقت تک ناپسندیدہ ہیں جب ورم وقت تزید میں ہو۔ لیکن اگر ورم کے پیدا ہونے کا سبب ختم ہوچکا ہے تو مذکورہ دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ عضو متورم کے استفراغ کے ضمن میں آجاتا ہے۔ اطباء متاخرین اپنی تصانیف میں ان چیزوں کے استعمال سے متعلق یہ تفصیلات بیان نہیں کرتے۔

یہ بات تحقیق طلب ہے کہ دائیں کان اور بائیں کان کے اورام میں فصد کے وقت کس جانب سے استفراغ کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ان اورام میں رگ قیفال کی فصد کھولی جاتی ہے۔ اس موقع پر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دائیں کان کے ورم میں بائیں ہاتھ کی قیفال کی فصد نہ کھولی جائے کیونکہ دائیں ہاتھ کی قیفال طول اور وسط کے کناروں کے درمیان تقریباً طول کا کنارہ ہے لیکن اگر اسی کان کے نیچے کی قیفال سے استفراغ کیا جائے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کے بالمقابل عرض کے کنارے سے خون جذب ہو کر دائیں کان میں پہنچ جائے۔ خصوصاً جب جسم خون سے پر ہو۔ اس لئے محتاط طریقہ یہ ہے کہ بائیں جانب کی قیفال کی فصد کی جائے کیونکہ یہ مقام ایسا ہے کہ مشارکت عضو کے ساتھ انتہائی متضاد سمت کی طرف مادہ کا جذب ہوتا ہے۔ یہاں

Marfat.com

طول وعرض دونوں کناروں سے مضادت ہے۔ اگر صرف ایک طرف کی مضادت پر اکتفا کیا جاتے تو دوسری طرف سے جذب مادہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہماری خواہش تو یہ ہوتی ہے کہ اگر ہو سکے تو مخالف سمت میں جذب کے لئے تضاد کے تمام اقسام یعنی اوپر نیچے۔ داہیں بائیں، آگے اور پیچھے استعمال کئے جائیں خصوصاً بسبب امتلاء۔ بحسب تجاویف ہو لیکن اکثر معالجہ میں ان تمام اقسام کا استعمال ممکن نہیں ہے۔ البتہ بعض معالجہ میں ایک سے زیادہ اقسام کا استعمال ممکن ہے۔

فصد کھولنے کے لئے مقام استفراغ کی علامتیں یہی ہیں جو مذکور ہوئیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اعضائے رئیسہ کے اورام میں اخراج خون اور اسہال دونوں استفراغات ضروری ہیں۔ کیونکہ ان اورام میں اکثر ایک سے زیادہ اخلاط ہوتے ہیں بلکہ خلط کے زیادہ ہونے کے ساتھ اس میں ردارت بھی ہوتی ہے۔ غلبہ اخلاط کے لحاظ سے ان دو استفراغات میں سے کسی ایک کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔ زکریا رازی نے بیان کیا ہے کہ شوص (ورم غشاء مستبطن الاضلاع) کے کچھ مریضوں کے معالجہ میں صرف فصد کے ذریعہ استفراغ کیا گیا۔ جس سے ان کی موت ہو گئی۔

شفاء اورام کے لئے دوسرا طریقہ تبرید کا ہے اس کے لئے نفس اعضاء کی دلالت کم نہیں ہے جگر اور فم معدہ کے اورام پر کوئی بارد بالفعل دوا نہ رکھی جاتے بلکہ اس کو گرم کر لیا جاتے مثلاً روغن سفرجل اور روغن آس کی مالش۔ ان روغنوں سے زیادہ مناسب گرم روغن مثلاً روغن مصطگی اور روغن افسنتین وغیرہ کی مالش ہے چونکہ تمام اعضاء جسم کو ان دونوں اعضاء یعنی معدہ و جگر کے افعال کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ان اعضاء کے قوی کو بڑھانا ضروری ہے۔ اور ان تمام خصوصیات سے بڑھ کر مزید یہ بات ہے کہ قلب سے ان اعضاء کی مشارکت ہے جیسا کہ بارہا کہا جا چکا ہے۔

دماغ کی تبرید کے لئے دوا کا بارد بالقوہ ہونا کافی نہیں ہے بلکہ دماغ پر جو روغن رکھا جائے وہ بارد بالفعل بھی ہو۔ اور اس میں ایسی دوا ملائی جائے جو روغن کے اثر کو دماغ تک پہنچائے مثلاً یہ قاعدہ ہے کہ روغن گل میں اتنا سرکہ ملایا جاتا ہے جو اس کے اثر کو دماغ تک پہنچاتا ہے۔ دماغ کے مزاج کے لحاظ سے تبرید کا یہ طریقہ نہیں ہے کیونکہ اس عضو کا مزاج خود ہی بارد ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ دماغ پر تحت ہڈی ہے اسی لئے سر پر دماغ کی درزوں کے مقام پر اوپر سے روغن ڈالا جاتا ہے یہ درز کھلی ہے جو جھانکنے کے وقت حرکت کرتی ہے۔

آنکھ کا معالجہ چونکہ قوت حس زیادہ ہے اس لئے ان کے اورام کے معالجہ میں کوئی دوا یا کوئی روغن

Marfat.com

ایسا نہ رکھا جائے جو چبھن پیدا کرنے والا ہو، بلکہ تمام دوائیں ایسی ہوں جن سے چبھن نہ ہو، ان دواؤں میں سب سے بہتر وہ جس پر قدماء کا اتفاق ہے وہ سفیدی بیضۂ مرغ ہے یہ عمدہ خصوصیات کی حامل ہے نیز اس سے چبھن بالکل نہیں ہوتی اور آنکھوں کی خشونت کو دور کرتی اور ان میں ٹھنڈک پہنچاتی ہے، اس کے علاوہ لیسدار ہونے کی وجہ سے دیر تک ٹھہرتی ہے۔ ورم چشم میں پستان سے آنکھوں پر دودھ ڈالنا بھی مفید ہے اس لئے کہ اس میں قوت انضاج ہے۔

ورم پر کوئی مبرد اور رادع دوا نہ رکھنے پر عضو کے لحاظ سے جو دلیل قائم کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایسے گوشت میں ورم ہے جس کی طرف فضلات دفع ہوتے ہیں مثلاً دونوں کان کے قریب بغلوں کے نیچے اور جڈھوں کے گوشت، اور ان مقامات میں اگر بڑے اورام پیدا ہو جائیں تو ان کی تبرید سے عضو شریف کی طرف مادہ کے لوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کانوں کے نیچے کے گوشت میں دماغ کی طرف اور بغلوں کے نیچے کے گوشت میں قلب کی طرف مادہ لوٹتا ہے، خصوصاً وہ اورام جن کو طبیعت نے بطریق بحران دفع کیا ہے۔ اسی لئے ورم ریہ میں قوی رادع دوا کا استعمال درست نہیں ہے کیوں کہ یہ قلب کے قریب ہے۔

شفاء اورام کے طریقے یعنی سبب فاعل کو ختم کرنا اور اس کے سبب سے پیدا ہونے والے سوء مزاج کی تبرید کے لئے نفس اعضاء سے اخذ کئے جانے والے استدلالات یہی ہیں، اگرچہ دوسرے طریقہ میں پہلا طریقہ شامل ہے کیوں کہ جو چیزیں بارد ہوتی ہیں وہ رادع بھی ہوتی ہیں۔

شفاء اورام کے لئے تیسرے طریقۂ معالجہ پر متورم اعضا کی دلالت مختلف اقسام کی ہوتی ہے۔ اعضاء رئیسہ کے اورام کے وقت انتہا میں جو محلل دوائیں استعمال کی جاتی ہیں ان میں ایسی دوائیں بھی ملائی جائیں جن میں قبض و عطریت ہو۔ ورم کے وقت تزید میں قابض دواؤں کا استعمال عموماً تمام اورام میں ہوتا ہے یہ اعضاء جگر، دماغ، معدہ ہیں اور انہی اعضاء کے قریب طحال بھی ہے۔ ان اعضا کے اورام میں ایسا معالجہ اس لئے ہے کہ تمام اعضاء کا دارومدار انہی اعضاء کے افعال پر ہے نیز قلب کے مشارک ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے قوی کو بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ادویہ محللہ میں مثلاً وہ ضماد ہے جو روئی، روغن زیتون گرم اور شہد سے تیار کیا جاتا ہے۔ اور قابض و خوشبو دار دواؤں میں مثلاً افسنتین، مصطگی اور یہی ہے۔ عضو کی خلقی حالت، اورام کے معالجہ پر اس طرح دلیل بنتی ہے کہ مثلاً جب ورم جگر وقت انتہا میں ہو اور جانب محدب ہو تو اس کا استفراغ مدر بول دواؤں سے ہوتا ہے اور اگر جانب مقعر ہو تو مسہل شکم دواؤں سے ہوتا ہے۔ ورم محدب جگر کے لئے جو مدر بول دوائیں استعمال

Marfat.com

کی جائیں وہ قوی النفوذ ہوں کیوں کہ محدب جگر تک پہنچنے پر ان دواؤں کی قوت اس لئے کمزور ہو جاتی ہے کہ جگر میں ان کا استحالہ ہو جاتا ہے لیکن مقعر جگر کے لئے جو ملین دوائیں استعمال کی جاتی ہیں ان کی قوت کم ہونی چاہیے۔ اسی طرح ان تمام اعضاء میں قوی دوائیں استعمال کی جائیں کہ ہضم کثیر کے بعد دواؤں کا اثر پہنچتا ہے مثلاً پھیپھڑا۔ کیوں کہ اس کے معالجہ میں تمام اعضاء سے زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ کتاب الصحت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ یہاں ہر عضو کی وضع کے لحاظ سے معالجہ پر دلیل قائم کی جاتی ہے۔ جگر کے لئے مدر بول اور مفتح سدد دواؤں میں افسنتین اور غافث ہے۔ یہ دونوں جگر کی مخصوص دوائیں ہیں جس طرح طحال کی مخصوص دواؤں میں بیخ کبر اور سقولوقندریون ہے۔ طحال کے لئے بیخ کبر کی حیثیت وہی ہے جو جگر کے لئے افسنتین کی حیثیت ہے اور سقولوقندریون کی حیثیت وہی ہے جو جگر کے لئے غافث کی حیثیت ہے۔ ورم مقعر جگر میں نرمی کے ساتھ تلئین کرنے والی دواؤں میں مثلاً آب لبلاب، تخم انجرہ اور قرطم ہے۔ طحال کے استفراغ کے لئے اسہال کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ اورام جگر و طحال جب پرانے ہو جائیں تو قوی محلل دوائیں استعمال کی جائیں کیوں کہ ان دونوں اعضاء میں جب ورم حار ہوتا ہے تو اخیر میں اکثر سخت ہو جاتا ہے۔ ورم جگر کے سخت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خود جگر کے جوہر میں غلظت و کثافت ہوتی ہے اور ورم طحال کے سخت ہونے کی وجہ خود اس کی غلظت ہے جب کہ اس کا جوہر بھی کمزور ہوتا ہے۔ گردے بھی صلابت کو قبول کرتے ہیں کیوں کہ یہ بھی کثیف ہوتے ہیں۔ قوی محلل دواؤں میں مثلاً بیخ سوسن آسمانگونی، زوفا، قنطریون، زراوند مدحرج اور انہی کی مانند دوسری دوائیں ہیں۔ جب یہ تمام دوائیں استعمال کی جائیں تو ان کی بوست کی اصلاح کے لئے اصل السوس بھی استعمال کیا جائے۔ مختصر یہ کہ جب ایسے اعضاء میں اورام ہوں تو اس بات کی کوشش ہونی چاہیے کہ یہ پک کر پھوٹنے نہ پائیں۔ کیوں کہ جب ان میں پیپ پیدا ہو جائے گی یا یہ سخت ہو جائیں گے تو پوری طرح ان کا ٹھیک ہونا مشکل ہوگا۔ اس حالت میں موت یقینی ہے۔ کیوں کہ ان اعضاء کے اورام میں ان دو حالتوں میں کوئی ایک حالت پیدا ہو جائے تو ان کا علاج مشکل ہوتا ہے، ایسے اورام کے پیپ بن کر پھوٹ جانے کا علاج قروح کے معالجہ کے ضمن میں آجاتا ہے۔ پیپ بننے کے بعد متورم اعضاء کی مخصوص حالت ہوتی ہے کہ ابتداء میں ان کے اندر سے پیپ نکلتی رہتی ہے، اس لئے ابتداءً ان مریضوں کو ایسی دوائیں دی جائیں جو پیپ کو دھو کر صاف کریں نیز ان راستوں کو صاف کریں جن میں پیپ جاری ہوتی ہے۔ اگر پیپ میں غلظت ہو تو مقطع دوائیں بھی استعمال کی جائیں۔ یہ اعضاء جگر، سینہ، پھیپھڑا اور معدہ ہیں۔ ان اعضاء کے لئے ایسی جالی دوائیں استعمال کی جائیں جو چبھن پیدا کرنے والی نہ ہوں ورنہ اورام میں

Marfat.com

ہیجان آجائے گا۔ اس کام کے لئے استعمال ہونے والی دواؤں میں مثلاً ماء الشعیر، سبوس گندم کا حریرہ، بادام شیریں، پرسیاؤشاں، اصل السوس، بادام تلخ اور تخم خربزہ کا استعمال کیا جائے۔ شربت کاسنی ہمراہ سکنجبین ورم جگر کی مخصوص دوا ہے۔ سینہ اور پھیپھڑے کے اورام میں سرکہ بہت مضر ہے کیوں کہ اس کی خشونت ان اعضا کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اس لئے ان اورام میں بہت مناسب دوا پرسیاؤشاں اور اس کے ہم وزن اصل السوس یا شربت بنفشہ ہے۔ اس حالت میں تخم خربزہ اچھی دوا ہے۔ قرص عنبر اپنے جوہر اور افعال ثوانی وثوالث کے لحاظ سے ان مواقع میں عمدہ دوا ہے۔ یہ اورام اس لحاظ سے کہ ان اعضاء میں ہیں، ان کے استدلالات اُن استدلالات کے متضاد ہیں جو ورم کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ اس لیے ورم کے وقت انحطاط میں جو ضمادات استعمال کئے جائیں وہ قابض دواؤں سے خالی نہ ہوں اور قت ابتدا اندرونی طور پر استعمال ہونے والی دوائیں جالی دواؤں سے خالی نہ ہوں۔

زیریں آنتوں کے اورام میں دواؤں کے جن افعال کی ضرورت ہوتی ہے اس کے مطابق خطمی کا استعمال بہت مفید ہے، جس طرح بالائی آنتوں کے اورام میں مناسب ماکولات ومشروبات زیادہ نافع ہیں۔ ان اورام کے معالجہ کے لیے یہ استدلال عضو کی وضع کے لحاظ سے ہے۔ اسی طرح اورام حلق میں ادویہ محللہ کے ساتھ لعاب دار دوائیں بھی ملائی جائیں تاکہ استعمال کے وقت حلق سے چپکتی ہوئی گذریں۔ لادع دوائیں بھی ہونی چاہئیں نیز ایسی دوائیں تھوڑی نگلتے جائیں تاکہ ورم پر گذریں۔

اورام دماغ جب انحطاط میں ہوں تو تحلیل کے لئے قوی دوائیں استعمال کی جائیں خصوصاً اورام باردہ (بلغمی اورام) میں۔ ایسے حالات میں قوی محلل دوائیں مثلاً جند بیدستر، روغن سوسن اور اقحوان ہے۔ قوی دواؤں کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ کھوپڑی سے دماغ محفوظ ہے ورنہ خود دماغ رطب اور منفعل ہے۔ ان اورام کے آخر میں استفراغ کے لئے کبھی سنگیاں لگائی جاتی ہیں اور پچھنے استعمال کئے جاتے ہیں، لیکن ایسے استفراغ سے احتراز کرنا چاہئے کیوں کہ اگر بدن میں فضلات ہوں تو اندیشہ ہے کہ عضو متورم انہیں جذب کرلیں۔ یہ معالجہ اس وقت کیا جائے جب اطمینان ہو کہ مادہ کی ریزش نہیں ہو رہی ہے۔ نفس عضو میں اگر مادہ چپکا ہوا ہو تو ادویہ کے ذریعہ اس کا استفراغ دشوار ہے۔ مختصر یہ کہ اعضاء رئیسہ میں اس معالجہ سے خطرہ ہو سکتا ہے۔

معالجہ میں اعضاء متورمہ کی دلالت اور اورام کی حیثیت سے معالجہ کی دلالت کا بیان یہی ہے۔ اعضاء لیہ کے اورام کا معالجہ بھی ان تمام طریقوں سے پورا ہوتا ہے۔

خالص گوشت کے اورام میں اورام کے لحاظ سے جو معالجہ کے طریقے ہیں وہی استعمال کئے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ ان اورام میں سے اکثر میں سبب فاعل کو دفع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً نرم گوشت میں اگر بیرونی سبب سے اورام ہوں اور جسم میں مادہ بالکل نہ ہو تو اس کے علاج میں گرم روغن زیتون کافی ہے۔

اورام باردہ

اورام حارہ کے بعد اب اورام باردہ بیان کئے جائیں گے جن میں پیپ نہیں ہوتی نیز ان قروح کا بیان ہوگا جو اکثر سطح جسم پر پیدا ہوتے ہیں مثلاً نملہ جو جلد پھیلتا اور جن میں تاکل ہوتا ہے اور قروح جمرہ جو اکثر ہواء وبائی کے زمانے میں عارض ہوتے ہیں۔ نرم اورام جو بلغم رقیق کے سبب سے ہوتے ہیں جن میں اکثر کچھ نفع ہوتا ہے۔ ان میں کچھ ایسے ہیں جو جگر کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ استسقاء کے مریضوں کے ہاتھ پیروں میں سوجن ہوتی ہے، سوء مزاج بدن کے علاج کے ساتھ ہی اس کا بھی علاج ہو جاتا ہے۔ روغن گل میں تھوڑا سرکہ اور نمک ملا کر ان اورام پر مالش کرنا کافی ہے۔ مادہ کی ریزش سے ہونے والے اورام کی شفاء کے لئے عضو سے اس خلط کا استفراغ و تحلیل کی جائے۔ یہ ان چیزوں سے ہوگا جن کا مزاج اس خلط کے مضاد ہوگا یعنی مسخن و مجفف دوائیں استعمال کی جائیں گی چوں کہ یہ خلط رقیق و نفاخ ہوتا ہے اس لئے کبھی ایسی دوا سے استفراغ کیا جاتا ہے جو اس خلط کو نچوڑے اور خشک کرے۔ اسی لئے اگر ورم خفیف ہوتا ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اسفنج کو پانی ملے ہوئے سرکہ میں بھگو کر ورم پر رکھا جاتا ہے۔ اسفنج البحر میں قوت تجفیف و قبض ہے کیوں کہ اس کا مزاج وہی ہے جو سمندر کے پانی کا مزاج ہے اور سرکہ میں قوت تجفیف و تقطیع ہے۔ اگر یہ خلط گاڑھا ہو تو سرکہ میں پھٹکری، راکھ اور نمک ملا کر ورم پر لگایا جائے۔ نیا اسفنج استعمال کیا جائے، اگر نیا نہ ہو تو اس کو راکھ، نمک اور پھٹکری کے پانی سے دھو لیا جائے۔

گاڑھے اخلاط کے سبب ہونے والے سخت اورام میں استفراغ، ملین دواؤں مثلاً اونٹ، گاؤ سالہ کی نلی کے مغز اور اشق سے کیا جاتا ہے۔ ان ادویہ کے مزاج پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ ان اورام کو نرم کرنے کے لئے ایسی دواؤں کا انتخاب اس لئے کیا جاتا ہے کہ اگر عضو پر قوی محلل دوائیں لگائی جائیں تو دفعتاً مضر ہوں گی ان کا استعمال اس لئے درست نہیں ہے کہ اس ورم کے اجزاء اس قابل نہیں ہوتے کہ ایک ہی وقت میں تحلیل پا سکیں، ان اورام کے معالجہ میں چوں کہ یہ دونوں اغراض مقصود ہوتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ایسی ملین دوائیں استعمال کی جائیں جو آہستہ آہستہ ورم کو تحلیل کریں۔ ان میں بہتر دوا سرکہ ہے جب کہ ملین دواؤں میں ملایا جائے لیکن مسلسل استعمال نہ

Marfat.com

کیا جائے ورنہ بقیہ ورم متحجر ہو جائے گا۔ جالینوس نے سنگ مرقشیشا ہمراہ سرکہ استعمال کرنے کو بہتر کہا ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر مرقشیشا نہ ہو تو سنگ آسیا استعمال کیا جائے۔ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اس پتھر کو آگ میں گرم کر لیا جائے پھر اس پر سرکہ چھڑکنے سے جو بخارات نکلیں ان پر عضو متورم کو رکھا جائے۔ اس طرح ان اورام کو تحلیل کرنے میں جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے، بہتر اثر ہوتا ہے خصوصاً ان اورام میں جو وترات اور سخت اعضاء میں ہوں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ طریقۂ عمل اس لئے عمدہ ہے کہ سرکہ کی قوت عضو تک پہنچتی ہے اور یکساں طور پر عضو میں سرایت کرتی ہے کیوں کہ سرکہ کی قوت جوہر ہوائی میں آجاتی ہے جس طرح کسی چیز کو ہواء گرم کے ذریعہ پکایا جاتا ہے تو یکساں اور عمدہ طور پر وہ چیز پک جاتی ہے۔ ساتھ ہی ان بخارات میں ایسے پتھروں کا اثر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر پتھر کو گرم کر کے سرکہ میں ڈالا جائے اور گرم سرکہ کو ورم پر رکھا جائے تو سرکہ کا ایسا فائدہ نہیں ہوگا۔ طحال میں ورم صلب ہو تو لیپ کی دواؤں میں سرکہ ملانا بہتر کہا گیا ہے کیوں کہ یہ عضو متخلخل ہے، اس میں سختی اس لئے آتی ہے کہ اس کی غذا کے جوہر میں غلظت ہے۔ مختصر یہ کہ سرکہ اپنے پورے جوہر سے اس عضو کے لئے مناسب ہے کیوں کہ سرکہ کا مزاج ایسا ہے کہ یہ سوداء کے اثر کو کم کرتا ہے۔ اس لئے اندرونی استعمال کی دوائیں سرکہ سے خالی نہ ہوں۔ طحال کے ورم صلب میں صرف بیرونی طور پر لیپ لگانے پر اکتفاء نہ کیا جائے۔ بلکہ صلابت طحال کو تحلیل کرنے کے لئے اندرونی طور پر استعمال ہونے والی دوائیں بھی استعمال کی جائیں مثلاً بیخ کبر، ستو، قندول جھاؤ اور ایرسا اور ان میں کچھ گرم مصالحہ کا بھی اضافہ کیا جائے۔

جگر میں ورم صلب ہو تو سرکہ کبھی بھی استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ اس عضو کا مزاج ایسا ہے کہ صلابت کو زیادہ قبول کرتا ہے اور سرکہ اس کے لئے مضر ہے، بلکہ صرف ادویہ ملینہ سے علاج کیا جائے مثلاً دارچینی، سنبل الطیب، اسارون قسط، اذخر اور انہیں کے مانند دوسری دوائیں۔ جگر کا ورم صلب بمشکل اچھا ہوتا ہے خصوصاً جب شروع میں ورم سخت نہ ہو کیوں کہ ایسے مریض کو عموماً استسقا ہو جاتا ہے۔

خنازیر ایسے اورام صلبہ ہیں جو ڈھیلے گوشت میں بلغم لطیف سے پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ادویہ ملینہ سے تحلیل کی جائے اور جو گاڑھے بلغم سے ہوں ان کے لئے مفتح اور معفن دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ ان افعال کی دواؤں کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ یا ان اورام پر نشتر لگایا جائے اور نشتر لگانے والا فن تشریح سے واقف ہو تاکہ کوئی عصب یا شریان نہ کٹ جائے جس میں خطرہ ہے۔ اسی طرح ان تینوں (تحلیل، تعفین اور قطع) طریقوں سے سلع کا علاج کیا جاتا ہے۔ سلع کی ایک قسم وہ ہے جس

Marfat.com

میں ادویہ محللہ کا استعمال کافی ہوتا ہے مثلاً سلع عسلیہ اور ایک قسم وہ ہے جس میں دونوں علاج یعنی تعفین اور نشتر سے فائدہ ہوتا ہے اور صرف ادویہ محللہ کا استعمال کافی نہیں ہوتا اور سلع کی قسم شحمیہ کا استیصال نشتر ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مسوں اور جسم میں بڑھے ہوئے گوشت کو نشتر سے کاٹ کر علاج کیا جاتا ہے۔ اگر اندرون جسم میں سلع پیدا ہو جائے تو ادویہ ملینہ میں افاویہ ملا کر علاج کیا جاتا ہے لیکن جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے یہ بمشکل اچھا ہوتا ہے۔

نملہ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کو نملہ متاکلہ کہا جاتا ہے۔ یہ جلد میں پھیل جاتا اور اس میں تاکل ہوتا ہے، اور دوسری قسم کا نام جاورسیہ ہے۔ یہ جاورس (باجرہ) کے دانے کے برابر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں ہیں۔ جلد میں پھیلنے والی قسم چونکہ دقیق خلط صفراوی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کے استیصال کے لئے ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو اس خلط کا استفراغ کریں۔ اس کے لئے عمدہ دوا تھوڑے دودھ کے ساتھ سقمونیا ہے۔ اور پھوڑے پر ایسی دوا رکھی جائے جو بغیر چبھن پیدا کئے ہوئے اس کو خشک کر دے اور ٹھنڈک پہنچائے مثلاً امیثا، ملوا وران کے مانند دوسری دوائیں۔ جاورسیہ کی حالت سے ظاہر ہے کہ اس میں صفراء کے ساتھ کچھ بلغم کی آمیزش ہوتی ہے، اس لئے اس میں ایسی دوا استعمال کی جائے جو صفراء و بلغم دونوں اخلاط کا استفراغ کرے۔

جن پھوڑوں کو جمرہ کہا جاتا ہے ان میں پیپ بھری ہوتی ہے، خون کی عفونت و جوش سے ہوا و بائی کے ایام میں اکثر یہ پیدا ہوتے ہیں اس لئے اس کے ساتھ وبائی بخار ضرور ہوتا ہے۔ استفراغ عام کی دونوں قسموں یعنی فصد و اسہال کے ذریعہ ان کا علاج ہوتا ہے۔ ایسی مسہل دوائیں استعمال کی جائیں جو صرف ایک خلط نہیں بلکہ تمام اخلاط کو خارج کریں مثلاً اسطوخودس اور بسفائج کے استعمال کے بعد حب قوقایا وغیرہ استعمال کرنا۔ اگر سقمونیا اور حنظل استعمال کی جائیں تو احتیاطاً مصلح دوائیں بھی ہوں کیوں کہ اس حالت میں جسم کے تمام اخلاط عفونت کو قبول کرتے ہیں۔ پھوڑے پر ایسی دوا رکھی جائے جو بغیر چبھن پیدا کئے ہوئے مجفف اور کچھ مبرد ہو اور جو تاکل کا مقابلہ کرے مثلاً آرد جو، نیل، برگ اونٹنگن بارتنگ، قرصعنہ اور تھوڑی تریاق فاروق جن میں گلاب ملا کر لیپ تیار کیا جائے۔ نفس قرحہ پر مثلاً قرص انزروت اور وہ تمام اقراص جو شدید مجفف ہیں ان کا لیپ کرنا جالینوس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ عضو مریض پر ایسا لیپ لگایا جائے جو کچھ مبرد اور محلل ہو۔ اس موقع پر رادع دوا کے استعمال میں خطرہ ہے۔ یہ احتیاط اس لئے ہے کہ کسی عضو شریف کی طرف مادہ رجوع نہ کرے۔ مفتح دوا بھی نامناسب ہے کیوں کہ یہ عفونت کو بڑھا دے گی۔

Marfat.com

سرطانی اورام کے مادہ فاعلہ کا استفراغ ضروری ہے۔ اس کے لئے ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو خلط سوداوی کا استفراغ کرتی ہیں۔ یہ دوائیں۔ بارہا استعمال کی جائیں۔ نفس ورم پر ایسی مجفف دوائیں رکھی جائیں جو چبھن پیدا کرنے والی نہ ہوں مثلاً معدنی چیزیں اسفیداج اور اقلیمیا وغیرہ۔ چونکہ اس ورم کے خلط فاعل کی کیفیت خراب ہوتی ہے اس لئے اگر مجفف دواؤں میں تھوڑی سی بھی چبھن ہوگی تو ورم میں تاکل پیدا ہوگا۔ ایسا خلط فاعل سوداء غیر طبیعی ہے یعنی سوداء محترقہ جسے اگر زمین پر ڈال دیا جائے تو اس میں نفخ و جوش پیدا ہو جائے۔ جس طرح سرکہ کے ڈالنے سے زمین میں جوش ہوتا ہے۔ یہ اورام شروع میں قابل صحت ہوتے ہیں لیکن جب بڑھ کر تیار ہوتے ہیں تو قابل صحت نہیں ہوتے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ نشتر کے ذریعے ان اورام کو کاٹ کر نکال دیا جائے کیوں کہ زیادہ گوشت کو کاٹ کر نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے، جس ۔ شرائین اور عصب جیسے اعضاء شریفہ بھی کٹ جائیں گے، اور ان اعضاء کے کٹنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہے، بعینہٖ اسی سبب سے کسی دواء اکال کے ذریعے اس ورم کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر یہ ورم کسی عضو رئیس میں ہو جائے تو اس کی صحت ممکن نہیں۔ سوء مزاج مادی وغیرہ مادی کے سبب سے ہونے والے اورام کی تمام قسموں کے معالجہ کے لئے عمومی اصول یہی ہیں۔

اعضاء رئیسہ میں ہونے والے اورام کے ساتھ بعض بخار ایسے ہوتے ہیں جن کی صحت کے لئے کسی علاج کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی، ان کے دفع کے لئے طبیعت ہی کافی ہوتی ہے۔ اسی لئے محنتی و جفاکش قوموں میں سخت بیماریوں سے نجات حاصل کرنا اکثر ممکن ہوتا ہے، مثلاً بربر، عرب، کرد اور ان کے علاوہ جنگلی مقامات کے لوگ۔ ایسے مقامات کے لوگوں کا اگر طبی علاج کیا جائے تو طبیعت کے لئے مرض کا دفع کرنا آسان ہو جائے اور تھوڑی ہی مدت میں صحت ہو جاتی ہے اور مرض کا انجام بہتر ہوتا ہے لیکن اگر سخت بیماریوں سے طبیعت انہیں نجات دیتی ہے تو آخر میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کے اعضاء تشنج ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک بار مجھے قوی بخار عارض ہوا، جس کا بحران اس طرح ہوا کہ میری دونوں رانوں میں ورم ہو گیا جس سے میرے دونوں قدم تشنج ہو گئے۔

کچھ امراض ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کا علاج نہ کیا جائے تو ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے محض طبیعت کافی نہیں ہوتی۔ فن طب کے یہ اعلیٰ افعال ہیں۔ ان امراض یعنی بخار اور اورام میں بعض ایسے ہیں جن سے نجات حاصل کرنے کے لئے محض فن طب کافی نہیں نیز بعض امراض ایسے ہیں کہ اکثر حالات میں طبیعت اور فن طب دونوں کے ذریعے مرض سے نجات حاصل نہیں ہوتی لیکن اس قسم

Marfat.com

کے امراض کم ہی ہیں، مثلاً پھیپھڑے کا پھوڑا اور اس کے مانند دوسری بیماریاں۔ اس فن کے افعال کی غایت اکثر موضوعات یعنی اکثر امراض اور اکثر مریضوں میں بسا اوقات حاصل ہو جاتی ہے۔ اس فن کی غایت کا حصول ویسا ہی ہے جیسا کہ تمام عملی فنون کی غایت کا حصول ہے۔ اس لحاظ سے اس فن کو عملی کہا جاتا ہے۔

تفرق اتصال | اس کے بعد مرض کی وہ قسم بیان کرنا ہے جسے تفرق اتصال کہا جاتا ہے، عام ازینکہ یہ مرض اعضاء متشابہہ اور عالیہ دونوں کو عارض ہو جیسا کہ اطباء کہتے ہیں یا پہلے اعضاء متشابہہ اور بعد میں اعضاء آلیہ کو عارض ہو۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ تفرق اتصال کی ایک قسم وہ بھی ہے جسے خلع (ہڈیوں کا جوڑ سے ہٹ جانا) اور فک (دو ملی ہوئی چیزوں کا علیحدہ ہونا) یہ دونوں قسم کے تفرق اتصال صرف اعضاء آلیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ قسمیں اکثر ایک دوسرے میں داخل ہوتی ہیں مثلاً سوء مزاج مادی، امراض زیادت میں داخل ہے خصوصاً جب مادہ کی مقدار طبیعی حالت سے زیادہ ہو لیکن اس کے علاوہ حالت میں تسامح فن کے لئے مفر ہے۔ اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

تفرق اتصال ہر ایک عضو متشابہہ الاجزاء میں ہوتا ہے، گوشت میں ہونے والے تفرق اتصال کو قرحہ، ہڈی میں ہونے والے کو کسر اور عضلات یا اعصاب میں ہونے والے کو ہتک کہا جاتا ہے عروق ضوارب وغیر ضوارب میں ہونے والے تفرق اتصال کا کوئی نام نہیں ہوتا، لیکن ہم اسے انشقاق یا انفجار کہتے ہیں۔ اس مرض کے معالجہ کے لئے ہر ایک عضو بسیط کے لحاظ سے استدلال عام اور استدلال خاص ہے۔ اعضاء آلیہ میں ہونے والے تفرق اتصال کے لحاظ سے بھی استدلالات عضو کے شریف و خسیس اور اس کی خلقی حالت اور وضع کے لحاظ سے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ امور جو استدلالات میں بیان کئے جا چکے ہیں اور جو سوء مزاج کی شفاء کے لئے معمولات میں سے ہیں۔ معالجہ کے لئے پہلے اصول کلیہ بیان کئے جائیں گے پھر ہر ایک تفرق اتصال کے خاص علاج کا تذکرہ ہوگا۔

جب کسی عضو بسیط میں تفرق اتصال ہو اور دوسرا مرض نہ ہو تو اس کی شفاء کے لئے صرف ایک طریقہ ہے یعنی اس تفرق کو ملانا اور اس کے ایک کنارہ کو دوسرے کنارے کے ساتھ چپکانا، بعض اعضاء میں یہ کام صرف باندھنے سے پورا ہوتا ہے اور بعض میں باندھنے اور پٹی لپیٹنے سے پورا ہوتا ہے جیسا کہ ہڈی کے ٹوٹنے اور اکثر اعضا کے تفرق میں کیا جاتا ہے خصوصاً جب چوڑائی میں کٹ جائے اور بعض اعضا میں سلائی کرنے سے یہ کام پورا ہوتا ہے جیسا کہ مراق بطن کی سلائی ہوتی ہے

Marfat.com

جب کہ یہ کٹ جائے اور ثرب باہر نکل آئے۔ کیوں کہ اس موقع پر ثرب کو اندر لوٹا دیا جاتا ہے بشرطیکہ یہ خراب نہ ہوا ہو اور اگر خراب ہو چکا ہے تو اس کو کاٹ دینا چاہئے کیوں کہ یہ غیر ضروری عضو ہے۔ اور اصلح و انسب طریقہ بھی یہی ہے۔ جیسا کہ کتاب الصحت میں بیان کیا جا چکا ہے لیکن چونکہ اس میں شرائین و عروق زیادہ ہوتے ہیں اس لئے ان کی جڑوں کے نزدیک باندھ دینا چاہئے۔ اس وقت ٹھنڈی ہوا کے لگنے سے ثرب اس قدر منتفخ ہو جاتا ہے کہ اس کو اندر نہیں کیا جا سکتا۔ اس حالت میں بہت معتدل پانی سے اسفنج کو تر کر کے اس کی تکمید کی جائے۔ جالینوس کا خیال یہ ہے کہ اگر ثرب کو اندر داخل نہ کیا جا سکے تو تھوڑا اصفاق کاٹ کر اندر کر دیا جائے۔ لیکن ہمارے زمانہ میں اکثر اعمال بالید ختم ہو چکے ہیں۔ بعض جراحات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے کناروں کو ملانا اور ان کی سلائی کافی نہیں ہوتی، اگر جراحت کے کناروں کو چپکایا نہ جا سکے تو ایسی دواء مدمل رکھی جائے جو پیپ کو خشک کر دے جیسا کہ شکم کی جراحت میں ہوتا ہے لیکن اگر جراحت کے تمام اجزاء ایک دوسرے سے چپک جائیں تو دوا مدمل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مدمل (زخم کو بھرنے والی) دوائیں وہ ہوتی ہیں جن میں قوت قبض و تجفیف ہوتی ہے۔ قوت تجفیف کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ جراحت کے پیپ کو ختم کر دے اور قوت قبض، جراحت کے کناروں کو ملانے کے لئے ضروری ہے۔

بہت سے اعضاء ایسے بھی ہیں جن کا تفرق اتصال مندمل نہیں ہوتا مثلاً بالائی آنتیں اور حجاب حاجز مختصر یہ کہ وہ تمام اعضاء جن میں یبوست زیادہ ہوتی ہے ان میں اندمال نہیں ہوتا۔

گوشت کے اندر پیدا ہونے والے پھوڑوں میں جب گوشت کا کچھ حصہ ختم ہو جائے تو ان کی شفاء کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ جو گوشت ختم ہو چکا ہے اس کے بدل میں گوشت پیدا کرنا دوسرا طریقہ یہ کہ جب گوشت پوری طرح نکل آئے تو اس پر ایسی چیز جمانا جو جلد کے مانند ہو کیوں کہ پہلی جیسی جلد اب نہیں پیدا ہو سکتی جیسا کہ گوشت میں ہوتا ہے۔ پہلے طریقہ میں جب عضو کی طرف پہنچنے والا خون اپنی کیفیت و کمیت میں بہتر ہو تو گوشت کے اگانے کے لئے طبیعت کافی ہوتی ہے، لیکن چوں کہ ہضم کے پورے ہونے کے وقت تمام اعضاء میں دو فضلات پیدا ہوتے ہیں جن میں ایک رقیق ایک گاڑھا ہوتا ہے اس لئے یہ فضلات پھوڑوں کے گوشت اگانے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اس لئے طبیعت کو ضرورت ہوتی ہے کہ ایسی دواؤں سے اس کی معاونت کی جائے جو پھوڑے کی مائیت کو خشک اور اس کی گندگی کو صاف کر دے لیکن دوائیں اس قدر قوت جلا نہ ہو جو اگنے والے گوشت کو گھلا دے ایسی دوائیں وہی ہیں جنھیں منبت لحم کہا جاتا ہے۔ جالی اور مدمل دواؤں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مدمل دوائیں بہت مجفف ہوتی ہیں

Marfat.com

جن میں قوت جلاء بالکل نہیں ہوتی۔ ایسی دوائیں بہت ہیں مثلاً کندر، آرد جو، آرد باقلا، آرد کرسنہ، اصل السوس، اقلیمیا، زراوند، جاؤ شیر اور توتیا۔ ان دواؤں کی تاثیر زائد اور کم ہونے میں مختلف ہوتی ہے۔ کندر، آرد جو، آرد باقلا گوشت لانے میں پہلے درجہ کی دوائیں ہیں۔ انہی کے قریب آرد کرسنہ اور اصل السوس ہیں زراوند اور جاؤ شیر تیسرے درجہ میں ہیں۔ عضو کے مزاج اور اس کے ذکی الحس وشریف ہونے کے لحاظ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ کون سی دوا استعمال کی جائے اس کی مقدار اور طریقہ استعمال کیا ہو۔

عضو یا پورے جسم کے مزاج کا پہلے اندازہ لگا لینا ضروری ہے تاکہ استعمال ادویہ میں آسانی ہو جیسا کہ بچوں اور عورتوں کا مزاج رطب ہوتا ہے تو انہیں کندر جیسی منبت لحم دوا استعمال کرائی جائے گی۔ اور جب عضو کا مزاج یابس ہو تو کندر کا استعمال کافی نہیں ہے بلکہ اس سے قوی دوا ہو مثلاً آرد کرسنہ وغیرہ۔ اگر عضو میں شدید یبوست ہو تو ایسی منبت لحم دوائیں استعمال کی جائیں گی جو غایت درجہ کی یابس ہوں گی مثلاً کان کے پھوڑے اگر معمولی ہوں تو شیاف ماثیا ہمراہ سرکہ سے فائدہ ہو جاتا ہے لیکن اگر بڑے قروح ہوں تو قرص اندرون استعمال کی جائے گی۔ اس حالت میں کبھی اس دوا کی ضرورت ہوتی ہے جو خبث الحدید اور سرکہ سے بنائی جاتی ہے۔ سینہ کے جراحات میں بھی ایسی ہی دوا استعمال کی جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ طریقہ استدلال صحیح ہے۔ جالینوس کا خیال ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ کوئی عضو یابس اس قدر مرطوب ہو جائے کہ اس کی رطوبت اس عضو کی رطوبت کے مساوی ہو جائے جو طبعاً مرطوب ہے تو یہ عضو یابس اپنی طبیعت سے زیادہ غیر معتدل ہو جاتا ہے اسی لئے زیادہ مجفف دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طریقہ استدلال سے سبب قائم کرنا ایک لحاظ سے صحیح ہے۔ کیونکہ جب یہ فرض کیا جائے کہ عضو پہلے درجہ میں یابس ہے پھر یہ معتدل یا پہلے درجہ میں رطب ہو گیا تو معتدل ہونے کی صورت میں اپنے مزاج اصلی سے ایک درجہ رطوبت کی طرف مائل ہو گیا۔ اور اس کی شفا پہلے درجہ کی یابس دوا سے ہو گی اور اگر فرض کر لیا جائے کہ عضو کا مزاج پہلے درجہ میں یابس ہے پھر یہ غیر معتدل ہو کر پہلے درجہ میں رطب ہو جائے تو مزاج طبیعی سے دو درجہ کی دوری ہو گئی یعنی درجہ اعتدال اور اس کے بعد کا درجہ۔ چنانچہ جس دوا سے اس کی شفاء ہو گی وہ دوسرے درجہ کی یابس ہو گی کیوں کہ یہ ایسی دوا ہو گی جو دو درجوں سے مقابل ہو گی یعنی پہلا درجہ اور اس کے بعد کا درجہ۔ کیوں کہ اگر پہلے درجہ کی یابس دوا استعمال کی تو اس درجہ کے مطابق رطوبت کا ایک ہی درجہ کم کرے گی۔ غور کرنے پر یہ بات ظاہر ہے اور اگر دوسرے درجہ کی خشک دوا استعمال کی گئی تو رطوبت کے دو درجوں کو کم کرے گی۔ اس بنا پر اگر عضو

Marfat.com

یابس میں قرحہ ہو جائے تو اس کے لئے دوا قوی کی یقیناً ضرورت ہوگی۔ کیوں کہ دوائیں اسی وقت شفا بخش ہوں گی جب مساوی درجہ میں متضاد ہوں گی۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اعضاء یابسہ کے قروح میں اتنی ترطیب کی جائے کہ اس کی رطوبت اس رطوبت کے مساوی ہو جو اعضاء رطبہ کے قروح میں ہوتی ہے بلکہ ان کی ترطیب انہی کے لحاظ سے کی جائے گی۔ کیوں کہ اگر اعضاء رطبہ کی رطوبت کے مساوی ترطیب کی جائے تو اس سے پہلے ہی اعضاء میں فساد شروع ہو جائے گا۔ مذکورہ تفصیلات کی بنا پر طریقۂ استدلال کا تقاضا یہ ہے کہ اعضاء یابسہ اور امزجۂ یابسہ کے قروح میں زیادہ یابس دوا کی ضرورت ہوگی اس کا سبب صرف یہ ہے کہ عضو یابس بہ مشکل منفعل ہوتا ہے اور اس کے فضلہ میں بھی غلظت ہوتی ہے۔ جیسا کہ علم طبیعی میں بیان کیا گیا ہے کہ دوسری کیفیات کی بہ نسبت یبوست میں انفعال بہ مشکل ہوتا ہے۔ گویا یہ مسئلہ شیخ و شاب کے مسئلہ کے مانند ہے جس کے متعلق پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ قرحہ میں میل زیادہ ہونے سے طبیب یہ معلوم کر لیتا ہے کہ اس کے تنقیہ کے لئے جو جالی دوا استعمال کی گئی ہے وہ کم درجہ کی ہے۔ اسی طرح زخم کے دونوں کناروں کے سرخ ہونے یا زیادہ گہرے ہو جانے سے طبیب یہ معلوم کر لیتا ہے کہ زیادہ قوی جالی دوا استعمال کی گئی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوا اکال کے استعمال سے قرحہ کا میل بڑھ جاتا ہے یہ طبیب کی غلطی ہے حالاں کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ کم درجہ کی دوا دی گئی ہے۔ ایسی جالی دواؤں کے درمیان فرق اسی سے کیا جاتا ہے جو ابھی ہم نے بیان کیا ہے یعنی قرحہ کا سرخ ہونا، اس میں حرارت کا محسوس ہونا اور اس کا زیادہ گہرا ہونا۔

قرحہ کے معالجہ میں عضو کی وضع سے اخذ کیا جانے والا استدلال ظاہر ہے کیوں کہ جب قرحہ ایسے عضو میں ہو جہاں تک دوائیں بغیر کسی تغیر کے پہنچ جاتی ہیں تو اس میں کمزور دواؤں کا استعمال کافی ہے جیسا کہ قروح معدہ میں دوائیں پہنچتی ہیں۔ اسی لئے قروح امعاء میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ اگر زیریں آنتوں میں قرحہ ہوتا ہے تو دواؤں کے ذریعہ حقنہ کیا جاتا ہے اور اگر بالائی آنتوں میں ہوتا ہے تو مریض کو دوا پلائی جاتی ہے۔

جو اعضاء گہرائی میں ہوتے ہیں انہیں زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً پھیپھڑے کا قرحہ۔ عضلات بھی چونکہ بیرون جسم سے کچھ دور ہیں اس لیے ان کے حق میں جو دوائیں رکھی جائیں وہ اسی خون کو تحلیل کریں جو عروق سے نکلتے ہیں۔ اور یہ دوائیں قوی ہوں کیوں کہ عضلات میں جو تفرق ہوتا ہے اس میں رطوبت کے بہنے یا ان اجزا سے نکلنے والے خون کے زائل ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے، قصبۂ ریہ کی وضع کے لحاظ سے یہ تدبیر کی جاتی ہے کہ اگر اس میں قرحہ ہو جائے تو مریض کو ہدایت کی جاتی

Marfat.com

ہے کہ وہ چت لیٹ جائے اور منہ میں دوا رکھ کر چوسے یہاں تک کہ دوا قصبۂ ریہ میں مترشح ہو کر قرحہ تک پہنچے گی اس سے کھانسی بھی نہیں ہوگی اسی لئے قرحہ مری کے مریض کو بھی کہا جاتا ہے کہ وہ تھوڑی تھوڑی دوا نگلتا رہے اور دوا میں ایسی چیز ملائی جائے کہ جب دوا گزرے تو حلق میں چپکتی ہوئی جائے۔

عضو کی خلقی حالت سے استدلال یہ ہے کہ بعض قروح میں صرف کھانے پینے کی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں اور بعض میں بیرون جسم پر دوائیں رکھی جاتی ہیں اور بعض قروح میں دونوں قسم کی تدبیریں کی جاتی ہیں۔ کبھی اعضاء کی خلقی حالت کے مناسب آلات استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً مثانہ میں دواؤں کو پہنچانے کے لئے قاثاطیر وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ عضو کے ذکی الحس ہونے میں تدبیر ظاہر ہے کہ ایسا عضو قوی دواؤں کو برداشت نہیں کرتا اسی طرح مشارک ہونے کی حیثیت سے جو عضو کثیر المنافع ہے اس کے لئے قوی دوائیں استعمال نہیں کی جاتیں۔

بیرون جسم پر ہونے والے قروح سے متعلق بیان کیا جاچکا ہے کہ ان میں جلد کے بدل میں دوسرا جسم پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ادویہ مدملہ کے ذریعہ یہ عمل پورا ہوتا ہے یہ وہی دوائیں ہیں جو زیادہ یابس ہوتی ہیں مثلاً مازو اور گلنار وغیرہ کیوں کہ اس موقع پر ایسی دوا مقصود ہوتی ہے جو عضو میں پوست پیدا کرے۔ ایسی دوائیں عموماً گوشت پیدا کرنے والی دواؤں سے زیادہ مجفف ہوتی ہیں۔

جن قروح میں زائد گوشت پیدا ہو جاتا ہے اس کے لئے ایسی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس گوشت میں تاکل پیدا کریں۔ یہ دوائیں ادویہ منبتہ سے زیادہ قوی ہوتی ہیں مثلاً کسیس اور قلقطار اور اس سے زیادہ قوی زنگار ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بعض ابدان میں کسیس منبت لحم ہو۔ زائد گوشت ختم کرنے میں طبیعت کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی جس طرح گوشت کے اگانے میں طبیعت کی تاثیر ہوتی ہے بلکہ یہ فعل محض معالجہ سے انجام پاتا ہے۔

سوء مزاج کے بغیر گوشت میں ہونے والے قروح جو بیرون جسم یا اندرون جسم میں ہوتے ہیں ان کا بیان ہو چکا۔ لیکن جب قرحہ کے ساتھ سوء مزاج ہو تو یہی بمنزلہ سبب ہوتا ہے اور جب سبب کو ختم نہ کیا جائے تو قرحہ کا اچھا ہونا ممکن نہیں اسی طرح اگر ورم ہو تو اس کو دور کئے بغیر قرحہ اچھا نہیں ہوتا۔ سوء مزاج کا معالجہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے لیکن یہاں بھی کچھ تذکرہ کرنا مناسب ہے۔

قرحہ کے ساتھ سوء مزاج کبھی اس خون کے سبب سے ہوتا ہے جو اس میں پہنچتا ہے جب کہ خون اپنی کیفیت یا کمیت یا دونوں میں غیر معتدل ہو کبھی نفس قرحہ میں سوء مزاج ہوتا ہے اور کبھی دونوں باتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں۔ اگر قرحہ میں پہنچنے والے خون کے سبب سے سوء مزاج ہو تو یہ غور کرنا چاہئے کہ لوگ

Marfat.com

جسم کے اخلاط میں خرابی ہے یا اس کی مقدار زیادہ ہے یا دونوں باتیں ہیں۔ اگر دونوں باتیں ہوں تو استفراغ عام کیا جائے گا اگر صرف مقدار زیادہ ہے تو فصد کے ذریعہ استفراغ ہوگا اگر خرابی ہے تو دواء مسہل کے ذریعہ استفراغ ہوگا جن مقامات سے یہ استفراغات ہوتے ہیں وہ پہلے بیان کئے جا چکے ہیں دوبارہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کبھی سوء مزاج کا سبب کوئی عضو ہوتا ہے اس حالت میں اس کے استفراغ کی کوشش کی جائے۔ کبھی عضو کے علیل ہونے سے سوء مزاج ہوتا ہے مثلاً اس میں دوالی وغیرہ ہو جائے اس حالت میں تنقیہ بدن کی طرف پوری توجہ ہونی چاہئے۔ مختصر یہ کہ ردع مادہ کے جتنے طریقے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں، ان کے ذریعے عضو متقرح سے مادہ کا ردع کیا جائے یعنی عضو کو قوی کر کے مخالف سمت مادہ کو جذب کریں۔

اگر نفس قرحہ میں سوء مزاج ہو تو اس کے استیصال کی طرف توجہ کی جائے مثلاً اگر قرحہ میں سوء مزاج یابس ہو تو گرم پانی سے اس کی ترطیب کی جائے اور اگر سوء مزاج رطب ہو تو ایسی خشک دوائیں استعمال کی جائیں جو زیادہ مجفف ہوں اسی طرح سوء مزاج حار یا بارد ہونے کی حالت میں مناسب دوائیں استعمال کی جائیں۔ اگر قرحہ کا گوشت سخت ہو کر مسے کی مانند ہو جائے تو اس کو نشتر سے کاٹ کر اس پر دواء منبت لحم رکھی جائے۔

اگر قرحہ کے ساتھ ورم ہو تو جب تک ورم کی شفاء نہیں ہوگی قرحہ کی شفاء کی کوئی صورت نہیں ہے اگرچہ ورم کی شفاء کے لئے جو دوائیں استعمال کی جائیں وہ قرحہ کے متضاد ہوں۔ اگر قرحہ میں دونوں باتیں ایک ساتھ ہوں یعنی قرحہ کی طرف پہنچنے والا خون فاسد ہو اور خود اس میں بھی سوء مزاج ہو تو دونوں چیزوں کی طرف توجہ کی جائے گی۔ مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا ہے کہ ابتداء قرحہ کے اسباب کیا ہیں۔ کبھی اس کا سبب ناموافق دواؤں کا استعمال ہے کبھی اس کا سبب قرحہ کی طرف نامناسب مادہ کا پہنچنا ہے کبھی اس کا سبب یہ ہے کہ سوء مزاج کی قسموں میں سے ایک یا ایک سے زیادہ قسموں کے غلبہ سے عضو کی طبیعت کا فعل خراب ہو جاتا ہے۔

خراب اخلاط سے پیدا ہونے والے متآکل قروح مثلاً قروح آکلہ وغیرہ کا معالجہ یہ ہے کہ جسم کا استفراغ اور تعدیل مزاج کی جائے اور قرحہ کی تخفیف کے لئے حتی الامکان مجفف دوائیں استعمال کی جائیں مثلاً تریاق فاروق اور اس کے مانند دوسری دوائیں۔

ل پنڈلیوں کی وریدوں کا پھول کر ابھر آنا۔

Marfat.com

گوشت کے تفرق اتصال اور اس کے سوءمزاج کا معالجہ بیان کر دیا گیا۔ اب اوردہ و شرایین کے تفرق اتصال بیان کئے جائیں گے۔

وریدوں میں ہونے والا تفرق اتصال بہ آسانی مندمل ہو جاتا ہے لیکن شریانوں کا تفرق اتصال بمشکل مندمل ہوتا ہے کیوں کہ ان عروق کے کھلنے سے ایک دوسری اہم کیفیت یہ عارض ہوتی ہے کہ خون جاری ہو جاتا ہے البتہ اگر یہ تفرق چھوٹا ہو یا بچے کے جسم میں ہو تو اندمال آسان ہوتا ہے۔ خون کو روکنے کے لئے وہی ملحم دوائیں استعمال کی جاتی ہیں جو گوشت کے تفرق اتصال میں مستعمل ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ دوائیں زیادہ خشک ہوتی ہیں۔ رگوں سے خون جاری ہونے کی مختلف وجوہ ہیں ایک یہ کہ رگ پھٹ جائے جس کا سبب کوئی بیرونی یا اندرونی چیز ہوتی ہے۔ بیرونی چیزیں کاٹنے والی یا کچلنے والی یا کھنچاؤ پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور اندرونی چیزیں وہ ہیں جو اپنی حدت سے تاکل یا تمدد پیدا کر کے رگوں کو کھول دیں۔ کبھی رگ کے منھ کھلنے سے خون جاری ہوتا اور کبھی مترشح ہو کر جاری ہوتا ہے۔ ان وجوہ میں پھٹنے سے جاری ہونے والے خون کو بند کرنے کی تدبیر پہلے بیان کی جا رہی ہے کیوں کہ یہ زیادہ خطرناک ہے۔

بیرون جسم میں شریان کے پھٹنے سے جب خون جاری ہونے لگے تو اس کو بند کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اسی عضو سے مادہ کا امالہ کیا جائے خصوصاً جب اس کا سبب خون کی کثرت ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خون بہنے کی جگہ کو بند کر دیا جائے۔ اگر تھوڑا خون نکل رہا ہے تو اس جگہ پر انگلی رکھ کر دبا دیا جائے دبانے سے وہاں پر خون منجمد ہو جائے گا اور خون بند ہو جائے گا۔ یا اس پر پٹی باندھ دی جائے یا زخم کے منھ پر داغ دیا جائے اس سے وہاں پر خشک ریشہ ہو جائے گا یا اس پر قابض و مغری دوائیں رکھی جائیں مثلاً وہ مرکب دوا جو پکے ہوئے گوند، میدہ اور گچ وغیرہ ملا کر تیار کی جاتی ہے۔ جالینوس نے شریانوں سے خون نکلنے میں اس دوا کی بہت تعریف کی ہے جو صبر، کندر، سفیدی بیضہ اور خرگوش کے بال سے تیار کی جاتی ہے کیوں کہ یہ خون کو بند کرنے کے ساتھ رگ کے اوپر گوشت پیدا کرتی ہے اس موقع پر اسی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ جب رگ کے منھ پر گوشت نہ پیدا ہو تو ام الدم[1] ہو جاتا ہے۔ رگ سے داغنے کا عمل محفوظ طریقہ نہیں ہے کیوں کہ کبھی خشک ریشہ گر کر دوبارہ خون جاری ہو جاتا ہے۔ نیز داغنے سے گوشت کا کافی حصہ ختم ہو جاتا ہے حالاں کہ اس موقع پر گوشت اگانے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے نہ کہ گوشت کم کرنے کی۔ البتہ رگ کے تاکل سے خون جاری ہونے میں داغنا بہتر عمل ہے کیوں کہ اس عمل سے تاکل کے سبب فاعل کو بھی رفع کیا جاتا ہے۔

---

[1] ام الدم: اسے انوریسما بھی کہا جاتا ہے اس مرض میں شریان کے پھٹنے سے زیر جلد خون منجمد ہو جاتا ہے اور وہاں پر ابھار آ جاتا ہے۔

Marfat.com

کبھی عضو سے خون کو اس طرح لوٹایا جاتا ہے کہ عضو میں ٹھنڈک پہنچائی جاتی ہے کبھی یہ تمام طریقے دشوار ہوتے ہیں اس حالت میں شریان یا ورید کو کاٹنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ کاٹنے سے رگ کے دونوں کنارے سکڑ جاتے ہیں پھر خون بند ہو جاتا ہے۔ محتاط طریقہ یہ ہے کہ رگ کی دونوں جڑوں کو باندھ دیا جائے اور پھر رگ کو کاٹا جائے خون کو دوسری جانب مائل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عضو کو اس طرح اوپر اٹھایا جائے کہ زخم کا منھ اوپر رہے اور عضو کی وضع ایسی ہو کہ درد نہ ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس سمت سے خون جاری ہو رہا ہے اس کے مخالف سمت یا قریبی سمت کی طرف مادہ کا امالہ کیا جائے۔ قریبی سمت کی طرف امالہ کی مثال یہ ہے کہ جو خون منھ سے نکل رہا ہے اسے ناک کی طرف پھیر دیا جائے اور مثانہ سے جاری ہونے والے خون کو رحم کی طرف پھیر دیا جائے۔ اور مخالف سمت کی طرف مائل کرنے کی مثال یہ ہے کہ اگر ناک کے دائیں جانب سے نکسیر پھوٹے تو جگر پر سنگھیاں لگائی جائیں اور طحال میں بائیں جانب سنگھی لگائی جائے۔ نکسیر میں پشت پر سنگھی لگانا ایسا معالجہ ہے کہ مخالف سمت کی طرف خون کا امالہ ہوتا ہے کیوں کہ پشت آگے جانب کی مخالف سمت ہے۔ اسی طرح کا امالہ وہ بھی ہے جب نزف الرحم میں پستانوں پر سنگھی لگائی جاتی ہے۔ فصد یا دلک یا اعضاء کو باندھنے یا ادویہ کے ذریعہ مخالف سمت یا قریبی سمت کی طرف خون کو جذب کیا جاتا ہے مثلاً مدحیض دوائیں۔ لیکن اس موقع پر فصد کا استعمال علاج عرضی ہے کیوں کہ یہ بالشل معالجہ ہے اس لئے احتیاط کے ساتھ فصد کا عمل ہونا چاہئے یہ علاج ذاتی کے مانند اس وقت ہوتا ہے جب خون کے جاری ہونے کا سبب اس کی کثرت ہوتی ہے۔

جب اندرون جسم میں خون جاری ہوتا ہے تو اس کو روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ قابض دوائیں اور مغلظ غذائیں استعمال کی جائیں۔ عضو کی وضع، اس کی خلقی حالت اور مذکورہ تمام امور سے بھی یہاں پر استدلال ہوتا ہے۔ اس موقع پر استعمال ہونے والی قابض دوائیں چند درجے کی ہوتی ہیں، جس طرح مختلف طریقوں سے خون جاری ہوتا ہے۔ قوی دواؤں میں گلنار، سماق، اقاقیا، خام مازو اور پوست انار ہے اور کمزور دواؤں میں شادنج، دقاق کندر، بارتنگ اور مکو ہے۔ رحم کے نزف الدم میں بارتنگ کے استعمال کو جالینوس نے عمدہ کہا ہے کیوں کہ رحم میں تاکل ہوتا ہے، اس نے یہ بھی کہا ہے کہ جب اس دوا کو استعمال کرتا ہوں تو اس کے ساتھ کچھ ایسی دوائیں ملاتا ہوں جو شدید قابض ہوتی ہیں۔

اندرون بدن سینہ کے عروق کا پھٹنا زیادہ خطرناک ہے۔ اور اس سے زیادہ خطرناک پھیپھڑے کے عروق کا پھٹنا ہے۔ اطباء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اگر پھیپھڑے کی رگ پھٹ جائے تو اس کے اندمال کے لئے کوئی دوا نہیں ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ مرض کے شروع میں خون ہی سے زخم مندمل ہو جاتا ہے لیکن جب

Marfat.com

زخم میں پیپ پڑ جائے تو پوری صحت نہیں ہوتی لیکن یہ ممکن ہے کہ مریض عرصہ تک زندہ رہے۔ اگر اس کی تدبیر اس طرح کی جائے جیسا کہ میں کرتا ہوں تو اس مرض سے مریض کی موت نہیں ہوتی۔ جالینوس کے کلام کا مفہوم یہی ہے لیکن اس نے اس تدبیر کی پوری وضاحت نہیں کی ہے۔ متاخرین اطباء نے اس کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ ابن سینا نے کہا ہے کہ ذات الریہ کی ایک مریضہ بیس سال تک زندہ رہی، یہ عورت برابر گلقند شکری کے ساتھ روٹی کھاتی تھی۔ اطباء متاخرین میں ابو زہر نے متعدد مریضوں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ کسی بیرونی چیز سے سخت چوٹ لگنے کی وجہ سے اگر پھیپھڑے کی رگ پھٹ جائے تو شروع میں اس کا طریقہ علاج یہ ہے کہ اگر امتلاء خون زیادہ ہو تو مریض کی رگ اکحل کی فصد کھولی جائے اور اگر امتلاء نہ ہو تو باسلیق کی فصد کھولی جائے بہتر یہ ہے کہ دو بار میں خون نکالا جائے۔ اور فصد کھولنے سے پہلے اطراف یعنی دونوں بازو باندھ دئے جائیں۔ اور مریض سے کہا جائے کہ حتی الامکان کھانسنے سے پرہیز کرے۔ ابتداء مرض میں اگر طبیب یہ محسوس کرے کہ پھیپھڑے میں خون منجمد ہو گیا ہے تو جالینوس کا مشورہ یہ ہے کہ مریض کو پانی ملا ہوا سرکہ استعمال کرایا جائے۔ لیکن یہ معالجہ سبب اور عرض کے مضاد نہیں ہے کیوں کہ سرکہ سے کھانسی ہوتی ہے حالاں کہ اس موقعہ پر اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کھانسی نہ ہو نیز اس سے قرحہ میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے خون جاری ہونے کے سبب کو بڑھا دیتا ہے۔ اس موقعہ پر محتاط طریقہ یہ ہے کہ سرکہ سے پرہیز کیا جائے اور مریض کو ایسی دوائیں پلائی جائیں جو رادع، قابض اور مقوی ہوں۔ قابض دواؤں میں وہ دوا منتخب کی جائے جو لطیف ہو کیوں کہ مرض کی جگہ دور ہے۔ میرے نزدیک بہت مفید دوا یہ ہے کہ جوز السرو، جفت بلوط اور لحیۃ التیس ہموزن کا خیساندہ تیار کیا جائے اور شربت ورد کو اس خیساندہ کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ ابو مروان ابن زہر نے اس پانی کو عمدہ کہا ہے جس میں گرم کیا ہوا لوہا اتنی بار بجھایا جائے کہ پانی کا کافی حصہ ختم ہو جائے۔ اس طریقۂ علاج سے ممکن ہے کہ یہ قرحہ اس کے خون سے مندمل ہو جائے۔ ان تمام طریقۂ علاج میں تلطیف غذا کی بڑی اہمیت ہے۔ غذا میں یہ کافی ہے کہ صبح کو انار دانہ یا جو کے ستو کے ساتھ ماء الشعیر اور شام کو ۲ تولہ روٹی ربکائن کے پھل کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

اگر پھیپھڑے میں نزلہ گرنے کے سبب اس کی رگ پھٹ جائے اس طرح کھانسی کا ہیجان ہو جائے۔ یا خلط حاد گرنے سے اس کے جوہر میں تاکل ہو جائے تو اس موقع پر محتاط طریقہ یہ ہے کہ استفراغ عام یعنی فصد و اسہال کیا جائے اور سر پر دوا مجفف رکھی جائے۔ اگر نزلہ کا سبب خلط بارد ہو تو لونگ مرچ سیاہ اور پودینہ بہتر دوا ہے اگر حرارت کے سبب نزلہ ہو تو بہیا سرا اور نرنج کا استعمال کافی ہے مختصر یہ کہ ہر ایسی دوا جس میں قوت تجفیف زیادہ اور حرارت کم ہو۔ کیوں کہ اس موقع پر

Marfat.com

جب کہ سبب باقی ہے زخم کے اندمال کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے سبب کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ اور ایسا اسی وقت ممکن ہے جب حتی الامکان تجفیف بدن کی کوشش کی جائے۔ اسی لئے اس موقع پر تریاق فاروق بہت اچھی دوا ہے خصوصاً جب یہ مرض نیا ہو نیز لوگوں کا خیال یہ ہے کہ خون کو روکتا ہے جس طرح اسہال کو روکتا ہے۔ اس بناء پر تریاق سے علاج خون جاری ہونے کی دونوں قسموں یعنی بیرونی سبب اور اندرونی سبب سے ہونے والوں کے لئے مشترک ہے۔ اس موقع پر قرص اندرون اور قرص بزور کے استعمال کو جالینوس نے عمدہ کہا ہے۔

پھیپھڑے کے زخم میں جب پیپ ہو جائے تو اس کے متعلق جالینوس کہتا ہے کہ اس کی صحت نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ کھانسنے ہی سے قرحہ کی پیپ صاف ہو سکتی ہے لیکن کھانسی ورم کو بڑھا دیتی ہے اور ورم سے پیپ زیادہ ہو جائے گی لیکن جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ کسی مریض کی ایسی حالت بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے پھیپھڑے سے نکلنے والی پیپ بند ہو جائے اور مریض طویل عرصہ تک زندہ رہے۔" ہو سکتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ جب اس میں ورم ہو جائے تو اس کا قرحہ اچھا نہ ہو کر سخت ہو جائے اور مریض عرصہ تک زندہ رہے۔ ایسا اس عضو کے پورے تجربے ہوتا ہے نہ کہ کوئی تدبیر کی جاتی ہے جس شخص کے پھیپھڑے میں پیپ ہو جاتی ہے تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ورم پھٹ کر اس سے سفید پیپ نکلتی ہے یا اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ رگ کے پھٹنے کے بعد اس کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس میں پیپ پیدا ہو جائے ان دونوں حالتوں میں ایسی دواؤں سے علاج زیادہ مفید ہوتا ہے جو کچھ جالی، مجفف اور مقوی ہوتی ہیں مثلاً پرسیاؤشاں، قرعنہ، پوست ترنج اور اصل السوس۔ نیز گلقند یا زبیب عسلی کے ساتھ برابر روٹی کھائی جائے۔ اس حالت میں دودھ اور ماء الشعیر پینا بہتر ہے تبدیلی آب و ہوا کے لئے جنوبی[1] شہروں میں جانا بھی اس قرحہ ریہ میں جس کا سبب زکام بارد ہو مفید ہے۔

قصبۂ ریہ کے قرحہ کی صحت زیادہ آسان ہے۔ مختصر یہ کہ اس قرحہ اور قرحہ ریہ کی تجفیف کے لئے مریض سے یہ کہا جائے کہ چت لیٹ کر اپنے منہ میں ایسی دوا رکھے جو جالی مجفف اور ملین ورم ہو۔ اس عرق ... سے کچھ مترشح ہو کر پھیپھڑے تک پہنچے گا جس طرح دیوار پر سایہ پھیلتا ہے۔ رگوں کے کھلنے کے سبب خون جاری ہو تو اس کا علاج بھی ایسا ہی ہے۔ خون کے مترشح ہونے کا علاج یہ ہے کہ ... و قابض دوائیں

---

[1] : مصنف کے ملک کے لحاظ سے جنوبی علاقے، مثلاً بلاد عرب و افریقہ وغیرہ۔

Marfat.com

استعمال کی جائیں۔ اگر اس کا سبب خون کی رقت ہو تو مغلظ غذائیں استعمال کی جائیں۔ عروق میں ہونے والے تفرق اتصال کا معالجہ بیان کر دیا گیا۔ اب عصب کے تفرق اتصال کو بیان کیا جائے گا۔

اس لحاظ سے کہ عصب میں معمولی رطوبت کے پہنچنے سے تشنج ہو جاتا ہے، ضروری ہے کہ اس میں کسی بھی کاٹنے والی چیز کے چبھنے پر فصد و اسہال کے ذریعہ جسم کے استفراغ کی طرف پوری توجہ کی جائے ورنہ زخم میں لوہا موجود ہوگا اور وہاں پر درد بھی نہ ہوگا۔ چوں کہ عصب اندرونی کثیف اعضاء میں سے ہے اس لئے پیپ کو خشک کرنے کے لئے ادویہ ملحمہ کافی نہیں ہوتیں بلکہ اس کے لئے موافق دوا وہ ہے جس میں قوت تجفیف اور حرارت ہو اور جو بغیر چبھن کے ریم کو جذب کرے۔ اسی لئے ابتداء ہی میں اس زخم کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ ایسی دوائیں بعض ضعیف اور بعض قوی ہوتی ہیں۔ ضعیف دواؤں میں علک البطم ہے جب کہ اسے تنہا استعمال کیا جائے۔ اگر اس کو تھوڑی فرفیون کے ساتھ استعمال کیا جائے تو قوی ہو جاتا ہے۔ نرم جسم بدن والوں میں اس کا تنہا استعمال مفید ہے لیکن گٹھیلے بدن والوں میں اس مقصد کے لئے سکبینج ہمراہ روغن زیتون یا ہمراہ گوند بطم مناسب دوا ہے اسی طرح جاوشیر اور ہینگ بھی مفید دوا ہے۔ بغیر بریاں کئے ہوئے گندھک میں روغن زیتون ملا کر ان زخموں پر لگانا مفید ہے۔ راتینج کا فائدہ بھی تقریباً وہی ہے جو علک البطم اور تازہ گوند کا ہے۔ جب عصب پھٹ جائے اور اس کے اوپر کی جلد علیحدہ ہو جائے تو ایسی دوائیں مفید نہیں ہوتیں بلکہ اس موقع پر آہک مغسول ہمراہ روغن زیتون اور توتیا مغسول کا استعمال کافی ہے۔ اگر جسم گٹھیلا ہو تو قرص اندرون کا استعمال کافی ہے۔ اگر عصب چوڑائی میں کٹ جائے تو یہ لمبائی میں کٹنے والے عصب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ ایسے مریضوں میں تشنج پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے لہٰذا ان لوگوں کی تدابیر کی طرف پوری توجہ کرنی چاہئے۔ خون کا اخراج اور استفراغ مادہ کیا جائے اور روغن زیتون کو گرم کر کے گردن اور بغلوں میں خوب لگایا جائے خصوصاً جب ہاتھ میں قرحہ ہو جیسا کہ پیروں میں قرحہ ہونے پر ... یا بیروزہ لگایا جاتا ہے۔ زخم لگنے سے اگر عصب کھلا نہ ہو اور اس میں درد ہو تو سکون کے لئے روغن زیتون کو گرم کر کے استعمال کیا جائے کیوں کہ گرم پانی جوہر عصب کے متضاد ہے۔ اگر عصب کھلا ہوا ہو تو روغن کے استعمال سے اس میں سیل پیدا ہوگا جس سے درد بڑھ جائے گا۔ عصب پر جو دوائیں رکھی جائیں وہ گرم بالفعل ہوں کیوں کہ برودت سے اس عضو میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ جب اس میں ورم ہو جائے اور مریض میں تشنج عارض ہونے کا اندیشہ ہو تو عصب کو کاٹ دیا جائے اس تدبیر کے ذریعہ موت سے نجات حاصل ہوگی اگرچہ اس عمل سے وہ عضو لنج ہو جائے گا جس کی طرف یہ عصب پہنچا ہے۔

رباطات واوتار کا معالجہ عصب کے معالجہ سے زیادہ قوی و شدید ہوتا ہے اگرچہ اوتار عصب سے ...

Marfat.com

ترب ہے۔ جو رباطات عضلات سے ملے ہوتے ہیں ان کا علاج عصب کے معالجہ کے مانند ہے اور جو رباطات ہڈی سے ملے ہوتے ہیں ان کے لئے قوی دوائیں مضر نہیں ہوتیں۔ عروق و عصب میں پیدا ہونے والا تفرق اتصال بیان کر دیا گیا۔

اب ہڈی کا تفرقِ اتصال جسے کسر کہا جاتا ہے بیان کیا جا رہا ہے۔ اس پر اس مرض کا بیان ختم ہو جائے گا۔ ہڈی اگر چوڑائی میں ٹوٹ جائے تو اس کا ایک حصہ، دوسرے حصہ سے دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے مڑ جائے گا اس لئے ضروری ہے کہ اس حصہ کو لوٹا کر درست طور پر جوڑ دیا جائے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہڈی برابر سے نہیں ٹوٹتی بلکہ اس میں زوائد ہوتے ہیں اگر ہڈی کو اپنی جگہ پر لانے کی کوشش کی جائے تو ان زوائد کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے جس سے بڑی پریشانی واقع ہوتی ہے، اس لئے عضو کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ کی طرف ہاتھ کے ذریعہ کھینچا جائے جیسا کہ قدماء کا طریقہ تھا اگر ہمارے زمانہ میں بھی کوئی شخص ان آلات کو اچھی طرح استعمال کر سکتا ہو تو ایسا کرے۔ عضو کے کھینچنے سے ہڈی اپنی جگہ لوٹ آئے گی، یہاں تک کہ اس مقام پر پائے جانے والے عضل کے ذریعہ سکڑ جائے پھر اگر ضرورت ہو تو وہاں برابر کر دیا جائے۔ چوں کہ مریض کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ جس وضع پر ہڈی جوڑی گئی ہے اس کو قائم رکھے خصوصاً نیند اور اجابت کے لئے حرکت کے وقت، اس لئے اس کی بندش ضروری ہے، بقراط کا خیال ہے کہ دو لفافے (تختیاں) باندھی جائیں۔ ایک تختی کے سرے کو ٹوٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر اوپر تک باندھا جائے اسی طرح دوسری تختی کو ٹوٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر نیچے تک باندھا جائے۔ بقراط نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے کہ اس سے عضو کی خوب بندش ہو جاتی ہے نیز اس عضو پر مادہ نہیں گرتا کیونکہ مادہ کے گرنے سے وہاں پر ورم ہو جائے گا۔ اس کے برخلاف اگر صرف زخم پر ہی پٹی باندھی جائے تو انصباب مادہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بقراط کہتا ہے کہ پہلے ہفتہ میں ایک روز ناغہ کر کے پٹی کھولی جائے کیوں کہ وہاں پر ورم پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جب کچھ درد ہونے لگے تو پٹی کھول دی جائے اور عضو پر درد کو تسکین دینے والی دوائیں لگائی جائیں۔ اگر عضو میں خارش محسوس ہو تو گرم پانی کا نطول کیا جائے۔ جب ایک ہفتہ گذر جائے اور ورم ہونے کا اندیشہ رہے تو عضو کو اپنی وضع پر رکھے۔ صرف ان تختیوں کا باندھنا کافی نہیں ہے کیوں کہ اس سے ہڈی کے ٹیڑھے جڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ ان تختیوں پر ایسی پٹیاں بھی باندھی جائیں جو ہڈی کے جوڑ کو محفوظ رکھیں۔

رازی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ کے ہڈی جوڑنے والے پہلے ہفتہ کے شروع میں گدی رکھ کر پٹی باندھتے ہیں لیکن ورم پیدا ہونے کے اندیشہ سے بقراط اس سے احتراز کرتا ہے نیز پہلے ہفتہ میں ہڈی کے ٹیڑھے جڑ جانے کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ پہلے ہفتہ میں پوری توجہ ورم کو روکنے کی طرف ہونی چاہئے یہ میں کہتا ہوں

Marfat.com

کہ ہمارے زمانہ کی ہڈی جوڑنے والے شروع ہی سے گدی رکھ کر پٹی باندھتے ہیں اور اس کے ساتھ کچھ ایسی دوائیں بھی رکھتے ہیں جو ہڈی کو جوڑ دیں مثلاً میدہ کا آٹا اور سفیدی بیضہ وغیرہ پھر عضو کو اسی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اچھا ہو جائے، میرا خیال یہ ہے کہ ورم سے اتفاقاً کوئی شخص محفوظ رہتا ہے اس لئے ساتویں دن کے بعد پٹی کھولی جائے اور ہر ہفتہ میں سات دن سے کم میں پٹی نہ کھولی جائے۔ پٹی کھولنے کے بعد یہ دیکھا جائے کہ کس طرح ہڈی جڑی ہے۔ کبھی کبھی ہڈی جڑتی نہیں ہے تب بھی جڑی ہوتے کا شبہ ہوتا ہے اگر جڑنے کی جگہ پر ضرورت سے زیادہ غلظت ہو تو وہاں پر مجفف دوائیں رکھی جائیں پھر اس پر تختیاں باندھ دی جائیں۔ اگر وہاں پر رقت ہے تو گرم پانی کا نطول کیا جائے اور تختیاں ڈھیلی کر دی جائیں۔ اگر معتدل حالت ہے تو مدمل دوائیں زیادہ موافق ہوتی ہیں کیوں کہ یہ اسی طرح کا جوہر پیدا کرتی ہیں نیز یہ دوائیں اپنی یبوست سے ہڈی کو جمانے میں معاون ہوتی ہیں۔

پہلے ہفتہ میں غذائی اور دوائی تدابیر یہ ہیں کہ مریض کی رگ کی فصد کھولی جائے اگر امتلاء مادہ ہو تو مسہل دواؤں سے استفراغ کیا جائے اور غذائیں لطیف دی جائیں۔ پہلے ہفتہ کے بعد ایسی غذائیں دی جائیں جو اس جسم کے مانند ہوں جس کی تولید کا ارادہ ہے۔ یہ غذائیں مغلظ اور لیسدار ہوتی ہیں۔

جب کسر کے ساتھ زخم ہو تو زخم کے منہ کو کھلا رکھنا چاہئے تاکہ ریم بہہ سکے۔ اگر ہڈی کا کوئی چھوٹا ٹکڑا تکلیف پہنچائے تو اسے نکال دیا جائے۔ اگر شگاف لمبائی میں ہو تو اس پر پٹی باندھنے اور مذکورہ تدابیر سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ کھوپڑی میں جب زخم ہو جائے اور اس کی موٹی غشا تک پہنچ جائے تو ہڈی تک زخم کو گولائی سے کاٹ دیا جائے اور اس کی ریم کو صاف کر دیا جائے ورنہ اس کی صحت نہیں ہو سکتی لیکن ہمارے زمانہ میں ایسا عمل جراحی کرنے والا کوئی موجود نہیں ہے۔

سوء مزاج کی تمام قسمیں اور اولاً اعضاء متشابہہ میں اور ثانیاً اعضاء آلیہ میں ہونے والے تفرق اتصال کی تمام قسمیں بیان کر دی گئیں، اب ایسے امراض بیان کئے جائیں گے جو ابتداً اعضاء آلیہ میں ہوتے ہیں۔

اعضاء آلیہ کے کچھ امراض ایسے ہیں جو عدد میں کم یا زیادہ ہوتے ہیں، لیکن مقدار میں کم یا زیادہ ہونا اعضاء متشابہہ کے امراض ہیں۔ کچھ خلقی امراض ہیں ان کی قسمیں شکل، ملاست، خشونت، سدہ اور انفتاح ہیں۔ کچھ وضع کے امراض ہیں۔ عدد میں زیادہ امراض کچھ طبعی ہیں مثلاً ہاتھ میں ایک انگلی کا زائد ہونا اور کچھ غیر طبعی ہیں جن کی چند قسمیں ہیں۔ (۱) مثانہ اور گردوں میں پیدا ہونے والی پتھری۔ (۲) شکم میں پیدا ہونے والے چھوٹے اور لمبے کیڑے۔ (۳) جسم پر پیدا ہونے والے تل اور مسے۔ (۴) نزول الماء۔

Marfat.com

(۵) ظفرہ۔ (۶) بردہ[1]۔ (۷) آنکھ میں جمع شدہ ریم۔ (۸) عورتوں کے رحم میں پیدا ہونے والا زائد گوشت کا لوتھڑا (حمل کاذب)۔ ان تمام امراض کے اسباب سابقاً اپنی کمیت اور کیفیت میں غیر طبیعی ہوتے ہیں یہ بیماریاں اگر پیدا ہو رہی ہوں تو پہلے ان کے اسباب کو ختم کرنے کی طرف توجہ کی جائے یعنی استفراغ عام کیا جائے پھر ان زائد چیزوں کو نکالنے اور زائل کرنے کی تدبیر کی جائے۔ اور اگر یہ امراض پوری طرح تیار ہو چکے ہیں تو شفا کا صرف ایک ہی طریقہ ہے یعنی زائد چیز کو نکال دینا۔ ان تمام اقسام کا عمومی طریقہ معالجہ یہی ہے اب ہر ایک کا خاص علاج ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

پتھری کا استیصال و ازالہ ایسی ادویہ سے ہوتا ہے جو اس کے لیے مخصوص ہیں اور جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ شکم کے کیڑوں کے ازالہ کے لیے تلخ دوائیں مثلاً افسنتین اور شیح (جوہر اجوائن) استعمال کی جاتی ہیں۔ اور وہ کیڑا جسے حب القرع (کدو دانہ) کہا جاتا ہے اس کے لیے زیادہ قوی مثلاً سرخس وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تل اور مسے کا ازالہ ادویہ اور نشتر کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اوندھے مسے کو دور کرنے کے لئے پَر کو اس کی گولائی میں باندھ دیا جائے۔ اس کام کے لئے مرغ اور عقاب کے پَر زیادہ مناسب ہوتے ہیں۔ آنکھ میں پانی اترنا (موتیا بند) جب پختہ ہو جاتا ہے تو نشتر کے ذریعہ باہر نکال دیا جاتا ہے۔ آنکھ کی ریم کا ازالہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ نیچے کی طرف اسے گرا دیا جاتا ہے۔ جالینوس کا قول ہے کہ میں ایک کحال کو جانتا ہوں جو مریض کو کرسی پر بیٹھاتا تھا اور اس کے سر کو اس طرح حرکت دیتا تھا کہ پیپ اندر کی جانب گرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن نزول الماء میں یہ تدبیر نہیں کی جا سکتی کیوں کہ یہ پانی غمام (ابر) کے مانند ہوتا ہے اگر نیچے اتارا جائے گا تو پھر اپنی جگہ پر لوٹ آئے گا اس لئے اس کی تدبیر یہی ہے کہ آنکھ کے اندرونی جانب روئیں دار حصوں میں دبا دیا جائے ورنہ یہ لوٹ آئے گا۔ اور پتوں سے تیار کئے ہوئے شیافات نزول الماء اور ریم میں مفید ہیں، کبھی ریم نشتر کے ذریعہ خارج کی جاتی ہے۔ ظفرہ (ناخنہ) جب زیادہ ہو تو نشتر سے اور چھوٹا ہو تو ادویہ سے اس کا ازالہ ہوتا ہے۔ بردہ کو نشتر سے کاٹا جاتا ہے۔ مرض رحا (حمل کاذب) کا ازالہ مدر حیض اور مسقط جنین دواؤں سے ہوتا ہے۔

نقص کے امراض میں بالوں کا گرنا اور جھڑنا ہے یہ قرع[2]، داء الثعلب اور داء الحیہ میں ہوتا ہے۔ انگلی یا کسی عضو کے

---

[1]: اولے کے مانند سفید رطوبت جو پپوٹے کے اندرونی جانب جم جاتی ہے۔

قرع[2]: سر کا بال گرنا، چندلا ہونا۔ داء الثعلب (بالخورہ) اس مرض میں سر، ابرو، داڑھی اور کبھی پورے بدن کے بال گرتے ہیں۔ داء الحیہ۔ سر، ابرو اور داڑھی کے بال گرنے کے علاوہ ان مقامات کی جلد بھی سانپ کی کینچلی کی طرح اترتی ہے۔

Marfat.com

کم ہونے کا کوئی علاج نہیں ہے۔ بال جمانے اور اگانے کی تدبیر پہلے بتائی جا چکی ہے کہ فضلات دخانی سے بال پیدا ہوتے ہیں اس لئے بال اس وقت گریں گے جب فضلات میں خرابی آئے گی اور وہ اپنی کیفیت میں غیر طبیعی حالت پر ہو جائیں گے۔ لہٰذا ان فضلات کو بذریعہ اسہال خارج کرنا چاہیے۔ نیز عضو میں چپکے ہوئے مادہ کے لیے محلل دوائیں استعمال کی جائیں۔ گوشت کے کم ہو جانے میں ان تدابیر کو اختیار کریں جو گوشت پیدا کرنے کے بیان میں گذر چکی ہیں۔

خلقی امراض میں ایک شکل ہے یہ اکثر طبیعی ہوتا ہے اس لئے اس کے اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ پیدائشی طور پر اگر کسی عضو کی شکل بگڑی ہوئی ہو تو بچے کو پیدائش کے بعد ایسے قالب میں رکھا جائے کہ اس کی شکل درست ہو جائے۔ بچہ کو اس قالب میں زمانہ نمو تک رکھنے سے اس عضو کی شکل درست ہو سکتی ہے۔

ملاست و خشونت کے امراض: خشونت کی بیماریاں ہمیشہ کسی تیز خلط یعنی مرۂ صفراء یا سودا یا بلغم مالح سے پیدا ہوتی ہیں۔ علاج یہ ہے کہ اس خلط کا استفراغ و امالہ کیا جائے اور ادویہ قابضہ کے ذریعہ کھردرے اعضاء کی تقویت کی جائے تاکہ ان پر اس طرح کا خلط نہ گرے اور ادویہ مملسہ کے ذریعہ عضو کو چکنا کیا جائے اکثر اس موقع پر سبب کو دور کرنا عضو کو چکنا کرنے کے مضاد ہوتا ہے مثلاً وہ کھجلی (دانتوں کی خراش) جو بلغم مالح کے سبب سے ہو لیکن مذکورہ قوانین سے ظاہر ہے کہ کیسی تدبیر کی جائے گی۔ ملاست کی بیماریوں کا سبب لیسدار اخلاط ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ان اخلاط کا استیصال کیا جائے۔

سدوں کی بیماریاں: سدے اگر بن رہے ہیں تو اس کا علاج یہ ہے کہ خلط فاعل کا استفراغ کیا جائے۔ اور ادویہ مفتحہ کے ذریعہ سدوں کی تفتیح کی جائے۔ اگر سدے بن چکے ہیں اور امتلاء مادہ نہ ہو تو صرف ادویہ مفتحہ سے علاج کیا جائے گا۔

راستے کشادہ ہو جائیں تو اس کا علاج قابض اور مقوی عضو ادویہ سے ہوتا ہے۔ جب قوت دافعہ کا فعل زیادہ ہوتا ہے تو مخدر یا مسکن و مملس دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔

وضع کی معروف بیماریوں میں شکم اور فوطوں کا فتق ہے۔ شکم کے فتق میں یہ تدبیر کی جاتی ہے کہ مریض چت لیٹا رہے اور کروٹ نہ بدلے اور ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو قابض و لطیف ہوں مثلاً جوز السرو جفت بلوط اور ان کی مانند دوسری دوائیں۔ اگر وہاں پر اس قدر نفخ ہو کہ آنت اپنی جگہ پر لوٹ نہ سکے تو ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو محلل نفخ ہوں۔ فوطوں کا فتق اگر رطوبت یا ریاح کے سبب سے ہو تو محلل و رادع دواؤں سے علاج کیا جاتا ہے۔ اور اگر ان میں آنتوں کے اترنے کے سبب سے

Marfat.com

ہو تو قابض دوائیں استعمال کی جائیں اور مریض اس طرح لیٹا رہے کہ آنت اپنی جگہ پر لوٹ سکے اور یہ حرکت نہ کرے۔ فتق کی اس قسم کا علاج دشوار ہے۔ امراض وضع میں عدبہ بھی ہے۔ اس مرض میں اس خلط کا استفراغ کیا جائے جس نے پشت کے مہروں کو پھسلا کر اپنی جگہ سے ہٹا دیا ہے اور وہاں پر محلل اور خوشبودار روغن لگایا جائے۔ امراض وضع میں خلع بھی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ورم ہونے سے پہلے عضو کو اپنی جگہ پر بٹھا دیا جائے۔ تمام اعضا جب اپنے جوڑ سے اکھڑتے ہیں تو وضع نہیں بدلتی کیوں کہ بازو کا سرا ہٹ کر بغل میں آجاتا ہے اور ران کا سرا کنج ران میں آجاتا ہے۔ بازو کے جوڑ اکھڑنے کی علامت یہ ہے کہ بغل کے نیچے گول ابھار ہوتا ہے۔ اور ورک کا جوڑ اکھڑنے سے کنج ران میں ابھار ہو جاتا ہے۔

اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ حتی الامکان بالاختصار تمام اقسام کی بیماریوں کے معالجات (بطور اصول کلیہ) بیان کر دیئے گئے ہیں۔ البتہ ہر عضو کی بیماریوں کا فرداً فرداً علاج باقی رہ گیا ہے اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کیوں کہ گذشتہ اقوال کلیہ میں ضمناً تمام معالجات بیان کر دیئے گئے ہیں لیکن پھر بھی معالجہ کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا ہر عضو کے لحاظ سے معالجات امراض پر ہم ایک کتاب تالیف کریں گے۔ جس طرح اصحاب تصانیف نے بیان کیا ہے۔ لیکن ہم اصول کلیہ کے مطابق امور جزئیہ (معالجات) کو بیان کریں گے۔ کیوں کہ اس فن میں حتی الامکان امور کلیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے امور جزئیہ کو بیان کرنا چاہئے۔ ہمیں امید ہے کہ اتنا فارغ وقت مل جائے گا کہ ہم اس اہم کام کی طرف متوجہ ہو سکیں گے۔ جس شخص کو یہ کتاب دستیاب ہو اور معالجات پر میری تالیف کا حصہ نہ مل سکے اور اس کے مطالعہ کے بعد معالجات پر کسی کتاب کے دیکھنے کا ارادہ ہو تو معالجات پر عمدہ کتاب وہ ہے جس کا نام "تیسیر" ہے اور جس کے مؤلف ہمارے معاصر ابومروان بن زہر ہیں۔

ابن زہر سے اس کتاب کو طلب کر کے میں نے نقل کر لیا جس سے اس کتاب کی شہرت ہوئی۔ اس کتاب میں جو کچھ اقاویل جزئیہ (معالجات) بیان کئے گئے ہیں وہ اصول کلیہ کے بہت مطابق ہیں۔ لیکن اس نے معالجہ کے ساتھ علامات و اسباب بھی بیان کر دیتے ہیں جیسا کہ معالجات کے مصنفین کا طرز بیان ہے لیکن ہماری اس کتاب کے پڑھنے والے کو اس کی ضرورت نہیں بلکہ صرف معالجات کافی ہے۔

مختصر یہ کہ جو شخص ہماری اس کتاب کے اصول کلیہ کو معلوم کرے گا۔ اصحاب تصانیف کی کتابوں میں معالجہ اور نسخہ سے متعلق جو کچھ وضاحت ہے اس کے صحیح اور غلط ہونے پر واقف ہو سکے گا۔ اللہ ہی خیر کی توفیق دینے والا ہے اس کے علاوہ کوئی مالک نہیں وہی ہم سب کا نگہبان اور ہمارا بہترین محافظ ہے۔

Marfat.com

قرابادین ... یونانی ادویہ مُفردہ

از حکیم سید صفی الدین علی، وزارتِ صحت حکومتِ ہند، دہلی (بھارت)

اس کتاب میں مندرجہ ذیل خصوصیات قابلِ ذکر ہیں:-

۱- ادویہ مفردہ کی تین قسمیں نباتی، حیوانی، معدنی- ان تینوں قسموں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔

۲- ہر دوا کے ساتھ مترادف انگریزی اور نباتی نظام لکھا گیا ہے۔

۳- ہر دوا کی ماہیت، مزاج، افعال و مواقع استعمال، ترکیب استعمال، مزید تحقیقات اور آخر میں مشہور مرکبات کے نام دیے گئے ہیں۔

۴- ہر دوا کی مقدار مروجہ اوزان کے طور پر دی گئی ہے۔

۵- اس کی ترتیب طلباء کے لیے نہایت مفید اور افادیت کی حامل ہے اور طلباء کی نصابیات کے عین مطابق ہے۔

۶- کتاب کے آخر میں ایک فہرست جدول کے طور پر تحریر کر دی گئی ہے۔ جہاں ساری ادویہ کی خوراک کی مقدار بتا دی گئی ہے۔ طلباء کو یاد کرنے میں نہایت آسانی ہوگی۔

۷- ایک فہرست افعال و مواقع استعمال کی بھی علیحدہ تحریر ہے۔

سائز: ۱۸ × ۲۲ / ۸ ضخامت ۳۶۸ صفحات کاغذ سفید

چھپائی آفسیٹ۔ قیمت۔ مجلد سنہری ڈائی دار ---۳۵

" " " پیپر بیگ ---۲۷ علاوہ محصول ڈاک

پروگریسو بکس - ۴۰- اردو بازار - لاہور (پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

ملکیت کتب خانہ جامعہ حنفیہ مجددیہ
نورآباد - فتح گڑھ - سیالکوٹ

کتابُ الکُلیات

لابی اُلولیدُ محمّد ابنِ رُشد

پروگریسو بُکس
۴۰-بی اردو بازار ○ لاہور